بسم اللہ الرحمن الرحیم
ترجمہ
تنویر الازہار
نور الابصار
فی مناقب آل بیت النبی المختار صلی اللہ علیہ وسلم
تالیف
شیخ مومن بن حسن مومن شبلنجی
مترجم
شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی
فیصل آباد
تفہیم البخاری پبلیکیشنز فیصل آباد

يَآ اَهْلَ الْجَمْعِ نَكِّسُوْا رُؤُسَكُمْ وَغُضُّوْا اَبْصَارَكُمْ حَتّٰى
تَمُرَّ فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الصِّرَاطِ

اے محشر والو! سر نیچے کر لو آنکھیں بند کر لو حتّٰی کہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم
کی صاحبزادی فاطمہ رضی اللہ عنہا پُل صراط سے گزر جائے۔ "بیہقی"

ترجمہ تنویر الازہار

نور الابصار

جلد اوّل

فی مناقب آلِ بیتِ النبیِّ المختار صلی اللہ علیہ وسلم

تالیف
شیخ مومن بن حسن مومن شبلنجی

مترجم
شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی رحمۃ اللہ علیہ محدث کبیر فیصل آباد

صاحبزادہ محمد حبیب الرحمن رضوی P-41 سنت پورہ فیصل آباد
Mob: 0300-0312-9650272, Fax: +92-41-2643623

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تنویر الازہار

ترجمہ

نور والابصار

جلد اوّل

تعداد .... گیارہ سو (1100)

تالیف:

شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی رحمۃ اللہ علیہ محدث کبیر

جامعہ سراجیہ رسولیہ رضویہ اعظم آباد، فیصل آباد

کمپوزنگ ایم شاہد چشتی (امین پور بازار فیصل آباد)

مطبع اشتیاق اے مشتاق پرنٹنگ پریس، مولا بخش چوک لاہور

ہدیہ روپے

صاحبزادہ محمد حبیب الرحمٰن رضوی P-41 سنت پورہ فیصل آباد

Mob:0300-9650272, Fax:+92-41-2643623

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

مؤلّف کے حالاتِ زندگی

کتاب کے مؤلّف سیّد مومن بن حسن مومن شبلنجی ہیں۔ آپ مضافاتِ مصر کے ایک گاؤں شبلنجا کی طرف منسوب ہیں، اس کے اور بنہا کے درمیان العسل ہے جو شرق کی جانب تقریباً دو گھنٹے کا سفر ہے۔ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ بنہا کی ''با'' پر کسرہ ہے اور عام لوگ اس پر فتح (زبر) پڑھتے ہیں۔ یہ مصر کے قریب ایک گاؤں ہے۔ سرورِ کون ومکان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے لئے اور اس کے شہد کے لئے برکت کی دُعا فرمائی ہے۔

ولادت: آپ تقریباً ۱۲۵۲ ہجری میں پیدا ہوئے اور مذکورہ گاؤں ہی میں اپنے والد ماجد سے تربیت حاصل کی اور قرآن مجید حفظ کیا۔ اس وقت آپ کی عمر صرف دس برس تھی۔ ۱۲۶۷ ہجری میں قرآن کریم کو تجوید سے پڑھنا سیکھنے کے لیے جامعہ ازہر مصر میں تشریف لے گئے۔

تعلیم: آپ نے اپنے زمانہ کے مقتدر علماء کرام سے تعلیم حاصل کی۔ مثلاً علامہ شیخ محمد خضری و میاطی (متوفی ۳ صفر ۱۲۹۸ھ) کے دروسِ فقہ میں شمولیت کی اور مواہب لدنیہ، جوہرۂ توحید کی شرح عبدالسلام، زبیدی کی مختصر بخاری، کچھ حصہ صحیح مسلم، دو مرتبہ شمائل، دو مرتبہ حکم ابن عطاء، فضائل رمضان، ہمزیہ، قصیدہ بردہ شریف، بانت سعاد اور کچھ جمع الجوامع کا درس لیا۔

علامہ شیخ محمد اشمونی سے شرح الہدہدی، تفسیر جلالین، مغنی اللبیب، شرح السعد، جمع الجوامع، مطوّل کا کچھ حصہ اور قصیدہ بردہ شریف پڑھیں۔

علامہ شیخ محمد انبابیؒ سے سمرقندیہ کی شرح ملوی، شرح ابن عقیل اور نحو میں شرح اشمونی، رسالہ شیخ فضالی فی التوحید اور ابن حجر کی کتاب مولد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تلمذ کیا۔

علامہ سیّد عبدالہادی نجا ابیاریؒ سے مغنی اللبیب، متن الکافی اور کچھ مطول پڑھیں۔

علامہ شیخ محمد علیشؒ سے شرح اشمونی اور مشہد حسینی میں ایساغوجی پڑھی۔

امام المحققین شیخ ابراہیم سقا سے شرح ملوی علی السلم پڑھی۔

علامہ شیخ احمد کبوۃؒ سے جامع صغیر پڑھی۔

شیخ ابراہیم شرقاویؒ سے بھی ابن عقیل پڑھی۔

شیخ شرشیمی شرقاویؒ سے شذور و قطر کی شرحیں پڑھیں۔

علامہ شیخ ابراہیم سنجلفیؒ سے بھی شرح القطر میں تلمذ کیا۔

شیخ محمد مرصفی ابوسلیمانؒ سے شرح الازہریہ پڑھی۔

شیخ نصر ہورینی سے شرح الشیخ خالد علی الآجرومیہ پڑھی۔

شیخ علی سندبیسیؒ سے شرح الکفرادی پڑھی۔

شیخ احمد سنہوری سے بھی شرح الآجرومیہ پڑھی۔

شیخ محمد طوخیؒ سے متن الآجرومیہ میں تلمذ کیا۔

اور چھوٹی چھوٹی کتابیں مختلف علماء و مشائخ سے پڑھیں۔ جن کا ذکر باعث طوالت ہے جیسے سنوسیہ وغیرہ۔ نیز اپنے اہل علم ساتھیوں کے ساتھ چند کتابوں کا مطالعہ کیا جیسے منہج، اشمونی، رسالۃ الصبان، البیانیہ۔ منطق میں سلیم العلوم کا متن، قاضی عیاض کی شفا اور مختصر ابن ابی جمرہ وغیرہ۔ اس کے علاوہ تاریخ اور ادبی کتب کا مطالعہ بھی کیا۔ نیز متن شعرانی اور اس کے طبقات، طبقات المناوی اور طبقات ابن سبکی کا مطالعہ بھی کیا۔

تالیفات

۱۔ تاریخ جبرتی کا چھوٹے چھوٹے دو حصّوں میں اختصار کر کے ان کا خلاصہ کیا اور زائد کلام ترک کر دیا۔

۲۔ ایک مختصر کتاب فتح المنان ہے جس میں غریب مُجمل قرآن کی تفسیر ہے نیز نزولِ آیات کے اسباب، ناسخ و منسوخ، عاصم سے حفص کی روایات اور بعض قرآنی کلمات کا طرزِ تحریر ذکر کیا ہے۔ کیونکہ وقف رسم الخط کے تابع ہوتا ہے۔

حُلیہ وعادات

آپ کا قد در میانہ، جسم نحیف و لاغر، رنگ سفید سُرخی مائل اور رُخسار ہلکے تھے، تنہائی پسند تھے اور قبور و مشاہد کی زیارات کے شائق، مال دار لوگوں کی مال کی وجہ سے تعظیم نہ کرتے تھے اور نہ ہی حصول

منصب کے لالچ میں ان کا احترام کرتے تھے۔ اور فقیر کی غربت واحتیاج کی بنا پر اسے حقیر نہ جانتے تھے، بلکہ بسا اوقات ان میں علم وعمل وغیرہ اچھی عادات کے سبب تعظیم وتوقیر کیا کرتے تھے۔

متنبّی کی مغنی میں ہے۔

؎ وَلَسْتُ بِنَظَّارٍ اِلٰی جَانِبِ الْغِنیٰ اِذَا کَانَتِ الْعُلْیَاءُ فِیْ جَانِبِ الْفَقْرِ

جب فقر میں بلند مرتبہ نصیب ہو تو مَیں غنا اور مال کی طرف ہرگز ہرگز نظر نہیں کرتا۔

مقامِ تقدیس: جامعہ ازہر کے مشہور دروازہ باب الشوربہ کی طرف اور قرافہ کی طرف جاتے ہوئے بائیں جانب اُستاد سیّد محمد بن ابوالحسن بکری کے مکان میں کتب کے مطالعہ اور ان کی تحریر میں ہمہ وقت مشغول رہتے تھے۔ علامہ شعرانیؒ ذکر کرتے ہیں کہ سیدی محمد بن ابوالحسن بکری نے چھوٹی عمر میں ولایت اور علم میں بلند مرتبہ حاصل کر لیا تھا۔ دُنیا ان کی خادم تھی، وہ خوبصورت گھوڑے رکھتے تھے۔ مَیں جب بیمار ہو جاتا تو مجھے یہ خوف لاحق ہوتا تھا کہ مجھ جیسے ناتواں کی بیمار پُرسی کے لیے اتنے بڑے بزرگ تشریف لائیں گے؟

ان کے درس میں عجیب وغریب گفتگو سُننے میں آتی تھی۔ جن ان کے حلقہ درس میں حاضر ہوتے اور موجود انسان ان کی گفتگو نہیں سمجھ سکتے تھے۔

ان کے والد ابوالحسن سے شیخ رملی فقہی مسائل میں گفتگو کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ انہوں نے دریافت کیا کہ ظہر سے پہلے دو رکعتیں افضل ہیں یا ظہر کے بعد والی دو سُنتیں۔ تو انہوں نے فوراً جواب دیا کہ اگر یہ درست ہے کہ تابع کو متبوع سے شرافت اور فضیلت حاصل ہے تو بعد والی دو رکعتیں افضل ہیں۔

ابوالحسن رضی اللہ عنہ کی بلند پایہ تفسیر ہے جو ''کتبیۃ السادات الوفائیۃ'' میں موجود ہے۔ نیز آپ نے شیخ نووی کی منہاج کی شرح بھی لکھی ہے۔ آپ کے صاحبزادے محمد کی بھی بلند پایہ تالیفات ہیں۔ ان میں سے ایک کتاب تاریخ میں ہے۔ جس کی مثال کتب تاریخ میں نہیں ملتی۔

واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم!

شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مقدمۃ الکتاب

اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡہِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَہۡلَ الۡبَیۡتِ وَیُطَہِّرَکُمۡ تَطۡہِیۡرًا۔
(قرآن کریم)

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الۡاَنۡبِیَآءِ وَالۡمُرۡسَلِیۡنَ
وَعَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ o

تمام محامد خداوند قدوس کے لئے جس نے ہمیں گراں قدر نعمتوں سے نوازا۔ ہمارے آقا و مولیٰ سرور کون و مکان کو تمام عرب و عجم پر بزرگی عنائت فرمائی اور آپ کے اہل بیت اطہار کو ساری مخلوقات پر فضیلت دی، اپنے فضل و کرم سے انہیں دنیا و آخرت کی سیادت و بزرگی کے اعلیٰ مراتب پر فائز فرمایا، جس سے وہ ظاہری و باطنی کمالات، بلند محاسن اور خوبیوں سے موصوف ہوئے۔ وہ ہر زمانہ کے باغات کے نور ہیں اور فضیلت و کرامت کے باعث دوسروں سے ممتاز ہیں۔ ان کا نام دشمنوں اور حاسدوں کے لیے ذلت و خواری کا باعث ہے۔ وہ علوم و معارف کی کانیں اور فصاحت و بلاغت و لطائف کی ولائت کے بادشاہ ہیں۔

میں اللہ تعالیٰ کی کامل نعمتوں پر اس کی حمد و ثنا کرتا ہوں اور شہادت دیتا ہوں کہ اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور نہ ہی اس کا کوئی شریک ہے۔ میں اس شہادت کو قیامت کے ہولناک مناظر سے حفاظت کا ذخیرہ بناتا ہوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے سردار اور ہمارے نبی و رسول صاحبِ علامات ہیں جو واضح دلائل اور مضبوط براہین کے ساتھ مبعوث ہوئے جن کی تائید و تقویت معجزات سے ثابت ہے۔ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ الطاہرین۔ یہ اہل بیت کرام اور اصحاب عظام وہ نفوس قدسیہ ہیں کہ جو شخص ان کے دامن کو مضبوطی سے پکڑے گا وہ یقیناً مضبوط رسّی کو پکڑ کر کامیاب لوگوں مین سے ہوگا۔

وبعدہٗ، پروردگار دو عالم، ساری کائنات کے محافظ کی رحمت کا محتاج شبلنجی شافعی جسے مومن کے نام سے پکارا جاتا ہے، کہتا ہے کہ میری آنکھوں میں شدید درد تھا۔ اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک بے نیاز

نے سیّدی حسن انور کی صاحبزادی سیّدہ نفیسہ کی زیارت کی توفیق بخشی۔مَیں نے بوقت زیارت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عالی میں ان کا اور ان کے جدِ اکبر کا وسیلہ عرض کیا اور نذر مانی کہ اگر کریم مجھے شفا دے تو میں بڑے بڑے علماء کی کتابوں سے چند کلمات جمع کروں گا جو سرورِ کائنات کے اہل بیت کرام کے بعض مناقب ومحاسن پر مشتمل ہوں گے۔

جلد ہی اللہ تعالیٰ نے مجھے شفاء عطا فرمائی۔مَیں فوراً اس تحریر کی طرف مائل ہوا اور ایفاء عہد کا مصمّم ارادہ کیا، ہر لحہ میرا نفس میرے لئے اس مقصد سے مانع ہوتا اور اس اعلیٰ مقصد کے اِرد گرد گھومنے سے مجھے روکتا تھا اور مجھے یہ کہتا کہ تمہارے پاس علم کم ہے۔اس عظیم کام کے تم اہل نہیں ہو، مجھے بھی علم تھا کہ یہ میدان بڑے بڑے شہسواروں اور بہادر سرداروں کے لئے ہے۔لہٰذا کچھ عرصہ مَیں پہلوتہی کرتا رہا حتی کہ مجھے یہ مقصد بھول گیا۔

ایک مرتبہ میں نے ایک دوست سے اس کا تذکرہ کیا تو انہوں نے مجھے اس کی ترغیب دی۔ اللہ تعالیٰ میری اور اس کی اصلاح فرمائے۔انہوں نے مجھے صحابہ اربعہ خلفاء راشدین اور مذہب کے چار اماموں کے ذکر میں شرح وبسط سے کلام کرنے پر ابھارا، چنانچہ میرا تذبذب جاتا رہا اور میں اپنے قدموں کی طرف واپس لوٹا۔بقول کسے۔

اسیر خلف النجب ذا عوج	موصّلا جبر مالا قیت من عرج
فان لحقت بهم من بعد ماسبقوا	فکم لرب الوریٰ فی الناس من فرج
وان ظللت بقاء الارض منقطعا	فما علی الاعرج فی الناس من حرج

ترجمہ: ۱۔مَیں لنگڑے گھوڑے کو تیز رفتار سواروں کے پیچھے دوڑاتا ہوں اور لنگڑے پن کی تلافی کا اُمیدوار ہوں۔

۲۔وہ آگے جا چکے ہیں اگر بعد میں ان کے ساتھ جاملا تو یہ بڑی بات نہیں کیونکہ پروردگار عالم لوگوں میں وسعت فرماتا ہے۔

۳۔اور اگر مَیں راستہ میں منقطع ہو کر رہ گیا تو کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ لنگڑے کے پیچھے رہ جانے میں کوئی حرج نہیں۔

یا بقولہ:

بھلا وہ کون ہے جس کی تمام عادتیں پسندیدہ ہوں۔ انسان کے لئے یہی زخم کافی ہے کہ تو اس کے عیب شمار کرے۔

اس کے بعد میرا ارادہ واپس لوٹ آیا، تشویش جاتی رہی اور کتاب مرتب کرنے کا مصمم ارادہ ہوگیا جس سے ناظرین کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی رغبت رکھنے والے اس کی طرف بہ شوق دیکھیں گے اور اس کی طرف دُور دراز سے سفر کر کے آئیں گے۔ مَیں نے اس کا نام رکھا ہے۔

......نُور الابصار......

فی مناقب آل بیت النبی المختار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی مدظلہ

فیصل آباد

نُورُ الاَبصَارُ

فی مناقب آل بیت النبی المختار

صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

یہ کتاب چار ابواب اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔

ترتیب ابواب یوں ہے۔

باب اوّل: سرور کون ومکاں صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ اور خلفائے اربعہ، ابوبکر، عمر فاروق، عثمانِ غنی، علی المرتضٰی رضی اللہ عنہم کی سیرت میں۔

باب دوم: نوجوانانِ جنت حسن وحسین اور بارہ آئمہ کرام رضی اللہ عنہم کے ذکر میں۔

باب سوم: اہل بیت کرام کے ذکر میں، جن کی آباد کردہ مساجد اور مشہور مزارات قاہرہ (مصر) میں واقع ہیں۔

باب چہارم: آئمہ اربعہ اصحاب مذاہب رضی اللہ عنہم کے ذکر میں

خاتمہ: چاروں اقطاب کے ذکر میں۔

میں نے اس کتاب میں التزام کیا ہے کہ اصحاب مناقب کے نام، کنیت، لقب، والدین، جائے پیدائش، جائے وفات، عمر، خدام اور مہروں کے نقوش، اور ہم عصروں کا تذکرہ، علاوہ ازیں ان کی صفات کا تذکرہ بھی ہوگا۔

باب اوّل

سیرتِ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خُلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم

خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے فضائل میں آیاتِ قرآن اور بکثرت احادیث مذکور ہیں، یہاں ہم اللہ تعالیٰ سے سیدھے راستے پر چلنے کی توفیق کے طلبگار اور اس کی مدد کے خواستگار ہیں، پھر اصل مقصد کی طرف رجوع کرتے ہیں، آیہ کریمہ

وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ۔ ''اور نکالا ہم نے ان کے سینوں سے کھوٹ''۔

کی تفسیر میں حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ قیامت کے دن سُرخ یاقوت سے بنا ہوا ایک تخت لایا جائے گا جس کا طول بیس میل ہوگا، اس میں کوئی جوڑ وغیرہ نہ ہوگا، اس کی ترکیب اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ سے ہوگی۔ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس پر تشریف فرما ہوں گے، پھر زرد یاقوت سے بنا ہوا ایک اور تخت لایا جائے گا جس کی شکل و صورت پہلے تخت جیسی ہوگی اس پر سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ جلوہ افروز ہوں گے، پھر اسی طرح کا سبز یاقوت سے بنا ہوا تخت لایا جائے گا اس پر سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ متمکن ہوں گے، پھر اس کی مانند سفید یاقوت سے بنا ہوا تخت لایا جائے گا جس پر شیر خدا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ جلوہ فگن ہوں گے۔ پھر خالقِ کائنات جل جلالہٗ ان چاروں تختوں کو اُترنے کا حکم دے گا۔ وہ عرش کے سایہ میں اُتریں گے، پھر پُر رونق موتیوں کا خیمہ ان پر لٹکایا جائیگا وہ خیمہ اتنا وسیع ہوگا کہ اگر سات آسمان اور سات زمینیں اور ساری مخلوق کو جمع کر دیا جائے تو اس خیمہ کے ایک کونہ میں سما جائیں، پھر چار پیالے پیش کئے جائیں گے۔ ایک حضرت ابوبکر کے لئے ایک حضرت عمر فاروق کے لئے، ایک حضرت عثمان غنی کے لئے اور ایک حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہم کے لئے ہوگا۔ یہ حضرات خلفاء علیہم الرضوان ان پیالوں سے نوش فرمائیں گے، اسی لئے خالق کون ومکان نے فرمایا وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِنْ غِلٍّ وہ ایک دوسرے کے سامنے بھائیوں کی طرح تختوں پر بیٹھے ہوں گے۔ پھر پروردگار عالم جہنم کو حکم دے گا

کہ اپنے شعلوں کے جوش وخروش سے تمام روافض اور کفار کو باہر پھینک دے اور اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی آنکھوں سے پردے ہٹا دے گا، وہ کفار اور روافض سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اُمت کے مقامات کو جنت میں دیکھیں گے اور کہیں گے کہ ان (سے محبت واُلفت) کی وجہ سے لوگ نیک بخت ہوئے ہیں اور ان (سے نفاق ودشمنی) کی بنا پر ہم بد بخت رہے ہیں پھر ان کو دوزخ میں واپس کر دیا جائے گا۔ (عمدۃ التحقیق)

نیز اسی میں ہے کہ امام کسائی نے اپنی کتاب ''قصص الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام'' میں ذکر کیا ہے کہ حضرت نوح علیٰ نبینا وعلیہ السلام جب کشتی کا کچھ حصہ بناتے تو رات کو اسے زمین کا کیڑا کھا جاتا۔ انہوں نے خالقِ ارض وسماء کے حضور شکوہ کیا۔ پروردگار عالم نے فرمایا اس پر میری مخلوق کے اکابر کے نام لکھ دو۔ عرض کیا وہ کون ہیں؟ فرمایا وہ میرے حبیب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب ابوبکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم ہیں۔ سیّد نوح علیہ السلام نے کشتی کے چار کونوں پر یہ اسماء تحریر کر دیئے اور وہ کیڑے سے محفوظ ہوگئی۔ مؤلف کہتا ہے جب کسائی کے مذکور کلام کو اللہ تعالیٰ کے اس کلام کے ساتھ ملا کر غور وخوض کریں۔

وَحَمَلْنٰهُ عَلٰى ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّدُسُرٍ تَجْرِىْ بِاَعْيُنِنَا

ترجمہ: اور ہم نے نوح کو سوار کیا تختوں اور کیلوں والی پر تا کہ ہماری نگاہ میں بہتی رہے۔

تو یہ عظیم راز افشا ہوگا اور آپ اس فضیلت کو دیکھیں گے جس کے آگے ساری بلندیاں عاجز اور قاصر ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے جبریل علیہ السلام نے خبر دی کہ یا رسول اللہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو پیدا فرمایا اور ان میں روح پھونکی تو مجھے حکم دیا کہ میں جنت سے ایک سیب لاؤں۔ مَیں جنت سے سیب لایا اور آدم علیہ السلام کے حلق میں پانچ ٹکڑے نچوڑے، پہلے ٹکڑے سے آپ کو پیدا کیا، دوسرے سے ابوبکر، تیسرے سے عمر فاروق، چوتھے سے عثمان اور پانچویں سے علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم پیدا ہوئے۔

خلفائے راشدین کا مرتبہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں

اَلَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّ صِهْرًا وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا۔

ترجمہ: اور وہی ہے جس نے پانی سے بنایا آدمی پھر اس کے رشتے اور سُسرال مقرر کیے اور تمہارا رب قدرت والا ہے۔

بشر، نسبا اور صہر ابو بکر، عمر، عثمان اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم ہیں۔

تفسیر خطیب میں ابی بن کعب سے روایت ہے، انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سورۂ والعصر کی تلاوت کی اور آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ اس کی تفسیر فرمائیں۔ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''والعصر'' اللہ کی قسم ہے۔ تمہارے رب نے دن کے آخری حصہ کی قسم کھائی ہے۔

اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ابو جہل ہے۔ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ابو بکر ہے۔ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ عمر ہے۔ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ عثمان ہے اور وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ علی ہے رضی اللہ عنہم۔ اسی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے منبر پر لوگوں سے خطاب کیا تھا۔

شیخ ابن عساکر نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ابو بکر پر رحم فرمائے انہوں نے اپنی بیٹی میرے نکاح میں دی، مجھے مدینہ منورہ سوار کر کے لے گئے اور بلال کو آزاد کیا۔ اللہ تعالیٰ عمر پر رحم فرمائے وہ حق کہتے ہیں اگرچہ لوگوں کو کڑوا محسوس ہوا۔ اللہ تعالیٰ عثمان پر رحم فرمائے اس سے فرشتے حیا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ علی پر رحم فرمائے، علی جہاں بھی ہو حق ان کا ساتھی ہے۔

شیخ طبرانی حضرت سہل سے روایت کرتے ہیں کہ سرورِ کون و مکان صلی اللہ علیہ وسلم جب حج سے واپس تشریف لائے تو منبر شریف پر کھڑے ہو کر اللہ کی حمد و ثنا کی اور فرمایا لوگو! میں ابو بکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر، سعد، عبدالرحمٰن بن عوف اور ان مہاجرین سے راضی ہوں جو سب سے پہلے ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے، تم ان کی قدر پہچانو۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَیں جنت میں گیا، اس کے باغات اور انہار کی سیر کر رہا تھا کہ اچانک میرے ہاتھ ایک پھل آیا، میں نے اسے پکڑا تو وہ چار ٹکڑے ہوگیا اور ہر ایک ٹکڑے سے ایک حُور ظاہر ہوی جو اتنی خوبصورت تھی کہ اگر اپنا ایک ناخن ظاہر کرے تو زمین و آسمان کی ساری مخلوق فتنہ میں پڑ جائے اگر ہاتھ باہر نکالے تو اس کی ضیاء خوبصورتی سورج اور چاند کی روشنی پر غالب آ جائے۔ اور اگر تبسّم کرے تو اس کے منہ کی خوشبو سے زمین و آسمان مہک جائیں۔ مَیں نے ایک حُور سے پوچھا کہ تُو کس کے لئے ہے؟ اس نے جواب دیا کہ ابو بکر کے لیے۔ میں نے اسے کہا کہ اپنے شوہر کے محل میں چلی جاؤ، چنانچہ وہ روانہ ہوگئی، دوسری حُور سے پوچھا تُو کس کے لئے ہے۔ اس نے کہا عمر بن خطاب کے لئے۔ میں نے کہا کہ اپنے شوہر کے مکان میں چلی جاؤ۔ وہ اُدھر روانہ ہوگئی۔ تیسری سے میں نے پوچھا تو اس نے جواب دیا کہ اس مرد مومن کے لئے جو ظلماً قتل ہوگا، اپنے خون سے رنگا ہوگا اور وہ عثمان عفان ہے۔ میں نے کہا اپنے رفیق حیات کے گھر چلی جاؤ۔ چوتھی حُور سے پوچھا تو وہ پہلے خاموش رہی پھر کہا یا رسول اللہ! خداوند قدوس نے مجھے حُسنِ فاطمہ رضی اللہ عنہا پر پیدا فرمایا ہے، میرا نام بھی وہی رکھا ہے اور سیّدہ فاطمہ کے ساتھ نکاح سے ایک ہزار سال پہلے اللہ تعالیٰ نے میرا اِن سے نکاح کیا ہے۔

روضِ فائق میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے نوری جوہر سے پیدا فرمایا پھر اس کی طرف اپنی نظر رحمت فرمائی اور مجھے اپنے حضور میں رکھا، مَیں حیاء سے پسینہ پسینہ ہوگیا اور مجھ سے چار قطرے ساقط ہوئے۔ اے ابو بکر پہلے قطرہ سے تجھے پیدا کیا، دوسرے سے عمر فاروق کو، تیسرے سے عثمان غنی کو اور چوتھے سے علی المرتضیٰ کو پیدا فرمایا رضی اللہ عنہم۔ اے ابو بکر، عمر، عثمان اور علی کا نور میرے نور سے ہے۔

بحر العلوم میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا فرمایا اور ان کی پشت مبارک میں سیّدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور پاک ظاہر ہونے لگا تو ملائکہ ان کے پیچھے کھڑے ہو کر اس نور پاک کو دیکھنے لگے یہ دیکھ کر حضرت آدم علیہ السلام نے بارگاہِ خداوندی میں

عرض کیا کہ فرشتے میری پشت کو کیوں دیکھ رہے ہیں۔ ارشاد ہوا۔ "یہ سیّد کون و مکان صلی اللہ علیہ وسلم جو تمام انبیاء کے خاتم ہیں، کے نور پاک کو دیکھ رہے ہیں جو تمہاری پشت میں ظاہر کیا گیا ہے۔" حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا اے باری تعالیٰ! اس نور پاک کو ایسی جگہ رکھ جو میری نظروں کے سامنے ہو۔ وہ نور پاک ان کی سبّابہ یعنی انگشت شہادت میں ظاہر ہوا پھر عرض کیا اے اللہ! کیا میری پشت میں اس سے کچھ نور باقی رہا ہے یا نہیں۔ ارشاد ہوا۔ ہاں، اور وہ ان کے اصحاب کا نور ہے۔ عرض کیا۔ اے پروردگار عالم اسے میری باقی انگلیوں میں متمکن فرما دیجئے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر کے نُور کو درمیان والی انگلی میں، حضرت عمر کے نور کو اس کے ساتھ والی انگلی میں، حضرت عثمان کے نور کو سب سے چھوٹی انگلی میں اور حضرت علی کے نور کو انگوٹھے میں ظاہر فرمایا۔ حضرت آدم علیہ السلام ان انوار مبارکہ کو دیکھا کرتے تھے اور وہ ان کے دائیں ہاتھ کی انگلیوں میں چمکتے رہے۔ حتیٰ کہ شجرِ ممنوعہ سے تناول فرمانے پر تمام انوار دوبارہ ان کی پُشت میں منتقل ہو گئے۔

حضرت زبیر ابن عوام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ تبوک کے موقعہ پر ارشاد فرمایا۔ اے اللہ تُو نے میرے صحابہ میں برکت فرمائی ہے یہ برکت ان سے سلب نہ فرمانا اور ان کو ابوبکر کا ہمنوا بنا اور اس کے کام کو ضائع نہ فرما، وہ ہمیشہ تیرے ہی امر کا پابند ہے، اے اللہ عمر کو غلبہ دے، عثمان کو صبر عطا فرما، علی کو قوت عنایت کر، زبیر ابن العوام کو ثابت قدم رکھ، طلحہ کو معاف فرما، سعد کو سلامتی میں رکھ، عبدالرحمٰن کو نیک توفیق دے اور میرے سابقین اوّلین اور انصار و تابعین کو میرے مخلص دوست بنا۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے ساری مخلوق سے میرے صحابہ کا انتخاب فرمایا۔ ان کو انبیاء و رُسل علیہم السلام کے علاوہ سب پر فضیلت دی اور ان سے میرے چار ساتھی منتخب کئے، وہ ابوبکر، عمر، عثمان اور علی ابن ابی طالب ہیں، رضی اللہ عنہم۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ابوبکر، عمر، عثمان اور علی سے محبت کرنا تم پر ایسے فرض کیا ہے جیسے نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج کو فرض فرمایا۔ جس نے ان میں سے کسی ایک سے بھی بغض وعناد رکھا اللہ تعالیٰ اس کی نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج

قبول نہ فرمائے گا اور اسے قبر سے اٹھا کر سیدھا دوزخ میں بھیجے گا۔ چنانچہ ایک شاعر کہتا ہے ؎

من احسن الظن فی اللہ الکریم و فی رسولہ کان مکتوباً من الشرفا

ومن احب اصحاب المصطفیٰ فلہ جنات عدن یری فی ظلّھا غرفا

ومن یکن باغضاً فیھم فانّ لہ نار جھنم ویضحی باکیا اسفا

فھم نجوم الھدی فی کل مظلمۃ واللہ حسبی فیما قلتہ وکفیٰ

ترجمہ: ۱۔ جس شخص نے اللہ کریم اور اس کے رسول رحیم سے حسنِ ظن رکھا اس کا نام شرفاء میں لکھا جائے گا۔

۲۔ اور جس نے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے محبت کی اس کے لیے دائمی جنت ہے اور اس کے سائے تلے محلات میں رہے گا۔

۳۔ اور جو اِن سے بغض وعناد کرے گا اس کے لیے دوزخ ہے جس میں روتا رہے گا افسوس کرے گا۔

۴۔ وہ اندھیروں میں ہدایت کے ستارے ہیں، جو کچھ میں نے کہا اس میں مجھے اللہ کافی ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرے حوض کے چار رکن ہیں۔ ایک رکن ابوبکر کے ہاتھ میں، دوسرا عمر کے ہاتھ میں، تیسرا عثمان کے ہاتھ میں اور چوتھا علی کے ہاتھ میں ہوگا جو شخص ابوبکر سے محبت کرے گا اور عمر سے بغض رکھے گا ابوبکر اسے پانی نہیں پلائے گا جو عمر سے محبت کرے گا اور عثمان سے بغض رکھے گا اسے عمر پانی نہیں پلائے گا جو عثمان سے محبت کرے گا اور علی سے بغض رکھے گا اسے عثمان پانی نہیں پلائے گا اور جو علی سے محبت کرے گا اور عثمان سے بغض کرے گا اسے علی پانی نہیں پلائے گا۔ جس نے ابوبکر کے ساتھ حسن ظن رکھا اس نے دین کو تھام لیا، جس نے عمر سے حسنِ ظن رکھا اس نے اپنی راہ کو روشن کر لیا، جس نے عثمان سے حسن ظن رکھا اس نے رب العالمین کے نور سے روشنی پائی اور جس نے علی کے حق میں اچھی بات کہی اس نے مضبوط رسّی کو پکڑ لیا، جس نے میرے صحابہ کے بارے میں اچھی وضاحت کی وہ مومن ہے اور جس نے بُری باتیں کیں وہ منافق ہے۔

بقول شاعر: ؎

ھم صحابۃ خیر الخلق ایّدھم رب السماء بتوفیق وایثار

فحبهم واجب يشفى السقيم به فمن احبّهم ينجوا من النار

ترجمہ: ا۔وہ سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں۔آسمانوں کے رب نے توفیق و ایثار سے ان کی تائید فرمائی ہے۔

۲۔ان سے محبت واجب اور ضروری ہے، اس سے بیمار شفا پاتا ہے جوان سے محبت کرے گا وہ دوزخ سے نجات پائے گا۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میرے صحابہ کو خوش کیا اس نے مجھے خوش کیا، جس نے مجھے خوش کیا اس نے اللہ کو خوش کیا، جس نے اللہ کو خوش کیا اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اسے خوش کرے گا اور جنت میں داخل کرے گا۔

سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا! ابوبکر، عمر، عثمان اور علی کی محبت صرف مومن ہی کے دل میں ہوتی ہے۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور حاضر تھے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔انہیں دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے مبارک ہو جس نے میری محبت میں اپنا مال قربان کردیا۔اسے مبارک ہو جس نے مجھے اپنی جان سے مقدم رکھا۔پھر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو آپ نے فرمایا اسے مبارک ہو جو حق وباطل میں فرق کرنے والا ہے، مبارک ہو اس کو جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ دین اسلام کو قوت اور غلبہ دے گا۔پھر عثمان غنی رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو ارشاد فرمایا مبارک ہو میرے داماد کو جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے میرے نُور کو جمع فرمایا وہ اپنی زندگی میں نیک بخت اور وفات میں شہید ہے اس کا قاتل دوزخی ہے، پھر علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کی آمد پر فرمایا میرے بھائی اور چچا کے بیٹے کو مبارک ہو۔ میں اور وہ ایک نور سے پیدا ہوئے۔ پھر فرمایا اے مسلمانو! ان کی محبت صرف مومن ہی کے دل میں ہوتی ہے اور ان سے صرف منافق ہی بغض کرتا ہے۔ جوان سے محبت کرے گا اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرے گا اور جوان سے بغض رکھے گا اللہ تعالیٰ اس کو بغض کی سزا دے گا۔

حضرت عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہما کی باہمی محبت

حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہما رحمت کون ومکان صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی کام میں مشغول تھے کہ نمازِ عصر کا وقت ہوگیا، حضرت عمر فاروق نے حضرت عثمان سے فرمایا چلیے نماز پڑھایئے۔ انہوں نے جواب دیا کہ آپ مجھ سے افضل ہیں آپ نماز پڑھائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو آگے کیا ہے اور آپ کی تعریف فرمائی ہے۔ عمر فاروق نے فرمایا مَیں آپ کے آگے کھڑا نہیں ہوسکتا کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ کو فرماتے سنا ہے کہ عثمان بہتر انسان ہے جو میرا داماد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ میرے نور کو جمع فرمایا ہے۔ حضرت عثمان نے فرمایا میں آپ کے آگے کھڑا نہیں ہوسکتا کیونکہ میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ عمر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اسلام کو کمال عطا کرے گا۔ حضرت عمر فاروق نے کہا مَیں آپ کے آگے کھڑا نہیں ہوسکتا کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ عثمان سے اللہ تعالیٰ کے فرشتے حیا کرتے ہیں۔ حضرت عثمان نے کہا میں آپ کے آگے کھڑا نہیں ہوسکتا کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ عمر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس دین کو کمال عطا کرے گا اور مسلمانوں کو قوت وغلبہ حاصل ہوگا۔ حضرت عمر فاروق نے کہا میں آپ کا نماز میں امام نہیں ہوسکتا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سُنا ہے کہ عثمان قرآن جمع کرے گا اور وہ اللہ کا حبیب ہے۔ حضرت عثمان غنی نے کہا۔ مَیں نماز میں آپ کا امام نہیں ہوسکتا کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے بارے میں فرماتے سنا ہے کہ عمر اچھا مرد ہے۔ وہ بیواؤں، یتیموں کو تلاش کیا کریں گے اور ان کے لئے طعام ان کے گھروں میں پہنچایا کریں گے۔ حضرت عمر فاروق نے فرمایا میں آپ کے آگے نہیں ہوسکتا کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے بارے میں فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ عثمان کو بخشے وہ تکلیف اور شدت کے دور میں لشکر کی تیاری کا سامان مہیا کرتے ہیں۔ حضرت عثمان نے کہا میں آپ کے آگے نہیں ہو سکتا کیونکہ میں نے آپ کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ اے پروردگار عالم! عمر بن خطاب کی وجہ سے اسلام کو غلبہ فرما، آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فاروق فرمایا ہے۔ اور حق و باطل میں فارق بنایا ہے۔ جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تک یہ گفتگو پہنچی تو آپ نے دونوں کے حق میں دُعا فرمائی اور ایک دوسرے کا ادب واحترام کرنے پر ان کی تعریف فرمائی۔

حضرت ابو بکر صدیق اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما کی باہمی محبت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ شریفہ کی طرف گئے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ آگے تشریف لے جائیں اور حجرہ شریف کے دروازہ پر دستک دیں اور اس پر خوب اصرار فرمایا، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا آپ آگے تشریف لے جائیں کیونکہ میں اس شخص سے تقدم نہیں کرسکتا جس کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مَیں نے سُنا ہے کہ میرے بعد ابو بکر صدیق سے افضل کسی شخص پر سُورج طلوع وغروب نہ ہوگا۔ میرے بعد ابو بکر سے کوئی افضل نہیں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا میں اس شخص پر تقدم نہیں کرسکتا جس کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے خیر النساء کو بہتر شخص کے نکاح میں دیا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا جس کے حق میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے سینہ کو دیکھنا چاہے وہ ابو بکر کے سینہ کو دیکھ لے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا جس کے حق میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص حضرت آدم، یوسف اور ان کے حسن و جمال، موسیٰ اور ان کی نماز، عیسیٰ اور ان کا زہد و تقویٰ اور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خلق عظیم کو دیکھنا چاہے وہ علی المرتضیٰ کو دیکھ لے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں اس شخص پر تقدم نہیں کرسکتا جس کے حق میں سیدِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب روز قیامت سب لوگ میدان میں حسرت و ندامت کے ساتھ جمع ہوں گے تو خالق کائنات عز و جل کی طرف سے کوئی ندا کرے گا اے ابو بکر تم اور تمہارا محبوب جنت میں تشریف لے جاؤ۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا مَیں ایسے شخص پر کیسے تقدم کرسکتا ہوں جس کے حق میں سید رُسل صلی اللہ علیہ وسلم نے حنین اور خیبر کے روز جب کہ آپ کو کھجور اور دودھ کا ہدیہ پیش کیا گیا تو آپ نے فرمایا طالب و غالب کا یہ ہدیہ علی بن ابی طالب کے لیے ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں ایسے شخص کے آگے ہونے کی جرأت نہیں کرسکتا جس کے حق میں سید الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو بکر تُو میری آنکھ ہے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ نے کہا میں اس شخص کے آگے نہیں بڑھ سکتا جس کے حق میں شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا کہ علی جنت کی سواری پر تشریف لائیں گے تو کوئی ندا کرے گا اے محمد دنیا میں آپ کا بہتر والد اور ایک بہتر بھائی تھا۔ بہتر والد ابراہیم خلیل اللہ اور بہتر بھائی علی ابن ابی طالب ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں اس سے آگے نہیں بڑھ سکتا جس کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بروز قیامت جنت کا خازن رضوان جنت کی چابیاں لائے گا اور دوزخ کی کنجیاں بھی اس کے پاس ہوں گی اور کہے گا اے ابوبکر! خالق ارض وسماء آپ کو سلام فرماتا ہے اور حکم فرماتا ہے کہ یہ کنجیاں جنت کی اور یہ کنجیاں دوزخ کی ہیں تم جسے چاہو جنت میں بھیجو اور جسے چاہو دوزخ میں بھیجو۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا میں اس بزرگ شخصیت سے آگے نہیں بڑھ سکتا جس کے حق میں محشر کے دولہا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہا اللہ تعالیٰ سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ تم سے اور علی سے محبت کرتا ہوں۔ میں سجدۂ شکر بجالایا پھر کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں فاطمہ سے محبت کرتا ہوں، میں سجدہ شکر بجالایا پھر کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں حسن وحسین سے محبت کرتا ہوں، میں نے شکرانہ ادا کیا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا میں ایسی مقدم شخصیت سے آگے نہیں بڑھ سکتا جس کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر ابوبکر کے ایمان کا ساری زمین والوں کے ایمان کے ساتھ وزن کیا جائے تو ابوبکر کا ایمان سب سے وزنی ہوگا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا مَیں اس شخص سے آگے نہیں بڑھ سکتا جس کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن علی بن ابی طالب، ان کی اولاد اور ان کی بیوی اونٹوں پر سوار آئیں گے تو لوگ کہیں گے کہ یہ کون سا نبی ہے منادی کہے گا یہ اللہ تعالیٰ کا حبیب علی بن ابوطالب ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں اس سے آگے نہیں بڑھ سکتا جس کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہلِ محشر جنت کے آٹھ دروازوں سے یہ آواز سنیں گے۔ اے ابوبکر جسے چاہو جنت میں داخل کرو۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا میں اس سے آگے نہیں بڑھ سکتا جس کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں میرے اور خلیل اللہ علیہ السلام کے محلات کے درمیان علی المرتضےٰ کا محل ہوگا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں اس کے آگے نہیں بڑھ سکتا جس کے حق میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آسمان کے فرشتے کروبی، روحانی اور ملأ اعلیٰ ہر روز ابوبکر صدیق کو دیکھتے ہیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ

نے کہا میں اس شخص پر کیسے فائق ہوسکتا ہوں جس کے حق میں اور جس کی اولاد کے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، وہ اللہ کی محبت میں مساکین، یتامیٰ اور قیدیوں کو کھانا کھلاتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں اس شخص پر کس طرح فوقیت حاصل کرسکتا ہوں جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرماتا ہے وہ شخص جس نے سچ کہا اور سچ کی تصدیق کی۔ یہی لوگ پرہیز گار ہیں۔

اس گفتگو کے دوران میں سیّدنا جبرائیل علیہ السلام نے رب العالمین کی طرف سے رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں آ کر عرض کیا یا رسول اللہ! آسمان کے فرشتے آپ کی خدمت میں سلام کے بعد عرض کرتے ہیں کہ ساتوں آسمانوں کے فرشتے اس وقت ابوبکر صدیق اور علی المرتضیٰ کو دیکھ رہے ہیں۔ اور ایک دوسرے کے احترام وادب کے بارے میں ان کی گفتگو سن رہے ہیں۔ آپ ان کے پاس ثالث کی حیثیت سے تشریف لے جایئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو رحمت ورضوان سے ڈھانپ لیا ہے اور ایمان وسلام اور حسنِ ادب کے ساتھ مخصوص فرمایا ہے۔ سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے گئے اور انہیں ایسا ہی دیکھا جیسا کہ جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا تھا۔ آپ نے ہر ایک کی پیشانی کو محبت سے چوما اور فرمایا جس کے دستِ قدرت میں محمد ''صلی اللہ علیہ وسلم'' کی جان ہے اگر سارے سمندر سیاہی ہو جائیں درخت قلمیں بن جائیں اور ارض وسما والے لکھنے بیٹھ جائیں تو تمہاری فضیلت اور وصفِ اجر کے لکھنے سے عاجز ہو جائیں۔

صاحب روض فائق فرماتے ہیں ؎

من ذالیطیق بان یحصی الثناء — علی محمد و علی الصدیق صاحبہٖ

وقد رقی عمر الفاروق منزلہ — وحاز عزّاً وخراً فی مراتبہٖ

وحاز عثمان فضلاً بالنبی وقد — اثنت جمیع البرایا عن مناقبہٖ

و ذوالفقار علی المرتضیٰ فلہ — بحر من العلم یبدو من عجائبہٖ

فھم ملاذ من خاف الحساب اذا — ضاقت علیہ امور فی مذاھبہٖ

علیھم صلوات اللہ مالمعت — فی اللیل انوار برق فی غیاھبہٖ

ترجمہ: ا۔ سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صاحب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ثنا

اور تعریف کون کرسکتا ہے۔

۲۔عمر فاروق رضی اللہ عنہ منزل مقصود کو پہنچے اور اپنے مراتب میں فخر وعزت کے مقامات کو حاصل کیا۔

۳۔عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے نبی الانبیاء کے صدقہ سے فضیلت حاصل کی۔اوران کی خوبیوں کی ساری مخلوق نے تعریف کی۔

۴۔اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ذوالفقار ہیں وہ علم کے سمندر ہیں ان کے علمی عجائب ظاہر ہوتے ہیں۔

۵۔وہ حساب کے دن سے ڈرنے والے کے لئے جائے پناہ ہیں جب کہ اس پر سب راہوں میں امور تنگ ہوجائیں۔

۶۔ان پر اللہ کی رحمتیں ہوں جب تک رات کے اندھیروں میں بجلی کے انوار چمکتے رہیں۔

حیاتِ حیوان میں ہے کہ شب اسریٰ کے دُولہا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب سے پوچھا کہ اصحاب کہف کی زیارت کرائیں۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ ان کو دُنیا میں نہیں دیکھ سکتے،لیکن ان کی طرف اپنے چار نیک اصحاب بھیجیں وہ ان کو آپ کا پیغام پہنچائیں اور ان کو ایمان کی دعوت دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا ان کی طرف مبلغ کیسے بھیجوں؟ عرض کیا آپ پیاری کملی شریف بچھائیں اور اس کے ہر کنارے پر ایک ایک کو بٹھائیں۔ایک پر ابوبکر کو دوسرے پر عمر فاروق کو تیسرے پر علی کو اور چوتھے پر ابوذر کو بٹھائیں ''رضی اللہ عنہم'' پھر نرم ہوا کو بلائیں جو سلیمان بن داؤد علیہما السلام کے تابع تھی۔اللہ تعالیٰ نے اسے آپ کی اطاعت کا حکم دیا ہے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حسب ارشاد باری تعالیٰ تعمیل فرمائی۔ان کو ہوا نے اٹھایا اور کہف کے دروازہ تک پہنچا دیا وہ جب اس کے قریب ہوئے اور غار کے منہ سے پتھر اٹھایا تو ان کو دیکھتے ہی کتے نے بھونکنا شروع کر دیا اور ان پر حملہ آور ہوا۔مگر جب ان کے قریب آیا تو اپنے سر کو ہلایا اور دُم کو پھیرنے لگا پھر کہف میں داخل ہونے کے لیے اپنے سر سے اشارہ کیا۔انہوں نے داخل ہوکر ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'' کہا۔اصحاب کہف کی روحوں نے جواب دیا اور وہ سب کھڑے ہو گئے اور کہا ''وعلیکم السلام''، تم کو سلام ہو اور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام۔ پھر وہ بیٹھ گئے اور باتیں کرنے لگے وہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور آپ کے دین اسلام کو قبول کیا اور کہا

ہمارا اسلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچا دینا پھر وہ اپنی آرام گاہوں میں واپس لوٹ گئے۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مَیں نے محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ ابو بکر اور عمر فاروق پر جھکے ہوئے تھے اور فرماتے تھے۔ ہم اس کیفیت میں وفات پائیں گے اسی طرح قبروں سے باہر آئیں گے اور اسی طرح جنت میں داخل ہوں گے۔

خلفاء راشدین سے محبت اور کمال ایمان

امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے مکہ مکرمہ میں اسقف کو کعبہ کا طواف کرتے ہوئے دیکھا۔ میں نے اسے کہا تمہیں اپنے آباؤ اجداد کے دین سے کس نے نکالا۔ اس نے جواب دیا۔ میں نے اس سے بہتر بدل حاصل کیا ہے۔ میں نے کہا وہ کیسے؟ اس نے کہا میں سمندر میں کشتی پر سوار تھا۔ جب ہم سمندر کے درمیان پہنچے تو کشتی ٹوٹ گئی اور ہم پانی کی لہروں کی لپیٹ میں آ گئے وہ مجھے اِدھر اُدھر دھکیلتی رہی حتیٰ کہ مجھے ایک جزیرہ میں پھینک دیا۔ جس میں بہت درخت تھے ان کے پھل شہد سے میٹھے اور مکھن سے نرم تھے۔ وہاں ایک میٹھے پانی کی نہر جاری تھی۔ میں نے اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی اور خیال کیا کہ ان درختوں کے پھل کھاتے رہیں گے اور اس نہر سے پیتے رہیں گے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کوئی فیصلہ کر دے جب شام ہوئی تو میں جنگلی جانوروں سے خطرے کے پیش نظر ایک درخت پر چڑھ گیا اور اس کی ایک شاخ پر سو گیا جب آدھی رات ہوئی تو کیا دیکھتا ہوں کہ پانی کی سطح پر ایک جانور اللہ کی تسبیح بایں الفاظ کر رہا ہے۔

لا الہ الا اللہ العزیز الجبار	محمد رسول اللہ النبی المختار
ابو بکر الصدیق صاحبه فی الغار	عمر الفاروق فاتحه الامصار
عثمان القتیل فی الدار	علی سیف اللہ علی الکفار
فعلیٰ مبغضهم لعنة العزیز الجبار	وما واہ النار وبئس القرار

ترجمہ: ا۔ اللہ عزیز الجبار سبحانہٗ وتعالیٰ کے سوا کوئی حق معبود نہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول نبی مختار ہیں۔

۲۔ ابو بکر صدیق ان کے یارِ غار ہیں عمر فاروق شہروں کو فتح کرنے والے ہیں۔

۳۔عثمان اپنے گھر میں شہید اور علی کافروں پر اللہ کی تلوار ہیں۔
۴۔ان سے بغض کرنے والے پر اللہ کی لعنت ہو اس کی جگہ دوزخ ہے، جو بُرا ٹھکانا ہے۔
وہ صبح تک یہ کلمات بار بار کہتا رہا جب فجر طلوع ہوئی تو کہنے لگا۔

لاالہ الا اللہ الصادق الوعد الوعید محمد رسول اللہ الھادی الرشید، ابو بکر الموفق للتسدید، عمر بن الخطاب سور من حدید، عثمان الفضل الشهید، علی بن ابی طالب ذوی الباس الشدید، فعلی مبغضهم لعنة الملك المجید

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ سچا وعدہ وعید والا ہے۔ محمد رسول اللہ ہدایت والے ہادی ہیں۔ ابو بکر درستی کی توفیق دیئے گئے ہیں۔ عمر بن خطاب لوہے کی چٹان ہیں، عثمان مجسم فضیلت اور شہید ہیں، علی بن ابی طالب قوی سے قوی تر ہیں ان سے بغض کرنے والے پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔

پھر مَیں جنگل کی طرف گیا تو عجیب وغریب جانور دیکھا جس کا سر چار پایوں کی طرح اور منہ انسانوں جیسا ہے، ٹانگیں اونٹ کی مثل اور دُم مچھلی جیسی ہے۔ مَیں اس سے ڈر کر بھاگا تو مجھے دیکھ کر اس نے فصیح زبان میں کہا۔ ٹھہر جاؤ ورنہ ہلاک کر دیئے جاؤ گے۔ میں ٹھہر گیا اس نے پوچھا تیرا دین کیا ہے۔ میں نے کہا نصرانی ہوں۔ اس نے کہا حنیف دین کی طرف لوٹ جاؤ کیوں ہلاک ہوتے ہو۔ میں مسلمان جنوں کے گھروں میں گیا ان جنوں میں سے بھی وہی نجات پائے گا جو مسلمان ہوگا۔ میں نے کہا کیسے اسلام قبول کروں۔ اس نے کہا کہو "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔" میں نے یہ کہہ کر اسلام قبول کر لیا۔ پھر اس نے کہا ابو بکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم کو راضی کرنے سے اپنے دین کو کامل کرو۔ میں نے اس سے پوچھا۔ تم کو اس دین کی کس نے خبر دی۔ اس نے کہا کہ ہماری ایک جماعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب قیامت کا روز ہوگا تو جنت فصیح زبان میں ندا کرتی ہوئی آئے گی اور کہے گی اے اللہ تو نے میرے ساتھ وعدہ کیا ہے کہ میرے ارکان کو مضبوط کرے گا۔ خالق کون ومکان فرمائے گا۔ میں نے تیرے ارکان ابو بکر، عمر، عثمان اور علی کے ساتھ مضبوط کیے ہیں اور تجھے حسن وحسین کے ساتھ مزیّن وخوبصورت بنایا ہے۔ اس کے بعد اس جانور نے کہا تم یہاں رہنا چاہتے ہو یا اپنے وطن واپس جانا پسند کرتے ہو۔ میں نے اپنے گھر آنے کی خواہش کی۔ اس نے کہا ذرا ٹھہر و اور صبر کرو ابھی سواری آتی ہے۔ تھوڑی دیر بعد ایک کشتی آئی میں نے ان کو

اشارہ کیا انہوں نے میری طرف کشتی بھیجی۔ اس کشتی میں بارہ شخص تھے اور وہ بھی سارے کے سارے نصرانی تھے، انہوں نے مجھ سے پوچھا تم یہاں کیسے پہنچے۔ میں نے سارا واقعہ بیان کیا وہ حیران ہوئے اور وہیں سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے مسلمان ہو گئے۔ اے میرے بھائیو تم رب العالمین کے رسول اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لازماً محبت کرو اور آپ کے اصحاب سے سچی محبت کرو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے مراتب میں جو تفاوت منقول ہے اس وجہ سے ان میں فرق کرنا مضر نہیں۔ شیخ شعرانی نے اپنے منن میں ذکر کیا ہے کہ میں نے سیّدی علی خواص رحمہ اللہ سے سُنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں یہ کافی نہیں ہے۔ کہ ہم ان سے بطور عادت محبت کریں ہم پر یہ لازم ہے کہ اگر ہمیں ان کے ساتھ محبت کی وجہ سے عذاب بھی دیا جائے تو ان کی محبت سے ہرگز منہ نہ پھیریں، جیسے عذاب و تکالیف کی وجہ سے حضرت بلال، صہیب اور عمار رضی اللہ عنہم ایمان سے منہ نہیں پھیرتے تھے اور جیسے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ نے خلق قرآن کے مسئلہ میں کیا تھا جو شخص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محبت میں اس طرح کی صعوبتیں برداشت نہیں کر سکتا اس کی محبت مخدوش ہے۔

پھر انہوں نے کہا اے میرے بھائی اپنے طور پر یہ سوچو کہ بعض اوقات تمہاری محبت مجازی ہوتی ہے، حقیقی اور واقعی نہیں ہوتی تاکہ تو قیامت کے روز اس کا پھل حاصل کرے۔ نیز شیخ شعرانی نے اپنے منن میں ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا مجھ پر یہ احسان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی اولاد کو مَیں اسی طرح دیکھتا ہوں جیسے ان کے والد کو دیکھتا، اگر ان کو پاتا گویا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ان کے مراتب میں تفاوت کے باوجود تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ان کی زندگی میں، مَیں ان کا ساتھی رہا ہوں۔ ہمارے دلوں میں جو بطورِ عادت تعظیم ہے۔ اس لحاظ سے ان سے محبت نہیں کرتے (یعنی ہماری صحابہ کرام سے محبت شرعی ہے جو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے ان سے محبت طبعی نہیں ہے) کیونکہ طبعی محبت میں عصبیت کی دخل اندازی بھی ہو جاتی ہے اور جو محبت شرعی ہو اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول تفاوتِ مراتب کے اعتبار سے ہو وہ عقیدہ میں عصبیت سے سالم ہوتی ہے۔

ترتیب خلافت

مفتی حرمین مُحب طبری نے ذکر کیا ہے کہ شریف ابونمی نے ان سے پوچھا کہ تم نے کس لیے

ابوبکر کو حضرت علی سے فوقیت دی ہے حالانکہ علم میں ماہر ہونے کے ساتھ ساتھ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت قرب حاصل ہے۔ انہوں نے کہا اے ہمارے بزرگوار ہم نے اپنی رائے سے ابوبکر کو مقدم نہیں کیا اور نہ ہمیں اس قسم کا کوئی اختیار ہے۔ ان کو تو آپ کے جدِ امجد نے آگے کیا اور فرمایا کہ مسجد میں ابوبکر کی کھڑکی کے سوا تمام کھڑکیاں بند کر دو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف صحیح اسناد سے ہم نے یہ حدیث پڑھی ہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا کہ جس سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے دین کے حق میں راضی ہیں ہم بھی دنیاوی امور میں ان سے راضی ہی۔ شریف ابونمی نے کہا یہ تو درست ہے مگر تم نے عمر فاروق کو کیوں مقدم کیا ہے؟ محبّ طبری نے کہا ابوبکر الصدیق نے اپنی وفات کے وقت عمر فاروق کو مسلمانوں کے لئے پسند کیا۔ شریف نے پوچھا پھر عثمان کو مقدم کرنے کی کیا وجہ ہے؟ مُحب طبری نے کہا عمر فاروق نے خلافت کا معاملہ ان صحابہ کے مشورہ پر چھوڑ دیا جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات کے وقت راضی تھے ان حضرات نے عثمان کو مقدم کیا ہے۔ شریف نے پوچھا امیر معاویہ کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟ مُحبّ طبری نے کہا وہ ایسے ہی مجتہد تھے جیسے علی المرتضیٰ مجتہد تھے۔ شریف نے پوچھا۔ اگر تم دونوں کے زمانہ کو پاتے تو ان کی باہم لڑائی میں کس کا ساتھ دیتے طبری نے کہا علی المرتضیٰ کا ساتھ دیتے۔ شریف نے کہا جزاک اللہ عنا خیراً۔ اللہ تمہیں اچھی جزا دے۔

محبت کی تفصیل

امام شعرانی نے کہا اے میرے بھائی اس پابند شریعت عالم کے نفیس کلام کو دیکھو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی پیروی کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محبت ہم پر لازم ہے،، ہم پر یہ بھی لازم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کے باعث صحابہ کرام کی اولاد سے بھی محبت کریں اس میں طبعی محبت کا حکم معتبر نہیں اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد کو ابوبکر کی اولاد سے مقدم جانے جیسے خود ابوبکر الصدیق ان کو اپنی اولاد سے مقدم جانتے تھے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم سے کوئی بھی ایمان میں کامل نہیں

جب تک اپنے اہل واولاد اور سب لوگوں سے زیادہ میرے ساتھ محبت نہ کرے۔

ابوبکر وعمر، علی کی نظر میں

ایک مرتبہ امام علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ صحابہ نے ابوبکر اور عمر کو آپ سے کیوں مقدم کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا اللہ ہی نے ان کو مجھ سے مقدم کیا ہے پھر لوگ کیوں کر ایسا نہ کرتے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ظالموں کی طرف میلان نہ کرو ورنہ تم کو آگ جلائے گی۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر اور عمر کی طرف مائل تھے۔ ان کی صاجبزادیوں سے نکاح فرمایا اگر وہ ظالم ہوتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی بیٹیوں سے نکاح نہ کرتے اور نہ ہی ان کی طرف میلان فرماتے۔

رفض کا انجام

شیخ عبدالغفار قوصی رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب ''الوحید علم التوحید'' میں ذکر کیا ہے کہ ان کا ایک ساتھی فوت ہو گیا اسے خواب میں دیکھا گیا اور اس سے دینِ اسلام سے متعلق سوال کیا گیا تو اس نے جواب میں کچھ توقف کیا۔ میں نے کہا کیا دینِ اسلام حق نہیں ہے؟ اس نے کہا ہاں دین اسلام حق ہے۔ میں نے اس کے چہرے کو دیکھا تو وہ تارکول (لک) کی طرح سیاہ تھا حالانکہ اس شخص کا رنگ اس کی زندگی میں سفید تھا۔ میں نے کہا اگر دینِ اسلام حق ہے تو تمہارے چہرے کو کس نے سیاہ کیا ہے؟ اس نے آہستہ سے کہا میں ذاتی خواہش اور خاندانی رقابت کی وجہ سے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بعض پر ترجیح دیتا تھا۔ انہوں نے کہا کہ یہ عالم اس شہر کا رہنے والا تھا جو رفض کی طرف منسوب تھا۔

سیّدنا علی سے وفا اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہما

روایت ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک روز اپنے ایک ساتھی سے کہا ''زرقا کنانیہ'' کو میرے پاس لاؤ۔ وہ اسے لے کر آئے تو امیر معاویہ نے اس سے پوچھا کیا تجھے یاد ہے کہ تو علی کے ساتھ سُرخ اونٹ پر سوار تھی۔ اس نے کہا جی ہاں مجھے یاد ہے، امیر معاویہ نے کہا۔ تو خون ریزی میں علی کے ساتھ شریک رہی ہے۔ اس نے کہا اللہ تجھے اچھی خبر سنائے۔ آپ جیسے لوگ اپنے ساتھیوں سے وہ

باتیں کرتے ہیں جن سے وہ خوش ہوں۔ امیر معاویہ نے پوچھا کیا تجھے اس بات سے خوشی ہوئی ہے۔ اس نے کہا جی ہاں امیر معاویہ نے کہا اللہ کی قسم علی کی وفات کے بعد تمہاری ان سے وفاداری ان کی زندگی میں ان سے وفاداری سے مجھے زیادہ پسند ہے۔

ابوبکر صدیق، عمر فاروق اور روافض

محب طبری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ رافضیوں کی ایک جماعت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر کے خادم کے پاس گراں قدر مال لائی کہ وہ اس کو حرم کے منتظم کے پاس پہنچا دے اور ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو ان کی قبروں سے کسی اور جگہ منتقل کرنے کی اجازت دے دے۔ منتظم نے بصیغۂ راز مال قبول کر لیا تو خادم بہت پریشان ہوا، وہ کسّیاں اور ٹوکریاں لے کر آ گئے تا کہ قبور مبارکہ کو کھودیں۔ یہ روافض تعداد میں چالیس تھے۔ مُحب طبری نے کہا مجھے اس خادم نے خبر دی کہ جب وہ رات کو مسجد میں داخل ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان سب کو زمین میں دھنسا دیا کہ آج تک ان میں سے کسی کا نشان نہیں ملا۔ اور حرم کا منتظم کوڑی ہو گیا اس کے بدن کے سارے اجزاء گر گئے حتیٰ کہ اسی حالت میں مر گیا۔ جب روافض کو جنہوں نے ان چالیس اشخاص کو بھیجا تھا ان کے زمین میں دھنس جانے کی خبر پہنچی تو وہ اپنا حلیہ بگاڑ کر مدینہ منورہ آئے خادم روضہ انور کو حیلے بہانے سے ایک خالی مکان میں بند کر دیا اس کی زبان کاٹ دی اور شکل بگاڑ دی۔ رات کو اسے خواب میں جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ نے اس پر دستِ رحمت پھیرا اور اس کے منہ پر شفقت فرمائی وہ صبح کو تندرست ہو گیا اور کوئی تکلیف نہ رہی۔ انہوں نے ایک اور حیلہ کر کے اس کی زبان کاٹ دی اور اسے خوب مارا پیٹا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ خواب میں تشریف لائے اس پر دستِ رحمت پھیرا وہ صبح کو تندرست ہو گیا اور کوئی تکلیف نہ رہی۔ روافض نے تیسری مرتبہ پھر حیلہ کیا اسے سخت مارا اس کی زبان کاٹ دی اور دروازہ بند کر کے چلے گئے۔ رات کو پھر خواب میں سیّد کون ومکان صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اس پر دستِ شفقت پھیرا وہ صبح کو صحیح سلامت باہر آیا اور کوئی تکلیف نہ رہی۔ شیخ عبدالغفار قوی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں ایک شخص سے خبر ملی جو ابوبکر الصدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو گالیاں دیا کرتا تھا اور اس کی بیوی اور بچے اسے منع کیا کرتے تھے وہ نہ رُکا تو اللہ تعالیٰ نے اسے

خنزیر بنادیا۔ جس کے گلے میں بھاری زنجیر تھی۔ لوگ اسے دیکھنے آتے چندروز بعدوہ مرگیااوراس کے لڑکے نے اسے غلاظت میں پھینک دیا۔ شیخ عبدالغفار فرماتے ہیں کہ میں نے اسے اس کی زندگی میں دیکھا کہ وہ خنزیروں کی طرح چلاّ تا اور روتا تھا۔ پھرشیخ محبّ الدین طبری نے خبر دی کہ ایک شخص نے ان سے ذکر کیا کہ وہ اس شخص یک ایک لڑکے سے ملا جس سے پتہ چلا کہ وہ شخص اپنے لڑکے کو مارا کرتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ ابوبکر اور عمر کو گالیاں دو۔ اس نے ایسا کرنے سے انکار کردیا اور ''من المنن'' اگر تم کہو کہ تم نے اس کتاب میں ابوبکر، عمر اور عثمان کو ذکر کیا ہے حالانکہ وہ اہل بیت میں سے نہیں ہیں۔ تو جواب یہ ہے کہ میں نے ان کو بطور برکت ذکر کیا ہے تاکہ لوگوں کو عام فائدہ ہو نیز یہ حضرات کرام سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی ہیں انشاء اللہ عنقریب تم کو معلوم ہو جائے گا کہ جب کہ نسب شریف میں کلام کرتے وقت ہر ایک کا تذکرہ ہوگا یہی قدر کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق دینے والا اور ہدایت کرنے والا ہے۔

فصل اوّل

نسب، پیدائش اور رضاعت

اس فصل میں سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب شریف، جائے پیدائش اور آپ کو دودھ پلانے والی خواتین اور دیگر متعلق امور کا ذکر ہوگا۔

یہ امر مسلّم ہے کہ سرورِکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ سے متعلق کلام ایک ایسی مستقل تالیف کا طالب ہے جو تحریر میں نہیں آسکتی یہاں ہماری غرض صرف مختصر حالات ہیں جن کو بطور تبرک اس چھوٹی سی کتاب میں ذکر کرنا ہے، یہ معلوم ہونے کے بعد ہم کہتے ہیں کہ سرورِکون ومکان، زینت محفل ومقام صلی اللہ علیہ وسلم کا سلسلہ نسب شریف یہ ہے محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قُصَی بن کلاب بن مرّہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان اور والدہ ماجدہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے سلسلہ نسب محمد بن آمنہ بنت وہب بن عبدمناف بن زُہرہ بن کلاب ہے۔ یہ وہی کلاب ہیں جو رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسب شریف میں مذکور ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پانچویں دادا ہیں۔

نسب کان علیه من شمس الضحیٰ نوراً و من فلق الصبح عموداً

مافیه الّا سیّد من سیّد حاز المکارم والتقیٰ والجودا

ترجمہ: ا۔ یہ عالی نسب ہے گویا کہ اس پر چمکتے سورج کا نور اور صبح کی روشنی کا سیدھا عمود ہے۔

۲۔ اس میں صرف سردار ہی سردار ہیں جنھوں نے اچھے اخلاق، پاکدامنی اور سخاوت جمع کی ہے۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں اصحابِ فیل کے حملہ کے سال ربیع الاوّل کی بارہ تاریخ کو پیر کے روز عین طلوع فجر کے وقت تولدّ فرمایا۔ مواہب لدنیہ میں ہے کہ بعض کا قول ہے کہ آپ رات کو پیدا ہوئے۔ اُم المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں مکہ مکرمہ میں ایک یہودی تاجر تھا جس رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تولد فرمایا۔ اس نے کہا اے قریش! کیا آج کی رات تمہارے خاندان میں کوئی بچہ پیدا ہوا ہے۔ قریش نے کہا ہم کو معلوم نہیں۔ اس نے کہا ذرا غور سے دیکھو اور میرے کلام میں غور کرو، آج رات اس آخری اُمت کا نبی پیدا ہوا ہے جس کے دونوں کندھوں کے درمیان ایک علامت ہے جس پر متواتر ایسے بال ہیں جیسے گھوڑے کی گردن پر ہوتے ہیں۔ پہلا قول عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت کیا گیا ہے۔ آپ کی ولادت طیبہ کے مقام میں اختلاف ہے۔ بعض نے کہا کہ آپ مکہ مکرمہ میں اس گھر میں پیدا ہوئے جو محمد بن یوسف ثقفی حجاج کے بھائی کا گھر ہے۔ بعض کا کہنا ہے کہ شعب میں بعض نے کہا کہ روم میں بعض یوں کہتے ہیں کہ عسفان میں پیدا ہوئے۔ اسی طرح مواہب لدنیہ میں ہے کہ عبدالرحمن بن عوف کی والدہ شفاء کے ہاتھ پر جلوہ نمائی فرمائی کہ زمین پر دونوں ہاتھ رکھے ہوئے آسمان کو دیکھ رہے تھے اس میں بیّن اشارہ ہے کہ آپ کی سرگیں آنکھیں تھیں، صاف ستھرے تھے، ناف کٹی ہوئی تھی جیسے دایہ کاٹا کرتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مختون تھے۔ بعض کا کہنا ہے کہ آپ کے جدِ امجد عبدالمطلب نے ولادت کے ساتویں روز آپ کا ختنہ کرایا۔ علمائے کرام فرماتے ہیں ہوسکتا ہے کہ آپ کا پیدائشی ختنہ پورا نہ ہو اور آپ کے دادا نے پورا ختنہ کروایا ہو۔ بعض یوں کہتے ہیں کہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا جو آپ کی دودھ کی والدہ تھیں اس کے پاس شق صدر کے روز جبرائیل علیہ السلام نے آپ کا ختنہ کیا۔

پیدائشی مختون نبی صلی اللہ علیہ وسلم

کعب احبار نے کہا تمام نبیوں میں تیرہ نبی ہیں جو پیدائشی مختون تھے۔ حضرت آدم، شیث، ادریس، نوح، سام، لوط، یوسف، موسیٰ، شعیب، سلیمان، یحییٰ، عیسیٰ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہم اجمعین (حیٰوۃ الحیوان) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ رحلت فرما گئے حالانکہ آپ ابھی والدہ ماجدہ رضی اللہ عنہا کے شکم مقدس میں نورانی محفل برپا کیے ہوئے تھے۔ اسی لیے آپ کا نام متعین کرنے والے اور ولادت کے ساتویں روز آپ کا عقیقہ کرنے والے آپ کے جدِ امجد حضرت عبدالمطلب تھے۔ آپ کے میلاد شریف سے متعلق کلام ایک مستقل تالیف کا طالب ہے۔ رسالہ نہایت ہی مختصر ہے۔

رضاعی اُمّہات

آپ کو دودھ پلانے والی آٹھ خواتین میں سے ایک آپ کی والدہ آمنہ[1] ہیں انہوں نے آپ کو تین یا سات روز دُودھ پلایا تھا۔ ثویبہ[2] سلمیہ، یہ ابولہب کی لونڈی تھی، جب اس نے سرورِ کون و مکان صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کی اسے خوشخبری دی تو اس نے خوشی میں اسے آزاد کر دیا۔ حلیمہ سعدیہ کے آنے سے پہلے چند روز اس نے آپ کو دودھ پلایا تھا۔ خولہ[3] بنت المنذر و اُمّ ایمن[4]۔ ان دونوں کا یعمری نے ذکر کیا ہے ایک اور عورت سعدیہ[5] ہے جس نے دودھ پلایا مگر یہ حلیمہ سعدیہ کے علاوہ ہے۔ ابن قیم نے اس کو ذکر کیا ہے اور تین اور عورتیں ہیں ان میں سے ہر ایک کا نام عاتکہ ہے اسے سہیلی نے بعض علماء سے نقل کیا جب کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے اخذ کیا۔ اَنَا ابنُ الْعَوَاتِكِ۔ اور حیٰوۃ الحیوان'' میں ہے کہ ''عواتک'' تین خواتین ہیں جو امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی مائیں ہیں۔ ایک عاتکہ[6] بنت ہلال بن فالج بن ذکوان ہے یہ عبد مناف بن قصی کی ماں ہے۔ دوسری عاتکہ[7] بنت مُرّہ بن ہلال بن فالج ہے یہ ہاشم بن عبد مناف کی والدہ ہے اور تیسری عاتکہ[8] بنت اوقص بن مُرّہ بن ہلال ہے۔ یہ وہب کی والدہ ہے جو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے والد ہیں۔ عواتک، عاتکہ کی جمع ہے عاتکہ کا معنی ہے جو بہت

زیادہ خوشبو لگائے سب سے زیادہ دودھ حلیمہ سعدیہ نے پلایا۔ بعض علماء نے صراحت کی ہے کہ اس کا شوہر بلکہ اس کے بیٹے بھی مسلمان ہو گئے تھے۔ اس نے جب آپ پر کوئی خطرہ محسوس کیا تو آپ کو آپ کی والدہ ماجدہ کے حوالے کر دیا اور آپ کی والدہ ماجدہ آپ کو مدینہ منورہ آپ کے ماموؤں بنونجار کی زیارت کرانے تشریف لے گئیں جو آپ کے جد امجد عبدالمطلب کے ماموں تھے۔ وہاں سے جب واپس لوٹیں تو بیمار ہو گئیں اور وفات فرما گئیں اور ''ابوآء'' کے مقام پر مدفون ہوئیں۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف صرف چھ برس تھی جیسا کہ ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے۔

کفالت وتربیّت

''اُمّ ایمن'' برکت حبشیہ نے آپ کی پرورش کی اور آپ کو آپ کے جدِ امجد عبدالمطلب کے پاس مکہ مکرمہ لے گئیں۔ انہوں نے آٹھ برس تک آپ کی کفالت کی۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتویں سال آنکھوں میں درد ہوا۔ آپ کے جدِ امجد عبدالمطلب جب بیمار ہوئے تو آپ کے چچا ابو طالب کو ان کی بزرگی اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے حقیقی بھائی ہونے کے باعث وصیت کی اب ان کو آپ کی کفالت وتربیت کا شرف حاصل ہوا آپ سے ان کو بے پناہ خیر و برکت حاصل ہوئی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے عیال کے ساتھ کھانا کھاتے تو وہ تمام سیر ہو جاتے اور جب ان کے ساتھ مل کر کھانا نہ کھاتے تو سب بھوکے رہتے۔ جب کبھی مکہ مکرمہ میں قحط پڑتا تو ابو طالب آپ کے توسّل[1] سے بارش کی دُعا کرتے اور خوب بارش برستی تھی۔ ایک بار ابو طالب تجارت کے لیے شام گئے تو آپ کو سفر میں ساتھ لے گئے جب قافلہ بُصریٰ کے مقام پر اُترا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک راہب نے دیکھ لیا جس کا نام ''بحیرا'' تھا۔ یہ راہب ہمیشہ اپنے عبادت خانہ میں رہتا تھا اور نصرانیت کے علوم میں ماہر تھا۔ اس نے

---

۱ - حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ جب لوگ قحط میں مبتلا ہوتے تو امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے دُعا کرتے اور بارش ہو جایا کرتی تھی۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ابو طالب کا یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔ وَاَبْيَضُ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ ثِمَالُ الْيَتَامٰى عِصْمَةٌ لِّلْاَرَامِلِ (بخاری شریف) یعنی آپ سفید رنگ والے ہیں ان کے چہرے سے توسّل سے بارش طلب کی جاتی ہے وہ یتیموں کو کھانا دینے والے اور بیواؤں کے نگہبان ہیں۔ نیز بخاری شریف میں حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ قحط سالی میں حضرت عباس کے وسیلہ سے بارش کی دُعا کیا کرتے تھے اور بارش ہو جاتی تھی۔ امام بیہقی معرفت میں ذکر کرتے ہیں کہ ایک نابینا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے توسّل سے دُعا کی تو اس کو بینائی مل گئی۔ انہوں نے ان لفظوں سے دُعا کی ''یا محمد انی اتوجہ بک الی ربی'' اسے ترمذی نے بھی روایت کیا۔ حافظ ابو نعیم نے بھی اسے ذکر کیا ہے۔ ۱۲۔ علامہ غلام رسول رضوی غفرلہٗ

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے قافلہ کے لیے کثیر طعام کا انتظام کیا حالانکہ اس سے پہلے بھی قافلے اس راستہ سے گزرا کرتے تھے مگر وہ ان سے کلام نہ کرتا تھا اور کسی کی پرواہ تک نہ کرتا تھا۔ بعد طعام اس نے آپ کے چچا ابو طالب سے کہا اپنے بھتیجے کو واپس لے جائیں اور یہودیوں سے آپ کی بڑی احتیاط کریں۔ جب ابو طالب تجارت سے فارغ ہوئے تو مکہ مکرمہ واپس آنے میں بڑی عجلت کی، نیز سرور انبیاء امام المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دوسرے دو چچاؤں حضرت زبیر اور عباس جو عبدالمطلب کے بیٹے تھے، کے ہمراہ تجارت کے لئے یمن کا سفر کیا۔ یہ امر ثابت ہے کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے بکریاں چرانے کے لئے اُجرت پر کام کیا جیسے دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام نے یہ کام کیا ہے، چنانچہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی زندگی سے یہ بات واضح ہے۔ بعض علماء نے اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ جو شخص بکریاں چرائے جو تمام جانوروں سے کمزور ہیں تو اس کے دل میں مہربانی اور شفقت گھر کر جاتی ہے۔ اس کے بعد اگر وہ مخلوق کی رعائت و سیاست کی طرف متوجہ ہوگا تو اس کا نفس پہلے ہی سے مہذب اور شُستہ ہوگا۔

خدیجۃ الکبریٰ سے نکاح

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پچیس برس کے ہوئے حالانکہ آپ کو مکہ مکرمہ میں ''امین'' کے لفظ سے پکارا جاتا تھا تو آپ نے خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی تجارت کے لیے شام کا سفر کیا اور آپ کے ہمراہ خدیجہ نے اپنا غلام ''میسرۃ'' بھیجا نیز اسی سال آپ نے ان سے نکاح فرمایا اس وقت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی تجارت کے لئے آپ کا تیسرا سفر تھا۔

حجرِ اسود کی تنصیب

جب آپ پینتیس برس کے ہوئے تو کعبہ شریف میں سیلاب داخل ہونے کی وجہ سے اس کی دیواروں میں شگاف پڑ گئے۔ قریش نے اس کی نئی عمارت بنائی اور آپ ان کے ساتھ پتھر اُٹھا کر لاتے تھے۔ تعمیر کعبہ کے دوران میں حجر اسود نصب کرنے میں قریش نے شدید اختلاف کیا آخر اس بات پر سب راضی ہو گئے کہ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ شریف سے رکھیں چنانچہ امام الانبیاء صلی

اللہ علیہ وسلم نے حجرِ اسود کو اس مقام پر رکھ دیا۔

نبوّت کا مقدّمہ

جب نزول وحی کا وقت قریب آیا تو آپ کو تنہائی پسند آئی۔ آپ غار حرا میں تنہا تشریف لے جاتے اور وہاں اللہ تعالیٰ کی عبادت کیا کرتے۔ آپ کی یہ عبادت ذکرِ الٰہ تھی بعض علماء کہتے ہیں آپ کی یہ عبادت فکر پر مبنی تھی۔ شیخ محی الدین کہتے ہیں کہ نبوت سے پہلے آپ کی عبادت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی شریعت پر تھی۔ بعض کچھ اور طرح ذکر کرتے ہیں۔ اس وقت امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم خواب دیکھا کرتے تھے جن کی تعبیر روزِ روشن کی طرح واضح ہوتی تھی۔ یہ سچے خواب وحی کا مقدمہ تھے۔ بعض علماء نے فرمایا کہ ان کی مدت چھ ماہ تھی اور یہ امر ثابت ہے کہ جب وحی کا زمانہ قریب ہوا تو نجوم کے ذریعے شیاطین کو رجم بکثرت ہونے لگا جس سے وہ مرنے لگے اور اس وقت سے جنوں کا آسمانی رازوں کے چوری کرنے کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ یہ روایت کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کی رات جنوں کو رجم ہوا اور اس سے پہلے دیگر رسولوں کے زمانہ میں شیاطین کو رجم ہوا اگر یہ ثابت ہے تو مطلب یہ ہے کہ پہلے تھوڑا تھوڑا ان کو رجم ہوتا تھا کبھی ان تک رجوم پہنچتے اور کبھی وہ اس سے بچ جاتے۔ حالانکہ رجم کا زیادہ ہونا ضروری تھا۔ ''کذافی سیرۃ الحلبی''۔

نبوت کا آغاز

جب امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف چالیس برس پوری ہوئی۔ بعض کا کہنا ہے کہ چالیس برس اور پچاس روز ہوئے، بعض نے کہا چالیس برس اور دو ماہ ہوئے تو ۱۷ رمضان المبارک کو پیر کے دن، بعض کہتے ہیں کہ ۷۔ رمضان اور بعض نے ۲۴ رمضان کا قول نقل کیا ہے۔ بہر حال حضرت جبرائیل علیہ السلام نبوت کا پیغام لائے، اس وقت آپ غارِ حرا میں تشریف رکھتے تھے۔ انہوں نے آتے ہی عرض کیا اِقرأ یعنی پڑھیئے۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں پڑھا ہوا نہیں۔ جبرائیل علیہ السلام نے آپ کو سینے سے لگا کر زور سے دبایا حتیٰ کہ دبانے میں پوری طاقت صرف کر دی، پھر چھوڑتے ہوئے عرض کیا اِقرأ۔ آپ نے فرمایا میں پڑھا ہوا نہیں۔ اس نے پھر سینے سے لگا کر دبایا پھر

چھوڑ کر عرض کیا اِقرأ۔ آپ نے فرمایا میں پڑھا ہوا نہیں۔ پھر تیسری بار دبا کر چھوڑا اور کہا اِقْرَءْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ اور مَالَمْ يَعْلَمْ تک آیات ذکر کیں۔ آپ نے آیات پڑھیں، پھر آپ کو پہاڑ سے اُتار کر زمین پر لے آئے۔ زمین پر پاؤں مارا تو پانی کا چشمہ جاری ہو گیا پھر خود وضو کیا اور امام الانبیاء صلی اللہ عیہ وسلم سے اسی طرح وضو کے لیے عرض کیا، پھر آپ کے ساتھ جبرائیل نے دو رکعت نماز پڑھی اور کہا نماز اس طرح پڑھی جاتی ہے۔ اس کے بعد جبرائیل علیہ السلام غائب ہو گئے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے اس وقت آپ کا قلب شریف گھبراہٹ کی وجہ سے زور زور سے حرکت کر رہا تھا۔ آپ نے حضرت خدیجہ سے سارا واقعہ بیان کیا اور فرمایا مجھے ڈر لگتا ہے۔ خدیجہ نے کہا آپ ہرگز خوف نہ فرمائیں آپ کو خوشخبری ہو۔ اللہ کی قسم وہ آپ کو کبھی رُسوا نہیں ہونے دے گا۔ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں، سچ بولتے ہیں، عاجز کی مدد کرتے ہیں، لوگوں کو مکارمِ اخلاق کی تعلیم دیتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں اور حق بات کی اعانت فرماتے ہیں، پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں جو اُن کے چچا کا بیٹا تھا اور جاہلیت کے زمانہ میں نصرانی مذہب اختیار کر چکا تھا وہ عربی کتاب لکھا کرتا تھا۔ ایک روایت میں عبرانی مذکور ہے۔ وہ انجیل شریف سے جو بھی خدا کو منظور ہوتا عربی میں لکھتا وہ نہایت ہی بوڑھا تھا اور نابینا ہو چکا تھا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اس سے کہا۔ اے میرے چچا کے بیٹے اپنے بھتیجے سے کچھ سُنو۔ ورقہ نے کہا اے

---

[1] اس حدیث کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں ذکر کیا ہے، علامہ کرمانی نے کہا جبرائیل علیہ السلام کا آپ کو بار بار دبانا اس لیے تھا کہ آپ سے بشریت کو زائل کر کے صفات ملکیہ کی طرف لے آئیں کیونکہ جبرائیل علیہ السلام کو یہ علم تھا کہ امام الانبیاء علیہ السلام دوسرے لوگوں کی مثل نہیں ہیں۔ علامہ عینی شرح بخاری میں ذکر کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بشری حالت تھی جس میں بشری عوارض کا ظہور ہوتا تھا اور دوسری غیر بشری حالت تھی اسی حالت میں ملکی اور حقی صفات کا ظہور ہوتا تھا۔ علامہ کرمانی نے بھی ان حالات کی تصریح کی ہے۔

اس حدیث شریف میں امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت و شجاعت کا پتہ چلتا ہے کہ آپ کی قوت جبرائیل علیہ السلام سے زیادہ ہے اسی لئے جبرائیل کے بار بار زور سے دبانے کی آپ نے پرواہ نہ کی، اگرچہ جبرائیل علیہ السلام دبانے کے وقت میں اپنی حقیقی صورت میں نہ تھے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس حال میں حقیقت محمدیہ میں نہ تھے بلکہ بشری حالت میں تھے۔ معلوم ہوا کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت جبرائیل علیہ السلام کی بشریت سے قوی ہے۔ علامہ غلام رسول رضوی غفرلہٗ

میرے بھتیجے آپ نے کیا دیکھا ہے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے سارا واقعہ بیان فرمایا۔ ورقہ نے سُن کر کہا یہ وہی ناموس ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں نازل ہوتا تھا، کاش میں اس وقت نوجوان ہوتا افسوس میں اس زمانہ میں زندہ ہوتا جب کہ آپ کی قوم آپ کو مکہ سے نکالے گی، امام الانبیاء علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ مجھے مکہ مکرمہ سے نکالیں گے۔ ورقہ نے کہا یقیناً وہ ایسا کریں گے جس شئ کو آپ لائے ہیں اس جیسی شئ کو جو بھی لایا اس سے عداوت و دشمنی کی گئی، اگر وہ زمانہ آئے اور میں زندہ رہوں تو پوری طاقت سے آپ کی مدد کروں گا، لیکن تھوڑے عرصے کے بعد ورقہ فوت ہوگیا۔ کچھ عرصہ کے لیے نزولِ وحی کا سلسلہ رُک گیا حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت غم ناک ہوئے۔ وحی کے رُکنے کی مدت تین برس تھی جیسا کہ ابن اسحاق نے جزم کیا ہے۔ اس کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام سورۂ مزمّل کے ساتھ نازل ہوئے اور مسلسل وحی نازل ہونے لگی۔ اس کا نزول آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی ابتداء میں تھا۔ آپ کی نبوت سے تین سال بعد یہ سورت نازل ہوئی۔ بعض نے کہا کہ اس کا نزول نبوّت کے مقارن ہے۔ چونکہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو ابھی اظہار کی اجازت نہ تھی۔ اس لیے آپ لوگوں کو خفیہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کی تبلیغ فرماتے تھے۔ اور جو شخص مسلمان ہوتا وہ جب نماز کا ارادہ کرتا تو کسی وادی میں جاکر مشرکوں سے چھپ کر نماز پڑھتا حتیٰ کہ بعض مشرک حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ پر مطلع ہوئے جب کہ وہ ایک وادی میں مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے۔ مشرکوں نے ناپسند کرتے ہوئے اسے معیوب جانا اور مسلمانوں سے لڑائی جھگڑا کیا۔ اس کے نتیجہ میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ان کے ایک شخص کو زخمی کردیا۔ یہ اسلام میں سب سے پہلی خونریزی[1] تھی۔ اس کے بعد امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ حضرت ارقم رضی اللہ عنہ کے گھر میں چھپ کر نماز پڑھتے اور اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کے اظہار کا حکم فرمایا اور معتمد علیہ قول کے مطابق نبوّت کے چھٹے سال حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کے تین روز بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ہدایت دی اور اسلام کو چھپانے کی کل مدت تین سال تھی۔ اس مدت میں قریش

---

[1] حدیث شریف میں ہے حضرت سعد بن ابی وقاص نے سب سے پہلے اسلام میں کافروں کا خون بہایا تھا۔ علامہ غلام رسول رضوی غفرلہٗ۔

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کواوران حضرات کوتکالیف پہنچاتے جوایمان لاتے حتیٰ کہ کمزورلوگوں کی ایک جماعت حضرت بلال، خباب بن ارت، عمار بن یاسر، ان کے والد یاسر، ان کی والدہ سمیہ اور بھائی عبداللہ کوسخت عذاب دیا گیا۔ یاسر تو عذاب کی حالت میں ہی فوت ہو گئے اور ''ابوجہل لعین'' نے سمیہ کو نیزہ مارا وہ اس طرح فوت ہوگئیں۔ اسلام میں وہ سب سے پہلی شہیدہ ہیں۔

حبشہ کی طرف ہجرت

قریش کی ایذارسانی کی وجہ سے مسلمانوں کی ایک جماعت حبشہ کوہجرت کر کے چلی گئی۔ یہ ہجرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے تھی، حبشہ کے حاکم نجاشی نے ان مہاجرین کی خوب آؤ بھگت کی اوران کا احترام کیا۔ ان مہاجرین میں حضرت عثمان بن عفان اورامام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت رُقیہ تھی جوعثمان کی رفیقہ حیات تھیں۔ جب قریش کوان کے ہجرت کرنے کی خبر پہنچی توانہوں نے ان کا تعاقب کیامگرکسی کوگرفتارکرنے میں کامیاب نہ ہوئے۔ حبشہ کی دومرتبہ ہجرت میں سے یہ پہلی ہجرت تھی جونبوت کے پانچویں سال رجب میں ہوئی۔ حبشہ میں قیام کے تقریباً چھ ماہ بعدان کو یہ خبر پہنچی کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے سورہ نجم پڑھنے کے وقت مشرکین نے سجدہ کیا ہے اس پرانہیں گمان ہوا کہ وہ مسلمان ہو گئے ہیں تو بیشتر مہاجرین واپس لوٹ گئے رضی اللہ تعالیٰ عنہم وعنا۔

فصل دوم

قریش کا امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا منصوبہ بنانا، ابوطالب کا وفات پانا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بنوثقیف اور طائف کی طرف تشریف لے جانا، انصار کے اسلام کی ابتداء اور دیگر امور متعلقہ اس فصل میں مذکور ہیں۔

امام الانبیاء علیہ السلام کے قتل کا منصوبہ

مواہب لدنیہ میں مذکور ہے جب قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام کی عزت و آبرو، حبشہ میں ان کا اعزاز و اکرام، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا مسلمان ہونا اور عام قبائل میں اسلام کا اظہار و افشاء دیکھا تو سب کا اس رائے پر اتفاق ہوا کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دیا جائے۔ یہ خبر ابوطالب کو پہنچی اس نے بنو ہاشم اور بنو مطلب کو اکٹھا کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی حفاظت میں کرلیا اور جس نے آپ کے قتل کا ارادہ کیا اس کو منع کیا۔ انہوں نے ایسا جاہلیت کی رسم و رواج کے مطابق غیرت کے طور پر کیا تھا۔

بنو ہاشم سے بائیکاٹ

جب قریش نے یہ دیکھا تو جمع ہو کر مشورہ کیا کہ ایک عہد نامہ لکھیں جس میں بنو ہاشم اور بنو مطلب کے متعلق عہد کریں کہ وہ ان سے شادی بیاہ نہ کریں گے نہ ان سے خرید و فروخت کریں گے نہ ان سے میل جول رکھیں گے اور نہ ہی ان سے کسی قسم کی مصالحت کو قبول کریں گے جب تک کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کے لیے ان کے حوالے نہ کر دیں۔ منصور بن عکرمہ بن ہشام سے ایک کاغذ پر انہوں نے عہد نامہ لکھوایا اس لئے منصور کا وہ ہاتھ بیکار ہو گیا تھا۔ پھر انہوں نے وہ کاغذ کعبہ کے اندر لٹکایا۔ نبوّت کے ساتویں سال محرم کا یہ واقعہ ہے۔ ادھر بنو ہاشم اور بنو مطلب ابوطالب کے پاس اکٹھے ہوئے اور ان کے ساتھ متفق ہو گئے مگر ابولہب ان سے علیحدہ رہا اور قریش سے جاملا۔ اس بائیکاٹ میں دو تین سال گزر گئے حتیٰ کہ بنو ہاشم اور بنو مطلب تنگ آ گئے کیونکہ قریش نے سب قافلے ان کی طرف جانے سے روک دیئے تھے اور ان تک کوئی چیز نہ پہنچنے دیتے تھے مگر چھپ چھپا کر کوئی نہ کوئی چیز ان کو پہنچ

جاتی تھی۔ وہ صرف گرمی یا سردی کے موسم میں باہر نکلتے تھے۔ آخر چند اشخاص نے صحیفہ میں لکھے ہوئے عہد کو توڑنے کا قصد کیا۔ اُدھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبردار کردیا کہ قریش نے جو کچھ بائیکاٹ وغیرہ صحیفہ میں لکھا ہوا ہے اسے زمین کا کیڑا کھا گیا ہے صرف اللہ کا نام باقی رہ گیا ہے۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا ابوطالب کو اس کی خبر دی اور ابوطالب نے قریش کو بتایا۔

نقض عہد

جن لوگوں نے نقض عہد میں کوشش کی وہ پانچ شخص تھے۔ ہشام بن حارث وہ ان سب کا رئیس تھا۔ سب سے پہلے اس نے نقض عہد کا قصد کیا۔ دوسرا زہیر بن عاتکہ بنت عبدالمطلب، تیسرا ابو البختری، چوتھا زمعہ اور پانچواں مطعم بن عدی تھا۔ یہ جیحون میں اکٹھے ہوئے اور نقض عہد پر متفق ہوگئے۔ ان سے زہیر نے کہا سب سے پہلے میں کلام کروں گا۔ جب وہ صبح کو اپنی مجلس میں گئے زہیر نے اچھا لباس پہن کر بیت اللہ کا سات مرتبہ طواف کیا پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوا اور کہا اے مکہ والو! ہم کھانا کھاتے ہیں، لباس پہنتے ہیں اور بنو ہاشم کا حال تم دیکھ ہی رہے ہو۔ خدا کی قسم میں تمہاری مجلس میں ہرگز نہ بیٹھوں گا جب تک تم اس ظالم اور قاطع صحیفہ کو نہ پھاڑو گے۔ ابوجہل نے کہا خدا کی قسم تو جھوٹ بولتا ہے تو ہرگز اسے نہیں پھاڑ سکتا۔ زمعہ نے کہا خدا کی قسم تو جھوٹ بولتا ہے تو کذاب ہے جب یہ صحیفہ لکھا گیا تھا ہم اس سے راضی نہ تھے۔ ابوالبختری نے کہا زمعہ سچ کہتا ہے جو کچھ اس میں لکھا گیا تھا اس سے ہم یقیناً راضی نہ تھے اور نہ ہی اس کا اقرار کرتے ہیں۔ مطعم نے کہا تم دونوں سچ کہتے ہو اس کے خلاف بات کرنے والا جھوٹا ہے، ہم صحیفہ سے بالکل بری الذمہ ہیں اور جو کچھ اس میں لکھا گیا ہے اس سے بیزار ہیں۔ ابوجہل نے کہا۔ یہ ایک ایسی بات ہے جس کا تم نے رات کسی اور جگہ مشورہ کیا ہے۔ وہاں ابوطالب بیٹھا تھا۔ مطعم صحیفہ کے پاس گیا تا کہ اسے پھاڑ دے، کیا دیکھتا ہے کہ اسے زمین کا کیڑا کھا گیا ہے۔ صرف اللہ کا نام باقی رہ گیا ہے جیسا کہ امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خبر دی تھی۔ پھر انہوں نے بنو ہاشم کو اس وادی سے نکالا جہاں وہ اس مدت میں رہے تھے۔ یہ نبوّت کے دسویں سال کا واقعہ ہے۔ ان پانچ اشخاص کو صاحبِ ہمزیہ نے اپنے قصیدہ میں ذکر کیا ہے

فدیت خمسة الصحیفة بالخمسة ان کان للکرام فداء

فتیة بیتوا علی فعل خیر حمد الصبح امرهم والمساء

یا لامر اتاہ بعد ہشام	زمعہ انہ الفتی الاتاء
وزہیر والمطعم بن عدیٍّ	وابو البختری من حمث شأوا
نقضوا مبرم الصحیفة اذ	شدت علیہم من العدا الانداء

ترجمہ: ۱۔ اگر کریم لوگوں کا فدیہ ہوتا تو میں ان پانچ صحیفہ مٹانے والوں پر فدا ہو جاتا۔
۲۔ وہ نوجوان ہیں جنہوں نے نیک کام میں رات بسر کی، ان کے اس کام کی صبح اور شام تعریف کرتی ہیں۔
۳۔ کیسے عجیب اقدام پر ہشام کے بعد زمعہ آئے وہ یقیناً بہادر نوجوان ہیں۔
۴۔ اور زہیر، مطعم بن عدی اور ابو البختری جب کہ انہوں نے ارادہ کیا۔
۵۔ انہوں نے مضبوط صحیفہ کو توڑا جب کہ ان پر دشمنوں کی جماعتوں نے سختی کی۔

ابو طالب کی وفات

نبوت کے دسویں سال یکم ذوالقعدہ کو امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو طالب وفات پا گئے جب کہ وہ وادی میں آٹھ ماہ اور اکیس روز محصور ہونے کے بعد باہر آئے مواہب لدنیہ میں ہے کہ ابو طالب کی عمر ۸۷ برس تھی۔ سعید بن مسیّب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جب ابو طالب کی وفات کا وقت آیا تو امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے گئے اور ان کے پاس عبد اللہ بن امیہ، ابو جہل بن ہشام کو موجود پایا۔ آپ نے آتے ہی فرمایا اے میرے چچا لا الٰہ الا اللہ پڑھئے۔ میں اس کی وجہ سے اللہ کے پاس تمہارے اسلام کی شہادت دوں گا۔ ابو جہل بولا۔ اے ابا طالب کیا عبد المطلب کی ملت سے اعراض کرو گے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ان پر یہ کلمہ پیش کرتے رہے کہ اے چچا لا الٰہ الا اللہ پڑھئے۔ میں اللہ تعالیٰ کے پاس اس کے باعث آپ کے اسلام کی شہادت دوں گا اور وہ دونوں کہتے تھے اے ابا طالب کیا عبد المطلب کی ملت سے اعراض کرو گے؟ حتیٰ کہ آخری کلمہ جو ابو طالب نے کہا وہ یہ تھا کہ میں عبد المطلب کی ملت[1] پر مروں گا، پھر وہ فوت ہو گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ابو طالب فوت ہوئے تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی وفات کی خبر دی۔ آپ سُن کر رو پڑے پھر فرمایا جاؤ ان کو غسل دو، کفن دو اور ان کو زمین میں چھپا دو

---

[1] عبد المطلب کی ملت اگرچہ فترت کے زمانہ میں کفر نہ تھی، مگر امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اظہار نبوت فرمایا اس وقت عبد المطلب کی ملت کو اختیار کرنے میں نبوت کا انکار تھا اس لئے وہ کفر تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اسے اختیار کرنا کفر تھا ۱۲۔ غلام رسول رضوی غفرلہٗ۔

اللہ ان کو بخشے اور ان پر رحم کرے۔ میں نے حسبِ ارشاد تعمیل کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کئی روز تک ان کے لیے استغفار فرماتے رہے اور گھر سے باہر تشریف نہ لاتے تھے۔ حتیٰ کہ جبرائیل علیہ السلام یہ آیت کریمہ لے کر نازل ہوئے۔

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْا اُولِيْ الْقُرْبٰى۔

ترجمہ: نبی اور مومنوں کو نہ چاہیے کہ وہ مشرکین کے لیے استغفار کریں اگرچہ وہ قریبی ہوں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو طالب کے جنازہ کے سامنے تشریف لائے اور فرمایا اے چچا تو نے صلہ رحمی کی ہے اللہ تجھ پر رحم کرے اور تجھے اچھی جزاء دے۔

کفر کی اقسام

کفر کی چار اقسام ہیں۔ کفر انکار۔ کفر جحود۔ کفر نفاق۔ کفر عناد۔ کفر انکار یہ ہے کہ دل سے اللہ تعالیٰ کی الوہیت کو نہ جانے اور زبان سے انکار کرے۔ کفر جحود یہ ہے کہ دل سے الوہیت کی تصدیق کرے مگر زبان سے اقرار نہ کرے، جیسے ابلیس کا کفر ہے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے یہودیوں کا کفر اسی طرح کا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ (ترجمہ) جب ان کے پاس وہ تشریف لایا جسے وہ جانتے تھے تو اس کا انکار کر دیا۔

کفر نفاق یہ ہے کہ زبان سے اقرار کرے اور دل میں اعتقاد نہ کرے اور کفر عناد یہ ہے کہ دل سے اللہ تعالیٰ کی الوہیت کو جانے اور زبان سے اعتراف بھی کرے لیکن اس کی تابعداری نہ کرے جیسے ابو طالب تھے۔ کیونکہ انہوں نے کہا ہے۔

ولقد علمت بان دین محمد — من خیر ادیان البریۃ دینا
لولا الملامۃ اوحذار سبۃ — لوجدتنی سمحا بذاك مبینا
ودعوتنی و عرفت انك ناصحی — ولقد صدقت و کنت فیہ أمینا

ترجمہ: ا۔ میں یقیناً جانتا ہوں کہ دینِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ساری مخلوق کے دینوں سے بہتر دین ہے۔
۲۔ اگر ملامت اور شرمندگی کا خوف نہ ہوتا تو آپ مجھے اس میں واضح طور پر ماننے والے دیکھتے۔
۳۔ آپ نے مجھے بلایا اور میں جانتا ہوں کہ آپ میرے حق میں مخلص ہیں، آپ یقیناً سچے ہیں اور اس میں امین ہیں۔

مذکورہ چاروں اقسام اس بات میں مساوی ہیں کہ ان اقسام پر مشتمل لوگ اگر معاذ اللہ انہی صورتوں میں مرجائیں تو اللہ تعالیٰ ان کو کبھی نہ بخشے گا۔

خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات

نبوت کے اسی دسویں سال خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے وفات فرمائی روایت ہے کہ جب خدیجہ رضی اللہ عنہا بیمار ہوئیں تو ان کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور انہیں فرمایا اے خدیجہ کیا آپ جانتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جنت میں آپ کے ساتھ ساتھ مریم بنت عمران، موسیٰ علیہ السلام کی ہمشیرہ کلثوم اور آسیہ فرعون کی بیوی سے بھی میرا نکاح کیا تھا۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا یا رسول اللہ! کیا ایسا ہوا تھا فرمایا۔ یقیناً ایسا ہوا ہے۔ خدیجہ نے کہا آپ کو مبارک ہو۔ اس سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دو مصیبتیں آئیں۔ ایک آپ کے چچا ابو طالب کی وفات دوسرے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی جدائی، نیز اسی دسویں سال ۲۷ شوال کو امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم طائف اور قبیلہ ثقیف کی طرف تنہا یا زید بن حارثہ کے ساتھ تشریف لے گئے جب کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کو تین ماہ گزر چکے تھے۔ ان لوگوں سے آپ مدد چاہتے تھے کیونکہ ابو طالب کے فوت ہو جانے کے باعث آپ کو شدید صدمہ پہنچا تھا۔ محمد بن کعب قرظی نے کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طائف تشریف لے گئے اور ثقیف کی ایک جماعت سے ملے جو اس زمانہ میں ثقیف کے سردار تھے اور وہ تین بھائی عبد یالیل، مسعود اور حبیب بن عمر بن عمیر تھے۔

اہل طائف کے مظالم

شرح مواہب میں مذکور ہے کہ ان میں سے ایک کی شادی قریش کے قبیلہ بنو جمع کی ایک عورت سے ہوئی تھی۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس بیٹھے ان کو اسلام کی دعوت دی اور اسلام کی مدد کے لیے ان سے کلام کیا اور ان سے کہا میری قوم کی مخالفت پر میری اعانت کریں۔ ان میں سے ایک نے جواب میں یہ کہا اور وہ کعبہ کے کپڑے چھوٹے کیا کرتا تھا۔ اگر اللہ نے آپ کو رسول بنایا ہے۔ دوسرے نے کہا کیا آپ کے سوا اللہ کو کوئی رسول نہیں میسر ہوا؟ اور تیسرے نے کہا اللہ کی قسم میں آپ سے کبھی کلام نہ کروں گا۔ اگر آپ اللہ کے رسول ہیں جیسا کہ آپ کا گمان ہے تو میرے کلام کرنے سے آپ زیادہ قدر والے ہیں اور اگر آپ جھوٹ کہتے ہیں تو میرے لئے ہرگز مناسب نہیں کہ آپ سے کلام کروں۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ثقیف سے مایوس ہو گئے آپ نے ان سے یہ فرمایا۔ جو بھی تم نے کہا ہے اسے کسی سے ذکر نہ کرنا۔ آپ نے پسند نہ فرمایا کہ یہ گفتگو قریش تک پہنچے مگر انہوں نے ایسا

نہ کیا اور بیوقوف لوگوں اور اپنے غلاموں کو اشتعال دلایا کہ وہ آپ کو گالیاں دیں انہوں نے خوب شوروغوغا کیا حتیٰ کہ بہت سے لوگ جمع ہو گئے اور آپ کو پتھر مارنے لگے حتیٰ کہ آپ کو پاؤں تک خون آلود کر دیا۔ مواہب لدنیہ میں ہے کہ موسیٰ بن عقبہ نے کہا۔ طائف والوں نے آپ کی ایڑیوں پر پتھر مارے حتیٰ کہ آپ کے جوڑے مبارک خون آلود ہو گئے۔ بعض علماء نے اور زیادتی ذکر کی ہے کہ جب امام الانبیاء صلی اللہ عیلہ وسلم کو لوگوں نے پتھر مارے تو آپ زمین پر بیٹھ گئے۔ وہ لوگ آپ کو بازوؤں سے پکڑ کر کھڑے کرتے جب آپ چلتے تو آپ کو پتھر مارتے اور ہنستے تھے اور زید بن حارثہ آپ کے آگے ہو کر آپ کو بچاتے تھے۔ حتیٰ کہ ان کا چہرہ زخمی ہو گیا۔ ان لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ربیعہ کے بیٹوں عتبہ اور شیبہ کے باغ میں جانے پر مجبور کیا اور ثقیف کے جو بیوقوف آپ کے پیچھے گئے تھے وہ واپس لوٹ گئے۔

نصرانی غلام کا اسلام

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم غم زدہ ایک درخت کے سایہ میں بیٹھ گئے، اس وقت ربیعہ کے دونوں لڑکے باغ میں تھے اور جب ثقیف کے بیوقوفوں کی جہالت کو انہوں نے دیکھا تو ان کو آپ پر رحم آیا اور انہوں نے اپنے نصرانی غلام کو بلایا جسے عداس کہا جاتا تھا اور کہا کہ یہ انگور تھال میں رکھ کر اس شخص کے پاس لے جائے اور کہے کہ وہ حسب خواہش ان سے کھائیں۔ عداس نے تعمیل کرتے ہوئے انگوروں کا تھال ساتھ لیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے رکھ دیا۔ جب امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے دستِ اقدس اس پر رکھا تو فرمایا بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ پھر کھانا شروع فرمایا۔ نصرانی غلام نے آپ کے چہرۂ انور کو دیکھ کر کہا۔ اس شہر والے تو ایسا کلام نہیں کرتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کس شہر کے رہنے والے ہو اور تمہارا دین کیا ہے؟ اس نے کہا میں نصرانی ہوں اور اہل نینویٰ سے ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا تم حضرت یونس بن متی علیہ السلام کے شہر کے رہنے والے ہو؟ اس نے کہا آپ یونس بن متی کو کیسے جانتے ہیں؟ فرمایا وہ میرا بھائی نبی تھا اور میں بھی نبی ہوں۔ عداس امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک اور ہاتھ پاؤں چومنے لگا اور مسلمان ہو گیا۔ ربیعہ کے دونوں لڑکے یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ ایک نے دوسرے سے کہا کہ اس شخص نے تیرے غلام کو خراب

کر دیا ہے۔ جب ان کے پاس عداس واپس آیا تو انہوں نے کہا اے عداس تجھے کیا ہو گیا تھا کہ اس شخص کا سر اور ہاتھ پاؤں چوم رہا تھا؟ عداس نے کہا اے میرے آقا ساری زمین میں ان سے بہتر کوئی شخص نہیں ہے۔ مجھے انہوں نے ایک ایسی بات بتائی ہے جسے نبی کے سوا دوسرا نہیں جانتا۔ بغوی نے اپنی تفسیر میں عداس کا یہ واقعہ سورۂ احقاف میں اِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ کے تحت ذکر کیا ہے۔ ان کے علاوہ کسی اور نے بھی ذکر کیا ہے۔

فرشتہ کا اظہارِ ہمدردی

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ثقیف سے مایوس ہو کر طائف سے واپس تشریف لے آئے۔ ایک روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبرائیل علیہ السلام کو بھیجا اور ان کے ساتھ پہاڑوں کا فرشتہ مامور کیا تھا اس نے کہا اگر آپ چاہیں تو مکہ کے پہاڑ ان لوگوں پر گرادوں۔ علماء نے کہا مکہ کے پہاڑ طائف میں نقل کرنے کے بعد فرشتہ نے کہا تھا۔ مگر بعض نے کہا کہ یہاں مراد مکہ کے لوگ ہیں کیونکہ وہی لوگ آپ کے ثقیف جانے کا سبب بنے تھے۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تو یہ اُمید رکھتا ہوں کہ ان کی پشتوں سے اللہ تعالیٰ ایسے لوگ پیدا کرے گا جو اس کی عبادت کریں گے اور اس کا شریک نہ بنائیں گے۔ پہاڑوں کے فرشتے نے کہا آپ واقعی ایسے ہی ہیں جیسے اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام ذکر کیا ہے کہ آپ بڑے ہی مہربان ہیں۔ پھر آپ غارِ حرا میں تشریف لے گئے۔ ''اسد الغابہ'' میں ہے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم جب طائف سے لوٹے تو مطعم بن عدی کو پیغام بھیجا کہ وہ آپ کو پناہ دے اس نے حکم کی تعمیل کی اور آپ کے ساتھ مسجد حرام میں داخل ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا بڑا شکریہ ادا کیا کرتے تھے۔

جنوں کا مسلمان ہونا

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ۲۳/ ذوالقعدہ کو طائف سے واپس لوٹے اور واپسی میں نخلہ میں نزول فرمایا۔ نخلہ مکہ مکرمہ سے ایک رات کے فاصلے پر ایک مقام ہے۔ وہاں نصیبین کے جنوں کی ایک جماعت آئی۔ ''نصیبین'' شام میں ایک شہر ہے جب انہوں نے آپ سے قرآن سنا تو خوب کان لگا کر

سُنا اس وقت امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سورہ جن کی تلاوت فرمارہے تھے جیسا کہ مغلطامی نے ذکر کیا ہے وہ جن قرآن سُن کر جب اپنی قوم کی طرف لوٹے تو ان سے کہا ہم نے عجیب قرآن سنا ہے جو ہدایت کی راہ دکھاتا ہے ہم اس پر ایمان لے آئے ہیں اور اب اپنے ربّ کا شریک نہ بنائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّہُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ جیسا کہ بخاری اور مسلم میں مذکور ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِذْ صَرَفْنَا اِلَیْکَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ یَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ۔

انصار کے اسلام کا آغاز

نبوت کے گیارہویں سال انصار کے اسلام کی ابتداء ہوئی۔ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے جاتے اور عرب کی مشہور منڈیوں عُکاظ، مجنّہ اور ذی المجاز میں لوگوں کے منازل میں ان کو تلاش کر کے فرماتے۔ مجھے کون پناہ دے گا، میری مدد کون کرے گا حتیٰ کہ میں اپنے رب کا حکم اور پیغام لوگوں تک پہنچاؤں اسے جنت ملے گی۔ آپ کو کوئی ایسا شخص نہ ملتا جو آپ کی مدد کرے اور نہ کوئی آپ کو جواب دیتا، یہاں تک کہ قبائل میں سے ایک ایک قبیلہ سے آپ دریافت فرماتے وہ آپ کی پیش کش کو بُری طرح مسترد کر دیتے اور آپ کو سخت اذیت پہنچاتے اور کہتے تمہاری قوم تمہیں بہت جانتی ہے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے دین کے اظہار کا ارادہ فرمایا اور آپ کو انصار کے ایک قبیلہ کی طرف بھیجا یہ ان لوگوں کا اسلامی لقب ہے کیونکہ انہوں نے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی تھی۔ ویسے ان کو اولاد قبیلہ اوس اور خزرج کے ناموں سے ذکر کیا جاتا تھا۔ منیٰ کے قریب وادیٔ عقبہ کے پاس خزرج کے بعض لوگوں سے آپ کی ملاقات ہوئی تو فرمایا "تم کون ہو؟" انہوں نے کہا ہم قبیلہ خزرج سے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ کیا تم میرے پاس بیٹھتے نہیں ہو؟ تمہارے ساتھ ایک بات کرنا چاہتا ہوں وہ سب آپ کے پاس بیٹھ گئے آپ نے ان کو اسلام کی دعوت دی اور ان کے سامنے قرآن کریم کی تلاوت کی، ان کو آپ سے متعلق پہلے ہی سے کچھ علم تھا۔ انہوں نے فوراً آپ کے وصف کو پہچانا، کیونکہ ان سے مدینہ منورہ کے یہودی کہا کرتے تھے کہ عنقریب ایک نبی مبعوث ہونے والے ہیں ہم ان کی اتباع کریں گے اور ان کے ساتھ مل کر تمہیں قتل کریں گے۔ انہوں نے جلد از جلد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کر لی تاکہ یہودی ان سے پہلے آپ کے پاس نہ چلے آئیں اور ان سے چھ

افراد مسلمان ہو گئے۔امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تم میری پشت پناہی کرو میں اپنے رب کا پیغام لوگوں تک پہنچاؤ۔انہوں نے کہا۔آپ جو دعوت دینا چاہتے ہیں ہم اپنی قوم کو یہ دعوت دیتے ہیں اگر انہوں نے اسے قبول کرلیا تو آپ سے زیادہ عزیز کوئی نہ ہوگا۔آپ آئندہ سال اسی موسم میں تشریف لائیں۔امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا مکہ والوں سے اس بات کو چھپائیں جب وہ مدینہ منورہ پہنچے تو کوئی گھر آپ کے ذکر سے خالی نہ تھا پھر دوسرے سال آپ کو بارہ شخص ملے ان میں سے پانچ تو پچھلے سال والوں میں سے تھے۔اور باقی چار بھی قبیلہ خزرج سے تھے صرف دو شخص اوس قبیلہ سے تھے۔یہ واقعہ "بیعت عقبہ ثانیہ" سے مشہور ہے۔وہ سب مسلمان ہو گئے اور آپ کی پیش کردہ شرط کو انہوں نے قبول کرلیا پھر واپس چلے گئے اور اللہ تعالیٰ نے ان میں اسلام ظاہر فرمایا۔اسعد بن زرارہ مدینہ منورہ میں مسلمانون سے ملا کرتا تھا پھر انہوں نے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغام بھیجا اور ایسا شخص طلب کیا جو انہیں قرآن کریم کی تعلیم دے۔آپ نے مصعب بن عمیر کو بھیجا ان کے ہاتھ پر اکثر لوگ مسلمان ہوئے ان میں قبیلہ اوس کے سردار سعد بن معاذ اور اُسید بن حضیر بھی تھے۔بنو عبدالاشہل کے مرد و زن سارے کے سارے ایک ہی دن مسلمان ہوئے پھر تیسرے سال اسی موسم میں تقریباً ستر شخص آئے یہ "بیعت عقبہ ثالثہ" کے نام سے مشہور ہے۔انہوں نے اس شرط پر آپ کی بیعت کرلی کہ وہ آپ سے ہر اس ضرر کو روکیں گے جو وہ اپنی عورتوں اور بچوں سے روکا کرتے ہیں اور ہر سُرخ و سیاہ کے ساتھ محاربت پر بیعت کی اس عقبہ ثالثہ میں حضرت عباس بھی موجود تھے اور ان کو بیچ کی تاکید کی۔بعض لوگ عقبہ ثالثہ کو ثانیہ کا نام دیتے ہیں۔

معراج

نبوت کے بارہویں سال ہجرت کے ایک سال پہلے جیسے کہ ابن شہاب نے ابن مسیب سے روایت کیا ہے۔امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمانوں کی سیر کرائی گئی اور ۲۷ ربیع الاوّل شریف کو ہفتہ کی شب میں بیداری کی حالت میں آسمانوں پر عروج فرمایا یہ قول ابن اثیر کا ہے اور امام نووی نے اسے مسلم کی شرح میں ذکر کیا ہے۔بعض نے ربیع الآخر میں عروجِ سماوی کا قول نقل کیا ہے۔اسے امام نووی نے اپنے فتاویٰ میں ذکر کیا ہے بعض کہتے ہیں رجب میں معراج ہوئی اب اسی قول پر عمل ہے اور

بھی کئی اقوال ہیں نیند کی حالت میں ۳۳ مرتبہ آپ کو معراج ہوئی جیسا کہ امام شعرانی نے ذکر کیا ہے۔ یقظہ (بیداری) کی حالت میں شب اسریٰ میں پانچ نمازیں فرض ہوئیں جیسا کہ اب ان کی رکعات کی تعداد ہے یہی قول زیادہ صحیح ہے۔ بعض کہتے ہیں دو دو رکعتیں فرض ہوئیں۔ پھر ہجرت کے سال چار رکعت والی چار اور تین رکعت والی تین حضر و اقامت میں فرض ہوئیں شروع اسلام میں صرف صبح کی دو رکعت نماز تھی۔ حلبی نے کہا کہ دو رکعت نماز طلوع شمس سے پہلے پڑھی جاتی تھی۔ اور دو رکعت نماز شام کو پڑھی جاتی تھی۔ حلبی نے کہا غروب شمس کے بعد یہ نماز پڑھی جاتی تھی۔ اکثر علماء کہتے ہیں کہ شب اسریٰ سے متصل دوسری رات کے بعد دن میں ظہر کی نماز سے ابتدائی ہوئی۔ خطیب نے کہا اگر یہ کہا جائے کہ صبح کی نماز سے ابتداء کیوں نہ ہوئی تو اس کے دو جواب ہیں۔ پہلا یہ کہ اس کی تصریح ہے کہ پانچوں نمازوں کے وجوب کی ابتدا ظہر سے ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ نماز کا ادا کرنا بیان پر موقوف ہے۔ اور بیان ظہر کے وقت ہی ہوا ہے۔ بعض نے کہا صبح سے نماز کی ابتدا ہوئی ہے۔

معراج سماوی کی تحقیق

صاحب الکنز المدفون نے کہا کہ مجھ سے ایک سائل نے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے شب اسریٰ میں بُراق پر سواری سے متعلق پوچھا کہ وہ صرف بیت المقدس تک آپ کو لے کر گیا تھا یا آپ کو آسمانوں میں لے گیا تھا؟ میں نے اس بارے میں تمام احادیث میں تامل کیا بعض تو اس کے بیان سے خاموش تھیں اور بعض میں دوسری شق کی تصریح تھی، اسی سے متعلق حضرت انس کی حدیث ہے جسے امام احمد بن حنبل نے عفان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا ہمیں ہمام نے خبر دی کہ میں نے قتادہ سے سُنا اور وہ حضرت انس سے بیان کرتے تھے اس کے الفاظ یہ ہیں۔ پھر میرے پاس چوپایہ لایا گیا میں اس پر سوار ہوا میرے ساتھ جبرائیل تھے مجھے پہلے آسمان کے دروازہ تک لے گئے اور بیت المقدس کا ذکر نہیں کیا۔ حضرت حذیفہ کی روایت میں ہے۔ اللہ کی قسم انہوں نے براق کے ساتھ سیر کی حتیٰ کہ ان کے لئے آسمانوں کے دروازے کھولے گئے اور انہوں نے جنت و دوزخ کو دیکھا۔ اس کی ترمذی نے روایت کی ہے، حلبی نے کہا پانچ نمازیں فرض ہونے سے پہلے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کعبہ کی طرف تھی، اس کے بعد بیت المقدس کی طرف تھی اور کعبہ کو اپنے اور بیت المقدس کے

درمیان کیا کرتے تھے تاکہ کعبہ کی طرف بھی استقبال ہو جائے۔ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو ایسا کرنا مشکل ہو گیا اور کعبہ کی طرف پشت کرنا آپ کے لئے دشوار تھا اور یہی قبلہ کی تحویل کا سبب تھا۔ اسی رات آپ کا شق صدر ہوا۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا صدر شریف پانچ مرتبہ شق ہوا ہے ایک مرتبہ چھوٹی سی عمر شریف میں حضرت حلیمہ سعدیہ کے پاس ہوا، اس پر سب کا اتفاق ہے دوسری مرتبہ دس برس اور چند ماہ کی عمر میں ہوا۔ اس کی مسلم نے روایت کی ہے تیسری مرتبہ شب اسریٰ میں ہوا۔ چوتھی مرتبہ جب آپ کے پاس فرشتہ وحی لے کر آیا اس کو بعض نے ذکر کیا ہے۔ پانچویں مرتبہ نیند کی حالت میں شقِ صدر ہوا۔

اللہ تعالیٰ کی زیارت

صحیح یہ ہے کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے شب اسریٰ میں اپنے رب کو اپنے سر مبارک کی آنکھوں سے دیکھا۔ اللہ کو دنیا میں دیکھنا سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات سے ہے، دوسروں کے لیے دنیا میں اللہ کو دیکھنا شرعاً محال ہے۔ جب صبح ہوئی تو لوگوں کو اس کی خبر دی۔ کفار نے اسے جھٹلایا اور آپ سے بیت المقدس کا محل وقوع اور ہیئت دریافت کرنے لگے، حالانکہ اس سے پہلے آپ نے اسے نہ دیکھا تھا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اسے آپ کے سامنے کر دیا حتیٰ کہ آپ نے ان کے سامنے پوری ہیئت بیان کر دی۔

مدینہ منورہ کی طرف ہجرت

مؤرخ بیان کرتے ہیں کہ جب امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اور مدینہ منورہ والوں میں عہد مبایعت مستحکم ہوا اور مشرکون کی ایذاء کے باعث آپ کے اصحاب کا مکہ مکرمہ میں قیام ممکن نہ رہا اور وہ ان کے ظلم و ستم پر صبر نہ کر سکے تو ان کو مدینہ منورہ ہجرت کرنے کی رخصت عنایت فرمائی۔ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب مسلمانوں پر مشرکوں کی ایذا شدت اختیار کر گئی تو انہوں نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا شکوہ کیا اور مکہ مکرمہ سے ہجرت کی درخواست کی آپ نے فرمایا میں نے تمہاری ہجرت کا مقام دیکھا ہے وہ زمین تھور اور پتھریلی ہے جس کے دونوں

کناروں کے درمیان کھجوریں ہیں۔اس کے صرف چندروز بعد ایک دن اپنے اصحاب کے پاس خوشی خوشی تشریف لائے اور فرمایا مجھے تمہاری ہجرت کے مقام کی خبر دی گئی ہے اور وہ یثرب ہے تم میں سے جو چاہے وہاں چلا جائے۔صحابہ کرام خفیہ جماعتوں کی صورت میں نکلے مگر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہجرت کا اعلان کر کے مدینہ منورہ کی طرف نکلے اور کفارِ مکہ سے کوئی بھی انہیں روک نہ سکا۔ان کے ساتھ ان کا بھائی زید بن خطاب بھی تھا اور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صرف ابوبکر صدیق اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما باقی رہ گئے۔ایسا ہی ابن اسحاق اور دیگر مؤرخین نے ذکر کیا ہے۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا منصوبہ

جب قریش نے دیکھا کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرے شہر میں قوت اور ساتھی حاصل کر لیے ہیں اور آپ کے صحابہ ان کی طرف ہجرت کر رہے ہیں تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کو خطرہ سے باہر نہ سمجھا اور مشورہ کے لئے دارالندوہ میں جمع ہوئے۔یہ قصی بن کلاب کا مکان تھا اور قریش ہر فیصلہ وہیں کیا کرتے تھے اس میں وہ باہم مشورہ کرنے لگے اور عام لوگوں کو وہاں جانے سے روک دیا تاکہ بنو ہاشم سے کوئی شخص وہاں نہ جا سکے اور ان کے فیصلے پر مطلع نہ ہو سکے۔ ابن درید نے کہا کہ مشورہ کرنے والے صرف پندرہ افراد تھے۔ابن وحیہ نے سو افراد کہا ہے۔

شیطان کا مشورہ میں شرکت

جب وہ مشورہ کے لیے بیٹھ گئے تو ابلیس لعین شیخ نجدی کی صورت میں نمودار ہوا۔ایک روایت میں ہے کہ اس کے ہاتھ میں چھڑی تھی جس پر ٹیک لگا کر چل رہا تھا۔اس نے صوف کا جُبّہ پہن رکھا تھا اور سبز ٹوپی طیلسان کی صورت میں پہنی ہوئی تھی وہ اس مکان کے دروازہ پر کھڑا ہو گیا جس میں وہ مشورہ کر رہے تھے۔انہوں نے کہا یہ شیخ کون ہے؟ ابلیس نے کہا میں نجد کا شیخ ہوں، تم نے اتفاق رائے سے جو فیصلہ کیا ہے میں نے وہ سنا ہے اب اس لیے حاضر ہوا ہوں کہ تمہاری جملہ باتیں سنوں۔عنقریب تم مجھ سے اچھی رائے پاؤ گے اور اگر تم اپنے پاس میرا بیٹھنا اچھا نہیں جانتے تو میں تمہارے ساتھ نہیں بیٹھتا۔قریش نے آپس میں ایک دوسرے سے کہا یہ شخص مکہ کا رہنے والا نہیں ہے۔یہ تو نجدی ہے اس کا

یہاں موجود رہنا مُضر نہیں۔ وہ گفتگو کرنے لگے۔ بعض نے کہا کہ اس شخص (امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم) کا معاملہ تمہیں معلوم ہے۔ اللہ کی قسم ان کا اپنے تابعداروں کو ساتھ لے کر ہم پر حملہ آور ہونا بعید نہیں اس سے ہمیں بے خوف نہ ہونا چاہئے۔ اب کسی بات پر اتفاق کرو۔ ابو البختری بن ہشام نے کہا اور ایک روایت کے مطابق ہشام بن عمر نے کہا۔ میری رائے یہ ہے کہ انہیں ایک مکان میں بند کر کے رسیوں سے باندھ دو اور ایک روشندان کے سوا سب دروازے بند کر دو جس سے تم انہیں کھانا پینا دے سکو۔ پھر گردش زمانہ کا انتظار کرو حتیٰ کہ وہ ایسے ہی ہلاک ہو جائیں جیسے ان سے پہلے زُہیر اور نابغہ جیسے لوگ ہلاک ہو گئے۔ اس پر اللہ کا دشمن شیخ نجدی چلایا اور کہا یہ رائے بہت بُری ہے۔ اللہ کی قسم اگر تم نے انہیں اس طرح محبوس کیا اور دروازے کے پیچھے سے ان کے ساتھیوں تک خبر پہنچ گئی تو وہ تم پر حملہ آور ہوں گے اور انہیں تمہارے ہاتھوں سے لے جائیں گے۔ قریش نے کہا کہ یہ شیخ سچ کہتا ہے۔ ہشام نے کہا ایک روایت میں ہے کہ ابو البختری نے کہا میری رائے یہ ہے کہ ان کو ایک اونٹ پر سوار کر کے باہر نکال دو وہ جو بھی کریں تم کو مضر نہیں تم ان سے آرام کا سانس لو گے۔ شیخ نجدی نے کہا، اللہ کی قسم یہ رائے درست نہیں، کیا تم نے ان کا (امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم) حسنِ کلام، میٹھی گفتار اور لوگوں کے دلوں میں اس کا غلبہ نہیں دیکھا؟ اگر تم نے ایسا کیا تو تمہیں اس سے بے خوف نہیں ہونا چاہیے کہ وہ عرب کے کسی ایک قبیلہ میں قیام کر کے اپنے حسن کلام اور اچھی گفتار سے اُن پر غلبہ پالیں گے اور وہ سب ان کی بیعت کر لیں گے پھر ان کو ساتھ لے کر تم پر حملہ آور ہوں گے اور تمہیں ہلاک کر دیں گے۔ قریش نے کہا شیخ نجدی صحیح کہتا ہے۔ ابو جہل ملعون بولا۔ میری بھی ایک رائے ہے اب تک تمہیں وہاں پہنچتے نہیں دیکھتا ہوں۔ انہوں نے کہا ابو الحکم کہو وہ کیا رائے ہے؟ ابو جہل بولا۔ میری رائے ہے کہ ہر قبیلہ میں سے ایک ایک نوجوان منتخب کرو جو طاقتور اور خاندانی ہو، پھر ہر ایک نوجوان کو تیز دھار تلواریں دو، وہ سب بیک وقت حملہ کر کے انہیں قتل کر دیں اس طرح ہمیں آرام کا سانس نصیب ہوگا، اس طرح تمام قبائل ان کے خون میں شریک ہوں گے اور بنو عبد المناف تمام قبائل سے محاربت پر قادر نہ ہوں گے اور صرف دیت (خون بہا) پر راضی ہو جائیں گے۔ ابو البختری ملعون نے کہا یہ رائے مضبوط ہے۔ ابو جہل کی رائے تم سب سے اچھی رائے ہے اس کے علاوہ کسی رائے کو میں قطعاً اہمیت نہ دوں گا۔

سیدنا علی المرتضیٰ کا بستر پر سونا

قریش ابوجہل کی رائے پر متفق ہوئے اور آپ کے قتل پر اتفاق کر لیا۔ جبرائیل علیہ السلام نے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر دی اور کہا کہ جس بستر پر آج رات آرام فرمایا تھا اس پر اب آرام نہ فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت عطا فرما دی ہے۔

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر پر سونے کے لیے فرمایا، وہ آپ کے بستر پر لیٹ گئے۔ آپ نے فرمایا میری چادر اوڑھ لو تم کو ہرگز ہرگز کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی۔ پھر امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے اور مٹی کی ایک مٹھی ہاتھ میں لی۔ اللہ تعالیٰ نے کفار کی آنکھوں کو پکڑا اور وہ آپ کو دیکھ نہ سکے۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سروں پر مٹی ڈالتے رہے اور یہ پڑھتے رہے اِنَّا جَعَلْنَا فِیْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا حتیٰ کہ آپ نے پڑھا فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ۔ ابن اسحاق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خبر دی کہ ہم مدینہ منورہ ہجرت کر رہے ہیں اور وہ آپ کے بعد مکہ مکرمہ میں تمام امانتیں ادا کر دیں جو آپ کے پاس ہیں۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت و امانت کے باعث لوگوں نے آپ کے پاس امانتیں رکھی ہوئی تھیں۔

مشرک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رات بھر حفاظت کرتے رہے وہ اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گمان کرتے رہے۔ آخر ان کے پاس ایک شخص آیا جو ان کے ساتھ نہ تھا اور کہا کہ تم یہاں کس کا انتظار کر رہے ہو؟ انہوں نے کہا ہم محمد "صلی اللہ علیہ وسلم" کے انتظار میں ہیں۔ اس نے کہا تمہیں اللہ تعالیٰ نے محروم کر دیا۔ وہ تو تمہارے پاس باہر آئے اور ہر ایک کے سر پر مٹی رکھ کر چلے گئے ہیں۔ ابو حاتم کی روایت جسے حاکم نے صحیح کہا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان میں سے جس شخص کو اس روز امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے کنکر لگی وہ بدر کی جنگ میں کفر کی حالت میں قتل ہوا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ۔	اور اے محبوب یاد کرو جب کافر تمہارے ساتھ مکر کرتے تھے کہ تمہیں بند کر لیں یا شہید کر دیں یا نکال دیں اور وہ اپنا سا مکر کرتے تھے اور اللہ اپنی خفیہ تدبیر فرماتا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر صدیق کے گھر

اُم المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر کے گھر صبح یا شام کو تشریف لایا کرتے تھے اور جس روز اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہجرت کی اجازت دی اس روز امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ایسے وقت میں تشریف لائے کہ اس وقت پہلے کبھی تشریف نہ لائے تھے۔ جب ابو بکر نے آپ کو دیکھا تو کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی اہم کام کے لیے تشریف لائے ہیں۔ جب آپ اندر تشریف لائے تو ابو بکر اپنی چارپائی کے ایک طرف بیٹھ گئے اور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم چارپائی پر بیٹھ گئے۔ اس وقت ابو بکر کے پاس صرف میں اور میری بڑی بہن اسماءؓ تھی۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی یہاں ہے اسے باہر نکال دیں۔

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ حضور گھر میں صرف میری دو بیٹیاں ہیں۔

بخاری کی روایت میں یہ ہے کہ گھر میں صرف آپ کی بیوی عائشہ ہے اور اسماء ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا باپ اور ماں آپ پر قربان ہوں کس لئے آپ نے یہ فرمایا ہے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے ہجرت کی اجازت دے دی ہے۔

ابو بکر صدیق نے کہا یا رسول اللہ کیا آپ مجھے ساتھ لے جانا چاہتے ہین۔

فرمایا۔ ''ہاں''۔ جمل میں ہے کہ ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ میری ایک سواری لے لیں۔ انہوں نے چھ ماہ پہلے ہی دو اونٹنیاں خرید رکھی تھیں۔ ان پر ہجرت کے ارادہ سے انہیں چارہ کھلاتے رہے۔

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں وہ تم سے خریدتا ہوں۔ اور چار سو درہم سے آپ نے اونٹنی خرید لی۔ اسی قیمت پر ابو بکر نے اسے خریدا تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس کے بعد آپ کو قیمت سے بری کر دیا اور وہ اونٹنی امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ساری عمر رہی حتیٰ کہ ابو بکر صدیق کی خلافت کے زمانہ میں فوت ہوئیک۔ آپ نے ابو بکر صدیق کے گھر سے زادِ سفر لیا اور جمعۃ المبارک کی رات مکہ مکرمہ کو الوداع کہتے ہوئے ہجرت فرمائی اور رات کو غارِ ثور میں جا پہنچے۔ وہاں وہ رات اور ہفتہ اور اتوار کی رات قیام فرمایا۔ پیر کی شب کو وہاں سے روانہ ہوئے اور پیر کے دن

مدینہ منورہ تشریف فرما ہوئے۔آپ کے سفر ہجرت کی ساری مدت آٹھ روز تھی۔

قریش کی پریشانی

قریش نے جب آپ کو مفقود پایا تو مکہ مکرمہ میں اِدھر اُدھر تلاش کرنے لگے اور ہر طرف قیافہ دان روانہ ہوگئے۔امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا مکہ مکرمہ سے باہر تشریف لے جانا قریش کے لئے سخت پریشانی کا باعث تھا۔وہ بہت گھبرائے اور آپ کو واپس لانے والے کے لیے سو 100 اونٹ انعام مقرر کیا۔جو شخص غار ثور کی طرف گیا تھا اس نے قدموں کے نشان دیکھ لیے وہ ان نشانات پر چلتا رہا حتیٰ کہ غارِ ثور کے پاس وہ نشانات منقطع ہوگئے۔امام انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم جب غار میں تشریف لے گئے تو اللہ تعالیٰ نے اس کے دروازے پر اُم غیلان کا درخت پیدا فرمایا جس نے غار کو نگاہوں سے اوجھل کر رکھا تھا، نیز اللہ تعالیٰ نے دو جنگلی کبوتر بھیج دیئے جنہوں نے غار کے منہ پر گھونسلا بنالیا۔روایت ہے کہ انہوں نے اس آشیانہ میں انڈے بھی دے دیئے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے مکڑی نے اوپر کی جانب جالا تن دیا۔قریش کے نوجوان ہتھیار لے کر آئے۔بعض نے غار میں جھانکا تو وہاں صرف کبوتر دیکھے اور یہ سمجھ لیا کہ یہاں کوئی نہیں ہے۔ان میں سے بعض نے کہا غار میں داخل ہونا چاہیے۔امیہ بن خلف ملعون نے کہا کہ اس غار میں تمہارا کیا کام ہے یہاں تو صرف مکڑی ہے جو محمد "صلی اللہ علیہ وسلم" کی پیدائش سے بہت پہلے کی یہاں رہتی ہے۔بخاری و مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے کہا کہ میں نے غار کے دہانے سے ان کے قدموں کو دیکھا، تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ! اگر ان میں سے کوئی بھی اپنے پاؤں کی طرف نظر کرے گا تو ہمیں دیکھ لے گا۔

فرمایا اے ابوبکر تمہارا اُن دونوں سے متعلق کیا گمان ہے جن میں تیسرا اللہ ہے۔ایک روایت میں ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ مشرکوں کی آنکھیں اندھی کردے۔ وہ غار میں داخل ہونے سے متعلق اندھے ہوگئے۔صاحب بردہ شریف علامہ بوصیری رحمہ اللہ اس کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

مَاحَوَی الْغَارُ مِنْ خَیْرٍ وَّمِنْ کَرَمٍ ۔۔۔ وَکُلُّ طَرْفٍ مِنَ الْکُفَّارِ عَنْہُ عَمِیْ

فَالصِّدْقُ فِی الْغَارِ وَالصِّدِّیْقُ لَمْ یَرِمَا ۔۔۔ وَھُمْ یَقُوْلُوْنَ مَا بِالْغَارِ مِنْ اَدَمٖ

ظَنُّو الْحَمَامَ وَظَنُّو الْعَنْكَبُوْتَ عَلَىٰ خَيْرِ الْبَرِيَّةِ لَمْ تَنْسِجْ وَلَمْ تَحُمِ

وِقَايَةُ اللهِ اَغْنَتْ عَنْ مُضَاعَفَةٍ مِنَ الدُّرُوْعِ وَعَنْ عَالٍ مِنَ الْاُطُمِ

ترجمہ: ا۔اور جو غار نے خیر و کرم جمع کیا اور آپ کی طرف سے سب کافروں کی آنکھیں اندھی ہو گئی تھیں۔

۲۔صدق (امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم) اور صدیق دونوں غار میں نظر نہ آئے اور کافر کہتے تھے غار میں کوئی آدمی نہیں۔

۳۔کفار نے گمان کیا کہ مکڑی نے آپ پر نہ جالا تنا ہے اور نہ ہی کبوتر نے انڈے دیئے ہیں۔

۴۔اللہ کی حفاظت نے آپ کو تہ بہ تہ زرہوں اور بلند قلعوں سے بے پرواہ کر دیا۔

غارِ ثور میں اقامت

عبدالرحمن بن ابوبکر چھوٹی عمر کے باوجود رات کو قریش کی ساری خبریں آپ تک پہنچاتے، پھر سحر کے وقت واپس ہو جاتے اور صبح کے وقت مکہ مکرمہ میں پہنچ جاتے ایسے معلوم ہوتا کہ وہ رات مکہ میں تھے۔ابوبکر صدیق کا آزاد کردہ غلام عامر بن فہیرہ ہر رات ان کے پاس صبح کا کھانا لے کر پہنچتا اور عبداللہ بن ارط کو اجیر بنایا تاکہ وہ ان کو راستہ بتلاتا رہے حالانکہ وہ مسلمان نہ تھا اپنی دونوں سواریاں بھی اس کے حوالے کر دیں اور اس سے وعدہ لیا کہ تین روز بعد وہ ان کو غار ثور پر پہنچا دے گا۔جب دونوں اونٹنیاں لے آیا تو آپ غار سے باہر تشریف لائے اور مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے ان کے ساتھ عامر بن فہیرہ بھی چلا آپ ان ساتھیوں سمیت دریا کے کنارے کنارے چلتے رہے اثناء راہ میں سراقہ بن مالک سامنے آیا مگر اس کے گھوڑے کے دونوں قدم گھٹنوں سمیت زمین میں دھنس گئے حالانکہ زمین بہت سخت تھی۔اس نے آپ کو امن کے لیے پکارا تو زمین نے اسے چھوڑ دیا وہ آپ کے پاس آیا اور زادِ راہ اور سامان وغیرہ پیش کیا مگر آپ نے لینے سے انکار کر دیا اور فرمایا کسی کو ہماری خبر نہ کرے۔ سراقہ واپس لوٹا اور راستہ میں جو بھی اس سے ملتا اسے واپس کر دیتا اور کہتا میں نے راستہ خوب دیکھا اور تلاش کیا ہے میں نے کسی کو نہیں پایا۔علامہ بوصیری رحمہ اللہ تعالیٰ اس کی طرف قصیدہ ہمزیہ میں اشارہ کرتے ہیں۔

ونحاالمصطفیٰ المدینة واشتا قـت الیـه مـن مکة الانحـاءٓ

وتغنّـت بـمدحـهٖ الجنّ حتّٰی اطرب الانس منه ذاك الغناء

واقتضیٰ اثره سراقه فاستهو تـه فـی الارض سـافن جـرداء

ثم نـاداه بـعد ماسمت الخسف وقـد یـنـجـد الـغـریـق الـنـداء

ترجمہ : ا۔ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کا قصد کیا اور مکہ کی طرف سے مختلف اطراف نے آپ کی خواہش کی۔

۲۔ جنوں نے آپ کی مدح کی حتیٰ کہ انسانوں نے اس مدح کے راگ گائے۔

۳۔ سراقہ نے آپ کا پیچھا کیا اور ننگا گھوڑا اس کو زمین میں لے گرا۔

۴۔ پھر زمین میں دھنس جانے کے بعد آپ کو ندا کی جیسے پانی میں غرق ہونے والا بلند آواز سے ندا کرتا ہے۔

اُم معبد کی بکری کا دُودھ

راستے میں کئی معجزات ظاہر ہوئے۔ چنانچہ جب مقام قُدیُد میں اُم معبد خزاعیہ کے پاس سے گزرے۔ اس کی عادت تھی کہ جو بھی وہاں سے گزرتا وہ اسے کھانا کھلاتی اور پانی پلایا کرتی۔ وہ قحط سالی کا زمانہ تھا۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے دودھ یا گوشت خریدنا چاہا، مگر ان میں سے اس کے پاس کچھ بھی نہ تھا۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے گھر میں ایک بکری دیکھی جو مشقت اور ناتوانی کی وجہ سے دیگر بکریوں کے ساتھ باہر جانے سے عاجز آ گئی تھی۔ آپ نے اُم معبد سے پوچھا۔ کیا اس بکری کے پستانوں میں دودھ ہے؟ اس نے کہا یہ بکری دودھ سے نا اُمید ہے آپ نے فرمایا کیا تم اس کو دوہنے کی اجازت دیتی ہو۔

اُم معبد نے کہا۔ ہاں آپ دوہ لیں۔

آپ نے برتن طلب فرمایا بکری کے پستان کو دستِ اقدس سے مَس کیا۔ اور اللہ تعالیٰ کا نام ذکر فرمایا۔ بکری کے پستان دودھ سے بھر گئے۔ آپ نے تازہ دودھ دوہا اور اپنے ساتھیوں کو پلایا حتیٰ کہ وہ تمام سیر ہو گئے اور سب سے آخر آپ نے پیا پھر دوبارہ اسے دوہا اور یہ دودھ اُم معبد کے پاس چھوڑ کر تشریف لے گئے جب اُم معبد کا شوہر آیا تو اس نے سارا واقعہ بیان کیا۔ اس کے شوہر نے کہا

اللہ کی قسم! یہی وہ بزرگ ہیں جن کو مکہ والے تلاش کر رہے ہیں۔ اگر میں آپ کو دیکھتا تو آپ کی تابعداری کرتا سیرۃ حلبی میں ہے کہ ام معبد نے بھی ہجرت کی اور مسلمان ہوگئی ایسے ہی اس کا شوہر اور بھائی بھی مسلمان ہوگئے، کیونکہ اس گھر والے عرصہ سے نیک انسان کے تشریف لانے کے دن کے منتظر تھے، ان کے پاس وہ بکری مدت مدید تک رہی وہ اسے صبح وشام دوہا کرتے تھے حتیٰ کہ سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں وہ فوت ہوگئی۔

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا پانی

علامہ زمخشری نے ربیع الابرار میں ہند بن جون سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خیمہ میں نزول فرمایا جو ام معبد نے تیار کیا ہوا تھا۔ آپ رات کو بیدار ہوئے اور پانی طلب فرمایا اور اپنے دونوں دستِ مبارک دھوئے، پھر کلی فرمائی اور خیمہ کے پاس ایک خاردار درخت پر کلی کا پانی پھینکا۔ اُم معبد کہتی ہیں ہم نے جب صبح کی تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ بہت بڑا درخت ہوگیا ہے اور اس کا پھل عظیم تر ہے جس کا رنگ گلابی، خوشبو عنبر کی اور ذائقہ شہد جیسا ہے اسے بھوکا کھاتا تو سیر ہوجاتا پیاسا تازہ دم ہوجاتا، بیمار کھاتا تو تندرست ہوجاتا۔ اونٹ یا بکری اگر اسے کھالیتی تو دودھ والی ہو جاتی۔ ہم نے اس کا نام ''مبارکہ'' برکت والا رکھا تھا۔ دُور دراز کے دیہات سے بیمار لوگ شفا پانے کے لئے آیا کرتے تھے۔ اور اس سے اپنا زادِ راہ بناتے۔ پھر ایک دن ہم نے صبح کو دیکھا کہ اس کا پھل گر گیا ہے۔ پتے چھوٹے ہوگئے ہیں ہم بہت گھبرائے اچانک ہمیں امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر پہنچی، پھر وہ درخت تیس سال بعد نیچے سے اوپر تک خاردار ہوگیا اس کا پھل گر گیا اور اس کی رونق جاتی رہی ہمیں خبر ملی کہ امیر المومنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ قتل ہوگئے ہیں۔ اس کے بعد آج تک اسے پھل نہیں آیا۔ ہم اس کے پتوں سے نفع حاصل کیا کرتے تھے۔ پھر ایک صبح کو دیکھا کہ اس کی جڑ سے سُرخ خون جاری ہے۔ اس کے پتے زرد ہوگئے ہیں۔ ہم بہت گھبرائے اچانک ہمارے پاس امام حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے قتل کی خبر پہنچی۔ اس کے بعد وہ درخت خشک ہوکر ختم ہوگیا۔

مدینہ منوّرہ میں آمد

جب مسلمانوں نے مدینہ منورہ کی طرف امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے کی خبر سُنی تو وہ مقامِ حرّہ کی طرف ہر روز آتے، اور دو پہر تک آپ کا انتظار کرتے ایک روز وہ انتظار کرنے کے بعد اپنے گھروں کو واپس لوٹ رہے تھے کہ ایک یہودی جو بلند مکان پر چڑھا ہوا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آتے ہوئے دیکھ کر زور سے چلّایا۔ مسلمانو! تمہاری قسمت کا ستارہ طلوع ہو گیا۔ اے قبیلہ اوس وخزرج والو! تمہارا بخت آ رہا ہے۔ وہ اپنے جنگی سامان میں ملبوس امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے استقبال کے لیے نکلے۔ آپ نے قُبا بستی میں اقامت فرمائی۔ یہ پیر کا دن تھا۔ بعض نے کہا کہ ربیع الاوّل کا پہلا روز تھا۔ بعض نے ۱۲/ ربیع الاوّل کہا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور بعض دیگر مسلمانوں نے قباء میں آپ سے ملاقات کی۔

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے بعد علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ میں صرف تین روز ٹھہرے تھے۔

سن ہجری کی ابتداء

مدینہ منورہ تشریف لانے کے بعد امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے تاریخ کے تعیّن کا حکم فرمایا اور پھر ہجرت کے وقت سے تاریخ لکھی گئی۔ حالانکہ اس سے پہلے عام فیل سے تاریخ لکھی جاتی تھی۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبا میں بنی عمرو بن عوف میں بیس روز اقامت فرمائی۔ بعض نے کہا چودہ روز، بعض نے کہا تین روز اور بعض نے کہا چار روز، پیر، منگل، بدھ اور جمعرات اقامت فرمائی۔ اور پہلے ہی روز اپنی مسجد کی تقویٰ پر بنیاد رکھی۔ جمعہ کے روز جب سورج بلند ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبا سے باہر تشریف لائے اور بنی سالم کے محلّہ عوف میں مسلمانوں کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھی بطن وادی رانوناء میں ایک سو افراد کی تعداد تھی۔ پھر آپ سوار ہو کر چلے اور جب بھی کسی انصار کے گھر کے سامنے سے گزرتے تو وہ اپنے پاس تشریف رکھنے کی درخواست کرتے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرما کر ان کی تسلی فرماتے کہ اونٹنی کا راستہ خالی کر دیں۔ یہ اللہ کے حکم سے جا رہی ہے اور اس کی لگام کو کھلا

چھوڑ دیا۔ اونٹنی چلتی رہی حتیٰ کہ وہ مقام مسجد کے دروازے کے پاس بیٹھ گئی پھر اُٹھی حالانکہ آپ سوار ہی تھے حتیٰ کہ عبدالمطلب کے ماموں بنی نجار کے رئیس ابوایوب انصاری کے دروازہ پر بیٹھ گئی۔ پھر اُٹھی اور جس جگہ پہلے بیٹھی تھی وہاں جا کر بیٹھ گئی اور آواز دینے لگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے اُترے اور فرمایا۔ انشاء اللہ یہ ہمارا مقام ہے۔

اہل مدینہ منورہ کی عید

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ میں تشریف لانے سے اہل مدینہ بہت خوش ہوئے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ جس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے ہر شے منور ہوگئی اور آپ کی تشریف آوری کے وقت پردہ نشین عورتیں دیواروں پر چڑھ کر یہ کہہ رہی تھیں ؎

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَیْنَا مِنْ ثَنِیَّاتِ الْوِدَاعِ (۱)

وَجَبَ الشُّکْرُ عَلَیْنَا مَادَعَا لِلّٰہِ دَاعٍ (۲)

اَیُّھَا الْمَبْعُوْثُ فِیْنَا جِئْتَ بِالْاَمْرِ الْمُطَاعِ (۳)

ترجمہ: ۱۔ وداع کی وادیوں سے ہم پر چودھویں رات کا چاند طلوع ہوا۔

۲۔ جب تک داعی اللہ کی طرف بُلاتا رہے گا ہم پر شکر واجب ہے۔

۳۔ اے ہم میں مبعوث پیغمبر آپ ایسے امر کو لائے ہیں جسے تسلیم کیا گیا ہے۔

علامہ بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب اونٹنی ابوایوب کے دروازہ پر بیٹھی تو بنی نجار کی لڑکیاں باہر آئیں اور وہ کہہ رہی تھیں ؎

نَحْنُ جَوَارٍ مِنْ بَنِی النَّجَارِ یَاحَبَّذَا مُحَمَّدٌ مِنْ جَارٍ

ترجمہ: ہم قبیلہ بنونجار کی لڑکیاں ہیں وہ لوگ کتنے خوش قسمت ہیں جن کا ہمسایہ محمد ہے۔
(صلی اللہ علیہ وسلم)

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میرے ساتھ محبت کرتی ہو؟ انہوں نے کہا جی ہاں یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)

فرمایا یقیناً میرا دل تم سے محبت کرتا ہے۔

مسجد نبوی کی بُنیاد

امام الانبیاء ﷺ کی اونٹنی کے بیٹھنے کی جگہ دو یتیموں کی کھجوروں کے ڈھیر کی جگہ تھی جو اسعد بن زرارہ کی پرورش میں تھے۔ آپ نے ان دونوں کو بلایا جب کہ آپ ابوایوب کے گھر تشریف فرما تھے اور ان سے وہ جگہ مسجد کے لیے خریدنا چاہی انہوں نے کہا یارسول اللہ ہم یہ جگہ ہبہ کرتے ہیں۔

آپ نے ہبہ قبول کرنے سے انکار کر کے فرمایا اور ان سے دس دیناروں کے عوض جگہ خرید لی اور ابوبکر صدیق کے مال سے یہ رقم ادا کردی۔ پھر وہاں مسجد کی بنیاد رکھی اس کی چھت کھجور کی شاخیں تھیں، کھجور کی لکڑیوں سے ستون بنائے اور قد آدم اس کو اونچا رکھا۔ اس کا قبلہ بیت المقدس بنایا حتیٰ کہ کعبہ کی طرف تحویل قبلہ ہوئی تو اس کا قبلہ کعبہ بنایا لوگوں کے زیادہ ہونے کے باعث فتح خیبر کے بعد مسجد میں امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے وسعت فرمائی۔ جب ابوبکر صدیق خلیفہ بنے تو انہوں نے اس میں مزید اضافہ کیا۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں عباس بن عبدالمطلب کا مکان ساتھ ملا کر اسے وسیع کر دیا۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس سے کہا کہ مسجد کے لئے مکان فروخت کردیں انہوں نے اسے فروخت کرنے کی بجائے اللہ تعالیٰ اور لوگوں کے لئے ہبہ کر دیا۔ جب عثمان غنی رضی اللہ عنہ خلیفہ بنائے گئے تو انہوں نے اسے پتھروں سے بنایا اس کے ستون بھی پتھر کے بنائے ساگوان سے چھت بنائی اور اسے خوب وسیع کیا۔ عقیق سے سنگریزے لا کر اس میں رکھے گئے۔

ازواج مطہرات کے مکانات

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مربد (کھجوروں کے کھلیان) میں اپنی دو بیویوں اُم المؤمنین عائشہ اور سودہ رضی اللہ عنھن کے دو حجرے بنائے اس کے بعد باقی بیویوں کے حجرے بنائے جب کہ ان کی ضرورت محسوس فرمائی۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوایوب کے گھر سات ماہ قیام فرمایا حتیٰ کہ مسجد اور دونوں حجرے مکمل ہو گئے۔ شرح مقاصد میں ہے کہ صحیح بخاری میں مسجد کی تعمیر کا اس

طرح ذکر کیا گیا ہے کہ ہم ایک ایک اینٹ لاتے تھے اور عمار بن یاسر دو دو اینٹیں اٹھا کر لاتے تھے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمار کو دیکھا اور ان سے مٹی جھاڑتے وقت فرمایا۔ عمار خوش بخت ہے کہ اسے (ان کے زعم میں) باغی جماعت قتل کرے گی۔ وہ ان کو صلح وآتشی کی طرف بلائیں گے اور لوگ عمار کو لڑائی کی دعوت دیں گے۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے۔ ''میں اللہ کے ذریعہ فتنوں سے پناہ چاہتا ہوں۔'' امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کے ساتھ خود پتھر اٹھا کر لاتے تھے اور ساتھ ساتھ یہ فرماتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ لَا عَیْشَ اِلَّا عَیْشُ الْاٰخِرَۃ فَانْصُرِ الْاَنْصَارَ وَالْمُھَاجِرَۃ

ترجمہ: اے اللہ زندگی صرف آخرت کی زندگی ہے انصار ومہاجرین کی نصرت فرما۔

مدینہ منوّرہ کی آب وہوا

حضرت ابوبکر صدیق، حضرت بلال، عامر بن فہیرہ اور بعض مہاجرین کو مدینہ منورہ میں بخار ہوا۔ روایت ہے کہ مدینہ منورہ کی آب وہوا ناموافق تھی۔ مدینہ منورہ جاہلیت کے زمانہ میں وبائی شہر مشہور تھا۔ جب اس میں کوئی مسافر آتا تو اسے کہا جاتا کہ اگر تم بخار اور وباء سے سالم رہنا چاہتے ہو تو گدھے کی طرح چیخو چلاؤ۔ جب وہ اس طرح کرتا تو وباء سے سالم رہتا۔ مہاجرین نے مدینہ منورہ کی آب وہوا ناموافق پائی، حتیٰ کہ کثیر مہاجرین بیمار ہوگئے اور اس قدر کمزور وناتواں ہوگئے کہ کھڑے ہوکر نماز بھی نہ پڑھ سکتے تھے۔ منافق اور مشرک کہنے لگے کہ ان کو یثرب کے بخار نے کمزور کر دیا ہے۔ بخاری میں اُم المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے رویت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو ابوبکر اور بلال بیمار ہوگئے۔ وہ فرماتی ہیں مَیں ان کے پاس گئی اور کہا اے میرے ابا جان کیا حال ہے، اے بلال کیا حال ہے، اُم المؤمنین فرماتی ہیں ابوبکر صدیق کو جب بخار آتا تو کہتے

کُلُّ امْرِیٍٔ مُصَبَّحٌ فِیْ اَھْلِہٖ وَالْمَوْتُ اَدْنٰی مِنْ شِرَاکِ نَعْلِہٖ

ترجمہ: ہر شخص اپنے گھر خوشی سے رہتا ہے حالانکہ موت اس کی جوتی کے تسمہ سے زیادہ قریب ہے اور

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا جب بخار اُتر جاتا تو وہ اپنی آواز بلند کرتے اور کہتے۔

الالیت شعری ھل ابیتنّ لیلة بواد حولی اذخر و جلیل

وھل اردن یوماً میاہ مجنّة وھل یبدون لی شامه وطفیل

ترجمہ: ۱۔میری خبر ان کو پہنچے کیا میں مکہ رات بسر کروں گا میرے اِرد گرد اذخر اور جلیل دو گھاس ہوں گے۔

۲۔کیا میں کسی روز جحنہ کے تالابوں میں جاؤں گا اور کیا شاید امہ اور طفیل ہماری نظر میں ظاہر ہوں گے۔

اُم المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر دی تو آپ نے فرمایا اے اللہ ہمیں مدینہ منورہ ایسا ہی محبوب بنادے جیسے ہمیں مکہ مکرمہ محبوب ہے بلکہ اس سے زیادہ محبوب ہو جائے اور اسے صحیح و درست فرمادے ہمارے لئے اس کے پیمانہ میں برکت فرمادے اور اس کا بخار جحفہ میں منتقل کردے۔امام قسطلانی فرماتے ہیں کہ جحفہ اس وقت یہودیوں کی بستی تھی اور اب وہ مصر

---

[1] مدینہ منورہ کو جاہلیت میں یثرب کہا جاتا تھا اسی لئے قرآن نے جاہلیت کے نام کی حکایت کی ہے ابتداء اسلام میں بھی اسے یثرب کہتے تھے پھر اللہ تعالیٰ نے سرورِ کون ومکان صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم میمنت رکھنے سے اس کی بُری آب وہوا کو پاک وصاف ہوا سے بدل دیا اور آپ نے فرمایا یہ طیبہ ہے۔یثرب کا معنی ملامت کیا ہوا۔اب یثرب کہنا حرام ہے۔ غلام رسول رضوی

کے لوگوں کے لیے حج کے لئے احرام باندھنے کا مقام ہے۔اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کافروں پر بیماری اور ہلاکت کی بددُعا کرنا اور مسلمانوں کے لیے صحت وتندرستی کی دُعا کرنا جائز ہے۔اس میں امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک معجزہ کا اظہار ہے کیونکہ اس وقت جو شخص جحفہ کا پانی پیتا تھا بیمار ہو جاتا تھا۔حضرت بلال رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے اے اللہ شیبہ بن ربیعہ، امیہ بن خلف اور عتبہ بن ربیعہ پر لعنت فرما کیونکہ انہوں نے ہمیں ہماری زمین سے وبائی زمین کی طرف نکالا ہے۔

مہاجرین اور انصار میں مواخات

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں تشریف لاکر آٹھ ماہ بعد مہاجرین وانصار کو ایک دوسرے کا بھائی بھائی بنایا۔اس طرح اسد الغابہ میں ہے انہوں نے یہ عہد کیا یا اسے لکھ لیا۔یہ

مواخات حضرت انس بن مالک کے گھر میں تھی۔ایک روایت کے مطابق مسجد میں تھی۔اس کی شرط یہ تھی کہ مہاجر اور انصار فوت ہونے کے بعد ایک دوسرے کے وارث ہوں گے ان کے اپنے قریبی وارث نہ ہوں گے، پھر یہ عہد مواخات منسوخ ہوگیا۔بعض علماء نے کہا ہے کہ اس مواخات پر وراثت کا عمل نہیں ہوا اور عمل سے پہلے ہی مواخات منسوخ ہوگئی۔امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین کو وہ زمین عطا کی جو کسی کی ملکیت نہ تھی اور جو انصار نے آپ کو ہبہ فرمائی تھی۔وہ بھی مہاجرین کو عطا فرمادی۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واصحابہ وبارک وسلم۔

فصل سوم

اس فصل میں امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض خصائص

اور دلائل نبوّت ذکر کیے گئے ہیں۔

سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں کلام آٹھ اقسام پر مشتمل ہے۔پہلی قسم میں وہ امور مذکور ہیں جو دنیا میں آپ کی ذات سے مخصوص ہیں۔امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ خصوصیت ہے کہ ابتداء آفرینش میں آپ سارے نبیوں سے پہلے نبی ہیں نبوت میں متقدّم ہونے کے باعث آپ اس وقت بھی نبی تھے جب کہ آدم علیہ السلام کی ابھی مٹی بنی تھی۔ازل میں سب سے پہلے آپ ہی نے عہد و میثاق دیا جب کہ خالقِ کون ومکان نے فرمایا۔اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ تو سب سے اوّل امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔"بلیٰ کیوں نہیں تو ہمارا رب ہے۔" سیّدنا آدم علیہ السلام اور ساری مخلوق آپ کے لیے پیدا فرمائی گئی۔عرش، آسمان، جنت اور جو کچھ جنت میں ہے اور آسمانوں کی ہر شئی پر آپ کا اسم گرامی لکھا ہے۔ہر لحظہ فرشتے آپ کا ذکر کرتے ہیں۔اذان میں آپ کا نام لیا جاتا ہے۔پہلی آسمانی کتاب میں آپ کی تشریف آوری کی خوشخبری ہے اور ان میں آپ کے اور آپ کے صحابہ اور اُمت کے اوصاف درج ہیں۔آپ کی ولادت کے روز سے ابلیس کو آسمان پر جانے سے روک دیا گیا۔ایک قول کے مطابق صرف آپ ہی کا شق صدر ہوا ہے۔آپ کی

پشت میں مہر نبوت رکھی گئی جو آپ کے قلب شریف کے موازی ہے۔ جدھر سے شیطان داخل ہوا کرتا ہے۔ باقی انبیاء علیہم السلام کے دائیں طرف مہر نبوت ہوتی تھی۔ آپ کا ایک ہزار نام مبارک ہے اور ستر اسماء اللہ تعالیٰ کے اسماء جیسے ہیں ان کو مسلم نے ذکر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام احمد رکھا جب کہ پہلے کسی کا یہ نام نہ تھا۔ آپ ساری مخلوق سے زیادہ عقلمند ہیں اور سارے کا سارا حسن و جمال آپ کو دیا گیا۔ سیّدنا یوسف علیہ السلام کو اس کا کچھ حصہ ملا تھا۔ ابتداء وحی میں آپ کو جبرائیل علیہ السلام نے کلائی سے تین بار دبایا اسے بیہقی نے ذکر کیا۔ جبرائیل علیہ السلام کو جس صورت میں اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے اس صورت میں اسے صرف آپ ہی نے دیکھا۔ آپ کی بعثت کے وقت کہانت ختم ہوگئی اور آسمانوں کی حفاظت کی گئی۔ آپ کے والدین کو زندہ کیا گیا اور وہ احساسی طور پر آپ پر ایمان لائے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو لوگوں سے محفوظ رکھنے کا وعدہ فرمایا اور آسمانی سیر اور جو کچھ اس سیر میں سات آسمانوں سے عبور اور باب قوسین کا قرب متضمن تھا اس کے ساتھ آپ ہی مخصوص ہیں۔ ایسے مقام پر آپ پہنچے جہاں کوئی نبی نہ پہنچ سکے اور نہ ہی وہاں تک کسی مقرب فرشتہ کو رسائی ہوئی۔ شب اسراء میں سارے نبی آپ کے حضور آئے اور آپ نے ان کو اور فرشتوں کو نماز پڑھائی۔ جنت و دوزخ کو دیکھا۔ دو مرتبہ اللہ تعالیٰ کو سر مبارک کی آنکھ سے دیکھا۔ فرشتوں نے جنگوں میں آپ کی معیت اختیار کی۔ آپ پر قرآن نازل ہوا حالانکہ آپ اَن پڑھ تھے نہ کسی سے پڑھا اور نہ ہی لکھنا سیکھا۔ آپ کی کتاب معجزہ ہے اور صدیاں گزر جانے کے باوجود تبدیل و تحریف سے محفوظ ہے۔ آپ کی کتاب ہر اس شَی پر مشتمل ہے جو پہلی سماوی کتابوں میں تھی۔ اس میں مزید بھی کئی اشیاء ہیں۔ آپ کی کتاب جامع اور غیر سے مستغنی ہے۔ اس کا حفظ آسان ہے اور یہ قیامت تک مستمر معجزہ ہے۔ باقی نبیوں کے معجزے وقت گزرنے پر ختم ہوتے گئے۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم۔

دوسری قسم: سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت میں آپ کی اور آپ کی اُمت کی خصوصیات۔

شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے کہ آپ کے لئے غنیمت حلال ہے ساری زمین آپ کے لئے مسجد بنا دی گئی، حالانکہ پہلی اُمتیں صرف اپنے عبادت خانوں میں ہی نماز پڑھ سکتی تھیں۔ تیمم آپ ہی کی خصوصیت ہے۔ ایک قول میں وضو بھی آپ کی خصوصیات سے ہے اور یہ صحیح تر ہے۔

پہلی اُمتوں میں یہ صرف نبیوں کے لئے تھا۔ پانچ نمازیں بھی آپ کی خصوصیت ہے ایسے ہی عشاء کی نماز ہے، حالانکہ یہ نماز کسی نے نہیں پڑھی، اذان واقامت، تکبیر سے نماز کا افتتاح، امین آپ کی خصوصیات سے ہے ایسے ہی رکوع بھی ہے۔ جیسا کہ مفسرّین کی ایک جماعت نے ذکر کیا ہے۔ اللھم ربّنا ولك الحمد۔ استقبال قبلہ آپ کی خصوصیت ہے۔ نماز میں فرشتوں کی صفوں کی طرح صف بنانا، نماز باجماعت سلام، جمعہ، قبولیت کی گھڑی، عید بقرہ، ماہِ رمضان اور اس میں شیاطین کا قید ہونا جنت کا اس ماہ میں مزیّن ہونا، صائم اور روزہ دار کے منہ کی ہوا اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری سے زیادہ خوشبودار ہونا، افطارِ صوم تک فرشتوں کا روزہ رکھنے والوں کے لیے دُعا کرنا اس ماہ کی آخری شب میں عام بخشش ہونا، سحری کا کھانا، تعجیل افطار، ماہ رمضان مس افطار سے فجر تک رات میں کھانا، پینا اور جماع کرنا، حالانکہ پہلی اُمتوں پر نیند کے بعد کھانا، پینا حرام تھا۔ ایسے ہی اس اُمت پر بھی شروع اسلام میں حرام تھا، لیلۃ القدر جیسا کہ امام نووی نے شرح مہذب میں ذکر کیا، عرفہ کے روزہ سے دوسال کے گناہوں کا کفارہ ہوجانا یہ صرف آپ کی سنت ہے۔ صوم عاشورہ اور اس سے ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ہونا یہ موسیٰ علیہ السلام کی سنت ہے۔ کھانا کھانے کے بعد ہاتھ دھونے سے دونیکیوں کا ثواب حاصل ہونا یہ آپ کی سنت ہے اور پہلے ہاتھ دھونے سے ایک نیکی کا ثواب ہونا یہ تورات میں مشروع تھا۔ مصیبت کے وقت انا للہ وانا الیہ راجعون کہنا، لاحول ولاقوۃ کہنا، قبر میں لحد بنانا حالانکہ اہل کتاب کے لیے شق ہے۔ اونٹوں کو نحر کرنا حالانکہ اہل کتاب کے لیے ذبح ہے۔ یہ مجاہد اور عکرمہ نے کہا ہے۔ عمامہ کے لیے عذبہ رکھنا، حالانکہ یہ فرشتوں کی علامت ہے۔ تہ بند رکھنا۔ آپ کی اُمت کا تمام اُمتوں سے بہتر اور آخری اُمت ہونا، پہلی اُمتیں ان کے آگے رُسوا اور ذلیل وخوار ہوئیں اور یہ کسی کے سامنے رُسوا نہ ہوئے۔ اس اُمت کے لیے اللہ کے ناموں سے دو نام مسلمون اور مومنون مشتق ہوئے، ان کے دین کا نام اسلام رکھنا، حالانکہ اس نام سے صرف انبیاء کرام موصوف ہوئے ان کی اُمتیں اس نام سے موسوم نہ ہوئیں۔ پہلی اُمتوں پر نازل شدہ سختیوں کو اس اُمت سے اٹھا دینا، پہلی اُمتوں پر بکثرت اشیاء جو بطور تشدید حرام تھیں وہ ان کے لیے حلال کر دینا، دین میں حرج کو اٹھا دینا، خطا ونسیان پر مواخذہ نہ کرنا۔ مجبوراً کوئی جرم کرنے اور دلی خیالات پر مواخذہ نہ کرنا، جو شخص بدی کا قصد کرے اور عملاً

اسے نہ کرے تو گناہ نہ لکھا جانا اور اگر اسے کر بیٹھے تو ایک گناہ لکھا جانا، جو شخص نیکی کا قصد کرے اور اس پر عمل نہ کرے تو ایک نیکی کا لکھا جانا اگر اس پر عمل کرے تو دس نیکیاں لکھنا، توبہ میں اپنے نفس کو قتل کرنا، نجاست کی جگہ کو کاٹ ڈالنا اور زکوٰۃ میں مال کا چوتھائی ادا کرنا یہ سب امور اس اُمت سے ختم کر دینا، چار عورتوں سے نکاح مشروع ہونا، کتابیہ اور لونڈی سے نکاح کرنے کی رخصت، جماع کے بغیر حیض والی بیوی سے مباشرت کرنا، جس طرف سے چاہے حلال جگہ میں بیوی سے جماع کرنا، قتل کی صورت میں قصاص اور خون بہا میں اختیار ہونا کشفِ عورت، تصویر اور شرابنوشی کا حرام ہونا، گمراہی پر ساری اُمت کا اتفاق نہ کرنا، ان کا اجماع اور اتفاق حجت بنا اور ان کا باہم اختلاف رحمت ہونا، حالانکہ پہلی اُمتوں کا اختلاف باعثِ عذاب تھا، وباء طاعون کا شہادت اور رحمت ہونا یہ صرف اس اُمت کی خصوصیات ہیں۔ یہ جو دُعا کریں قبول ہوتی ہے۔ استغفار سے ان کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ ان سے وعدہ کیا گیا ہے کہ بھوک وافلاس سے یہ ہلاک نہ ہوں گے، ان کا غیر کوئی دشمن ان کو ہلاک نہ کر سکے گا، پہلی امتوں جیسا ان کو عذاب نہ دیا جائے گا۔ اگر کسی میت کے لئے دو شخص اچھی گواہی دیں تو اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے، حالانکہ پہلی اُمتوں کا یہ حال تھا کہ ان میں سے سو شخص کی گواہی رڈ کی جاتی تھی۔ اس اُمت کا قلیل اور ثواب کثیر ہے اور ان کی عمریں چھوٹی ہیں۔ ان کو اوّل و آخر کا علم دیا گیا، ہر شئ حتیٰ کہ علم کے خزانے ان پر کھول دیئے گئے، انہیں اسناد وانساب، اعراب اور تصنیفِ کتب عنایت کی گئیں، ان میں سے ایک جماعت قیامت تک حق پر قائم رہے گی، ان میں اقطاب، اوتاد، نجباء اور ابدال ہیں، ان میں سے ایک بزرگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نماز میں امام ہوگا۔ ان میں سے ایسے شخاص ہوں گے جو کثرت تسبیح کے باعث کھانے پینے سے مستغنی ہونے میں ملائکہ جیسے ہوں گے۔ وہ دجال سے لڑیں گے، ان کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں جیسے ہوں گے، فرشتے آسمانوں میں ان کی اذانیں اور حج میں ان کا تلبیہ سُنیں گے۔ وہ ہر حال میں اللہ کی حمد وثناء کریں گے، ہر اونچی جگہ چڑھتے ہوئے تکبیر سے صدائیں بلند کریں گے اور پست مقام کو اُترتے وقت تسبیح کا وِرد کیا کریں گے، کسی کام کے ارادے کے وقت انشاء اللہ کہیں گے۔ جب غصہ میں آئیں تو لا الٰہ الا اللہ پڑھیں گے۔ جب آپس میں جھگڑا ہو جائے تو تسبیح پڑھیں گے قرآن کریم ان کے سینوں میں ہوگا ان میں آگے بڑھنے والا

سبقت لے جائے گا میانہ روی اختیار کرنے والا نجات پائے گا، جو ان میں ظالم ہوگا اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ وہ جنت کے لباس کے رنگ والا لباس پہنیں گے، نماز کے لئے سورج کی چال کا خیال رکھیں گے۔ وہ عادل اُمت ہوگی اللہ تعالیٰ نے ان کا تزکیہ فرمادیا ہے۔ جب وہ دشمن سے لڑیں گے تو ان کی امداد کو فرشتے حاضر ہوں گے جو پہلے نبیوں پر فرض تھا وہ اُن پر فرض ہوگا۔ اور وہ فریضہ وضو، جنابت سے غسل، حج اور جہاد ہے۔ نوافل پڑھنے سے جو نبیوں کو ثواب ملتا تھا وہی ان کو ملے گا۔ دوسروں کے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا موسیٰ کی قوم سے ایک گروہ ہے جو صحیح راہ بتاتے اور عدل کرتے ہیں۔ اس اُمت مرحومہ کے حق میں فرمایا میری مخلوق سے ایک جماعت ہے جو صحیح راہ بتاتے اور عدل کرتے ہیں۔ ان کو قرآن کریم میں ان الفاظ سے پکارا گیا ہے۔ اے مومنو! اور پہلی اُمتوں کو ان کی کتابوں میں اس طرح آواز دی گئی۔ اے مسکینو! خیال کیجئے ان دو خطابوں کتنا فرق ہے۔

تیسری قسم: تیسری قسم میں وہ خصوصیات ہیں جو آخر تمیں صرف امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے ساتھ خاص ہیں۔

سرورِ کون ومکان صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ خصوصیات ہیں کہ آپ قیامت میں سب سے پہلے قبر شریف سے باہر تشریف لائیں گے اور صعقہ کے باعث بے ہوشی سے سب سے پہلے آپ کو افاقہ ہوگا، آپ ستر ہزار فرشتوں کی معیت میں محشر میں براق پر تشریف لائیں گے اور آپ کے اسم مبارک کا محشر میں اعلان کیا جائے گا اور جنت کی عظیم تر پوشاک آپ کو پہنائی جائے گی۔ آپ عرش کے دائیں طرف تشریف فرما ہوں گے۔ آپ کو مقام محمود عطا ہوگا۔ آپ کے دستِ اقدس میں لوا ٔحمد ہوگا اور آدم اور ساری مخلوق آپ کے جھنڈے تلے ہوگی۔ اس روز آپ نبیوں کے امام، خطیب اور ان کے قائد ہوں گے سب سے پہلے آپ کو سجدہ کرنے کا اذن ملے گا اور آپ ہی سب سے پہلے سجدہ سے اٹھیں گے، سب سے پہلے آپ اللہ تعالیٰ کو دیکھیں گے پہلے آپ شفاعت کریں گے جو سب سے پہلے قبول ہوگی، لوگوں میں فیصلہ کے وقت آپ کو شفاعت عظمیٰ عنایت ہوگی۔ لوگوں کے حساب وکتاب کے بغیر ان کو جنت میں داخل کرنے کی مخصوص شفاعت فرمائیں گے اور ایک خصوصی شفاعت یہ فرمائیں گے کہ جو شخص دوزخ کا مستحق ہو چکا ہو، اسے اللہ تعالیٰ دوزخ میں داخل نہ کرے، جنت میں لوگوں کے درجات

کی بلندی کے لیے شفاعت فرمائیں گے۔ علامہ نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مذکور شفاعتیں امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص ذکر کی ہیں۔ ایک شفاعت آپ یہ فرمائیں گے کہ جو کافر دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے ان کے عذاب میں تخفیف ہو، مشرکوں کے بچوں کی شفاعت فرمائیں گے کہ ان کو عذاب نہ ہو۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے پُل صراط سے گزریں گے آپ کے چہرۂ انور اور سر مبارک کے سارے بالوں میں نُور ہوگا اور دوسرے نبیوں کے لیے صرف دو نور ہوں گے اور محشر میں کھڑے لوگوں کو حکم ہوگا کہ اپنی نظریں نیچی کرلیں حتیٰ کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی پُل صراط سے گزر جائے، سب سے پہلے آپ ہی جنت کے دروازہ کھٹکھٹائیں گے اور پہلے آپ جنت میں داخل ہوں گے، پھر آپ کی اُمت داخل ہوگی۔ آپ کو کوثر اور وسیلہ عطا کیا گیا ہے اور یہ جنت میں بہت بڑا درجہ ہے۔ آپ کے منبر شریف کے چاروں پائے جنت کے گیسو ہیں۔ آپ کا منبر شریف جنت کے حوض پر ہے۔

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر شریف اور قبر شریف کے درمیان والا ٹکڑا جنت کے باغات سے ہے۔ آپ سے تبلیغ پر گواہ نہ طلب کیا جائے گا، ایسے ہی کسی سے تبلیغ پر گواہ نہ طلب کیا جائے گا۔ قیامت کے دن ہر نسب اور تعلق آپ کے نسب اور تعلق کے سوا منقطع ہو جائے گا۔ بعض نے کہا قیامت کے روز آپ کی اُمت کی نسبت آپ کی طرف ہوگی باقی اُمتیں اپنے نبیوں کی طرف منسوب نہ ہوں گی۔ بعض نے کہا اس روز آپ کی طرف نسبت سے نفع ہوگا باقی انساب سے نفع نہ ہوگا۔

واللہ اعلم بالصواب۔

چوتھی قسم: چوتھی قسم وہ خصوصیات ہیں جو آخرت میں امام الانبیاء علیہ السلام کی اُمت کے ساتھ خاص ہیں۔

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے یہ ہے کہ آپ کی اُمت ساری اُمتوں سے پہلے اپنی قبروں سے نکلے گی، وہ وضو کے آثار سے قیامت میں پانچ کلیان ہوں گے اور محشر کے روز وہ ایک اونچے ٹیلہ پر ہوں گے۔ نبیوں کی طرح ان کے لیے دو نور ہوں گے، ان کے سوا دوسروں کے لیے صرف ایک نور ہوگا۔ سجدہ وسجود کی وجہ سے ان کے چہروں پر نشانات ہوں گے وہ اپنے اعمال نامے

دائیں ہاتھوں میں دیئے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کو دنیا اور قبر ہی میں عذاب دے گا جوان کے گناہ مٹا دے گا وہ قبروں میں گناہوں سمیت داخل ہوں گے اور گناہوں سے خالی قبروں سے باہر آئیں گے مومنوں کی استغفار سے ان کے گناہ ختم ہو جائیں گے، جو انہوں نے خود عمل کیے ہیں یا دوسروں نے ان کے لیے عمل کئے ہیں (دعا وغیرہ) اس کا ان کو نفع ہوگا اور ان کے علاوہ دوسری اُمتوں کو انہی اعمال سے نفع ہوگا جو انہوں نے خود کئے ہیں۔ یہ عکرمہ نے ذکر کیا ہے۔ ساری مخلوق سے پہلے ان کا حساب ہوگا اور ان سے ستر ہزار حساب کے بغیر جنت میں جائیں گے۔

پانچویں قسم: پانچویں قسم وہ واجبات ہیں جو قرب و درجات زیادہ ہونے کے لئے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر واجب تھے۔

سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت یہ ہے کہ چاشت، وتر، تہجد، مسواک، قربانی، باہم مشورہ، فجر کی دو رکعت جیسا کہ مستدرک وغیرہ میں حدیث مذکور ہے۔ جمعہ کے روز غسل۔ ضعیف حدیث میں آیا ہے کہ جو تنگدست مسلمان مقروض فوت ہو جائے اس کا قرضہ ادا کرنا۔ بعض نے کہا یہ ادائیگی آپ تکرماً کرتے تھے اور جو شئے آپ کو اچھی نظر آئے تو آپ فرمائیں لَبَّیْكَ اِنَّ الْعَیْشَ الْاٰخِرَۃِ۔ اسے روضہ اور اس کے اصل میں ذکر کیا ہے۔ اور ماوردی وغیرہ نے ذکر کیا کہ فرضی نماز کو کامل ادا کرنا یہ تمام امور آپ پر واجب تھے اور آپ سے صوم وصلوٰۃ اور دیگر احکام ساقط نہ ہوتے تھے جیسا کہ زوائد روضہ میں قفال سے مذکور ہے اور ابن سبع نے اس پر یقین کیا ہے۔

چھٹی قسم: چھٹی قسم میں وہ محرمات ہیں جو آپ کے ساتھ مخصوص ہیں۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ خصوصیت تھی کہ زکوٰۃ، صدقہ واجبہ آپ پر حرام تھے۔ نفلی صدقہ میں دو قول ہیں، اسی طرح مغلطای سے منقول ہے۔ آپ کی اولاد پر بھی زکوٰۃ اور صدقہ حرام ہے۔ مالکیہ کا یہی مسلک ہے۔ اور صحیح تر یہ ہے کہ آپ کی آل کے آزاد کردہ غلام پر بھی یہ حرام ہیں اور زیادہ صحیح یہ بھی ہے کہ زکوٰۃ کی فراہمی پر جو اُجرت ملتی ہے وہ بھی آپ کی آل پر حرام ہے۔ نذر اور کفارہ بھی ان پر خرچ کرنا حرام ہے۔ مسند میں ایک حدیث ہے کہ اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد سے کسی کو غلام فروخت کر کے اس کی قیمت استعمال کرنا حرام ہے۔ زیادہ مال حاصل کرنے کے لیے احسان کرنا، جس سے لوگ نفع حاصل کریں،

اس کی طرف نظر اٹھانا، کتابیہ عورت سے نکاح کرنا بعض نے کہا کتابیہ کو لونڈی بنا کر جماع کرنا، مسلمان لونڈی سے نکاح کرنا آپ پر حرام تھے۔ اگر کسی لونڈی سے نکاح فرض کرلیا جائے تو اس سے اولاد آزاد ہوگی غلام نہ ہوگی اور اس کی قیمت آپ پر لازم نہ ہوگی۔ آپ کے حق میں اس وقت زناء کا ڈر شرط نہیں اور نہ ہی مہر کی طاقت نہ ہونا شرط ہوگا۔ اور ایک لونڈی سے زائد کے ساتھ نکاح کرنا جائز ہوگا۔ امام الحرمین نے کہا اگر آپ کے حق میں دھوکہ کا نکاح فرض کرلیا جائے تو آپ پر بچہ کی قیمت لازم نہیں۔ ابن رفعہ نے کہا ہے کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں یہ تصور کرنا ممنوع ہے۔

ساتویں قسم: ساتویں قسم میں وہ مباحات ہیں جو امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہیں۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا جنابت کی حالت میں مسجد میں ٹھہرنا مباح تھا۔ اس مسئلہ میں بعض نے اختلاف کیا ہے۔ چت لیٹ کر سو جانے سے آپ کا وضو نہ جاتا تھا اور نہ ہی عورت اور شرمگاہ کو چھونے سے آپ کا وضو جاتا تھا۔ یہ دوسے ایک وجہ ہے۔ عصر کے بعد نماز، اجنبیہ عورت کی طرف نظر اٹھانا اور اس کے پاس خلوت اور تنہائی میں بیٹھنا امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مباح تھا۔ چار سے زائد عورتوں سے نکاح کرنا یہ دوسرے نبیوں کے لیے بھی مباح تھا، ہبہ کے لفظ کے ساتھ نکاح کرنا، اوّل ہی سے یا آخر میں مہر کے بغیر نکاح کرنا، ولی اور گواہوں کے بغیر نکاح کرنا، احرام کی حالت میں اور عورت کی رضامندی کے بغیر اس سے نکاح کرنا آپ کے لئے یہ امور مباح تھے۔ اگر غیر منکوحہ عورت کے نکاح کی آپ رغبت فرمائیں تو عورت پر اسے قبول کرنا واجب تھا اور آپ کے سوا دوسروں پر اس کو منگنی کا پیغام بھیجنا حرام تھا اور اگر کسی کی منکوحہ سے نکاح کی رغبت فرمائیں تو اس کے شوہر پر اسے طلاق دینا واجب تھا۔ کسی عورت اور اس کے ولی کی اجازت کے بغیر عورت کا جس سے چاہیں نکاح کر دینا آپ کے لیے مباح تھا۔ اور یہ بھی آپ کے لئے مباح تھا کہ کسی عورت اور اس کے ولی کی اجازت کے بغیر خود اس سے نکاح فرمائیں۔ اپنی صاحبزادیوں کے علاوہ ہر چھوٹی لڑکی کا جبراً کسی سے نکاح کر دینا آپ کے لئے مباح تھا۔ اپنے چچا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی لڑکی کا نکاح کردیا، حالانکہ اس کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ موجود تھے۔ آپ ہر قریبی سے مقدم تھے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ اپنے بیٹے سے کہو وہ تمہارا نکاح کردے، ان کے لڑکے نے آپ سے اپنی والدہ اُم سلمہ کا نکاح

کردیا، حالانکہ اس وقت وہ بہت چھوٹا تھا۔اللہ تعالیٰ نے حضرت زینب سے آپ کا نکاح کیااور عقد کے بغیر صرف اللہ تعالیٰ کی تزویج سے آپ نے زینب سے مباشرت فرمائی۔روضہ میں اس کی تعبیریوں کی ہے۔اللہ تعالیٰ کا کسی عورت کو آپ کے لیے حلال کردینے سے وہ عورت آپ کے لئے حلال تھی۔ایک وجہ میں غیر کی عدت میں عورت سے آپ کا نکاح جائز تھا۔اس کو رافعی نے ذکر کیا ہے۔امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی لونڈی کو آزاد کر کے اس کے ساتھ مہر کے بغیر نکاح کرنا جائز تھا۔اوراس کی آزادی ہی کواس کا مہر بنانا آپ کے لئے جائز تھا۔ایک روایت میں بیویوں میں برابر تقسیم نہ کرنا آپ کے لیے مباح تھااور یہی مختار ہے ایک روایت میں مہر کی طرح بیویوں کا نان نفقہ آپ پر واجب نہ تھااور وجوب کی تقدیر پر اس کا کوئی اندازہ نہیں۔ایک روایت میں آپ کی طلاق تین میں منحصر نہیں۔ بالفرض تین منحصر ہونے پر بھی وہ آپ کے لئے تحلیل کے بغیر مباح تھی۔بعض نے کہا وہ کبھی آپ کے لئے حلال نہیں ہوئی۔آپ کے لیے یہ مباح تھا کہ کلام کے کچھ عرصہ بعد اس سے استثناء فرمائیں۔امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مسلم کی شرح میں ذکر کیا ہے کہ غصہ کی حالت میں فتویٰ وقضا آپ کے لیے مباح تھا۔ لفظ صلوٰۃ سے جس کے لئے چاہیں آپ کا دُعا کرنا مباح تھا۔ ہمارے لئے جائز نہیں کہ نبی یا فرشتہ کے سوا کسی کے لئے صلوٰۃ کے لفظ سے دُعا کریں۔آپ نے اُمت کی طرف سے قربانی دی اور کسی کے لیے جائز نہیں کہ کسی کی اجازت کے بغیر اس کی طرف سے قربانی کرے۔زمین فتح کرنے سے پہلے آپ وہ لوگوں میں تقسیم فرمادیتے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ساری زمین کا مالک بنایا ہے۔تمیم داری کی اولاد کو جوزمین آپ نے مستقل کردی تھی ان کے ساتھ معارضہ کرنے والے پر امام غزالی نے کفر کا فتویٰ دیا ہے۔انہوں نے کہا امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم جنت کی زمین بعض مسلمانوں کو مستقل اور کنفرم کردیتے تھے تو دنیا کی زمین بطریق اولےٰ کسی کو الاٹ فرماسکتے ہیں۔

آٹھویں قسم: کرامات اور فضائل میں امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات، امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ خصوصیت تھی کہ جس طرح آپ آگے سے دیکھتے تھے اسی طرح پیچھے سے دیکھتے تھے، رات کی تاریکی میں ایسے ہی دیکھتے جیسے دن کی روشنی میں دیکھتے تھے، آپ کا تھوک شریف نمکین پانی میٹھا کردیتا اور شیر خوار بچہ کو غذائی طاقت دیتا تھا۔آپ کی بغل شریف سفید تھی اس کا رنگ

تیر نہ تھا۔ اس پر بال نہ تھے، آپ نے کبھی جمائی نہیں لی اور نہ ہی کبھی آپ کو احتلام ہوا۔ ان تین خصوصیات میں دوسرے انبیاء بھی شریک ہیں۔ آپ کا پسینہ کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا۔ جب کسی لمبے انسان کے ساتھ چلتے تو اس سے لمبے نظر آتے جب بیٹھتے تو آپ کا کندھا تمام بیٹھنے والوں سے بلند ہوتا، آپ کا سایہ زمین پر واقع نہ ہوتا تھا اور نہ ہی سورج اور چاند کی روشنی میں کبھی دیکھا گیا، آپ کے کپڑوں پر مکھی نہ بیٹھتی تھی، اور نہ ہی قمل (جوں) آپ کو ایذا دیتی۔ جب آپ چلتے آپ کے لیے زمین اکٹھی ہو جاتی تھی۔ آپ کو جماع اور گرفت میں چالیس مردوں کی طاقت حاصل تھی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا مجھے چار اشیاء سخاوت، شجاعت، کثرتِ جماع اور شدتِ گرفت میں سب لوگوں پر فضیلت حاصل ہے۔ اسی طرح "سیرت مغلطائی" میں ہے کہ قضا حاجت کے وقت آپ کا پاخانہ شریف کبھی نہ دیکھا گیا بلکہ زمین اسے نگل جاتی تھی، دیگر انبیاء کرام بھی ایسے ہی تھے۔ آپ بھوکے سوتے اور صبح سیر اٹھتے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو طعام کھلاتا اور جنت سے پانی پلاتا تھا، آپ کو قبر شریف میں ضغطہ (قبر کا دبانا) نہیں ہوا، ایسے ہی دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کو ان کی قبور میں ضغطہ نہیں ہوا، حالانکہ اس سے کوئی نیک و بد سالم نہیں رہتا۔ درندے آپ کا جسم شریف نہیں کھا سکتے ایسے ہی دوسرے انبیاء کرام کا یہ وصف ہے۔ کسی مجبور شخص کے لیے جائز نہیں کہ نبی کی میت کو کھائے۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ اذان و اقامت سے نماز ادا فرماتے ہیں، ایسے ہی دوسرے انبیاء اپنی قبور میں نماز پڑھتے ہیں۔ اسی لیے یہ امر مسلم ہے کہ نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں پر عدت سوگ نہیں تھی۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف پر ایک فرشتہ مقرر ہے جو آپ کو لوگوں کا درود[1] سلام پہنچاتا ہے۔ آپ پر اُمت کے اعمال پیش ہوتے ہیں اور ان کے لئے آپ مغفرت کی دُعا فرماتے ہیں۔ آپ کی وفات کا صدمہ قیامت تک ساری اُمت کو ہے۔ جس نے آپ کو خواب میں دیکھا اس نے یقیناً آپ کو دیکھا کیونکہ شیطان آپ کی شکل اختیار نہیں کر سکتا جسے آپ خواب میں کوئی حکم فرمائیں اس پر اس کی تعمیل کرنا ایک روایت میں واجب ہے اور دوسری روایت میں

---

[1] ابن قیم نے جلاء الافہام میں حدیث ذکر کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف پر ایک فرشتہ مقرر ہے جو ساری مخلوق کی آوازیں سنتا ہے جو کوئی آپ پر درود شریف پڑھے وہ آپ کے حضور پیش کرتا ہے۔ شیخ محقق عبدالحق دہلوی نے بھی مدارج میں اسے ذکر کیا ہے۔ علامہ غلام رسول رضوی علیہ الرحمہ

مستحب ہے آپ کی احادیث کا پڑھنا عبادت ہے۔ جس پر ثواب ہوتا ہے جو شخص آپ کی مجلس میں حاضر ہوا اگرچہ ایک لحظہ اسے شرف مجالست حاصل ہو وہ صحابی ہے مگر اہلِ اصول کے نزدیک تابعی کے لئے ضروری ہے کہ اس کی صحابہ سے طویل زمانہ مصاحبت ہو۔ اس فرق کی وجہ عظمت منصب نبوّت اور اس کی نورانیت ہے۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ذراسی نظر شریف کسی جاہل بدوی پر واقع ہوتی تو وہ حکیم و دانا بن جاتا۔ آپ کے صحابہ سارے عادل ہیں۔ اُن میں سے کسی کی عدالت سے بحث نہ جائے گی جیسے دوسرے راویوں میں بحث کی جاتی ہے۔ عورتوں کے لیے آپ کی قبر شریف کی زیارت مکروہ نہیں ہے اور دوسری قبور کی زیارت عورتوں کو مکروہ ہے بلکہ آپ کی قبر شریف کی زیارت مستحب ہے۔ ایسا ہی عراقی نے اپنے نکتہ میں ذکر کیا ہے۔ آپ کی مسجد شریف میں نمازی کو بائیں طرف تھوکنا ممنوع ہے جیسا کہ دوسری مساجد میں طریقہ ہے۔ آپ کے آگے بڑھنا اور آپ کی آواز شریف پر آواز بلند کرنا حرام ہے ایسے ہی آپ کو بلند آواز سے بُلانا، پردوں کے پیچھے آپ کو ندا کرنا اور دُور سے آپ کو چلّا کر آواز دینا حرام ہے، آپ کے اہلِ بیت اور صحابہ سے محبت واجب ہے۔ جس نے آپ کی بیویوں پر تہمت و بہتان لگایا اس کی توبہ قبول نہیں جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہے۔ کسی نبی کی بیوی نے کبھی فحش کا ارتکاب نہیں کیا۔ آپ کی صاجزادیوں کی اولاد آپ کی طرف منسوب ہے۔ آپ کی صاجزادی نکاح میں ہوتے ہوئے دوسری عورت سے نکاح جائز نہیں۔ جانبین سے جس سے آپ کی مصاہرت ہوئی اس پر دوزخ حرام ہے صاحبِ بصیرت کے لیے اتنی قدر کافی ہے۔ علامہ جلال الدین سیوطی نے اپنے رسالہ ''انموذج اللبیب فی خصائص الحبیب'' میں امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض خصائص جمع کئے ہیں۔

دلائل نبوّت

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت کے دلائل

پہلی کتب تورات وانجیل میں مذکور ہے کہ علماء یہود ونصاریٰ کے ثقہ علماء جیسے عبداللہ بن سلام، کعب الاحبار اور اُسید جو یہودیوں میں سے مسلمان ہوئے اور بحیرا نسطورا الحکیم، صاحب بصریٰ، ضغاطر، شام کا وزیر، جارود، سلمان، نجاشی اور نجران کے وزراٗ وغیرہ جو نصاریٰ میں سے مسلمان ہوئے سب نے خبر دی اور ہرقل اور صاحب رومہ جو نصاری کے عالم تھے اور مقوقس جو مصر کا والی تھا سب نے اس کا اعتراف واقرار کیا ہے۔ کعب الاحبار روایت کرتے ہیں کہ ہم تورات میں یہ لکھا ہوا دیکھتے ہیں'' محمد رسول اللہ'' عبد مختار ہیں سخت طبع والے نہیں نہ غلیظ ہیں، بازاروں میں آواز بلند نہیں کرتے اور نہ ہی برائی کا بدلہ برائی سے دیتے ہیں بلکہ معاف کردیتے ہیں اور بخشش کرتے ہیں۔ آپ کی اُمت اللہ کی حمد کرتی ہے وہ ہر اونچی جگہ اللہ کی تکبیر کرتے ہیں ہر راہ میں اسی کی حمد کرتے ہیں، سورج کا خیال رکھتے ہیں جب نماز کا وقت ہو تو نماز ادا کرتے ہیں۔ اپنے انصاف (کمر پر) چادریں باندھتے ہیں، اپنے اعضاء دھوتے ہیں، ان کو منادی آسمانوں میں نداء کرتا ہے، لڑائی اور نماز میں ان کی صف ایک جیسی ہوتی ہے۔ رات ان کے رونے کی آواز شہد کی مکھی کی آواز جیسی ہوتی ہے۔ ان کی پیدائش مکہ میں اور ہجرت طیبہ میں ہوگی ان کا ملک شام ہوگا۔ اسے بعض علماء نے مصابیح سے ذکر کیا ہے۔ عبداللہ بن سلام سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ اوصاف تورات میں دیکھتے ہیں۔ اے نبی ہم نے تجھے شاہد، خوشخبری سنانے والا، ڈرانے والا اور بے پڑھوں کی حفاظت کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔ تو میرا بندہ اور رسول ہے میں نے تیرا نام ''متوکل'' رکھا تو بد خلق، سخت طبع بازاروں میں شور برپا کرنے والا نہیں ہے اور بُرائی کا بدلہ بُرائی سے نہیں دیتے ہو بلکہ معاف کردیتے ہو میں تجھے ہرگز وفات نہ دُوں گا جب تک کہ تیرے باعث ٹیڑھی ملت کو سیدھا نہ کرلوں اور وہ یہ کہنے لگیں۔ ''لا الٰہ الا اللہ''۔ تیرے سبب میں اندھی آنکھیں، بہرے کان اور پردوں میں بند دلوں کو کھولوں گا۔ اسی طرح بیہقی نے دلائل نبوّت میں عبداللہ بن سلام سے روایت کیا ہے کہ تورات کے آخری حصہ میں جہاں تورات ختم ہوتی ہے یہ

آیت ہے جس کا عربی ترجمہ یہ ہے ۔ھٰکَذَا جآء اللہ۔ مواہب لدنیہ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ طورِ سیناءٗ سے متجلّی ہوا، ساعیر سے دیکھا اور فاران کے پہاڑوں سے اعلان کرایا یہ بنو ہاشم کے پہاڑ ہیں۔ ان میں ایک پہاڑ کی غار میں امام الانبیاء صلی اللہ علیہ سلم عبادت کیا کرتے تھے اور اسی میں وحی کی ابتداٗ ہوئی۔ یہ تین پہاڑ ہیں ایک ابوقبیس، دوسرا قیقعان اور تیسرا حرا۔ یہ فاران کے شرقی جانب ہے اس کا منہ جو قیقعان سے متصل ہے، بطنِ وادی کی طرف ہے یہ بنو ہاشم کی وادی ہے اسی میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ سلم کا تولّد ہوا۔ یہ ایک قول ہے۔ ابن قتیبہ نے کہا اس میں کوئی اخفاء نہیں کیونکہ اس سے مراد اس کی کتاب اور نور کا آنا ہے جیسا کہ خالق کون و مکان نے فرمایا فَاَتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا۔ تو اللہ کا حکم ان کے پاس آیا جہاں سے ان کو گمان بھی نہ تھا۔

علماء نے کہا مسلمانوں اور اہل کتاب کا اس بات میں ذرہ بھر اختلاف نہیں کہ فاران مکہ مکرمہ ہے اور اس (جآءاللہ) سے مراد امام الانبیاء صلی اللہ علیہ سلم پر قرآن نازل کرنا اور اس کے حکم اور شریعت کا ظہور ہے۔ واللہ اعلم۔ سید عالم صلی اللہ علیہ سلم کی نبوت کی یہ بھی دلیل ہے کہ آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوّت ہے۔

تبّع اور مدینہ منورہ

ابن ابی کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب تُبّع مدینہ منورہ آیا اور قباء میں ٹھہرا تو علماء یہود کو پیغام بھیجا کہ مَیں اس شہر کو خراب کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں حتیٰ کہ یہودیت ختم ہو جائے گی اور حکومت عرب کے دین کی طرف رجوع کرے گی۔ شامول یہودی نے کہا جو اس وقت سب سے بڑا عالم تھا۔ اے بادشاہ اس شہر میں اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے نبی ہجرت کرے گا ان کی جائے پیدائش مکہ اور ان کا نام احمد ہوگا اور یہ شہر ان کی ہجرت کا مقام ہے اور جس مقام میں تو نے اقامت کی ہے اس میں ان کے ساتھیوں سے خوب لڑائی اور قتل و غارت ہوگی۔ تبّع نے کہا جب وہ تمہارے زعم میں نبی ہے تو ان سے کون لڑے گا؟

اس نے کہا، باہر سے لوگ آ کر یہاں لڑائی کریں گے۔

تبّع نے کہا۔ اس کی قبر کہاں ہوگی؟

جواب دیا۔ اسی شہر میں ہوگی۔

بادشاہ نے کہا۔ جب ان سے لڑائی ہوگی تو فتح کس کی ہوگی؟

اس نے کہا کبھی وہ مغلوب ہوں گے اور کبھی غالب ہوں گے اور جس جگہ تم ہو یہاں ان کا غلبہ ہوگا۔ یہاں ان کے ساتھی خوب جنگ کریں گے، پھر دوسرے مقامات میں لڑیں گے، آخر میں فتح ان کی ہوگی اور سب پر غالب آئیں گے اور اس میں کوئی بھی ان کی مزاحمت نہ کر سکے گا۔

تبع نے کہا۔ اس کا حُلیہ کیسا ہے؟

یہودی عالم نے کہا۔ وہ نہ چھوٹے قد کے ہیں اور نہ ہی زیادہ لمبے ہیں۔ ان کی آنکھوں میں قدرے سُرخی ہے وہ اونٹ کی سواری کریں گے، عمامہ پہنیں گے، تلوار ان کے کندھے پر ہوگی، کسی مقابلے کرنے والے کی پرواہ تک نہ کریں گے۔ ان کا ایک بھائی ہوگا اور وہ ان کے چچا کا بیٹا ہوگا اور ایک چچا ہوگا اور وہ اپنے مقصد میں غالب ہوگا۔

تبع نے کہا۔ پھر اس شہر میں میرا کیا کام ہے یہ میرے ہاتھوں کبھی خراب نہیں ہوسکتا یہ کہہ کر وہ واپس لوٹ گیا۔

اُمتِ محمدیہ کی عظمت

سیّدی محی الدین نے محاضرات و مسامرات میں ذکر کیا ہے کہ کعب الاحبار نے ایک یہودی عالم کو روتے ہوئے دیکھا تو اس سے رونے کا سبب دریافت کیا۔ اس نے کہا مجھے ایک شئے یاد آئی ہے۔

کعب نے کہا۔ میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ اگر میں تیرے رونے کا سبب بیان کروں تو کیا تو میری تصدیق کرے گا؟

اس نے کہا۔ جی ہاں۔ کعب نے کہا۔ میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر جو کتاب نازل کی ہے اس میں تو نے دیکھا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے تورات کو دیکھ کر کہا۔ اے اللہ میں تورات میں ایک اُمت کا ذکر دیکھتا ہوں کہ وہ بہترین اُمت ہے جو لوگوں کے لئے ظاہر ہوگی وہ اچھی بات کا حکم دیں گے اور بُری بات سے منع کریں گے۔ وہ اوّل و آخر کتب الٰہیہ پر ایمان لائیں گے۔ گمراہ [illegible] کریں گے حتیٰ کہ کانے دجال کا قتل کریں گے۔ اے اللہ وہ میری اُمت کر دے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ احمد "صلی اللہ علیہ سلم" کی اُمت ہے۔

یہودی عالم نے کہا۔ ہاں یہ درست ہے۔

کعب نے کہا کہ میں تجھے قسم دیتا ہوں کیا موسیٰ علیہ السلام پر نازل کتاب میں یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے تورات دیکھی اور کہا اے خالق کون و مکان میں ایک اُمت کو دیکھتا ہوں کہ وہ بہت حمد کریں گے، سورج پر کڑی نگاہ رکھیں گے (اوقات صلوٰۃ کے لیے) جب وہ کسی شئے کے کرنے کا ارادہ کریں گے تو کہیں گے انشاء اللہ ہم یہ کام کریں گے، وہ میری اُمت کر دے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ وہ احمد "صلی اللہ علیہ سلم" کی اُمت ہے۔

یہودی عالم نے کہا۔ ہاں یہ درست ہے۔

کعب نے کہا میں تجھے قسم دے کر کہتا ہوں کیا نازل شدہ کتاب میں تم نے دیکھا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے تورات میں نظر کر کے کہا۔ اے خالق ارض و سماء میں ایک اُمت دیکھ رہا ہوں کہ ان میں سے جب کوئی بلند مقام پر عروج کرے گا تو وہ اللہ اکبر کہے گا اور جب کسی وادی میں اُترے گا تو اللہ کی حمد کرے گا۔ صاف مٹی ان کے لیے طہور ہوگی، ساری زمین ان کے لئے مسجد ہوگی وہ جہاں بھی ہوں گے جنابت سے پاک ہو سکیں گے اور صاف مٹی کے ساتھ ایسے پاک ہو سکیں گے جیسے پانی کے ساتھ ہوتے ہیں جبکہ ان کو پانی دستیاب نہ ہوگا۔ وضو کے آثار سے وہ پانچ کلیان [1] ہوں گے ان کو میری اُمت کر دے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ وہ احمد "صلی اللہ علیہ سلم" کی اُمت ہے۔

یہودی عالم نے کہا۔ جی ہاں یہ درست ہے۔

کعب نے کہا میں تجھے قسم دے کر کہتا ہوں کیا تورات میں یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے تورات میں نظر کی اور کہا اے خالق زمین و زماں میں ایک مرحوم اُمت دیکھ رہا ہوں وہ ضعیف و ناتواں ہوں گے اللہ کی کتاب کے وارث ہوں گے، ان کو بزرگی عطا کی گئی ہے۔ ان سے بعض اپنی جانوں پر ظلم کریں گے بعض میانہ روی اختیار کریں گے اور بعض نیکی حاصل کرنے میں جلدی کریں گے، ان میں

---

[1] یعنی وضو کرنے والے کے دونوں ہاتھ، دونوں پاؤں اور منہ روشن ہوں گے۔ یہ پانچ اعضاء پانچ کلیاں کہلاتے ہیں۔ علامہ غلام رسول رضوی علیہ الرحمہ

سے ہر ایک کو مَیں مرحوم دیکھ رہا ہوں وہ میری اُمت کر دے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ وہ احمد ”صلی اللہ علیہ سلم“ کی اُمت ہے۔

یہودی عالم نے کہا۔ جی ہاں یہ درست ہے۔

کعب نے کہا مَیں تجھے قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا اللہ کی نازل کردہ کتاب میں تم دیکھتے ہو کہ موسیٰ علیہ السلام نے تورات میں نظر کر کے کہا اے پروردگار عالم میں ایک اُمت دیکھتا ہوں کہ قرآن کریم ان کے سینوں میں ہو گا وہ جنتی لباس پہنیں گے، وہ نماز میں فرشتوں کی صفوں جیسی صفیں بنائیں گے، نماز میں ان کی آوازیں شہد کی مکھیوں کی آواز جیسی ہو گی، ان سے کوئی بھی دوزخ میں داخل نہ ہو گا۔ سوا اس شخص کے جس کی کوئی نیکی نہ ہو جیسے پتھر پر درخت کا کوئی پتا نہیں ہوتا۔ اے اللہ ان کو میری اُمت کر دے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ وہ احمد ”صلی اللہ علیہ سلم“ کی اُمت ہے۔

یہودی عالم نے کہا۔ جی ہاں یہ درست ہے۔

کعب نے کہا مَیں تجھے قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تم اللہ کی کتاب میں دیکھتے ہو کہ موسیٰ علیہ السلام پر جب تورات نازل ہوئی اور انہوں نے اسے پڑھا تو اس میں اس اُمت کا ذکر تھا۔ کہا اے پروردگار عالم میں نے تورات کے صفحات میں ایک اُمت دیکھی ہے وہ جنت میں سب سے پہلے جائیں گے ان کی شفاعت قبول ہو گی ان کو میری اُمت کر دے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ وہ احمد ”صلی اللہ علیہ سلم“ کی اُمت ہے۔

موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے میرے پروردگار مَیں نے تورات کے اوراق میں ایک اُمت دیکھی ہے وہ تسبیح کریں گے، دعائیں کریں گے ان کی دُعائیں قبول ہوں گی ان کو میری اُمت کر دے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ احمد ”صلی اللہ علیہ سلم“ کی اُمت ہے۔

موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے اللہ! مَیں نے تورات میں ایک اُمت دیکھی ہے وہ مال غنیمت کھائیں گے ان کو میری اُمت کر دے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ احمد ”صلی اللہ علیہ سلم“ کی اُمت ہے۔

موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے میرے رب مَیں نے تورات میں ایک اُمت دیکھی ہے وہ صدقات کھائیں گے اس پر ان کو ثواب ہو گا ان کو میری اُمت کر دے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ وہ احمد ”صلی اللہ علیہ سلم“ کی اُمت ہے۔

موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے مالک کون ومکان میں نے تورات کی تختیوں میں ایک اُمت دیکھی ہے جب وہ نیکی کا قصد کریں گے اور اس پر عمل نہ کریں گے جب بھی ان کو ایک نیکی کا ثواب ملے گا۔ اگر اس پر عمل کریں گے تو ان کو دس نیکیوں کا ثواب ہوگا۔ ان کو میری اُمت کر دے۔

فرمایا۔ وہ احمد ''صلی اللہ علیہ وسلم'' کی اُمت ہے۔

موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے خالق کائنات میں نے تورات میں ایک اُمت دیکھی ہے ان سے کوئی شخص جب برائی کا قصد کرے گا اور اس پر عمل نہ کرے گا تو اس کے اعمالنامہ میں برائی نہ لکھی جائے گی۔ اگر اس پر عمل کرے گا تو صرف ایک گناہ لکھا جائے گا ان کو میری اُمت کر دے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ احمد ''صلی اللہ علیہ وسلم'' کی اُمت ہے۔

موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے باری تعالیٰ میں نے تورات میں ایک اُمت دیکھی ہے ان کو اوّلین وآخرین کا علم دیا جائے گا وہ دجّال کو قتل کریں گے ان کو میری اُمت کر دے۔

فرمایا وہ احمد ''صلی اللہ علیہ وسلم'' کی اُمت ہے۔

یہودی نے کہا جی ہاں یہ درست ہے۔

جب موسیٰ علیہ السلام ان محاسن ومناقب سے متعجب ہوئے جو اللہ تعالیٰ نے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی اُمت کو عطا فرمائے تو کہا کاش میں محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے ہوتا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا ''اے اللہ مجھے محمد کی اُمت سے کر دے۔''

یہودی نے کہا جی ہاں درست ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر تین آیات نازل کر کے انہیں خوش کر دیا۔

يَا مُوسَىٰ إِنِّي اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسَالَاتِي وَبِكَلَامِي فَخُذْ مَا آتَيْتُكَ وَكُن مِّنَ الشَّاكِرِينَ۔ وَكَتَبْنَا لَهُ فِي الْأَلْوَاحِ مِن كُلِّ شَيْءٍ الآیۃ۔ وَمِن قَوْمِ مُوسَىٰ أُمَّةٌ يَهْدُونَ بِالْحَقِّ وَبِهِ يَعْدِلُونَ۔	فرمایا اے موسیٰ میں نے تجھے لوگوں سے چن لیا اپنی رسالتوں اور اپنے کلام سے تو لے جو میں نے تجھے عطا فرمایا اور شکر والوں میں ہو اور ہم نے اس کے لئے تختیوں میں لکھ دی ہر چیز کی نصیحت۔ اور موسیٰ کی قوم میں سے ایک جماعت ہے جو حق بتاتے ہیں اور اس پر انصاف کرتے ہیں۔

اُسماء شریف

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء شریفہ بکثرت ہیں۔ بعض قرآن کریم میں مذکور ہیں، بعض صحیح احادیث میں وارد ہیں اور بعض پہلی سماوی کتب میں ثابت ہیں۔ علماء کہتے ہیں کہ اسماء کی کثرت مسمّٰی کی شرافت وفضیلت پر دلالت کرتی ہے اختلاف صرف اس میں ہے کہ اسم مسمّٰی کا عین ہے یا غیر ہے۔

قرآن مجید میں مذکور اسماء یہ ہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم، احمد، رسول، نبی، شاہد، بشیر، نذیر، مبشر، منذر، داعی الی اللہ، سراج، منیر، رؤف، رحیم، مصدق، مذکر، مزمل، مدثر، عبد اللہ، کریم، حق، مبین، نور، خاتم النبیین، رحمت، نعمت، ہادی، طٰہٰ، یٰسین۔ یہ ایک روایت کے مطابق ہے۔ صحیح احادیث میں آپ کے یہ نام وارد ہیں۔ ماحی، حاشر، عاقب، مقفّی، نبی الرحمۃ، نبی التوبہ، نبی الملاحم، رحمۃ مہداۃ، قتال، متوکل، فاتح، خاتم، مصطفےٰ اور امّی "صلی اللہ علیہ وسلم" اور پہلے انبیاء پر نازل کتب میں آپ کے یہ اسماء ثابت ہیں۔ محوک، حمطایا، احید، بارقلیط، فارقلیط۔ مواہب لدنیہ میں ہے "حمیاطا" کی حا مفتوح اور میم ساکن ہے۔ ابو عمر نے کہا۔ میں نے ایک یہودی سے پوچھا جو مسلمان ہو چکا تھا اس کا معنی کیا ہے۔

اس نے کہا۔ اس کا معنی یہ ہے کہ لوگوں کو حرام سے روکے گا اور حلال کی ترغیب دلائے گا۔"

اُحید" کا ہمزہ مضموم حاء مکسور اور یا ساکن ہے۔ آخر میں دال ہے۔ علامہ قسطلانی نے کہا کہ اسی طرح مَیں نے شفا کے بعض مشہور اور معتبر نسخوں میں دیکھا ہے۔ اس میں ہمزہ پر فتحہ حاء پر کسرہ اور یا ساکن ذکر کیا ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ نے "تہذیب الاسماء واللغات" میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن میں میرا نام محمد، انجیل میں احمد اور تورات میں احید ہے۔ میرا نام اِحید اس لئے رکھا گیا ہے کہ میں اپنی اُمت کو دوزخ کی آگ سے بچاؤں گا۔

"حَمْیَاطَا" حاء مفتوح میم ساکن ہے۔ ہروی نے کہا کہ اس کا معنی ہے حرم کی حمایت کرنے والا۔ بَارَ قَلِیط وَفَارَ قَلِیط۔ راء اور قاف دونوں مفتوح یا راء ساکن قاف مفتوح یا راء مکسور اور قاف ساکن ہے۔ انجیل شریف میں "یُوحنا" مذکور ہے اس کا معنی ہے۔ "روح الحق" ثعلب نے کہا اس کا معنی ہے جو حق و باطل میں فرق کرے۔ معلوم ہونا چاہئے کہ مذکور اسماء میں سے اکثر صفات ہیں اس پر اسماء کا اطلاق مجازی ہے۔

ہر طبقہ میں علیحدہ نام

حسین بن محمد دامغانی نے ''کتاب شوق العروس اور انس النفوس'' میں کعب الاحبار سے نقل کیا ہے کہ اہل جنت میں امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ''عبدالکریم'' اہل نار کے نزدیک ''عبدالجبار'' عرش والوں میں ''عبدالحمید'' فرشتوں میں ''عبدالمجید'' انبیاء میں ''عبدالوہاب'' شیطان کے نزدیک ''عبدالقہار'' جنوں میں ''عبدالرحیم'' پہاڑوں میں ''عبدالخالق'' خشکی میں ''عبدالقادر'' سمندروں میں ''عبدالمہیمن'' مچھلیوں میں ''عبدالقدوس'' کیڑوں مکوڑوں میں ''عبدالغیاث'' وحشی جانوروں میں ''عبدالرزاق'' درندوں میں ''عبدالسلام'' چارپایوں میں ''عبدالمومن'' پرندوں میں ''عبدالغفار'' تورات میں ''موذموذ'' انجیل میں ''طاب طاب'' صحیفوں میں ''عاقب'' زبور میں ''فاروق'' اللہ تعالیٰ کے نزدیک ''طٰہٰ ویٰسین'' اور مومنوں میں آپ کا اسم گرامی ''محمد'' ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔ علامہ قسطلانی نے اسے مواہب لدنیہ میں ذکر کیا ہے انہوں نے اس میں اسماء، القاب، کنیتیں بھی ذکر کی ہیں جو چار سو سے زائد ہیں۔ ابن دحیہ نے کہا کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء مبارکہ تین سو کے قریب ہیں۔ بعض صوفیوں نے ایک ہزار تک پہنچائے ہیں۔

القاب

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے القاب بکثرت ہیں چنانچہ'' صاحب البراق، صاحب التاج'' اس سے عمامہ مراد ہے کیونکہ عمامے عربوں کے تاج ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں مذکور ہے'' صاحب المعراج، صاحب الہراوہ والنعلین، صاحب الخاتم والعلامۃ، صاحب البرہان والحجۃ، صاحب الحوض المورود، صاحب المقام المحمود، صاحب الوسیلۃ، صاحب الفضیلۃ، صاحب الدرجۃ الرفیعۃ، صاحب الشفاعۃ، سید اولادِ آدم، سید المرسلین، امام المتقین، قائد الغر المحجلین، حبیب اللہ، خلیل اللہ، العروۃ الوثقیٰ، الصراط المستقیم، النجم الثاقب، رسول رب العالمین المصطفیٰ، المجتبیٰ اور المزکی صلی اللہ علیہ وسلم یہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے القاب ہیں۔

کنیّت

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی مشہور کنیت ''ابوالقاسم'' ہے کیونکہ حضرت قاسم رضی اللہ عنہ آپ کی اولاد میں سب سے بڑے تھے۔عرب غالباً اولاد میں سے بڑے کے نام پر کنیت رکھتے ہیں۔

شمائل

اسد الغابہ وغیرہ میں ہے کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں نہایت ہی معظم تھے، چہرۂ انور ایسے چمکا کرتا تھا جیسے چودھویں رات کا چاند چمکتا ہے۔درمیانہ قد والوں سے لمبے مگر زیادہ لمبے نہ تھے، آپ کا سر مبارک عظیم، بال کنگھی شدہ شکن دار کانوں کی لو سے متجاوز نہ تھے، بہترین رنگ تھا نہ بالکل سفید اور نہ ہی گندمی رنگ تھا، رخسار صاف ستھرا، چہرۂ انور نہ لمبا تھا اور نہ ہی زیادہ گول، پیشانی فراخ، ابرو باریک لمبے جو ایک دوسرے سے متصل نہ تھے، ان کے درمیان ایک رگ تھی جو غصہ کے وقت ابھر آتی تھی، ناک شریف لمبی نورانی جو شخص غور سے نہ دیکھتا وہ اسے درمیانی گمان کرتا تھا۔داڑھی شریف بھری ہوئی، آنکھوں میں سیاہی خالص، منہ فراخ، دانت چمکدار ایک دوسرے سے جدا جدا، سینہ پر دھاری دار باریک بال، گردن شریف خوبصورت، تصویر کی گردن جیسی چاندی کی طرح سفید، معتدل اعضاء مضبوط جسم، پیٹ اور سینہ ہموار، چھاتی چوڑی دونوں کندھوں کے درمیان بُعد تھا۔ کندھوں کے جوڑ عظیم، دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت کا سیاہ نشان جو زردی مائل تھا، اس کے گرد لگاتار بال تھے، گویا وہ گھوڑے کی گردن کے لٹکنے والے بال ہیں، جوڑ موٹے، جسم مبارک بالوں سے خالی حلق اور ناف کے درمیان خط کی طرح بالوں کی باریک دھاری تھی۔ چھاتی کے دونوں حصوں پر بال نہ تھے اور نہ ہی پیٹ پر بال تھے، البتہ کلائیوں اور کندھوں پر بال تھے، سینہ بلند، کلائی موٹی، ہتھیلی وسیع کف اور قدم موٹے تھے، انگلیاں نرم لمبی، قدم صاف اور نرم، وسطِ قدم زمین سے بُلند کہ درمیان سے پانی بہہ جاتا تھا۔قدم شریف جب اٹھتا تو یکسر اٹھتا، آگے کی طرف جھکتے ہوئے قدم اٹھاتے، آرام سے چلتے مگر رفتار تیز ہوتی جیسے اونچی زمین سے نیچے کی طرف اُترتے ہیں، جدھر متوجہ ہوتے پوری توجہ فرماتے جو شخص آپ کو اچانک دیکھتا گھبرا جاتا جو جان پہچان والا ہوتا آپ سے گہری محبت کرتا، نگاہ نیچی

آسمان کی نسبت زمین کی طرف نگاہ زیادہ رہتی۔ آپ کی بڑی سے بڑی نگاہ بطورِ ملاحظہ ہوتی۔ صحابہ کے پیچھے چلتے جو آپ کو ملتا اسے سلام کہنے میں ابتداء فرماتے۔ غم ناک اور دائم الفکر رہتے، آرام پرست نہ تھے اور نہ ہی ضرورت کے بغیر بولتے تھے، عموماً خاموش رہتے۔ آپ کے کلام کی ابتداء اور اختتام اللہ کے ذکر سے ہوتا، جامع کلمات آپ کا کلام تھا، فضول کلام سے پرہیز فرماتے اور کلام میں کسی قسم کی تقصیر نہ فرماتے، نرم مزاج جس میں گمانِ نقص نہ تھا، نعمت کی قدر فرماتے اگرچہ وہ کتنی ہی قلیل ہو اس کی ذرّہ بھر مذمت نہ فرماتے، کھانے کی مذمت نہ فرماتے اور نہ ہی تعریف فرماتے، ہاں اگر آپ کو پسند ہوتا تو کھا لیتے ورنہ چھوڑ دیتے، تین انگلیوں سے کھاتے کبھی چوتھی سے بھی استعانت فرما لیتے، جب کھانے سے فارغ ہوتے تو انگوٹھے کے ساتھ والی اور درمیانی انگلیوں کو زبان شریف کے ساتھ صاف فرماتے، بیٹھ کر تین سانس میں پانی پیتے، کبھی کھڑے کھڑے بھی پی لیتے (عذر کی حالت میں) کھانا مل جاتا تو کھا لیتے اور اس کی تلاش کا تکلف نہ فرماتے جب کوئی چیز میسر نہ ہوتی تو صبر فرماتے حتیٰ کہ پیٹ پر پتھر باندھ لیتے (صحابہ کی اطمینان کے لئے) متواتر راتیں خالی پیٹ رہتے، دُنیا سے آپ کو غصہ نہ آتا اور نہ ہی دُنیا کی اشیاء نے کبھی آپ کو غضب ناک کیا۔ اپنی ذات کے لئے آپ نے کبھی غصہ نہ فرمایا اور نہ ہی اس کے لئے کسی سے انتقام لیا۔ اشارہ کے وقت پوری ہتھیلی سے اشارہ فرماتے اور جب تعجب فرماتے تو اسے پوری طرح پھیر لیتے۔ جب غصہ میں آتے تو کپڑے سے منہ ڈھانپ کر اعراض فرما لیتے، جب خوش ہوتے نظر نیچی فرما لیتے زیادہ سے زیادہ آپ کا ہنسنا تبسّم ہوتا جس سے آپ کے دانت شریف اولوں کی طرح کھلتے۔

سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا طعام

آپ کا طعام عموماً کھجور تھی۔ آپ نے چھنے ہوئے آٹے کی روٹی کبھی نہ کھائی اور نہ ہی میز پر کھانا کھایا بلکہ دستر خوان پر کھایا کرتے تھے۔ بسا اوقات طعام زمین پر رکھ لیتے تکیہ لگا کر نہ کھاتے اور فرماتے میں کھانا ایسے کھاؤں گا جیسے غلام کھاتے ہیں اور غلاموں کی طرح بیٹھوں گا یہ کمزوری کے باعث نہیں بلکہ اپنے اختیار سے کرتے تھے۔ گوشت میں آپ کو بازو کا گوشت پسند تھا۔ کدّو سے بڑی محبت فرماتے تھے اور پیالہ میں تلاش کر کے اسے کھاتے تھے۔ سبزی بقلة الحمقاء، شہد اور ہر میٹھی چیز کو

پسند فرماتے تھے۔ آپ کا محبوب ترین پھل انگور اور تربوز تھا۔ امام غزالی لکھتے ہیں کہ آپ تربوز، روٹی اور شکر کے ساتھ کھاتے۔ ان میں دنوں ہاتھ بروئے کار لاتے۔ اور طعام کا ضرر دوسرے کھانے کے ساتھ دُور فرماتے، اسی لئے کھجور مکھن کے ساتھ اور تربوز اور ککڑی (تر) کھجور کے ساتھ کھاتے تھے تنہا کھانا نہ کھاتے تنہا روٹی کھانے سے منع فرماتے ایسے ہی کھانے کے فوراً بعد سونے سے منع فرماتے تھے۔

لباس

جو لباس موجود ہوتا پہن لیتے اکثر ایک کپڑے پہنا کرتے تھے۔ قمیص اور چادر زیادہ نہ لٹکاتے بلکہ ٹخنوں سے اوپر رکھتے یا نصف پنڈلی تک رکھتے۔ قمیص کی آستین کف تک ہوتی۔ لباس میں قمیص آپ کو مرغوب تھی۔ آپ کا عمامہ نہ زیادہ لمبا اور نہ زیادہ چھوٹا ہوتا تھا۔ علامہ مناوی نے کہا آپ کے عمامہ شریف کی لمبائی اور چوڑائی کہیں مذکور نہیں آپ نے سفید، کالا اور زرد عمامہ پہنا ہے مگر سفید عمامہ بکثرت پہنا کرتے تھے۔ عام اوقات میں عمامہ کا عذبہ (شملہ) دونوں کندھوں کے درمیان رکھتے کم از کم اس کی لمبائی چار انگل اور زیادہ سے زیادہ ایک گز ہوتا۔ اکثر عمامہ ٹوپی کے ساتھ اور کبھی ٹوپی کے بغیر پہنا کرتے، ٹوپی عمامہ کے بغیر بھی پہنی ہے۔ آپ تقنّع زیادہ کرتے تھے (سر اور منہ ڈھانپنا) آپ نے شلوار خرید فرمائی ہے زرد رنگ آپ کا پسندیدہ رنگ تھا۔ آپ نے چاندی کی انگوٹھی پہنی ہے جس کا نگینہ بھی چاندی کا تھا اور عقیق کے نگینے کی انگوٹھی بھی پہنی ہے کبھی دائیں ہاتھ میں اور کبھی بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے لیکن زیادہ تر دائیں ہاتھ میں پہنتے تھے، نگینہ کو ہتھیلی کی طرف کرتے تھے۔ آپ کی انگوٹھی کا نقش ''محمد رسول اللہ'' تین سطروں میں تھا۔

بچھونا

آپ کا بستر چمڑے کا تھا جو کھجور کے دھاگوں سے بھرا ہوتا تھا۔ بسا اوقات چٹائی پر آرام فرماتے کبھی زمین پر بھی سو جاتے۔

معمولات

خوشبو آپ کو بہت پسند تھی، سوتے وقت کالا سرمہ آنکھوں میں لگاتے۔ ہر آنکھ میں تین تین سلائیاں سُرمہ لگاتے، سر مبارک کو تیل لگاتے، قینچی سے مونچھوں کے کنارے اور داڑھی شریف کے

طول وعرض سے بال چھوٹے کرلیا کرتے تھے۔داڑھی شریف میں پانی کے ہمراہ کنگھی فرماتے۔امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نشست و برخاست اللہ تعالیٰ کے ذکر سے فرماتے تھے بیٹھنے کی جگہ معیّن نہ فرماتے بلکہ اس سے منع فرماتے تھے جب کسی محفل میں بیٹھتے تو جہاں جگہ میسّر ہوتی وہاں ہی تشریف فرما ہوتے۔اور لوگوں کو بھی یہی حکم فرماتے۔ہر بیٹھنے والے کو اس کا پورا حق عطا فرماتے۔آپ کی مجلس شریف میں بیٹھنے والا کوئی شخص بھی یہ گمان نہ کرتا کہ کوئی دوسرا آپ کے نزدیک اس سے زیادہ مکرم ہے جو کوئی آپ سے کسی حاجت کا سوال کرتا اسے خالی واپس نہ فرماتے۔یا کلام سے اسے خوش فرمادیتے آپ کا خلق عظیم لوگوں میں مشہور تھا۔حتیٰ کہ آپ ان کے باپ ہوگئے اور لوگ آپ کے نزدیک حقوق میں مساوی تھے۔آپ کی مجلس حلم وحیاء اور صبر وامانت کی مجلس تھی۔آپ کے حضور آوازیں بلند نہ ہوتیں۔امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ ہشاش بشاش رہتے آپ نرم طبع اور رحیم تھے، درشت خو اور سخت طبع نہ تھے، کریہہ آواز، گالی گلوچ کرنا آپ کو پسند نہ تھی اور نہ کسی کی عیب جوئی کرتے تھے اور کسی سے بے جا مذاق نہ فرماتے جسے پسند نہ فرماتے اس کی طرف متوجہ نہ ہوتے کسی کو نا اُمید نہ کرتے اور نہ ہی کسی اُمیدوار کو محروم فرماتے۔آپ تین اشیاء جھگڑا، زیادہ گفتگو اور فضول باتوں سے پاک وصاف تھے۔لوگوں سے اپنی ذات کریمہ کو تین امور سے پاک رکھتے کسی کی مذمت نہ فرماتے نہ کسی کو شرمندہ فرماتے اور نہ ہی لوگوں کے خفیہ امور کی تلاش فرماتے تھے۔صرف وہ کلام فرماتے جس کے ثواب کی اُمید رکھتے۔جب کلام فرماتے تو آپ کے صحابہ سر نیچے کر لیتے گویا کہ ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں جب خاموش ہوتے تو صحابہ گفتگو کرتے وہ آپ کی مجلس میں جھگڑا نہ کرتے، آپ کے کلام کے وقت بالکل خاموش رہتے حتیٰ کہ آپ کلام ختم کر لیتے کسی کا کلام قطع نہ فرماتے۔

خدّام سے سلوک

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے آپ کی دس برس خدمت کی حتیٰ کہ آپ وفات فرماگئے جو کام انہوں نے کیا ہو اسے یہ نہ فرمایا کہ یہ کام تو نے کیوں کیا، اور نہ ہی نہ کئے ہوئے کے متعلق فرمایا کہ تو نے یہ کام کیوں نہیں کیا۔

طعام کا ادب

آپ نے کھانے میں کبھی عیب نہیں ظاہر کیا اگر مرغوب طبع ہوتا تو تناول فرماتے ورنہ اسے چھوڑ دیتے۔ خوشی کے وقت یہ فرماتے بہت انعام کرنے والے خداوند قدوس کی سب تعریفیں ہیں اور غم کی حالت میں یہ فرماتے ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی تعریف ہے ہر حال میں اللہ کا ذکر فرماتے۔

مزاح

آپ غلاموں، لونڈیوں اور بچوں کو سلام فرماتے، چھوٹوں سے خوش طبعی فرماتے بچوں کو ہنساتے اور بوڑھی عورت سے مزاح فرماتے آپ حق کے سوا کچھ نہ کہتے تھے ایک روایت میں ہے کہ آپ کے پاس ایک عورت آئی اور عرض کیا حضور مجھے سواری کے لئے کوئی اونٹ دیجئے۔

فرمایا۔ میں تجھے اونٹنی کا بچہ سواری کے لیے دیتا ہوں۔

اس نے عرض کیا۔ اونٹنی کا بچہ مجھے نہ اٹھا سکے گا۔

آپ نے فرمایا۔ میں تو تجھے اونٹنی ہی کا بچہ سواری کے لیے دوں گا۔

اس نے پھر عرض کیا۔ وہ مجھے نہ اٹھا سکے گا۔

حاضری مجلس نے اسے کہا۔ آخر اونٹ بھی تو اونٹنی کا بچہ ہوتا ہے۔

ایک دوسری عورت حاضر خدمت ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میرا شوہر بیمار ہے اور وہ آپ کو بلا رہا ہے۔

آپ نے فرمایا تیرا شوہر وہی ہے جس کی آنکھوں میں سفیدی ہے۔

وہ گھر واپس گئی اور اپنے شوہر کی آنکھیں کھول کر دیکھنے لگی۔ اس نے کہا یہ کیا کر رہی ہو؟ کہنے لگی۔ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ تمہاری آنکھوں میں سفیدی ہے۔

اس نے کہا تو بھی عجیب سادہ لوح عورت ہے ہر شخص کی آنکھوں میں سفیدی ہوتی ہے۔

ایک اور عورت نے عرض کیا یا رسول اللہ ''صلی اللہ علیہ وسلم'' اللہ تعالیٰ سے دُعا فرمائیں کہ مجھے جنت عنایت فرمائے۔

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے پاکدامن بوڑھی عورت جنت میں تو کوئی بوڑھی نہ

جائے گی۔ وہ روتے ہوئے جانے لگی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو بڑھاپے کی حالت میں داخل نہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنَّا اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا عُرُبًا اَتْرَابًا

ترجمہ: بے شک ہم نے ان عورتوں کو اچھی اٹھان اٹھایا تو انہیں بنایا کنواریاں اپنے شوہر پر پیاریاں، انہیں پیار دلاتیاں ایک عمر والیاں۔

تواضع

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم آزاد، غلام، لونڈی اور مسکین کی دعوت قبول فرمالیتے اور فرماتے۔ اگر مجھے پایوں کے لئے بلایا جائے تو میں اسے ضرور قبول کروں گا۔ آپ اپنا جوتا خود مرمت فرماتے، بکری دوہتے، ننگے گدھے کی سواری کرتے، کپڑے کو خود پیون لگا کر پہنتے، خادم کے ساتھ آٹا پیستے، اس کے ساتھ کھانا کھاتے، بازار سے اپنا سامان اٹھالاتے، غنی اور فقیر سے مصافحہ فرماتے، صحابہ سے میل جول کرتے، ان سے گفتگو اور خوش طبعی فرماتے، ان کے بچوں کو ہنساتے اور انہیں اپنی گود میں بٹھا لیتے آپ کے صحابہ یا اہلِ بیت میں سے جس نے بھی آپ کو آواز دی اسے لبیک فرماتے اور فرماتے مجھے یونس بن متیٰ پر فضیلت نہ دو (یعنی نفس نبوت میں) اور میری قدر و منزلت جو اللہ نے مجھے عطا فرمائی ہے اس سے زیادہ نہ بڑھاؤ اور وہ نہ کہنا شروع کردو جو نصاریٰ نے مسیح علیہ السلام کے حق میں کہا (یعنی انہوں نے کہا مسیح علیہ السلام اللہ کا بیٹا ہے) اللہ تعالیٰ نے مجھے رسول سے پہلے عبد بنایا ہے۔

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم حلواء تناول فرماتے اور فرمایا کرتے تھے، مَیں غلام کی طرح کھاتا ہوں اور جیسے غلام بیٹھتے ہیں اس طرح بیٹھتا ہوں۔ ایک روایت میں ہے کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا جب آپ کے آگے کھڑا ہوا تو آپ کی ہیبت سے کانپنے لگا۔ آپ نے فرمایا تسلی رکھو اور خوف مت کرو میں کوئی بادشاہ تو نہیں ہوں اور نہ ہی جبّار و سرکش ہوں، میں قریش سے ایک خاتون کا بیٹا ہوں جو مکہ میں خشک گوشت کھایا کرتی تھی۔ اس کے بعد اس شخص نے اپنی حاجت پیش کی۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خندق کھودنے کے روز دیکھا کہ آپ مٹی اٹھا رہے تھے حتیٰ کہ آپ کے سینہ شریف کو غبار نے

ڈھاپ رکھا تھا۔ مسجد نبوی کی تعمیر کے وقت صحابہ کے ساتھ اپنے کندھوں پر اینٹیں اٹھا کر لاتے تھے اور زبانِ حال آپ کے اس کلام کی وضاحت کر رہی تھی۔

اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ وَلَا فَخْرَ۔ میں اولادِ آدم کا سردار ہوں اس میں فخر نہیں

اُمت کا غم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عظیم تر انبیاء پانچ ہیں۔ نوح، ابراہیم خلیل الرحمن، موسیٰ، عیسیٰ اور جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی حالانکہ آپ کے سر مبارک اور داڑھی شریف میں بیس سفید بال نہ تھے۔ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ آپ تو بوڑھے ہوگئے ہیں۔

فرمایا مجھے سورہ ہود، واقعہ، مرسلات، عم یتساءلون اور اذا الشمس کوّرت نے بوڑھا کر دیا ہے۔ اس کی ترمذی نے روایت کی۔ ایک روایت میں ہے مجھے سورہ ہود اور اس کے امثال نے بوڑھا کر دیا۔

الغرض امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بالاتر ہیں کہ کوئی مداح آپ کی مدح اور وصف کا احاطہ کرے لیکن وہ صرف اسی قدر مدح و وصف کر سکتا ہے جو اسے سرور کائنات کے اوصاف سے بقدرِ طاقت حاصل ہوا۔

معجزات

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات بکثرت ہیں

آپ کے جملہ معجزات سے قرآن کریم ہے اور یہ سب سے بڑا معجزہ ہے۔ ایک معجزہ قمر کا دو ٹکڑے ہو جانا ہے جبکہ آپ سے قریش نے نبوّت کی دلیل طلب کی تو چاند کا ایک ٹکڑا جبل ابی قبیس پر اور دوسرا اس کے قریب گرا۔ ہر قریب و بعید شخص نے اسے دیکھا غروب تک ایسے ہی رہا یہ چودھویں رات کا واقعہ ہے اسے دیکھ کر مومن ایمان میں مضبوط ہو گئے مگر کفار نے کہا کہ یہ علانیہ جادو ہے۔ انشقاقِ قمر کا معجزہ نبوت کے اعلان سے نو سال بعد ہوا۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ شریف شق

ہونا بھی معجزہ ہے اور شبِ اسریٰ کی صبح کو بیت المقدس کی خبر دینا جب کہ مشرکین نے آپ سے اس کے اوصاف دریافت کیے۔ ایک معجزہ سورج کا غروب ہونے سے رُک جانا ہے جب کہ معراج سے واپسی کے بعد آپ نے ایک قافلہ سے ملاقات کی خبر دی کہ وہ فلاں دن آئے گا، جب وہ دن قریب آیا سورج غروب ہونے والا تھا اور وہ قافلہ ابھی تک نہ پہنچا تھا۔ آپ کے تصرف سے سُورج رُک گیا حتیٰ کہ جب قافلہ مکہ میں پہنچا پھر سورج غروب ہوا۔ سورج غروب ہو جانے کے بعد امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا سے حضرت علی کے لیے واپس لوٹ آیا تا کہ وہ عصر کی نماز ادا کرلیں۔ جو لوگ آپ کے مکان کے دروازہ پر آپ کو قتل کرنے کے لئے جمع تھے ان کے سروں پر مٹی ڈال کر باہر تشریف لے جانا اور کسی کو اس کا پتہ نہ چلنا۔ غزوۂ حنین میں مٹی کی ایک مٹھی لوگوں کے منہ پر پھینکنا جس سے اللہ تعالیٰ نے ان کو شکست دی۔ غارِ ثور کے منہ پر عنکبوت کا جالا تن دینا، دو جنگلی کبوتروں کا اس کے دروازہ پر آشیانہ بنالینا اور وہاں درخت کا پیدا ہو جانا۔ سراقہ بن مالک کے ساتھ جو کچھ ہوا، اُم معبد کی بکری کا دودھ دینا، امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا سیدنا عمر بن خطاب کے لیے دُعا کرنا کہ ان کے باعث اللہ تعالیٰ اسلام کو غلبہ دے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے دُعا فرمانا کہ اللہ تعالیٰ ان سے گرمی اور سردی دُور کر دے جس کے بعد وہ گرمی یا سردی کو محسوس نہ کرتے تھے اور گرمیوں میں سردیوں والے اور سردیوں میں گرمیوں والے کپڑے پہنتے اور گرمی و سردی سے متاثر نہ ہوتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے لیے دُعا فرمانا کہ اللہ تعالیٰ ان کو قرآن مجید کی تاویل و تفسیر اور دین میں فقاہت دے۔ اسی لئے عبداللہ بن عباس رئیس المفسرین ہیں۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے لیے درازیٔ عمر، کثرت مال اور کثرتِ اولاد کی دُعا کرنا۔ چنانچہ ان کی عمر سو برس سے اوپر ہوئی، وہ انصار میں سب سے زیادہ دولت مند تھے۔ اور انہوں نے وفات نہ پائی حتیٰ کہ اپنی پشت سے ایک سو مردوں کو دیکھا۔ گوہ کا آپ کی رسالت کی شہادت دینا، اسی طرح بھیڑیے کا گواہی دینا، حدیث شریف میں ہے کہ ایک بھیڑیئے نے ایک بکری پکڑی۔ چرواہے نے اس سے بکری چھین لی بھیڑیئے نے کہا تو اللہ سے ڈرتا نہیں اس نے مجھے رزق دیا اور تو نے چھین لیا ہے۔ چرواہے کو اس کی بات پر حیرت ہوئی۔

بھیڑیئے نے کہا۔ میں تجھے اس سے عجیب تر خبر دیتا ہوں۔ محمد مصطفےٰ ''صلی اللہ علیہ وسلم'' مدینہ منورہ میں لوگوں کو وہ باتیں بتاتے ہیں جو پہلے گزر چکی ہیں اور مستقبل میں ہونے والی ہیں۔

چرواہا امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ کو یہ خبر سنائی۔ اس کے بعد وہ بھیڑیا بھی آ گیا۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بھیڑیوں کا سردار آیا ہے اور تم سے سوال کرتا ہے کہ اپنے مالوں سے کچھ اسے بھی دو۔

لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ہم ایسا تو نہ کریں گے۔ پھر ان سے ایک شخص نے پتھر اٹھایا اور اس کو دے مارا۔ وہ آواز بلند کرتا ہوا چلا گیا۔ ایک روایت میں ہے۔ بھیڑیئے نے چرواہے سے کہا تُو بہت عجیب شخص ہے۔

اس نے کہا ''کیوں''۔

بھیڑیئے نے کہا مدینہ منورہ میں ایک نبی مبعوث ہوا ہے مگر تو بکریوں سے مشغول ہے اور اسے چھوڑ رہا ہے، حالانکہ تیرے اور اس کے درمیان صرف یہ پہاڑ حائل ہے۔

چرواہا بھیڑیئے سے کہنے لگا۔ اگر میں اس کے پاس جاؤں تو میری بکریوں کی حفاظت کون کرے گا؟

بھیڑیئے نے کہا ''میں حفاظت کروں گا۔''

چرواہا مدینہ منورہ گیا اور بھیڑیا بکریوں کی حفاظت کرتا رہا۔ حتیٰ کہ چرواہا امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسلام قبول کر کے واپس لوٹا تو بکریوں کو اسی حالت میں دیکھا۔ جب کہ بھیڑیا ان کی حفاظت کر رہا تھا۔ اس نے ایک بکری ذبح کی اور بھیڑیئے کو کھلا دی۔ گوہ کی حدیث مشہور ہے۔ صاحب جمل نے کہا ہے لیکن یہ غریب ضعیف ہے۔ بلکہ بعض نے کہا ہے کہ اس کی سند اور متن صحیح نہیں۔ وہ حدیث یہ ہے کہ ایک بدوی شخص نے ایک گوہ کا شکار کیا جب امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو اسے آپ کے آگے پھینک دیا اور کہا کہ میں ایمان نہ لاؤں گا حتیٰ کہ یہ گوہ آپ پر ایمان لائے۔

فرمایا۔ اے گوہ۔

اس نے کہا لبیک یا رسول اللہ وسعدیک۔

فرمایا۔ تو کس کی عبادت کرتی ہے؟

اس نے کہا۔ جس کا آسمان میں عرش ہے۔ اور بھی چند کلمات اس نے کہے۔

فرمایا۔"میں کون ہوں"۔

اس نے کہا آپ رب العالمین کے رسول ہیں۔

بدوی مسلمان ہوگیا۔ ہرنی کا آپ کی رسالت کی خبر دینا۔ بیہقی، ابونعیم اور طبرانی نے روایت کی ہے کہ حافظ ابن کثیر نے کہا کہ یہ روایت بے اصل ہے جس نے اس کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی ہے۔ اس نے جھوٹ بولا ہے اور وہ حدیث یہ ہے کہ ایک دن امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنگل میں تھے اچانک ایک آواز آئی اور تین بار کہا یا رسول اللہ! آپ نے ذرا سی توجہ فرمائی تو ایک ہرنی رسیوں سے بندھی ہوئی پائی جب کہ ایک بدوی اس کے پاس سو رہا تھا۔ فرمایا بتاؤ کیا حاجت رکھتی ہو؟

اس نے کہا۔ اس اعرابی نے مجھے شکار کیا ہے اور اس پہاڑ میں میرے دو بچے ہیں اگر یہ مجھے چھوڑ دے تو میں ان کو دودھ پلا کر واپس آ جاؤں گی۔

آپ نے فرمایا۔ ایسا کرو گی۔

ہرنی نے کہا۔ اگر میں واپس نہ آؤں تو اللہ تعالیٰ مجھے وہ عذاب دے جو ظالم ٹیکس لینے والے کو عذاب دے گا۔

آپ نے اسے چھوڑ دیا، وہ چلی گئی اور پھر واپس لوٹ آئی۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے رسیوں سے باندھ دیا۔ اعرابی بیدار ہوا اور کہنے لگا یا رسول اللہ کیا آپ کی کوئی حاجت ہے۔ فرمایا ہاں تو اس ہرنی کو چھوڑ دے۔

اس نے ہرنی کو چھوڑ دیا اور وہ اُچھلتی ہوئی جنگل میں چلی گئی اور کہتی جا رہی تھی اشہدان لا الٰہ الا اللہ وانک رسول اللہ۔

ستون حنّانہ

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک معجزہ اس ستون کا رونا ہے جس کے پاس آپ خطبہ دیا کرتے تھے۔ پھر آپ منبر پر تشریف لے گئے اور اس سے جدا ہو گئے۔ وہ ستون مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون تھا جب کہ اس کے سارے ستون کھجور کے تھے۔ جیسے اس کی چھت کھجور کی تھی پھر تین

سیڑھیوں والا منبر تیار کیا گیا اور اسے اس جگہ رکھا گیا جہاں اب منبر شریف ہے جب آپ جمعہ کے روز تشریف لائے اور منبر پر جلوہ افروز ہوئے تو وہ ستون چلا چلا کر رونے لگا حتیٰ کہ مسجد میں موجود سب لوگوں نے اس کا رونا سُنا وہ اس قدر رویا کہ اس کی چیخ و پکار سے مسجد گونج اٹھی اور وہ رورو کر پھٹ گیا۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اُترے اور اسے گلے لگایا تو وہ خاموش ہو گیا۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس خداوند قدوس کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے اگر میں اسے گلے نہ لگاتا تو یہ اسی طرح قیامت تک روتا رہتا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اختیار دیا کہ اگر وہ چاہے تو اسے اس کے اُگنے کی جگہ واپس بھیج دیا جائے وہ پھل دار ہو جائے اور لوگ اس کا پھل کھائیں یا اسے جنت کا درخت کر دیں اور جنتی اس کا پھل کھائیں۔ اس نے کہا ''میں دارِ فنا پر دارِ بقا کو ترجیح دیتا ہوں۔ پھر آپ نے حکم فرمایا کہ اسے مسجد میں دفن کر دیا جائے۔ چھٹے قرن کے واقعہ میں مسجد کے ساتھ وہ بھی جل گیا۔

متعدد معجزات

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے متعدد معجزات میں سے درخت کا آپ کی رسالت کی گواہی دینا، آپ کے حضور میں آکر قضاء حاجت کے لئے پردہ کرنا۔ اُحد کا حرکت سے رُک جانا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ایڑھی ماری، اعرابی کے اونٹ کا آپ سے چارہ کی کمی اور کثرتِ کار کی شکایت کرنا، بعض پرندوں کا آپ سے شکوہ کرنا کہ ان کے انڈے کسی نے اٹھا لیے ہیں اور آپ کا ان کی واپسی کا حکم فرمانا۔ آپ کے ہاتھ میں کنکریوں کا تسبیح کہنا۔ آپ کی انگلیوں میں کھانے کا تسبیح کہنا اور ان سے پانی کے چشمے جاری ہونا حتیٰ کہ ایک بڑا لشکر اس سے سیر ہو گیا اور صحابہ نے اپنے اونٹوں، گھوڑوں کو بھی پانی پلایا اور اپنے مشکیزے بھر لیے اور کئی بار اس کا وقوع ہونا۔ غزوۂ خندق میں جو کے چار سیر سے ایک ہزار لوگوں کا سیر ہو جانا، طعام کی تکثیر کا واقعہ تو کئی دفعہ ظہور پذیر ہوا ہے۔ حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کی آنکھ ضائع ہو کر ان کے رکساروں پر بہنے لگی تو آپ نے اسے واپس مقام متعین پر رکھ دیا اور وہ پہلے سے بہتر ہو گئیں۔ غزوۂ حنین میں حضرت علی بن ابو طالب کی آنکھ میں لعاب ڈالا جب کہ ان کی آنکھ میں درد تھا تو وہ اسی وقت تندرست ہو گئے اور اس کے بعد ان کو کبھی آنکھ میں درد نہ ہوا۔ ایک شخص کی دونوں آنکھوں میں درد تھا اور وہ کچھ دیکھ نہ سکتا تھا۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں لعاب شریف ڈالا وہ درست ہو گئیں۔ ایک گنجے کے سر پر ہاتھ پھیرا اس کا مرض جاتا رہا۔ عبداللہ بن عتیک کے پاؤں پر ہاتھ

پھر جب کہ وہ ٹوٹ چکا تھا وہ صحیح ہو گیا گویا کہ کبھی چوٹ ہی نہیں آئی، اس لڑکی کو زندہ کیا جس کے باپ کو آپ نے اسلام کی دعوت دی تھی۔ جب کہ اس نے کہا تھا۔ اگر آپ میری لڑکی کو زندہ کریں گے تو ایمان قبول کروں گا۔ آپ اس کے ہمراہ اس کی قبر پر تشریف لے گئے اور اسے آواز دی۔

اس نے کہا، حاضر ہوں یارسول اللہ!

فرمایا۔ دنیا میں جانا پسند کرتی ہو۔

اسے نے کہا۔ اللہ کی قسم میں اسے ہرگز پسند نہیں کرتی۔ میں نے اللہ تعالیٰ کو اپنے والدین سے بہتر پایا اور دُنیا سے آخرت کو اچھا دیکھا۔

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے والدین کو زندہ کیا اور انہوں نے حسی طور پر ایمان کی تجدید کی جیسا کہ مروی ہے۔ بدر کے روز عکاشہ بن محصن کو کھجور کی چھڑی دی وہ اس کے ہاتھ میں تلوار ہو گئی۔ ایسے ہی عبداللہ بن جحش کے ہاتھ میں لکڑی تلوار بن گئی۔

غیب کی خبریں

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں غیب کی خبریں بھی شامل ہیں۔ آپ نے بدر کے روز مشرکین کے مرنے کے مقامات کی نشاندہی کی اور وہ ان نشانوں سے سرمو متجاوز نہ ہوئے، نجاشی کی موت کی خبر دی اور اپنے صحابہ کے ساتھ اسی روز اس کی نمازِ جنازہ ادا فرمائی۔ ثابت بن قیس سے فرمایا تم اچھی زندگی بسر کرو گے اور شہید مرو گے چنانچہ وہ یمامہ کی لڑائی میں شہید ہو گئے۔ سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے فرمایا۔ میرا یہ بیٹا سردار ہے۔ اس کے سبب اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کرائے گا۔ اور انہوں نے امیر معاویہ سے صلح کی۔ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو شدید ترین بلوئی پہنچنے کی خبر دی اور وہ اپنے مکان میں محصور ہو کر شہید ہوئے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے شہید ہونے کی خبر دی۔ حضرت زبیر کو خبر دی کہ تم علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ لڑو گے اور ان پر تمہاری طرف سے صریح زیادتی ہو گی۔ سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم کو باغی جماعت قتل کرے گی۔ اور وہ جنگ صفین میں قتل ہوئے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ لوگوں میں بدبخت دو شخص ہیں۔ ایک وہ جس نے صالح علیہ السلام کی اونٹنی کو قتل کیا دوسرا وہ جو تجھے یہاں تلوار مارے گا اور حضرت علی کے سر کی طرف اشارہ فرمایا۔ ازواج مطہرات سے فرمایا۔ تم سے وہ کون ہے جس پر حواب کے کتے بھونکیں

گے۔ وہ کون ہے جو زیادہ بالوں والے اونٹ پر جنگِ جمل لڑے گی اور اس کے ارد گرد کثیر تعداد میں لڑیں گے۔ اور وہ سیدہ اُم المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ امام الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات بکثرت ہیں جو شمار سے باہر ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل کی کوئی انتہا نہیں۔

جامع کلمات طیبات

فصل چہارم

اس فصل میں امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی چند احادیث مذکور ہیں جن سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کلام کی وضاحت ہوئی ہے کہ مجھے جامع کلمات دیئے گئے اور مختصر کلام عطا کیا گیا ہے۔

ان حدیثوں کے اسناد صحیح ہیں اور کوئی حدیث ان میں ضعیف نہیں مگر شاذ و نادر جو کہ جلدی سے لکھی گئی ہیں۔ ان تمام حدیثوں کو رموز و اشارات سمیت جامع صغیر سے حاصل کیا ہے وہ احادیث یہ ہیں۔

اے انسان تیرے پاس سب ضروری اشیاء موجود ہیں جو تجھے کافی ہیں ان کے باوجود تو اس کا طالب ہے، جو تجھے سرکش کر دے۔

اے انسان تو تھوڑے مال پر قناعت نہیں کرتا اور زیادہ سے سیر نہیں ہوتا۔

اے انسان جب تیرا جسم صحت مند ہے اپنے گھر میں آرام سے رہتا ہے تیرے پاس صبح و شام کا کھانا موجود ہے تو دنیا پر مٹی ڈال۔ ''عدھب'' میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرے پاس جبرائیل آئے اور کہا کہ جس طرح آپ چاہیں زندگی بسر کریں آخر آپ فوت ہوں گے جس سے چاہیں محبت کریں آخر آپ اس سے جُدا ہونے والے ہیں جو چاہیں عمل کریں اس کی آپ کو جزا ملے گی اور یقین کریں کہ مومن کی شرافت و بزرگی رات کی عبادت میں ہے۔ اور اس کی عزت و وقار لوگوں سے مستغنی رہنے میں ہے (کھب) سہل بن سعد سے'' ھب'' جابر سے اور ''حل'' حضرت علی سے روایت کرتے ہیں کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہا۔ آپ اُمت کو خوشخبری سنائیں کہ جو شخص فوت ہو جائے اور وہ کسی کو اللہ کا شریک نہ بناتا ہو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ میں نے کہا اے جبرائیل اگرچہ وہ چور یا زانی ہو؟ اس نے کہا جی ہاں وہ ضرور جنت میں داخل ہوگا۔ اگرچہ وہ شرابی رہا ہو۔ ''حم، ت،

ن، حب میں۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ امام المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ علماء کی تابعداری کرو وہ اس دنیا کے چراغ اور آخرت کی مشعلیں ہیں، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ترکوں سے مت الجھو جب تک وہ تم سے دُور رہتے ہیں کیونکہ میری اُمت کا ملک اور دولت جو اللہ نے ان کو دی ہے سب سے پہلے قنطورا کے بیٹے غصب کریں گے۔

هب میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے انسان تو جہاں بھی ہو اللہ سے ڈر، اگر تجھ سے برائی ہو جائے تو فوراً نیکی کر وہ برائی کو ختم کردے گی اور لوگوں سے اچھا سلوک کر۔ ''حم، ت، ک، هب'' حضرت ابوذر سے حم، ت، هب، حضرت معاذ سے اور ابن عساکر حضرت انس سے روایت کرتے ہیں کہ سید ہر دوسرا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''اے انسان اللہ سے ڈر اور اچھی شی کو حقیر مت سمجھ اگرچہ تجھے اپنے ڈول سے پیاسے کے برتن میں پانی ڈالنا پڑے، اپنے مسلمان بھائی سے خندہ پیشانی ملاقات کر، چادر کو ٹخنوں سے نیچے مت لٹکا کیونکہ یہ تکبر کی علامت ہے جسے اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا اگر کوئی تجھے گالی گلوچ کرے اور تجھے ناکردہ کام پر شرمندہ کرے تو اسے ایسی خصلت سے شرمندہ مت کر جو اس میں پائی جاتی ہے تو اسے اپنے حال پر چھوڑ دے اس کا گناہ اس کے ذمہ ہوگا تجھے ثواب ملے گا اور تو کسی کو بُرا مت کہہ۔''

طیالسی اور حب، حضرت جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے انسان تو حرام چیزوں سے بچتا رہ تو ساری مخلوق سے زیادہ عابد ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے مقسوم سے خوش رہ تو سارے لوگوں سے زیادہ غنی ہوگا۔ اپنے ہمسایہ سے نیکی کر تو مومن رہے گا۔ لوگوں کے لیے وہی پسند کر جو اپنے لئے پسند کرتا ہے تو مسلمان رہے گا، زیادہ ہنسنا چھوڑ دے کیونکہ یہ دل کو مُردہ کر دیتا ہے۔

حم ت حب۔ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مظلوم کی بددُعا سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ سے اپنا حق مانگتا ہے اور اللہ تعالیٰ کسی کا حق روکتا نہیں۔

''خط'' میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار

فرمایا۔ نماز میں اللہ سے ڈرو، اپنی لونڈیوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو۔

دو بار فرمایا۔ دو ضعیف انسانوں سے ڈرو۔ ایک بیوہ عورت سے دوسرے یتیم بچہ سے۔

ھب۔ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے راویت ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دو کمزور ناتوانوں سے بچو، ایک غلام سے، دوسرے عورت سے۔ ابنِ عساکر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ظلم سے ڈرو کیونکہ وہ قیامت میں کئی ظلم ہو جائیں گے، بُخل سے بچو کیونکہ اس نے تم سے پہلے کئی لوگ ہلاک کئے ہیں، اس نے ان کو خون ریزی پر آمادہ کیا اور حرام اشیاء کو حلال جاننے کی ترغیب دلائی۔

حم خدم۔ میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دوزخ سے بچو اگرچہ تم کو کھجور کا ٹکڑا صدقہ کر کے بچنا پڑے، اگر یہ بھی نہ کر سکو تو اچھی بات کرو یہ بھی تمہارا صدقہ ہے۔

حم ق۔ میں حضرت عدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا سے بچو، اُس خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے دنیا ہاروت و ماروت کے جادو سے زیادہ جادوگر ہے۔

حکیم نے حضرت عبداللہ بن بسر زمانی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ قیامت میں دو شخصوں پر رحم نہ کرے گا ایک وہ جو قطع رحمی کرے، دوسرے بُرا ہمسایہ۔

فر۔ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شراب سے بچو یہ ہر بُری شئ کی کنجی ہے۔

ک ھب۔ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی کے منہ پر مت مارو۔

عد۔ میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے راویت ہے کہ تکبر سے بچو کیونکہ انسان تکبر کرتے ہوئے اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے اس بندے کو جبار لکھ دو۔ ابو بکر بن لال نے مکارمِ اخلاق میں اور عبدالغنی بن سعید نے ایضاح اشکال میں اس کی روایت کی ہے۔

عد۔ میں ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین عمل وہ ہے

جس میں دوام واستمرار ہو اگر چہ وہ قلیل ہو۔

ق۔ میں اُم المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین عمل یہ ہے کہ تیرے مرنے تک تیری زبان اللہ کے ذکر سے تر وتازہ رہے۔

(حب) اور ابن سنی نے کہا کہ رات اور دن کا عمل اللہ کا ذکر ہو (طب ھب) میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب عمل یہ ہے کہ بھوکے مسکین کو کھانا دے یا اس پر سے قرض وغیرہ ادا کرے یا اس سے مصیبت دور کرے۔ (طب) میں حکیم بن عمیر سے روایت ہے۔ فرائض ادا کرنے کے بعد اللہ کے نزدیک محبوب تر عمل مسلمانوں کو خوش رکھنا ہے (طب) میں حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ زبان کی حفاظت اللہ کے حضور محبوب تر عمل ہے (ھب) میں ابو جحیفہ سے روایت ہے اللہ تعالیٰ کے حضور محبوب عمل یہ ہے کہ کسی سے محبت اور بغض محض اللہ تعالیٰ کے لئے ہو (حم) ابو ذر سے روایت ہے کہ اچھے اخلاق کے لوگ اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں (طب) میں اسامہ بن شریک سے روایت ہے جس طعام کو زیادہ لوگ کھائیں وہ اللہ کو محبوب ہوتا ہے۔

(ع حب ھب) میں ضیاء جابر سے روایت ہے کہ دوست سے درمیانی محبت کرو کیونکہ ممکن ہے وہ کسی روز تمہارا مخالف ہو جائے اور مخالف سے مخالفت زیادہ نہ کرو کیونکہ ہو سکتا ہے وہ کسی وقت تمہارا دوست بن جائے (ت ھب) میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے (طب) ابن عمر سے وہ ابن عمرو سے روایت کرتے ہیں (قط) اور افراد میں (عد ھب) حضرت علی المرتضیٰ سے اور (خذ ھب) حضرت علی سے موقوف روایت کرتے ہیں کہ عربوں کے ساتھ تین وجہ سے محبت کرو۔ کیونکہ میں عربی ہوں۔ قرآن عربی ہے اور جنت میں جنتیوں کا کلام عربی ہے۔ "عق طب ک ھب" میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بچوں کو عشاء کے اندھیرے تک گھروں میں روکو کیونکہ اس وقت شیطان بچوں کو اُڑا لے جاتے ہیں (ک) میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نماز میں صفیں خوب سیدھی کرو (حم حب) میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اپنے باپ کے دوست کا احترام کرو اور اس سے قطع تعلق نہ کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہاری نورانیت ختم کر دے گا (خد طس ھب) میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے جبرائیل (علیہ السلام) نے بتایا کہ حسین دریائے فرات کے کنارے شہید ہوگا۔

ابن سعد نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی میری اُمت کا اختلاف رحمت ہے۔ نصر مقدسی نے حجت میں امام بیہقی نے رسالہ اشعریہ میں بغیر سند کے روایت کی اور اسے حلیمی، قاضی حسین اور امام الحرمین وغیرہ نے ذکر کیا ہے۔ شاید یہ بعض محدثین کی کتب میں ہے جو ہم تک نہیں پہنچیں کہ کھانا کھاتے وقت جوتے اُتار لو یہ بہتر سنت ہے۔ (ک) میں ابوعبس بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جس نے تمہیں امین بنایا ہو اس کی امانت ادا کرو اور جو تم سے خیانت کرے تم اس کے ساتھ خیانت نہ کرو۔ (تخ د ت ک) میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔ (قط) اور ضیاء میں حضرت انس سے (طب) میں ابوامامہ سے۔ (د) میں ایک صحابی سے۔ (قط) میں حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اپنی اولاد کو تین آداب سکھاؤ وہ اپنے نبی سے محبت کریں، اہل بیت کرام سے محبت کریں اور قرآن کریم پڑھیں، کیونکہ قیامت میں قرآن پڑھنے والے نبیوں اور اصفیاء کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے سایہ میں ہوں گے۔ اس کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔

ابونصر عبدالکریم شیرازی فوائد میں ذکر کرتے ہیں (فر) اور ابن مجاہد حضرت علی سے روایت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس شخص کو جنت میں داخل کرے گا جو خرید و فروخت میں آسانی اور دیانتداری کرے۔

(حم ن ھ ب) میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اموات کو نیک لوگوں میں دفن کرو کیونکہ بُرے ہمسایہ سے میت کو تکلیف ہوتی ہے جیسے زندہ لوگ بُرے ہمسایہ سے تنگ رہتے ہیں (حل) میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ جنت میں سب سے ادنیٰ مرتبے والا بھی شخص وہ ہوگا جس کے اسی ہزار خادم اور بہتر بیویاں ہوگی۔ اور موتیوں اور یاقوت وزبرجد کا خیمہ اس کے لیے نصب کیا جائے گا جو جابیہ سے صنعاء تک فاصلہ کے برابر ہوگا۔

(حم ت حب) اور ضیاء حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں موت کی ادنیٰ حرکت تلوار کی سو ضربوں کے برابر ہے۔ ذکرِ موت میں ابن ابی دنیا ضحاک بن حمزہ سے مرسل روایت کرتے ہیں جب اللہ تعالیٰ تجھے مال و دولت دے تو اس کا اثر تم پر ظاہر ہونا چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے پر نعمت کے اثر کے نظارہ کو پسند کرتا ہے اور اس کی شکستگی کو پسند نہیں کرتا (تخ طب) ارضیاء زُہیر بن ابوعلقمہ سے روایت کرتے ہیں جب اچھی شئی تلاش کرنا ہو تو اسے خوبصورت لوگوں سے طلب کرو (عدھب) میں عبداللہ بن جرأ سے روایت ہے کہ جب میں کسی روز ایسا علم حاصل نہ کروں جو مجھے

اللہ کے قریب کرے تو اس روز کے سورج کے طلوع میں میرے لیے کوئی برکت نہیں (طس عدحل)
میں اُم المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب تمہارے پاس مہمان آئے تو اس کی عزت
کرو(ہ) میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اگر تمہارے پاس کوئی سائل آئے تو اس کے ہاتھ میں
ضرور کچھ دو اگر چہ جلا ہوا پایہ ہی دو (عد) میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی
سے محبت کرتا ہے تو اس کا امتحان لیتا ہے تاکہ اس سے عاجزی اور انکساری دیکھے (ھب فر) میں ابو
ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور (ھب) میں عبداللہ بن مسعود اور فردوس سے موقوف روایت ہے کہ جب
اللہ تعالیٰ کسی شخص سے محبت کرے تو اس سے دنیا روک لیتا ہے جیسے تم بیمار سے پانی روکتے ہو (ت ک
ھب) میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی شخص سے محبت کرتا ہے تو
فرشتوں کے دلوں میں اس کی محبت ڈال دیتا ہے اور جب کسی سے غصہ کا اظہار فرماتا ہے تو ان کے دلوں
میں اس کا بغض ڈال دیتا ہے پھر اسے لوگوں کے دلوں میں ڈالتا ہے (حل) میں حضرت انس رضی اللہ
عنہ سے روایت ہے کہ تم سے جب کوئی اپنے ساتھی سے محبت کرے تو اس کے گھر جا کر اسے خبردار
کرے کہ وہ اس سے صرف اللہ کے لیے محبت کرتا ہے (حم) اور ضیاء ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت
کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کسی سے بہتری کا ارادہ کرتا ہے تو اسے دین میں سمجھ دے دیتا ہے اور اسے
ہدایت کی راہ دکھاتا ہے۔ بزار نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کنبہ سے
بہتری کا ارادہ کرتا ہے تو ان کو دین میں سمجھ عطا کرتا ہے ان کے چھوٹے بچے بڑوں کی تعظیم کرتے ہیں
ان کی روزی آسان کر دیتا ہے۔ ان کے اخراجات حسب معمول کرتا ہے اور ان کو ان کے عیب دکھاتا
ہے تاکہ وہ توبہ کرلیں اور جب ان سے اس کے خلاف کا ارادہ کرتا ہے تو ان کو بے لگام چھوڑ دیتا ہے
(قط) افراد میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کو کسی زمین
میں فوت کرنا چاہے تو وہاں اس کی حاجت پیدا کر دیتا ہے۔

(طب حم حل) میں ابوعزہ سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اپنی قضاء وقدر نافذ کرنا
چاہے تو عقل مندوں کی عقل سلب کرتا ہے تاکہ ان میں اس کی قضاء وقدر نافذ ہو جائے اور جب ان
میں اپنا حکم جاری کرنا چاہے تو ان کو عقل واپس کر دیتا ہے اور وہ اپنے کیے پر نادم ہوتے ہیں۔

(فر) میں حضرت انس اور حضرت علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی

قوم کو قحط زدہ کرنا چاہے تو آسمان سے آواز آتی ہے پیٹ کی آنتو! تم وسیع ہو جاؤ اور آنکھو! تم سیر نہ ہو اور برکت کو اٹھ جانے کا حکم دیتا ہے۔ ابن نجار نے اپنی تاریخ میں حضرت انس سے روایت کی کہ جب تم سے کوئی اپنی بیوی سے حاجت پوری کرنا چاہے تو حاجت پوری کرے اگرچہ وہ تنور پر کھڑی ہو۔

(حم طب) میں طلق بن علی رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ جب تو کسی کے عیب ذکر کرنا چاہے تو پہلے عیب شمار کر۔ امام رافعی تاریخ قزوین میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ جب کوئی شخص رات کو بیدار ہو اور اپنی بیوی کو بیدار کرے پھر وہ دو رکعت نماز پڑھیں تو وہ ذاکرین اور ذاکرات میں لکھے جاتے ہیں۔

(دن ھ حب ک) میں حضرت ابو ہریرہ اور ابو سعید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب تم سے کوئی شخص گوشت خریدے تو شوربا زیادہ کرے کیونکہ اگر کسی کو گوشت میسر نہ ہو سکے تو وہ شوربا ہی پر اکتفاء کر لے گا اور شوربا بھی گوشت ہے۔

(ت ک ھب) میں حضرت عبداللہ مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب تم سے کسی کو مصیبت پہنچے تو وہ انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھے اور یہ کہے۔ اے اللہ میں اس مصیبت میں تجھ سے ثواب طلب کرتا ہوں مجھے اس میں اجرِ عظیم دے اور مجھے اس کے بدلہ میں بہتر عطا فرما (دک) میں اُم المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور (ت ہ) میں حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب انسان صبح کرے تو اس کے تمام اعضاء زبان سے کہتے ہیں کہ تو ہمارے حق میں اللہ سے ڈر ہم تیرے تابع ہیں اگر تو درست رہی تو ہم درست رہیں گے اگر تو ٹیڑھی ہو گئی تو ہم ٹیڑھے ہو جائیں گے۔

(ن) ابن خزیمہ اور (ھب) حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کسی کو خیر عطا فرمائے تو وہ پہلے اپنی ذات اور اپنے گھر والوں سے شروع کرے (حم م) میں جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب کوئی کھانا کھائے تو اپنی انگلیاں زبان سے صاف کرے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ طعام کے کس حصہ میں برکت ہے (حم م ت) میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ (طب) میں زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور (طس) میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب تم کھانا کھاؤ تو دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور جب پانی پیو تو دائیں ہاتھ سے پیو کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا پیتا ہے (حم م د) میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اور (ن) میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

سے روایت ہے کہ جب دو مسلمان ایک دوسرے سے ملیں اور آپس میں مصافحہ کریں اور اللہ تعالیٰ کی حمد کریں اور استغفار کریں تو دونوں کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (د) میں حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب کوئی شخص لوگوں کی امامت کرے تو نماز میں تخفیف کرے، کیونکہ ان میں چھوٹے، بوڑھے، کمزور، بیمار اور حاجت مند بھی ہوتے ہیں اور جب تنہا نماز پڑھے تو جس قدر چاہے نماز کو لمبا کرے۔

(حم ق ت) میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی پر ثواب کے طور پر خرچ کرے تو اس کے لیے صدقہ ہوگا۔

(حم ق ن) میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب عورت اپنے شوہر کے گھر سے مناسب خیرات کرے تو اسے خیرات کرنے کا ثواب ہوگا، اس کے شوہر کو کمانے کا ثواب ہوگا اور ان کے خازن کو بھی اسی قدر ثواب ہوگا۔ ایک کا ثواب دوسرے کے ثواب سے کمی نہ کرے گا۔ (ق ع) میں اُم المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے جب کوئی اپنے بستر پر لیٹنے کا ارادہ کرے تو اسے چادر کے کنارہ سے صاف کر لے کیونکہ اسے معلوم نہیں کہ بعد میں وہاں کیا چڑھ گیا ہے پھر دائیں کروٹ پر لیٹ جائے پھر یہ کہے اے اللہ تیرے نام سے میں نے اپنا پہلو رکھا ہے اور تیری قدرت سے اٹھاؤں گا، اگر تو میری جان روک لے تو اس پر رحم کر اگر اسے واپس کرے تو اس کی حفاظت کر جیسے اپنے نیک بندوں کی حفاظت کرتا ہے۔

(ق د) میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب کوئی عورت رات بھر سوتی رہے اور اپنے شوہر کے بستر سے دُور رہے تو فرشتے صبح تک اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔ (خم ق) میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب کوئی شخص جمائی لے تو بقدرے طاقت اسے روکے کیونکہ کوئی جمائی لیتا ہے اور ھا ھا کہتا ہے تو شیطان ہنستا ہے (خ) میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب کوئی شخص ولیمہ کی دعوت کے لئے بلایا جائے تو اسے قبول کرے اگرچہ وہ روزہ سے ہو۔ ابن منیع نے ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت کی جب میرے صحابہ کا تذکرہ ہو تو ان کے حق میں زبان درازی نہ کرو جب ستاروں کا ذکر ہو تو خاموش رہو اور جب کوئی تقدیر کے بارے میں گفتگو کرے تو اس میں بحث و مباحثہ مت کرو (طب) میں ابن مسعود (عد) میں ابن مسعود اور ثوبان سے اور (عد)

میں عمر فاروق رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ جب کوئی تم میں سے اچھا خواب دیکھے تو اس کی وضاحت کرے اور وہ کسی سے ذکر کرے اور جب بُرا خواب دیکھے تو نہ اس کی وضاحت کرے اور نہ ہی وہ کسی کو بتائے۔(ت) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب کوئی شخص مکروہ خواب دیکھے تو بائیں کندھے کی طرف تین بار تھوک دے اور تین مرتبہ شیطان سے پناہ مانگے اور جس پہلو پر لیٹا ہو اس سے کروٹ بدل لے۔

(م دہ) میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب کوئی اپنے یا اپنے مال یا اپنے بھائی میں اچھی چیز دیکھے تو برکت کی دُعا کرے کیونکہ نظر کا لگ جانا واقعی امر ہے (ع طب ک) میں عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب کوئی شخص خوبصورت عورت دیکھے جو اسے پسند آجائے تو اپنی بیوی سے حاجت پوری کرلے کیونکہ مخصوص مقام سب کا ایک جیسا ہے جو اس کے ساتھ ہے وہی اپنی بیوی کے ساتھ ہے (خط) میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے جب تم میری اُمت کو دیکھو کہ وہ ظالم سے خوف کرتی ہے تو اسے کہو "تو ظالم ہے۔" اس طرح ان کی ہمدردی کرو گے (حم طب ک ھب) میں ابن عمرو سے اور (طس) میں جابر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب تو علماء کو دیکھو کہ وہ بادشاہوں سے بکثرت میل جول رکھتے ہیں تو یقین کرلو کہ وہ چور ہیں (فر) میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب دیکھو کہ اللہ تعالیٰ کسی شخص کو دنیا کی ہر وہ چیز دیتا ہے جسے وہ چاہتا ہے حالانکہ وہ بکثرت گناہ کرتا ہے تو یقین کرو کہ اللہ تعالیٰ اسے مہلت دیتا ہے۔

(حم طب ھب) میں عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب کسی شخص کو دیکھو کہ وہ مساجد میں جانے کا عادی ہے تو اس کے مومن ہونے کی گواہی دو (حم ت) میں عقبہ بن عامر اور ابن خزیمہ سے اور (حب ک ن حق) میں ابو سعید رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ جب تم آگ بھڑکتی دیکھو تو تکبیر کہو وہ آگ بجھا دیتی ہے (عد) میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب تم کسی انسان کو دیکھو کہ اللہ تعالیٰ نے اسے غربت اور بیماری میں مبتلا کر رکھا ہے تو یقین کرو کہ اللہ تعالیٰ اس کو گناہوں سے صاف کر رہا ہے (فر) میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب تم مرغ کی آواز سنو تو اللہ تعالیٰ کے فضل کا سوال کرو کیونکہ وہ فرشتہ کو دیکھتا ہے اور جب تم گدھے کا ہینگنا سنو تو اللہ تعالیٰ کے ذریعے شیطان سے پناہ مانگو کیونکہ وہ شیطان کو دیکھتا ہے۔ یعنی اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھو۔

(حم ق دت) میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب تم یہ سنو کہ پہاڑ اپنی جگہ سے زائل ہو گیا ہے تو اس کی تصدیق کرو لیکن جب یہ سُنو کہ فلاں شخص اپنی فطرت سے پھر گیا ہے تو اس کی مت تصدیق کرو کیونکہ وہ اپنی فطرت پر قائم رہتا ہے (فطرت نہیں بدلتی ہے)

(حم) میں ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب تم میری حدیث سنو جسے تمہارے دل پہچانتے ہوں اور تمہارے چمڑے اس کے لئے نرم ہو جائیں اور تم یہ خیال کرو کہ وہ تمہارے بہت قریب ہے تو یقین کرو کہ وہ حدیث میری ہے اور جب تم میری طرف سے کوئی بات سنو جس کا تمہارے دل انکار کرتے ہوں تمہارے بال اور چمڑے اس سے نفرت کرتے ہوں اور تم یہ خیال کرنے لگو کہ وہ تم سے بہت دور ہے تو یقین کرلو وہ میرا کلام نہیں، میں اس سے تمہاری نسبت زیادہ دور ہوں (حم ع) میں ابو سعید اور ابو حمید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب تم غصہ میں آ ؤ تو فوراً بیٹھ جاؤ اگر غصہ دور ہو جائے تو بہتر ورنہ لیٹ جاؤ۔

(حم د حب) میں حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب تمہارے آگے کھانا رکھا جائے تو اسے ایک طرف سے کھاؤ اور درمیان سے نہ کھاؤ کیونکہ کھانے کے وسط میں برکت نازل ہوتی ہے (ہ) میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب کوئی شخص اپنے ساتھی کا ولی ہو تو اس کا کفن اچھا بنائے۔

(حم م دن) میں حضرت جابر سے اور (ت ہ) میں حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اپنی اموات کی خوبیاں بیان کرو اور ان کے گناہ نہ ذکر کرو (دت ک حق) میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ تم زمین پر بسنے والوں پر رحم کرو تم پر آسمان والے رحم کریں گے (طب) میں حضرت جریر سے اور (طب ک) میں ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مسلمانوں کے حق میں زبان درازی نہ کرو۔ جب ان سے کوئی شخص فوت ہو جائے تو اس کی بھلائی کی بات کرو۔

(طب) میں سہل بن سعد رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب تین شخص ہوں تو ان سے دو شخص علیحدہ ہو کر خفیہ کلام نہ کریں (ق) میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ مال و دولت اور حسن و جمال میں تم سے افضل ہے تو تم اپنے سے کمتر کو دیکھو (حم ق) میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب سونے لگو تو بتی بجھا دو کیونکہ چوہا بتی کو کھینچ لے جاتا

ہے اور تمام اہل خانہ کو جلا دیتا ہے۔ اور دروازے بند کرلو اور مشکیزوں کے منہ تسمہ سے باندھ دیا کرو اور پانی کو ڈھانپ کر رکھو (طب ک) میں عبداللہ بن سر جس سے روایت ہے کہ جب نا اہل حاکم بن جائیں تو قیامت کا انتظار کرو (خ) میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب طعام کھانے لگو تو جوتے اُتار لو اس طرح سے تمہارے قدم آرام میں رہیں گے۔ دارمی اور (ک) میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس شخص میں یہ چار خصلتیں پائی جائیں وہ خالص منافق ہوتا ہے اور جس میں ان میں سے ایک پائی جائے اس میں منافقوں کی عادت پائی جاتی ہے حتیٰ کہ اسے ترک کردے۔ وہ یہ ہیں جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو خلاف کرے، جب معاہدہ کرے تو عہد شکنی کرے اور جب جھگڑا کرے تو گالی گلوچ کرے (اس زمانہ میں یہ علامتیں عملی منافق کی ہیں) (حم ق) میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جس شخص کو چار اشیاء عطا کی گئیں اسے دنیا اور آخرت کی نعمتیں دی گئیں۔ وہ یہ ہیں ذکر کرنے والی زبان، شکر گزار دل، مصیبت کے وقت صبر کرنے والا بدن اور اس کے مال و دولت اور نفس میں خیانت نہ کرنے والی بیوی (طب ھب) میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے چار چیزیں رسولوں کی سنت ہیں شرم وحیاء، عطر لگانا، نکاح کرنا اور مسواک کرنا۔

(حم ھب) میں ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ چار شخص اللہ تعالیٰ کے نزدیک مبغوض ہیں۔ جھوٹی قسم کھا کر سودا بیچنے والا۔ تکبر کرنے والا فقیر، زانی بڈھا اور ظالم امام (ن ھب) میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے موت آنے سے پہلے موت کی تیاری کرو (طب ک ھب) میں طارق محاربی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سنو اور اطاعت کرو اگرچہ تم پر حبشی غلام حاکم ہو جس کا سر بہت ہی چھوٹا ہو (حقیر ہو)

(حم خ ہ) میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام سب سے زیادہ مصیبت زدہ ہوتے ہیں پھر نیک لوگ اور پھر ان سے چھوٹے۔

(طب) میں حذیفہ کی ہمشیرہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جو شخص لوگوں کا شکر گزار ہو وہ اللہ کا شکر گزار ہوتا ہے (حم طب ھب) اور ضیاء اشعث بن قیس سے (طب ھب) اسامہ بن زید سے اور (عد) ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے کہا یا رسول اللہ! ہمیشہ شراب میں مست رہنے والا بُت پرست کی طرح ہے۔

شیرازی القاب میں، شیخ ابونعیم اپنے مسلسلات میں روایت کرتے ہیں اور اسے صحیح اور ثابت کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نکاح کا خوب اعلان کرو، حسن بن سفیان (طب) میں ہبار بن اسود سے روایت کرتے ہیں کہ لبید شاعر نے بہت سچی بات کہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا ہر شئی فنا ہونے والی ہے۔

(ق ہ) میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جعفر کے گھر والوں کے لئے کھانا تیار کرو کیونکہ ان کو مصیبت پہنچی ہے جس نے ان کو کھانے سے باز کرر کھا ہے (وہ یہ کہ جعفر رضی اللہ عنہ جنگ موتہ میں شہید ہوگئے تھے۔حم دت ہ ک) میں حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بداخلاق عورتوں کو سزا دو یہی عورتیں سزا کے لائق ہیں۔ابن سعد نے قاسم بن محمد سے مرسل روایت کی۔ چھ چیزوں کی مجھے ضمانت دو میں تم کو جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔وراثت کی تقسیم کے وقت کسی پر ظلم نہ کرو۔لوگوں کے ساتھ اپنی طرف سے انصاف کرو، دشمن کے ساتھ لڑائی کے وقت بزدل نہ بنو، غنیمت کے مال میں خیانت نہ کرو اور ظالم سے مظلوم کے لئے انصاف دلواؤ۔(طب) میں ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مشرکوں کے نابالغ بچے جنتیوں کے خادم ہوں گے (طس) میں حضرت انس سے اور (ص) میں حضرت سلمان سے موقوف روایت ہے کہ مسلمانوں کے بچے جنت میں ایک پہاڑ میں ہیں جن کی کفالت حضرت ابراہیم اور سارہ علیہما السلام کرتے ہیں حتیٰ کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ ان کو اپنے ماں باپ کے حوالے کردے گا (حم ک) اور بیہقی نے بعث میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ خوبصورت لوگوں سے خیرات طلب کرو۔

(تخ) نے اور ابن ابودنیا نے قضاء الحوائج میں (ع طب) اُم المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے (طب ھب) نے ابن عباس سے (عد) نے ابن عمر سے، ابن عساکر نے حضرت انس سے (طس) نے حضرت جابر سے، (خط) نے امام مالک نے ابوہریرہ سے، تمام نے ابوبکرہ سے روایت کی کہ میری اُمت کے رحم دل لوگوں سے معروف چیز طلب کرو ان کے قریب زندگی بسر کرو، سخت دل والوں سے طلب نہ کرو کیونکہ ان پر اللہ کی لعنت نازل ہوتی ہے۔اے علی اللہ تعالیٰ نے معروف کو پیدا کیا، اس کے اہل کو بھی پیدا کیا اور اسے ان کے لئے پسند اور محبوب کیا اس کا کرنا ان کے لئے محبوب کیا اس کے طلب گاروں کو ان کی طرف متوجہ کیا جیسے پانی کو خشک زمین کی طرف متوجہ کیا تا کہ اسے تروتازہ کرے اور اس

کے ساتھ اس کے اہل کو آرام دے جو دنیا میں معروف کے اہل ہیں وہ آخرت میں بھی اس کے اہل ہیں (ک) میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جنت کو دیکھا اس میں اکثر فقراء تھے اور دوزخ کو دیکھا اس میں اکثر عورتیں تھیں (حم م ت) میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور (خ ت) میں عمران بن حصین سے روایت ہے کہ تم میں سے اللہ کا فرمانبردار وہ شخص ہے جو اپنے ساتھی کو پہلے سلام کہے (طب) میں ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مؤذن قیامت میں بلند مرتبہ والے ہوں گے (حم) میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کستوری بہت اچھی خوشبو ہے (حم م دن) میں ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انسان کا اچھا کسب اپنے ہاتھ کا کام اور صاف ستھری خرید و فروخت ہے (حم طب ک) میں رافع بن خدیج سے اور (طب) میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کی عبادت کر اس کا کسی کو شریک نہ جانو، فرض نماز پڑھو، زکوٰۃ ادا کرو، حج و عمرہ کرو، رمضان کے روزے رکھو جو پسندیدہ فعل لوگ تیرے ساتھ کریں وہی تو اُن کے ساتھ کر اور جو مکروہ فعل لوگ تیرے ساتھ کریں تو وہ فعل ان کے ساتھ نہ کر (طب) میں ابوالمنتفق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تم اللہ کی عبادت کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو اور اپنے آپ کو مردہ شمار کرو ہر جگہ اللہ کا ذکر کرو، جب تم سے کوئی گناہ ہو جائے تو اس سے متصل نیکی کرو اگر تم نے گناہ چھپ کر کیا ہے تو نیکی بھی چھپ کر کرو اگر وہ اعلانیہ کیا ہے تو نیکی بھی اعلانیہ کرو (طب ھب) میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کی ایسے عبادت کرو گویا اسے دیکھ رہے ہو اور اپنے آپ کو مردہ جانو اور مظلوم کی بددُعا سے بچو کیونکہ مظلوم کی بددُعا جلد مقبول ہوتی ہے۔ صبح و شام کی نماز پابندی سے پڑھو اگر تمہیں ان کا ثواب معلوم ہو جائے تو گھٹنوں پر گھسٹتے ہوئے ان کے لیے حاضر ہو۔ (طب) میں حضرت ابو درداءؓ سے روایت ہے کہ رحمٰن کی عبادت کرو، غرباء کو کھانا کھلاؤ، لوگوں سے سلام کہو، سلامتی سے جنت میں داخل ہو گے۔

(ت) میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بچوں کو عطیہ کرتے وقت ان میں برابری کرو جیسے تمہیں یہ پسند ہے کہ تمہارے ساتھ نیکی اور مہربانی میں وہ برابر ہوں (طب) میں حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں کے راستہ سے تکلیف دہ اشیاء کو دور ہٹاؤ (م ہ) میں ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سب سے اچھی عورت وہ ہے جس کی مشقت تھوڑی ہو (حم ک ھب) میں اُم المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اللہ کے نزدیک افضل نماز جمعہ کے روز

صبح کی نماز با جماعت ہے (حل ھب) میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ پانچ اشیاء کو پانچ سے پہلے غنیمت جانو۔ موت سے پہلے حیات کو، بیماری سے پہلے تندرستی کو، شغل سے پہلے فرصت کو، بڑھاپے سے پہلے جوانی کو اور فقر سے پہلے غنا کو (ک ھب) مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے (حم) میں زید سے اور (حل ھب) میں حضرت عمرو بن میمون رضی اللہ عنہم سے مرسل روایت ہے کہ تم عالم بنو یا طالب بنو یا سُننے والے ہو جاؤ یا علماء سے محبت کرنے والے ہو جاؤ، ان چاروں سے باہر مت ہو اور پانچویں شئی مت بنو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔ (طس) میں ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ افضل قرآن سورۂ فاتحہ ہے (ک ھب) میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ افضل کلام سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر ہے۔ (حم) میں ایک معتبر شخص سے روایت ہے کہ مسلمانوں سے بہترین مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے لوگ سلامتی میں رہیں، بہترین مومن وہ ہے جس کا خلق اچھا ہو، بہترین مہاجر وہ ہے جو وہ کلام ترک کرے جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے، بہترین جہاد وہ ہے جو اللہ کے لیے اپنے نفس کے ساتھ جہاد کرے (طب) میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سب سے افضل مومن وہ ہے جس کا خلق اچھا ہو (ہ ک) میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ افضل صدقہ وہ ہے جو بحالت غنا کرے اور عطا کرنیوالا ہاتھ مانگنے والے سے بہتر ہے جس کا خرچہ تمہارے ذمہ ہے پہلے اس پر خرچ کرو پھر فقراء اور غرباء کو دو (حم م ن) میں حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ افضل صدقہ یہ ہے کہ مسلمان شخص علم پڑھے پھر اس کی اپنے بھائی کو تعلیم دے (ہ) میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ افضل عمل نماز ہے جو مختار وقت میں پڑھے اور ماں باپ سے نیکی کرے (م) میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں سے سلام کہو سلامتی میں رہو گے۔

(حد ع حب ھب) میں برآء بن عازب سے روایت ہے کہ آپس میں ملاقات کے وقت سلام کہو ایک دوسرے سے محبت بڑھے گی (ک) میں ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ السلام علیکم کہو ایک دوسرے سے محبت بڑھے گی (ک) میں ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ السلام علیکم کہو۔ بلند مقام پر فائز ہو گے (طب) میں ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سانپ اور بچھو کو قتل کرو اگرچہ تم نماز میں ہو (طب) میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قرآن پڑھو وہ قیامت کے دن قرآن پڑھنے والوں کی شفاعت کرے گا اور سورۂ بقرہ اور آلِ عمران کی تلاوت کیا کرو

یہ قیامت کے دن دو بادلوں کی طرح آئیں گی گویا پرندوں کی دو جماعتیں ہیں جو صف باندھ کر آرہی ہیں وہ تلاوت کرنے والوں کی شفاعت کریں گی۔ سورۂ بقرہ کی تلاوت کیا کرو اس کا پڑھنا باعث برکت ہے اور اسے ترک کرنا خسارہ میں پڑنا ہے۔ جادوگر اس کو نہیں پڑھ سکتے (حم م) میں ابواُمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قرآن کریم پڑھو اور اس پر عمل کرو اس سے روگردانی مت کرو اور نہ ہی اس کو ذریعہ معیشت بناؤ اور اس کے ساتھ روزی نہ کماؤ (حم ع طب ھب) میں عبدالرحمن بن شبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قرآن کریم عربوں کے لہجہ سے پڑھو اور فاسقوں اور اہل کتاب کی طرز سے پرہیز کرو عنقریب میرے بعد ایسے لوگ ہوں گے جو قرآن کریم راگ، گانوں اور پادریوں اور نوحہ خوانوں کی طرح پڑھیں گے۔ ان کے دل اور جوان کی اس طرز سے خوش ہوں گے ان کے دل فتنہ میں ہوں گے (طس ھب) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قرآن پڑھو، اللہ تعالیٰ اس قلب کو عذاب نہ دے گا جس نے قرآن یاد کیا ہوگا۔ تمام نے ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ اموات پر سورۂ یٰسین پڑھو۔

(حم د ہ حب ک) میں معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نماز میں صفیں سیدھی کرو، تمہاری صفیں فرشتوں جیسی ہیں اپنے کندھے ایک دوسرے کے برابر رکھو، درمیان میں خالی جگہ نہ چھوڑو، اپنے ساتھیوں کے ساتھ نرم ہو جاؤ اور شیطان کے لئے خالی جگہ نہ چھوڑو جو شخص صف میں مل کر کھڑا ہوگا اللہ اس کو اپنے قریب کرے گا اور جو صف سے دور رہے گا اللہ اسے دور کرے گا۔

(حم د طب) میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سب سے بڑا گناہ اللہ تعالیٰ کا شریک بنانا، ناحق قتل کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا اور جھوٹی گواہی دینا ہے (خ) میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ زیادہ تر گناہ زبان سے ہوتے ہیں۔

(طب ھب) میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قضا وقدر کے بعد میری اُمت میں اکثر لوگ زبان درازی سے مریں گے۔ ''طیالسی'' (تخ) اور حکیم و بزار اور ضیاء نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ اے اللہ میں تیرے ذریعہ غم، عجز، سستی، بخل، قرضے کے بوجھ اور لوگوں کے غلبہ سے پناہ چاہتا ہوں (حم ق س) میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اے اللہ میں عذابِ قبر، عذابِ نار، زندگی اور موت کے فتنہ اور کانے دجال سے تیری پناہ چاہتا

ہوں (خ ن) میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قیامت کی پہلی شرط یہ ہے کہ آگ مشرق سے نکلے گی اور تمام لوگوں کو مغرب میں اکٹھا کر دے گی۔ جنت میں سب سے پہلا کھانا مچھلی کے جگر سے ہوگا۔ ماں یا باپ سے بچہ کی مشابہت کا سبب یہ ہے کہ جب مرد کی منی عورت کے نطفہ سے پہلے رحم میں چلی جائے تو بچہ ماں کے مشابہ ہوگا (حم خ ن) میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انسان کا اپنے گھر میں نماز پڑھنا نور ہے اس کے ساتھ تم اپنے گھروں کو منور کرو (حم ہ) سیدی عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ جب آسمان سے دنیا پر مصیبت نازل کرتا ہے تو وہ نمازیوں سے پھر جاتی ہے۔ ابن عساکر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزے فرض کئے ہیں اور تمہارے لیے اس کا قیام مسنون قرار دیا ہے جو شخص رمضان کے روزے اور اس کی راتوں میں قیام، ایمان واحتساب اور مضبوط عقیدہ سے کرتا ہے اس کے گزرے ہوئے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں (ن ھب) میں عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر شخص سے اس کی رعیت سے متعلق سوال کرے گا کہ آیا اس نے اس کی حفاظت کی ہے یا اسے ضائع کیا ہے حتیٰ کہ گھر کے فرد اعلیٰ سے گھر والوں سے متعلق سوال پوچھے گا کہ اس نے ان کی حفاظت کی ہے یا نہیں (ن حب) میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے ولی سے جس نے دشمنی کی مَیں اس سے اعلانِ جنگ کرتا ہوں۔ مَیں نے جو اپنے بندہ پر فرض کیا ہے کوئی شی اس سے بڑھ کر مجھے محبوب نہیں جس سے بندہ میرے قریب ہو اور نفل نماز پڑھتے پڑھتے بندہ میرے قریب ہو جاتا ہے حتیٰ کہ میں اسے اپنا محبوب بنالیتا ہوں، پھر میں اس کے کان ہو جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ سننے لگتا ہے، اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ دیکھنے لگتا ہے، اس کے ہاتھ ہو جاتا ہوں جن کے ساتھ وہ پکڑنے لگتا ہے اور اس کے پاؤں ہو جاتا ہوں جن کے ساتھ وہ چلنے لگتا ہے۔ اگر وہ مجھ سے مانگے تو عطا کرتا ہوں، اگر پناہ تلاش کرے تو اسے پناہ دیتا ہوں۔ میں کسی شئ کے کرنے میں اتنا تردّد نہیں کرتا جس قدر مومن کی جان قبض کرنے میں تردّد کرتا ہوں وہ موت کو بُرا جانتا ہے میں اس کی برائی کو اچھا نہیں جانتا (خ) میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر شئ کے معاملہ میں احسان ضروری قرار دیا ہے، جب تم قتل کرنے لگو تو اچھی طرح قتل کرو اور جب ذبح کرنے لگو تو اچھی طرح ذبح کرو اور چھری کو تیز کر کے مذبوحہ کو آرام پہنچاؤ (حم ع) میں شداد بن اوس رضی اللہ

عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ اس غریب فقیر پاک دامن بندہ سے محبت کرتا ہے جو صاحبِ عیال ہو (ہ) میں عمران رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ پاکیزہ اور اچھے اُمور کو پسند کرتا ہے اور رذیل کاموں کو بُرا جانتا ہے (طب) میں حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص سے محبت کرتا ہے جس کا بُرا ہمسایہ اسے تکلیف دے مگر وہ اس کی تکلیف پر صبر و تحمل کرے اور اسے ثواب سمجھے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اس کی زندگی یا موت سے اس کی کفایت کرے (خط) اور ابن عساکر نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ ستر سالہ شخص سے محبت کرتا ہے اور اسی سال والوں سے حیاء کرتا ہے۔ (حل) میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ پرکھنے والے مرد وزن کو اچھا نہیں جانتا (طب) میں عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ جب اپنے بندے کی محبوب ترین شئ اس سے لے جائے جس پر وہ صبر کرے۔ اور اسے ثواب سمجھے تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت عطا کئے بغیر راضی نہ ہوگا (ن) میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ حق بات کرنے سے حیا نہیں کرتا عورتوں کی پشتوں میں جماع مت کرو (ن ہ) میں خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں سے علم نہیں چھینے گا بلکہ علماء کی وفات سے علم قبض کرے گا حتیٰ کہ جب علماء نہ رہیں گے تو لوگ جہلاء رؤسا کو عالم سمجھنے لگیں گے ان سے مسائل پوچھا کریں گے اور وہ علم کے بغیر ان کو فتوے دیں گے، اس طرح وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔

(حم ق ت ہ) میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزاء دیتا ہوں۔ روزہ دار کو دو خوشیاں ہیں ایک جب وہ روزہ افطار کرتا ہے، دوسری جب کہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا۔ اور وہ اسے جزاء دے گا۔ اس ذات کریم کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے روزہ دار کے منہ کی خوشبو اللہ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے زیادہ اچھی ہے۔

(حم م ن) میں ابوہریرہ اور ابوسعید رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب دو شخص کسی کام میں شریک ہوں مَیں ان کا تیسرا ہوتا ہوں، جب تک وہ ایک دوسرے سے خیانت نہ کریں اور جب وہ خیانت کرنے لگیں تو میں درمیان سے نکل جاتا ہوں (دک) میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے آدم کی اولاد تم میری عبادت میں ہمہ تن مصروف رہو مَیں

تمہارے دل غنا سے بھر دوں گا اور تم سے غربت دور کر دوں گا ورنہ تمہیں مشغول کر دوں گا اور تم سے غربت وافلاس کبھی دُور نہ کروں گا۔

(حم ت ہ ک) میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب مَیں دنیا میں اپنے بندے کو نابینا کر دوں تو میرے پاس اس کی جزا صرف جنت ہے (ت) میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ جنتیوں کو آواز دے گا وہ سب حاضر ہو جائیں گے پھر فرمائے گا۔ کیا تم خوش اور راضی ہو؟ وہ عرض کریں گے ہم راضی کیوں نہ ہوں جب کہ تو نے ہمیں وہ عطا یا عنایت کیں جو کسی کو نہ دیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا میں تمہیں اس سے بہتر نہ عطا کروں۔ وہ کہیں گے اے ہمارے پروردگار اس سے بہتر کیا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ مَیں تم سے ہمیشہ راضی رہوں گا کبھی ناراض نہ ہوں گا۔

(حم ق ت) میں ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَیں اپنے بندے کے اعتقاد کے مطابق ہوں، اگر وہ اچھا اعتقاد کرے گا تو میں اسے اچھا کر دوں گا اگر بُرا گمان کرے گا تو میں اسے بُرا کر دوں گا۔

(طس حل) میں واثلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انسان جب کسی پر لعنت کرتا ہے تو وہ آسمان پر چلی جاتی ہے اور اس کے سامنے آسمان کے دروازے بند ہو جاتے ہیں پھر وہ واپس زمین پر آتی ہے تو اس کے سامنے زمین کے دروازے بند ہو جاتے ہیں پھر دائیں اور بائیں جاتی ہے جب اسے کوئی راستہ نہیں ملتا تو جس پر لعنت کی گئی ہے اس کی طرف لوٹتی ہے۔ اگر وہ اس کے لائق ہو تو فبہا ورنہ لعنت کرنے والے کی طرف واپس چلی جاتی ہے (وہ خود ملعون ہو جاتا ہے)

(د) میں ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب انسان گناہ کرے تو اس کے دل پر ایک سیاہ داغ پڑ جاتا ہے۔ پھر وہ اگر اس سے توبہ کرلے تو اس کا دل صاف ہو جاتا ہے اگر دوبارہ گناہ کرے تو اس کی سیاہی زیادہ ہو جاتی ہے حتیٰ کہ سیاہی دل کا احاطہ کر لیتی ہے اسے ہی ''ران'' کہا جاتا ہے جسے اللہ کریم نے قرآن میں ذکر کیا ہے۔ كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ۔

(حم ت ن ہ حب ک هب) میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب کسی شخص کو اس کی قبر میں رکھا جائے اور لوگ واپس لوٹ جائیں تو وہ ان کی جوتیوں کی ہلکی ہلکی آواز سنتا ہے

پھر اس کے پاس دو فرشتے ہیں جو اسے بٹھاتے ہیں اور اس سے سوال پوچھتے ہیں۔ وہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کر کے کہتے ہیں۔ یہ کون ہے؟ اگر وہ مومن ہو تو کہتا ہے۔ میں اس کی گواہی دیتا ہوں کہ یہ اللہ کے رسول ہیں "صلی اللہ علیہ وسلم" پھر فرشتے اسے کہتے ہیں۔ اپنی جگہ دوزخ میں دیکھو اللہ تعالیٰ نے اس کے بدلے تم کو جنت میں جگہ دی ہے۔ وہ جنت اور دوزخ دونوں کو ایک ساتھ دیکھتا ہے پھر اس کی قبر کو ستر ستر گز کشادہ کیا جاتا ہے اور قبر قیامت تک پر رونق رہتی ہے اور جب کافر د منافق سے کہا جاتا ہے۔ تو اس شخص کے بارے میں کیا اعتقاد رکھتا تھا تو وہ کہتا ہے مجھے کچھ معلوم نہیں جو لوگ کہتے تھے میں بھی وہی کہہ دیتا تھا۔ پھر کہا جاتا ہے کیا تجھے کچھ سمجھ نہیں آیا، کیا تُو نے قرآن نہیں پڑھا؟ پھر لوہے کے بہت بڑے ہتھوڑے سے اس کے دونوں کانوں کے درمیان مارا جاتا ہے وہ چلّاتا ہے جس کی آواز انسانوں اور جنوں کے علاوہ سب سنتے ہیں اس کی قبر تنگ کی جاتی ہے اور اس کے تمام کنارے ایک دوسرے میں داخل ہو جاتے ہیں جیسے انگلیاں انگلیوں میں داخل ہو جاتی ہیں۔

(حم ق د ن) میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جمعہ کے دن غسل گناہوں کو جڑ سے اکھاڑ دیتا ہے (طب) میں ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غصہ شیطان کی طرف سے ہے اور شیطان آگ سے پیدا ہوا ہے اور آگ پانی سے بجھائی جاتی ہے۔ تم میں سے جب کوئی غصہ میں آئے تو وضو کر لے۔

(حم د) میں عطیہ عوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے سب سے زیادہ بخیل وہ شخص ہے جس کے پاس میرا نام ذکر کیا جائے تو وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔ حرث نے عوف بن مالک سے روایت کی کہ قیامت میں اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب امام عادل ہوگا اور سب سے زیادہ دور ظالم امام ہوگا (حم ت) میں ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سوموار اور جمعرات کو لوگوں کے اعمال پیش ہوتے ہیں (حم د) میں اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دوسرے سے سچی محبت کرنے والے عرش کے سائے میں ہوں گے۔

(طب) میں معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجلس تین قسم کی ہوتی ہے۔ ایک سالم دوسری غنیمت والی اور تیسری کمزور (حم ع حب) میں ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انسان اپنے بھائی اور چچا کے بیٹے کے ساتھ طاقتور ہوتا ہے۔ ابن سعد نے عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے

روایت کی کہ عورت پسلی سے پیدا ہوئی ہے وہ کبھی ایک راہ پر سیدھی نہ ہوگی اسی حالت میں اس سے نفع اٹھاؤ اگر اسے سیدھا کرنے کی کوشش کروگے تو اسے توڑدوگے اور وہ طلاق ہے۔
(م ت) میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عورت پسلی سے پیدا ہوئی ہے اگر تو پسلی کو سیدھا کرنے کی کوشش کرے گا تو اسے توڑدے گا اسے اسی حالت میں رہنے دے اور اس کے ساتھ اسی حالت میں زندگی بسر کر (حم حب ک) میں سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عورت شیطان کی صورت میں آتی جاتی ہے جب تم اسے دیکھو اور اس کا حسن تمہیں پسند آئے تو اپنی بیوی سے حاجت پوری کرلو اس طرح وہ خیال جاتا رہے گا۔
(حم م د) میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عورت کے ساتھ نکاح تین اشیاء کی وجہ سے کیا جاتا ہے وہ دیندار ہو یا مالدار ہو یا خوبصورت ہو۔تم دیندار عورت سے نکاح کرو (حم م ت ن) میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میرے بعد میری اُمت سے ایسے لوگ ہوں گے جن کو یہ محبوب ہوگا کہ اپنے اہل و اولاد اور مال و دولت کے بدلے میری زیارت سے مشرف ہوں (ک) میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قبر آخرت کی پہلی منزل ہے اگر اس سے نجات حاصل ہوگئی تو بعد والا معاملہ آسان تر ہے اگر اس سے نجات نہ پائی تو بعد والا حال سخت مشکل ہوگا (ت ک) میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کافر کا جسم بہت بڑھا دیا جائے گا حتیٰ کہ اس کی داڑھ اُحد پہاڑ کے برابر ہوگی۔اسی نسبت سے اس کا باقی جسم بڑھا دیا جائے گا (تا کہ دوزخ میں عذاب زیادہ ہو)
(ہ) میں ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انسان کے لیے اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت اس کی مشقت کے مطابق ہوتی ہے اور مصیبت کے اندازہ کے مطابق اسے صبر حاصل ہوتا ہے۔حکیم، بزار اور حاکم نے کنیٰ میں اور (ھب) نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جہاں کتے اور تصاویر ہوں۔ابن ماجہ نے اس کی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے (حم ت حب) میں ابوسعید سے روایت ہے کہ بہت بڑی نیکی یہ ہے کہ باپ کے ساتھ نیکی کرنے کے بعد اس کے دوستوں کے ساتھ نیکی کرے (حم خدم د ت) میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ نام عبداللہ اور عبدالرحمن ہیں (م) ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جنت میں جنتی علماء کے محتاج ہوں گے کیونکہ وہ ہر جمعہ میں اللہ تعالیٰ کی زیارت کریں گے۔اللہ تعالیٰ ان

سے فرمائے گا۔ جو چاہتے ہو مجھ سے مانگو وہ علماء سے پوچھیں گے کہ ہم اللہ تعالیٰ سے کس چیز کی خواہش کریں۔ علماء ان کو بتائیں گے کہ تم اللہ تعالیٰ سے فلاں فلاں شئی طلب کرو۔ پس لوگ جس طرح دنیا میں علماء کے محتاج ہیں جنت میں بھی علماء کے محتاج ہوں گے۔ ابن عساکر نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ دوزخی بہت روئیں گے حتیٰ کہ ان کے آنسوؤں سے کشتیاں چلائی جاسکیں گی اور وہ خون کے آنسو بہائیں گے (ک) میں ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو لوگ دُنیا میں معروف ہیں وہ آخرت میں بھی معروف ہوں گے اور وہی لوگ جنت میں پہلے داخل ہوں گے (طب) میں ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے راویت ہے کہ جو دُنیا میں زیادہ کھانا کھاتے ہیں وہ آخرت میں بھوکے ہوں گے (طب) میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے قیامت میں میرے زیادہ قریب وہ لوگ ہوں گے جو مجھ پر زیادہ درود پڑھتے ہوں گے (تخ ت حب) میں ابومسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قیامت کی سب سے پہلی علامت سورج کا مغرب سے طلوع ہونا اور چاشت کے وقت دابۃ کا نکلنا ہے ان دونوں سے جو بھی پہلے ظاہر ہوگا دوسرا اس کے فوراً بعد ظاہر ہوگا (حم م د ہ) میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قیامت میں سب سے پہلے جس نعمت سے متعلق پوچھا جائے گا وہ یہ ہے کہ اسے کہا جائے گا۔ کیا ہم نے تم کو تندرستی نہیں دی؟ کیا ہم نے تم کو ٹھنڈے پانی سے سیر نہیں کیا؟ (ت ک) میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قرض خواہ کو کلام کرنے کا حق ہے (حم) میں اُم المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا اور (حل) میں ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تجھے مشقت اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی مقدار پر ثواب ملے گا (ک) میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اگر تم میرے ساتھ لاحق ہونا چاہتے ہو تو تم دنیا میں مسافر کے سفرخرچ کی مقدار پر کفایت کرو اور اغنیاء کی مجلس سے بچو اور جب تک کپڑے کو پیوند نہ لگاؤ اسے جسم سے مت اُتارو (ت ک) میں اُم المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اگر تم چاہو تو میں تم کو امارت اور اس کی حقیقت بتاؤں اس کی ابتداء میں ملامت ہے۔ دوسرے مرتبہ میں ندامت ہے اور اس کا تیسرا مرتبہ اللہ کا عذاب ہے مگر اس سے وہ شخص محفوظ ہوگا جو عدل وانصاف کرے گا (طب) میں حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں سے ان کے مرتبہ کے مطابق سلوک کرو۔

(م د) میں اُم المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ میری اُمت کے

مردوں کی قیامت میں تعریف کرے گا جو کپڑا باندھ کر حمام میں غسل کرتے ہیں ایسے ہی وہ عورتیں جو حمام میں داخل نہیں ہوتی ہیں۔ابن عساکر نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ اپنے بھائی ظالم اور مظلوم کی مدد کرو۔کہا گیا۔ظالم کی کیسے مدد کریں۔فرمایا اسے ظلم سے روکو یہ اس کی مدد ہے۔

(حم خ ت) میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنتیوں کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی۔اسّی صفیں تو صرف اس اُمت کی اور چالیس باقی امتوں کی صفیں ہوں گی۔

(حم ت ہ حب ک) میں بریدہ اور (طب) میں ابن عباس،ابن مسعود اور ابو موسےٰ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ ظالم اور ان کے مددگار دوزخ میں ہوں گے۔

(ک) میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔میں اپنی اُمت میں سب سے پہلے مدینہ منورہ،مکہ معظمہ اور طائف والوں کی شفاعت کروں گا۔

(طب) میں حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں تجھے ظاہری اور باطنی امور میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنے کی وصیّت کرتا ہوں جب تو سوال کرے تو اچھی طرح سے سوال کر اور کسی شخص سے کوئی سوال مت کر،کسی کی امانت پر قبضہ نہ کر اور دو شخصوں میں فیصلہ مت کر (حم) میں ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں اپنے بعد خلیفہ کو تقویٰ کی وصیّت کرتا ہوں اور اسے وصیت کرتا ہوں کہ مسلمانوں کی جماعت میں ان کے بڑے کی تعظیم کرے اور چھوٹے پر رحم کرے ان کے عالم کی توقیر کرے ان کو تکلیف نہ دے جوان کو ذلیل کرے اور نہ ہی ان کو نفرت دلائے جوان کو کفر تک پہنچادے ان کے سامنے عدل وانصاف کا دروازہ بند نہ کرے ورنہ ان سے طاقتور کمزور کو کھاجائے گا۔

(ھق) میں ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کیا میں ایسی چیز کی طرف تمہاری راہنمائی نہ کروں جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ گناہ معاف کردے گا اور درجات بلند کردے گا تکالیف کے باوجود وضو کامل کرے،مساجد کی طرف جانے میں قدموں کی کثرت اور نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا یہ مفت کا ثواب ہے،یہ مفت کا ثواب ہے۔

(حم م ت ن) میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔کیا میں تجھے وہ دَم نہ بتاؤں جو جبریل علیہ السلام نے مجھے کیا تھا۔

اللہ کے نام کے ساتھ مَیں دم کرتا ہوں۔اللہ تعالیٰ آپ کو ہر بیماری سے شفا دے گرہوں

میں دم کرنے والوں کے شر اور حاسد کے شر سے شفا دے جب کہ وہ حسد کرے تین مرتبہ یہ دم کرو۔

(ہ ک) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں چند کلمات بتاؤں جن کو تو مصیبت کے وقت کہے۔ اَللّٰہُ رَبِّیْ لَااُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا

(حم د ہ) اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کیا میں تجھے وہ کلمات نہ بتاؤں کہ اگر تجھ پر ثبیر پہاڑ کی مقدار میں قرضہ ہو تو اللہ تعالیٰ اسے ادا کر دے۔ اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ۔

(حم ت ک) میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کیا میں تجھے وہ کلمات نہ بتاؤں جب وہ کہے تو اللہ تعالیٰ تیرے سارے گناہ معاف فرما دے اور تجھے بخش دے۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

(ت) میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس کی روایت (خط) نے ان لفظوں سے کی۔ جب تو یہ کلمات کہے گا تو تیرے گناہ خواہ ریت کے ذرّات کے برابر کیوں نہ ہوں اللہ تعالیٰ سب معاف کر دے گا۔

آلا یا ربّ نفس طاعمة ناعمة فی الدنیا

جائعة عارية يوم القيامة

آلا یاربّ نفس جائعة عارية فی الدنیا

طاعمة ناعمة يوم القيامة

آلا یا ربّ مکرم لنفسہٖ وھو لھا مھین

آلا یا ربّ مھین لنفسہٖ وھولھا مکرم

آلا یا ربّ متخوض و متنعم فیما افآء اللہ

علیٰ رسولہٖ مالہ عند اللہ من خلاق

الاوان عمل اھل الجنة حزن بربوہ

الاوان عمل اھل النار سھل بسھوہ

الا یارب شھوة ساعة اورثت حزنا طویلاً (ابن سعد)

(ھب) میں ابوبجیرہ سے روایت ہے کہ ناز و نعمت سے بچو کیونکہ اللہ کے بندے خوشحال

نہیں ہوتے (حب ھب) میں معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جو بھی حاکم میرے بعد میری اُمت کے امور کا ولی ہوگا اسے پل صراط پر کھڑا کیا جائے گا فرشتے اس کا اعمال نامہ کھولیں گے اگر وہ عادل ہوگا تو اللہ تعالیٰ اسے نجات دے گا، اگر وہ ظالم ہوگا پلصراط اس کے اعضاء توڑ کران کو جُدا جُدا کر دے گا حتیٰ کہ دو اعضاء کے درمیان ایک سو سال کی مسافت ہو جائے گی پھر اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔ سب سے پہلے اس کی ناک اور چہرہ آگ سے بچے گا۔ ابو القاسم بن بشیران نے اپنی امالی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جس شخص کے پاس اللہ کی طرف سے نصیحت آئے جو اللہ تعالیٰ کی نعمت کے طور پر اسے پہنچی ہے اگر وہ شکریہ ادا کرتے ہوئے اسے قبول کر لے تو فبہا ورنہ اس کے اُوپر وہ گواہ ہوگی تاکہ اس کا گناہ زیادہ ہو جائے اور اس کے باعث اللہ تعالیٰ اس پر سخت عذاب کرے گا۔ ابن عساکر نے عطیہ بن قیس سے روایت کی جو مسلمان کسی ننگے مسلمان کو کپڑا پہنائے اللہ تعالیٰ اسے جنت کا لباس پہنائے گا اور جو مسلمان بھوکے مسلمان کو کھانا کھلائے اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے روز جنت کے پھل کھلائے گا جو مسلمان پیاسے مسلمان کو پانی پلائے گا اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن شراب طہور پلائے گا۔

(حم دت) میں ابو سعید رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔ یہی قدر کافی ہے۔

واللہ ولی التوفیق والہدایہ۔

....

غزوات

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں دس سال دو ماہ اقامت فرمائی پھر خالق کائنات کے پاس مستقل تشریف لے گئے۔ پہلے سال آپ پر جہاد فرض ہوا اور آپ نے رمضان شریف میں قریش کے قافلہ کی سرکوبی کے لئے امیر حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کو تیس مہاجرین کا سپہ سالار بنا کر بھیجا۔ رابغ قبیلہ کی طرف عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ کو ساٹھ مہاجرین کا سپہ سالار بنا کر بھیجا اور ذوالقعدہ میں قریش کے قافلہ کو گرفتار کرنے کے لئے خرار کی طرف سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو بیس مہاجرین کے ساتھ بھیجا۔

غزوۂ ابواء

محمد بن اسحاق اور دیگر محدثین کی جماعت نے کہا ہے کہ غزوۂ ابواء سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے پہلا غزوہ ہے۔ ابواء، مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ایک گاؤں ہے اسے غزوۂ ودّان بھی کہا جاتا ہے۔ مدینہ منورہ تشریف لانے کے بارہ ماہ کے اختتام پر یہ غزوہ ہوا۔ اسی سال اذان کی ابتداء ہوئی جب کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے لئے صحابہ کو جمع کرنے کے لئے ان سے مشورہ کیا تو عبداللہ بن زید بن عبدربہ نے اپنے خواب میں اذان کے کلمات سننے کا تذکرہ کیا۔ اسی سال اُم المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی رُخصتی ہوئی۔ اسی سال مدینہ منورہ میں تشریف لانے کے ایک ماہ بعد حضر واقامت میں چار رکعت نماز فرض ہوئی جب کہ پہلے دو رکعت نماز فرض تھی۔ اسی سال نماز جمعہ پڑھی گئی اور اسلام میں پہلا خطبہ پڑھا گیا۔ اسی سال انصار و مہاجرین میں مدینہ منورہ تشریف لانے کے آٹھ ماہ بعد برادرانہ تعلقات قائم کئے۔ اسی سال براء بن معرور رضی اللہ عنہ کی وفات کے ایک ماہ بعد ان کی نماز جنازہ پڑھی گئی اور تبع یمانی کی بھی اسی سال نماز جنازہ پڑھی گئی جو آپ کی بعثت سے سات سو قبل آپ پر ایمان لائے تھے یہ پہلا شخص ہے جس نے کعبۃ اللہ کو لباس پہنایا تھا اسے ابن عبدالبر نے ذکر کیا ہے مدینہ منورہ میں تشریف لانے کے روز ان کی وفات ہوئی اسے ابن عماد نے نقل کیا ہے ہجرت کے دوسرے سال نصف شعبان کو تحویل کعبہ ہوئی۔ اسی سال رمضان المبارک سے پہلے زکوٰۃ فرض ہوئی جیسا کہ امام نووی نے روضہ کے باب السیر میں ذکر کیا ہے۔ شعبان کے اواخر میں روزہ فرض ہوا، اسی سال جنگ بدر ہوئی، اس روز رمضان المبارک کی ۱۷ تاریخ جمعہ کا دن تھا، اسی رمضان کی ۲۸ تاریخ کو فطرانہ واجب ہوا، اسی سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید الفطر اور عید قربان کی نماز پڑھی۔ سینگوں والے دو مینڈھوں کی قربانی دی جو سفید اور سیاہ رنگ کے تھے۔ اسی سال خاتون جنت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی ہوئی، اسی سال بواط ذی العشیرہ بنی قینقاع اور سویق کی جنگیں ہوئیں۔ مواہب لدنیہ میں مذکور ہے کہ بواط رضوی کے نواح میں ایک جگہ ہے اور عشیرہ ینبع کے نواح میں ایک گاؤں ہے جہاں بنومدلج رہتے ہیں۔

غزوۂ سویق

ہجرت کے دوسرے سال ۵ ذوالحجہ کو یہ جنگ لڑی گئی جب جنگ بدر میں قریش کو زبردست نقصان اٹھانا پڑا تو ابوسفیان نے نذر مانی کہ وہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کے ساتھ ایک فیصلہ کن جنگ کرے گا وہ مکہ مکرمہ سے دوسو سپاہی لے کر نکلا حتیٰ کہ مدینہ منورہ کے قریب ایک جگہ ٹھہرا، جہاں سے مدینہ منورہ صرف ایک میل کے فاصلہ پر تھا۔ اس نے وہاں کھجوریں کاٹیں اور دو انصاری شہید کئے، سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ خبر پہنچی تو آپ نے ان کا تعاقب کیا لیکن وہ اپنے ساتھیوں سمیت بھاگ گیے اور بھاگتے ہوئے ستو پھینکتے جاتے تھے تا کہ ان کو دوڑنے میں آسانی ہو اسے صحابہ کرام اپنے قبضہ میں کر لیتے تھے۔

ہجرت کے تیسرے سال شوال میں شراب حرام ہوئی۔ بعض نے کہا چوتھے سال شراب حرام ہوئی اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ بھی اسی سال پیدا ہوئے۔ اسی سال اُحد، حمرأالاسد اور غطفان کی جنگیں ہوئیں اور کعب بن اشرف کی طرف ایک جماعت گئی۔ اُحد مدینہ منورہ سے تین میل دور ایک پہاڑ ہے اس کو اُحد اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ دوسرے پہاڑوں سے جُدا ہے۔ اسی کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُحد پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ وہاں موسیٰ علیہ السلام کے بھائی ہارون علیہ السلام کی قبر بھی ہے۔ تیسرے سال شوال میں ہفتہ کے روز جنگ اُحد ہوئی۔ اس میں سب کا اتفاق ہے۔ اسی طرح مواہب میں مذکور ہے۔ حمرأالاسد مدینہ منورہ سے آٹھ میل دور ایک مقام ہے، چوتھے سال بنی نضیر اور ذات رقاع کی جنگیں ہوئیں۔ اسی سال خوف کی نماز پڑھی گئی۔ بعض نے کہا اس کے بعد پڑھی گئی۔ اسی سال امام حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی اور تیمم کی آیت نازل ہوئی جیسا کہ روضہ میں مذکور ہے۔ اسی سال دو یہودیوں کو سنگسار کیا گیا۔ جنہوں نے زنا کیا تھا۔ اسی سال سفر میں نماز قصر پڑھی گئی۔ ہجرت کے پانچویں سال دومتہ الجندل اور مریسع کی جنگیں لڑی گئیں۔ مریسع کو جنگ مصطلق بھی کہا جاتا ہے۔ اسی غزوہ میں حدیثِ افک کا واقعہ پیش آیا جیسا کہ حاکم وغیرہ نے وضاحت کی ہے لیکن ابن اسحاق نے کہا ہے کہ حدیث افک کا واقعہ چھٹے سال ہوا، اسی پر طبری وغیرہ نے وثوق کیا ہے جب کہ موسیٰ بن عقبہ نے کہا کہ چار ہجری کو یہ واقعہ ہوا، اسی

پانچویں سال پردہ کی آیت کریمہ نازل ہوئی۔بعض نے کہا کہ اس سے پہلے سال نازل ہوئی، اسی سال گھوڑوں میں مقابلہ فرمایا، اسی سال خندق کی لڑائی ہوئی جسے غزوۂ احزاب کہا جاتا ہے جیسا کہ محمد بن اسحاق نے کہا جب کہ موسیٰ بن عقبہ نے کہا کہ چار ہجری کو یہ جنگ اور بنی قریظہ کی جنگ ہوئی۔

چھٹے سال صلح حدیبیہ کا واقعہ پیش آیا، حدیبیہ مکہ مکرمہ کے قریب ایک مقام ہے اس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد ایک ہزار تھی۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے درخت کے نیچے جنگ کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی جسے بیعت رضوان کہا جاتا ہے لیکن مشرکین مکہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صلح کر لی۔اسی سال لوگ قحط سالی کا شکار ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بارش کے لیے دُعا فرمائی تو رمضان میں خوب بارش ہوئی۔اسی سال بنولحیان اور بنو غابہ سے جنگیں ہوئیں۔ساتویں سال ذوالقعدہ کے چاند کی رویت کے وقت عمرۃ القضاء ہوا۔اس وقت آپ کے ہمراہ دو ہزار صحابہ کرام تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے ساٹھ اونٹ حرم میں نحر کرنے کے لئے ہمراہ لائے جن کو حرم میں نحر فرمایا اور مکہ مکرمہ میں تین روز اقامت فرمائی پھر واپس تشریف لے گئے اسی سال خیبر کی جنگ ہوئی اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے اور آپ نے ان کو بادشاہوں کی طرف قاصد بنا کر بھیجا۔اسی سال ملوک وسلاطین کی طرف خطوط بھیجنے کے لئے مہر بنوائی، اسی سال گدھے کا گوشت حرام ہوا اور عورتوں سے متعہ حرام ہوا۔اسی سال ماریہ قبطیہ اور دُلدُل آئیں۔اس طرح اور بھی کئی امور سرانجام پائے۔

ہجرت کے آٹھویں سال مکہ مکرمہ فتح ہوا۔یہ جنگ رمضان میں ہوئی جب کہ قریش نے عہد شکنی کی تھی۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رمضان کی بیس تاریخ کو جمعۃ المبارک کے روز بیت اللہ کا طواف کیا۔اس وقت بیت اللہ کے اردگرد تین سو ساٹھ بُت تھے جب بھی کسی بُت کے قریب سے گزرتے ہاتھ والی چھڑی سے اس کی طرف اشارہ کر کے فرماتے ”حق آ گیا اور باطل جاتا رہا، یقیناً باطل جانے والا ہے“۔تو بُت منہ کے بل گر پڑتے تھے، اسی سال خالد بن ولید، عثمان بن طلحہ اور عمرو بن عاص مسلمان ہوئے، اسی سال حنین اور طائف کی جنگیں ہوئیں۔اسی سال منبر تیار کر کے اس پر صحابہ کو خطاب کیا۔ابن جوزی نے اپنے مولد میں کہا کہ منبر نانویں سال بنا تھا۔اسی سال آپ کے صاحبزادے ابراہیم رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے اور آپ کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے وفات پائی اور بھی کئی امور اس سال سرانجام پائے۔

نویں سال جنگ تبوک ہوئی اور مسجد ضرار کو منہدم کیا گیا۔ اسی سال پے در پے ملوک کے وفود آنے لگے، اسی سال ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے ساتھ حج کیا اور ان کے ساتھ تین سو مرد اور بیس اونٹ اور سورۂ برأت کے احکام تھے کہ ہر ذی عہد کو اس کا عہد پہنچا دیا جائے اور اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور کوئی شخص برہنہ بیت اللہ کا طواف نہ کرے، اسی سال نجاشی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی اُم کلثوم نے وفات پائی اور بھی کئی امور سرانجام پائے۔

دسویں سال حجۃ الوداع فرمایا جسے فریضۂ حج کہا جاتا ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ذوالقعدہ میں جمعرات کے روز مدینہ منورہ سے حج کے لیے تشریف لے گئے۔ آپ کے ہمراہ چالیس ہزار یا ستر ہزار صحابہ تھے۔ بعض کی روایت میں ایک لاکھ صحابہ تھے، اس سے زیادہ بھی ذکر کئے جاتے ہیں۔ جمعہ کے خطبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ (آج کے دن ہم نے تمہارا دین مکمل کر دیا۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد اس کے علاوہ کوئی حج نہیں کیا حالانکہ نبوت سے پہلے اور اس کے بعد آپ نے کئی حج کئے ہیں جن کی تعداد معلوم نہیں، ہجرت کے بعد آپ نے چار عمرے کئے۔ عمرہ حدیبیہ، عمرہ قضا جسے عمرہ قضیہ بھی کہا جاتا ہے غزوۂ حنین کے بعد عمرۂ جعرانہ اور حجۃ الوداع کے ساتھ عمرہ کیا۔ صحیحین میں حضرت انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار عمرے کئے ہیں۔ جس سال حج فرض ہوا اس میں اختلاف ہے۔ ایک روایت میں پانچ ہجری ایک میں چھ، ایک میں سات اور ایک روایت میں آٹھ ہجری مذکور ہے۔ یہ بھی ایک روایت ہے کہ نو ہجری میں حج فرض ہوا۔ دسویں سال حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے اور یہ آیت کریمہ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ۔ (جب اللہ کی نصرت اور فتح آئی) حجۃ الوداع میں نحر کے روز منیٰ میں نازل ہوئی۔ ایک روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے تین روز قبل نازل ہوئی۔ اسی سال آپ کے صاحبزادے ابراہیم رضی اللہ عنہ نے وفات پائی (انا للہ وانا الیہ راجعون)

یہ ان جنگوں کے نام ہیں جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بذاتِ خود لڑائی کی۔ (یعنی بدر، اُحد، خندق، مصطلق، خیبر، فتح مکہ، حنین اور طائف) اسی طرح محمد بن اسحاق نے کہا ہے)

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست اقدس سے صرف ایک شخص کو قتل کیا ہے اور وہ غزوۂ

اُحد میں اُبی بن خلف کا قتل تھا۔ اس کے قتل کی وجہ یہ تھی کہ وہ اپنے گھوڑے کو خشک گوشت اور گندم کھلایا کرتا تھا جب وہ مکہ مکرمہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا تو کہتا کہ مَیں آپ کو اس گھوڑے پر سوار ہو کر قتل کروں گا۔ جب اُحد کی جنگ ہوئی تو وہ ملعون اسی گھوڑے پر یہ کہتا ہوا آیا۔ ''محمد کہاں ہے اگر وہ آج مجھ سے بچ نکلے تو میں کبھی نجات نہ پاؤں گا۔'' درمیان میں صحابہ کرام نے حائل ہونے کی کوشش کی حضور نے ان کو روک دیا اور فرمایا۔ اس کے لیے میدان خالی کردو۔ پھر ایک صحابی سے آپ نے حربہ لیا اور اس کی زرہ کو دیکھا تو اس کے گلے کی ہڈی نظر آئی اس پر ایک ضرب لگائی اور وہ نیچے اُلٹا گر گیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے صدائے تکبیر بلند کی جب وہ کافر قریش کی طرف لوٹا تو بولا۔ اللہ کی قسم مجھے محمد نے قتل کر دیا۔ انہوں نے کہا کہ جاؤ کوئی حرج نہیں وہ بولا۔ مجھے محمد نے مکہ میں کہا تھا کہ وہ مجھے قتل کریں گے۔

ایک روایت میں ہے کہ ابوسفیان نے اسے کہا تجھے صرف معمولی سی خراش آئی ہے وہ بولا۔ ابوسفیان میری بات سُنو، خدا کی قسم اگر محمد مجھ پر تھوک ہی دے گا تو مجھے قتل کردے گا۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اس شخص پر اللہ کا سخت غضب ہے جو نبی کو قتل کرے یا نبی اسے قتل کرے۔ جو نبی کو قتل کرے ظاہر ہے کہ اس پر اللہ کا غضب ہے اور جسے نبی قتل کرے تو نبی کا قتل کرنا ہی اس کے فساد و سرکشی کی دلیل ہے جیسے اس ملعون کا قتل ہونا اس کی سرکشی کی دلیل تھی۔ اسے باہلی نے اپنی سیرت میں ذکر کیا ہے۔

چھوٹے چھوٹے لشکر

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوٹے چھوٹے لشکر جو تین تین، چار چار سو یا اس سے کم افراد پر مشتمل تھے اطراف و اکناف کی طرف بھیجے۔ عبیدہ بن حارث کو ثنیۂ مُرّہ کے اسفل میں قبائل کی طرف بھیجا اور یہ حجاز میں ایک پانی والی جگہ ہے۔ پہلی فصل میں اس کا ذکر ہو چکا ہے۔ امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کو عیص کے علاقہ میں بحر کے ساحل کی طرف بھیجا یہ بھی پہلے گزر چکا ہے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا لشکر بھیجا۔ محمد بن مسلمہ کو اُحد اور بدر کے درمیان کعب بن اشرف یہودی کے قتل کے لیے بھیجا، حضرت عبداللہ بن جحش کے لشکر کو نخلہ کی طرف، زید بن حارثہ، مرثد بن ابو مرثد، منظر بن عمرو، ابو عبیدہ بن الجراح کو چھوٹے چھوٹے لشکر دے کر بھیجا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، علی المرتضےٰ کرم اللہ وجہہٗ، ابو العوجاء، عکاشہ بن محصن، ابو سلمہ بن عبدالاسد، محمد بن مسلمہ، بشر بن سعد، زید بن حارثہ کو چھوٹے

لشکر دے کر بھیجا۔ نیز زید بن حارثہ، عبداللہ بن رواحہ، جعفر بن ابو طالب کو موتہ میں لشکر دے کر بھیجا۔ اس جنگ میں یہ تینوں حضرات شہید ہو گئے کعب بن عمرو غفاری، عینیہ بن حصن بن حذیفہ۔ بن زید بن عنبر کو چھوٹے لشکر دے کر بھیجا غالب۔ بن عبداللہ کلبی، عمرو بن عاص کو مختصر سا لشکر دے کر بنی عذرہ کے علاقہ میں ذاتِ سلاسل کی طرف بھیجا ابو حدرد اور ان کے ساتھیوں کو فتح مکہ سے پہلے آضم قبیلہ کی طرف بھیجا ابو عبیدہ ابن الجراح کے لشکر کو محمد ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے، ابن ہشام نے کچھ مزید کہا ہے کہ عمرو بن امیہ ضمری کو مکہ میں ابو سفیان کے قتل کے لیے بھیجا، زید بن حارثہ کی جماعت مدین کی طرف بھیجی اور سالم بن عمیر ابو جعد کو ایک لشکر کا سپہ سالار بنایا۔ شیخ محی الدین نے کہا کہ عمر بن عوف نے یہ خبر دی ہے کہ ایک لشکر کا سپہ سالار عمیر بن عدی کو بنایا تھا۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے علقمہ بن مجدّ رکو ان لوگوں کی تلاش میں بھیجا جنہوں نے وقاص بن محرز کو وادی قرد میں قتل کیا تھا۔ کرز بن جابر کو ان چرواہوں کی تلاش میں بھیجا جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چرواہے کو قتل کیا تھا۔ ایک دفعہ حضرت علی بن ابی طالب کو لشکر دے کر یمن کی طرف بھیجا، اسامہ بن زید کو روم کی طرف بھیجا ابھی وہ لشکر لے کر مدینہ منورہ سے باہر نہ گئے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات فرما گئے اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عہدۂ خلافت پر فائز ہو کر اس لشکر کو بحال رکھتے ہوئے روم کی طرف بھیج دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ تمام لشکر ہجرت کے بعد مختلف اقوام کی سرکوبی کو گئے جیسے بڑے لشکر ہجرت کے بعد گئے تھے۔

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر جادُو

ساتویں سال یہود کے سردار مدینہ منورہ میں لبید بن اعصم کے پاس آئے جو بہت بڑا جادوگر تھا۔ انہوں نے اسے کہا۔ تم بہت بڑے جادوگر ہو ہم نے محمد پر بارہا جادو کیا ہے مگر ان پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوا ہم تم کو کچھ روپیہ دیتے ہیں تم ان پر ایسا جادو کرو جس سے وہ پریشان ہوں۔ پھر اس کو تین دینار دیئے۔ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کنگھی اور سر کے بالوں پر جادو کیا جو اس کو ایک یہودی غلام نے دیئے تھے وہ غلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا۔ لبید نے بالوں میں گیارہ گرہیں لگائیں ان میں ایک سوئی گاڑھی اور ذروان کے کنوئیں میں اسے دفن کر دیا۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مزاج شریف سال بھر متغیر رہا۔ ایک روایت میں چھ ماہ کا ذکر ہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ چالیس

دن جادو کا اثر رہا، جب حالات زیادہ خراب ہوئے تو جبرائیل علیہ السلام آئے اور آپ کو اس جادو کی خبر دی۔ آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا انہوں نے وہاں سے جادو نکالا اور جب اس کی گرہ کھولتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آرام محسوس فرماتے حتیٰ کہ جب آخری گرہ کھولی گئی تو آپ صحت مند ہو کر اٹھے گویا کہ رسیوں سے باہر آرہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کنوئیں کا پانی مسخ کر دیا اور وہ مہندی کے رنگ جیسا ہو گیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لبید کو حاضر ہونے کا حکم دیا۔ اس نے حاضر ہو کر اس کا اعتراف کر لیا اور یہ عذر کیا کہ اسے تین دیناروں نے اس پر آمادہ کیا تھا جو یہود نے اسے جادو کرنے کے عوض دیئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے معاف کر دیا۔ یہ جادو آپ کی عقل پر اثر انداز نہ ہوا البتہ بعض اعضاء میں اس کا اثر ہوا، مدینہ منورہ والوں سے ایک جماعت منافق ہو گئی جس کا رئیس عبداللہ بن اُبی بن سلول تھا۔ ان ہی کے بارے میں سورۂ منافق نازل ہوئی۔

فتح خیبر

ہجرت کے ساتویں سال فتح خیبر کے بعد ایک یہودی عورت نے آپ کو زہر دیا بخاری شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب خیبر فتح ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بکری کا گوشت بطور ہدیہ دیا گیا جس میں زہر ملا ہوا تھا۔ سلام بن مشکم کی بیوی زینب بنت حارث یہودی عورت نے آپ کو وہ ہدیہ بھیجا تھا اس سے پہلے اس نے یہ دریافت کر لیا تھا کہ آپ بکری کے گوشت سے کون سا حصہ پسند فرماتے ہیں اور وہ بازو کا گوشت تھا۔ اس نے اس حصہ میں زیادہ زہر ملا دیا جب آپ نے ذراع کے گوشت سے تناول فرمایا تو وہ ٹکڑا منہ میں پھرتا رہا گلے سے نیچے نہ اُترا۔ بشر بن براء نے کچھ کھایا اور لقمہ نگل گئے اور اسی سے وفات پا گئے۔ علامہ بیہقی رحمہ اللہ نے کہا کہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھایا اور صحابہ سے فرمایا تم یہ گوشت مت کھاؤ اس میں زہر ملا ہوا ہے۔ پھر اس عورت سے فرمایا تم نے ایسا کیوں کیا ہے؟ اس نے کہا۔ میرا ارادہ یہ تھا کہ اگر آپ نبی ہیں تو اللہ تعالیٰ آپ کو اس پر مطلع فرما دے گا اور اگر جھوٹے ہو تو لوگ آپ سے نجات پائیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کچھ نہ کہا۔ محدث عبدالرزاق رحمہ اللہ نے مزید کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کندھے پر سنگی لگوائی اور زہری سے روایت کی کہ وہ عورت مسلمان ہو گئی اور آپ نے اسے معاف کر

دیا۔ابن سعد نے کہا کہ آپ نے اسے بشر کے ولیوں کے حوالہ کردیا انہوں نے اسے قتل کردیا۔

سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے چچے

ذخائر عقبیٰ میں ہے کہ سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ چچے تھے جو عبدالمطلب کے بیٹے تھے۔آپ کے والد ماجد رضی اللہ عنہ تیرہویں صاحبزادے تھے۔ان کے نام یہ ہیں حارث،ابوطالب جن کا نام عبدمناف تھا، زبیر ان کی کنیت ابوالحارث تھی، ابولہب جس کا نام عبدالعزیٰ تھا، غیداق، مقوم، ضرار، قثم، عبدالکعبہ، حج ان کو مغیرہ بھی کہا جاتا ہے، امیر حمزہ اور عباس۔ان میں سے صرف یہ پانچ باقی رہے۔حارث، عباس، ابوطالب، ابولہب، اور عبداللہ۔ان میں سب سے بڑے حارث تھے اور انہی کے نام سے عبدالمطلب کی کنیت مشہور ہے۔وہ عبدالمطلب کے ساتھ زمزم کا کنواں کھودنے میں شریک تھے،ان میں سے صرف چار نے اسلام کا زمانہ پایا ہے اور وہ ابوطالب، ابولہب، حمزہ اور عباس ہیں مگر مسلمان صرف حمزہ اور عباس ہوئے۔ سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت میں امیر حمزہ شہداء کے سردار ہوں گے اور فرمایا کہ عباس میرا چچا ہے جو باپ کی طرح ہے۔حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ۳۵ا احادیث کی روایت کی ہے۔

پھوپھیاں

سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی چھ پھوپھیاں تھیں، صفیہ جس کا مسلمان ہونا محقق اور معروف ہے۔یہ حضرت زبیر بن عوام کی والدہ تھیں۔اروی اور عاتکہ ان کے اسلام لانے میں اختلاف ہے۔اُم حکیم، برّہ اور امیمہ ان کے مسلمان ہونے میں کوئی اختلاف نہیں یہ تمام حضرت صفیہ کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی حقیقی ہمشیرگان ہیں۔

ازواجِ مطہّرات

وہ بیویاں جو آپ کی صحبت میں رہیں اور انہیں علیحدہ نہیں فرمایا وہ بارہ خواتین ہیں۔ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے وحی کے بغیر نہ کسی عورت سے نکاح کیا اور نہ ہی اپنی کسی بیٹی کا نکاح کیا۔میرے رب کی طرف سے میرے پاس جبرائیل

علیہ السلام مذکور پیغام لے کر آتے تھے۔

۱۔ اُم المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

سب سے پہلی بیوی حضرت خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی ہیں۔ یہ قریشی قبیلہ اسد سے ہیں۔ ان کی والدہ فاطمہ بنت زائدہ بن اصم ہیں۔ ان کا مہر سونے کے پانچ صد درہم تھا۔ ان کی موجودگی میں آپ نے کسی عورت سے نکاح نہیں فرمایا۔ ان سے صرف ایک حدیث کی روایت ہے۔

۲۔ اُم المؤمنین سودہ رضی اللہ عنہا

دوسری بیوی حضرت سودہ بنت زمعہ ہیں۔ اظہارِ نبوت کے دس سال بعد آپ نے ان سے نکاح فرمایا۔ اس سے پہلے وہ اپنے چچا کے بیٹے کے نکاح میں تھیں۔ جب وہ بوڑھی ہوگئیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو طلاق دینے کا ارادہ فرمایا تو انہوں نے حضور سے عرض کیا۔ حضور مجھے طلاق نہ دیں میں اپنی باری حضرت عائشہ کو دیتی ہوں۔ وہ حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت تک زندہ رہیں۔

۳۔ اُم المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

تیسری بیوی حضرت عائشہ بنت ابوبکر صدیق بن ابو قحافہ ہیں۔ آپ قریشی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ مکہ مکرمہ میں نکاح فرمایا اس وقت ان کی عمر چھ یا سات برس کی تھی اور مدینہ منورہ میں ان کی رخصتی ہوئی جب کہ وہ نو برس کی تھیں بعض روایات میں دس برس کا ذکر ہے۔ نبوت کے چوتھے سال پیدا ہوئیں جیسا کہ مواہب لدنیہ میں ہے۔ ان کی والدہ امّ رومان بنت عامر بن عویمر ہیں۔ ان کا مہر چار سو درہم تھا۔ تمام بیویوں سے آپ حضور کو زیادہ محبوب تھیں، ان کی کنیت اُم عبداللہ ہے عبداللہ ان کی ہمشیرہ اسماء بنت ابی بکر کے لڑکے ہیں۔ اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے دو ہزار دو سو دس احادیث روایت کی ہیں۔ ۵۶ ہجری یا ۵۷ ہجری یا ۵۸ ہجری میں آپ کا انتقال ہوا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور آپ بقیع میں مدفون ہوئیں۔

۴۔ اُم المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا

چوتھی بیوی حضرت حفصہ بنت عمر بن خطاب بن نفیل قرشی ہیں ان کی والدہ زینب بنت مظعون بن حبیب ہے۔ ہجرت سے اڑھائی برس بعد شعبان میں ان کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح فرمایا وہ نبوت سے پانچ سال پہلے پیدا ہوئیں۔ ان کا مہر چار سو درہم تھا۔ انہوں نے ساٹھ احادیث روایت کی ہیں۔ انہوں نے ۴۵ ہجری کو شعبان میں وفات پائی۔ مروان بن حکم نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی جو اس وقت مدینہ منورہ کا حاکم تھا۔

۵۔ اُم المومنین زینب رضی اللہ عنہا

پانچویں بیوی حضرت زینب بنت خزیمہ بن حارث عربی ہلالی ہیں۔ ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے تیسرے سال نکاح فرمایا اور چار سو درہم ان کو مہر دیا۔ وہ صرف دو یا تین ماہ حرم مصطفےٰ میں رہ کر انتقال فرما گئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی نماز جنازہ پڑھی اور بقیع میں ان کو دفن کیا۔ اس وقت ان کی عمر شریف تیس برس تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں صرف ان کا اور خدیجہ و ریحانہ کا انتقال ہوا، اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ ریحانہ سے آپ نے نکاح فرمایا تھا۔

۶۔ اُم المومنین اُم سلمہ رضی اللہ عنہا

چھٹی بیوی اُم سلمہ ہند بنت ابو امیہ بن مغیرہ ہے۔ آپ نے ان کے ساتھ چار ہجری شوال کے آخر میں نکاح کیا، بعض نے دو ہجری میں اس نکاح کا ذکر کیا ہے۔ انہوں نے اپنے لڑکے سے کہا کہ میرا نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کر دو۔ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی والدہ کا نکاح کیا۔ اس سے یہ استدلال ہوتا ہے کہ بیٹا اپنی ماں کے نکاح کا ولی ہو سکتا ہے۔ یہ استدلال شوافع کے مذہب کے خلاف ہے انہوں نے ۳۲۸ احادیث روایت کی ہیں اور صحیح روایت کے مطابق ۶۰ ھ میں یزید بن معاویہ کے عہدِ حکومت میں فوت ہوئیں۔ وہ ۸۴ سال بقیدِ حیات رہیں۔ حضرت ابو ہریرہ

رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور وہ بقیع میں مدفون ہوئیں۔

۷۔ اُم المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا

ساتویں بیوی حضرت زینب بنت جحش بن رباب عربی ہیں وہ امیمہ بنت عبدالمطلب کی باندی تھیں۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کا نکاح کیا جب زید نے ان کو طلاق دے کر جدا کر دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ ہجری میں ان کے ساتھ نکاح فرمایا۔ایک روایت میں تین ہجری میں اور ایک روایت میں چار ہجری کا ذکر ہے۔اور چار سو درہم ان کو مہر دیا۔وہ اس وقت ۳۵ برس کی تھیں۔انہوں نے دس احادیث روایت کی ہیں وہ اکیس یا بائیس ہجری میں فوت ہوئیں۔ان کی عمر شریف ۵۳ برس تھی۔سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور وہ بقیع میں مدفون ہوئیں۔

۸۔ اُم المؤمنین جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا

آٹھویں بیوی حضرت جویریہ بنت حارث بن ابی ضرار خزاعیہ مصطلقیہ ہیں۔ابن ہشام نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ثابت بن قیس سے خریدا اور آزاد کر کے ان کے ساتھ نکاح کر لیا۔چار سو درہم ان کو مہر دیا۔کہا جاتا ہے کہ اس کا باپ مسلمان ہو گیا تھا اور اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کا نکاح کیا۔انہوں نے سات احادیث روایت کی ہیں۔۵۶ ہجری ربیع الاوّل میں مدینہ منورہ میں ان کا انتقال ہوا۔ان کی عمر شریف ستر برس تھی۔مروان بن حکم نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

۹۔ اُم المؤمنین ریحانہ رضی اللہ عنہا

نوویں بیوی حضرت ریحانہ بنت یزید، بنی نضیر قبیلہ سے تعلق رکھتی تھیں وہ بنو قریظہ کے قیدیوں میں قید ہو کر آئیں۔ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لئے مخصوص فرمایا وہ بہت خوبصورت تھیں۔سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اسلام اور اپنے پہلے دین میں اختیار دے دیا تو انہوں نے اسلام کو پسند کیا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آزاد کر کے ان سے نکاح فرما لیا اور چھ ہجری محرم

میں ان سے شادی کر لی۔ ان کی انتہائی غیرت کی وجہ سے آپ نے ان کو طلاق دے دی۔ جب اس نے بہت رونا شروع کیا تو آپ نے رجوع فرمالیا وہ ہمیشہ آپ کی صحبت میں رہیں حتیٰ کہ حجۃ الوداع سے واپسی میں انتقال فرماگئیں اور بقیع میں مدفون ہوئیں۔ بعض نے کہا ہے وہ باندی ہونے کی صورت میں آپ کی صحبت میں رہیں۔ اسی لئے اکثر مؤرخین نے ان کو ازواج میں ذکر نہیں کیا۔

۱۰۔ اُم المؤمنین اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا

دسویں بیوی حضرت اُم حبیبہ رملہ بنت ابوسفیان بن صخر بن حرب بن امیہ بن عبدشمس قرشیہ امویہ ہیں۔ ان کی والدہ صفیہ بنت ابوالعاص حضرت عثمان بن مظعون کی پھوپھی ہے۔ خالد بن سعید بن عاص نے حبشہ میں ان کا نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا۔ انہوں نے اپنے شوہر عبید اللہ بن جحش کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی وہ نصرانی ہوگیا مگر آپ اسلام پر ثابت قدم رہیں۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن اُمیہ کو نجاشی کی طرف بھیجا نجاشی نے چار سو دینار ان کا مہر ادا کیا اور ان کے عقدِ نکاح کے ولی خالد بن سعید ہوئے کیونکہ وہ ام حبیبہ کے باپ کے چچا کے بیٹے تھے۔ نجاشی نے ان کو سات ہجری میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مدینہ منورہ روانہ کر دیا۔ وہ ۴۴ ہجری میں فوت ہوئیں۔

۱۱۔ اُم المؤمنین صفیہ رضی اللہ عنہا

گیارہویں بیوی حضرت صفیہ بنت حیّ بن اخطب غیر عربی ہیں وہ سیّدنا ہارون بن عمران علیہ السلام کی اولاد سے اور بنی اسرائیل کے قبیلہ بنی نضیر سے تھیں، ان کی والدہ برّہ بنت شمول تھی ان کا باپ بنی نضیر کا بادشاہ تھا جو بنی قریظہ میں قتل ہوگیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خیبر کے قیدیوں سے اپنے لئے مخصوص فرمایا اور آزاد کر کے نکاح فرمالیا۔ ان کا آزاد کرنا ہی ان کا مہر قرار دیا وہ بہت خوبصورت تھیں۔ اس وقت سترہ برس کی نہ ہوئی تھیں۔ انہوں نے دس احادیث روایت کی ہیں وہ پچاس یا باون ہجری رمضان شریف میں فوت ہوئیں اور بقیع میں مدفون ہوئیں۔

۱۲۔ اُم المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا

بارھویں بیوی حضرت میمونہ بنت حارث عربیہ ہلالیہ ہیں ان کی والدہ ہند بنت عوف بن زہیر ہے۔ان کا نام برہ تھا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میمونہ نام رکھا۔ یہ حضرت ابن عباس اور خالد بن ولید کی خالہ تھیں۔ انہوں نے ۷۶ احادیث روایت کی ہیں۔۵۱ ہجری میں فوت ہوئیں۔ان کی عمر شریف اسی برس تھی۔ یہ آخری بیوی ہے جن کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح فرمایا تھا اور تمام ازواج سے آخر میں فوت ہوئیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رحلت فرمائی اس وقت آپ کی نو بیویاں تھیں۔ایک شاعر نے اپنے کلام میں ان کے نام درج کئے ہیں۔

توفی رسول الله عن تسع نسوة	اليهن تعزى المكرمات و تنسب
فعائشة وميمونة و صفية	وحفصة تتلوهن هند و زينب
جويرية مع رملة ثمّ سودة	ثلاث وستّ ذكرهن مهذّب

ترجمہ: ۱۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نو بیویوں کی موجودگی میں وفات پائی ،تمام پاکیزہ اخلاق ان کی طرف منسوب ہیں۔

۲۔وہ عائشہ،میمونہ،صفیہ،حفصہ ہیں جن کے بعد ہند اور زینب ہیں۔

۳۔جویریہ، رملہ پھر سودہ۔ یہ نو ہیں ان کا ذکر پاک وصاف ہے۔

تفصیل ازواج و بنات

شیخ الاسلام زکریا انصاری نے بہجۃ الحاوی میں ذکر کیا کہ تمام بیویوں سے افضل خدیجہ اور عائشہ ہیں۔ پھر ان دونوں میں کلام ہے کہ ان میں سے کون افضل ہے۔ابن عماد نے خدیجہ کی افضلیت ثابت کی ہے کیونکہ یہ امر ثابت ہے کہ جب اُم المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خدیجہ سے بہتر بیوی دی ہے تو آپ نے فرمایا ہرگز نہیں اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سے بہتر بیوی نہیں دی ، وہ مجھ پر اس وقت ایمان لائی جب کہ لوگوں نے میری تکذیب کی، اس نے مجھے اس وقت مال دیا جب کہ لوگوں نے مجھے محروم کیا۔ جوہرہ کی شرح عبدالسلام میں اسے یوں ذکر کیا ہے۔ ازواجِ مطہرات میں سے افضل خدیجہ اور عائشہ ہیں مگر ان کی آپس میں

افضلیت میں اختلاف ہے۔ابن عماد نے خدیجہ اور فاطمہ رضی اللہ عنہما کی فضیلت کی وضاحت کی ہے لہٰذا خدیجہ عائشہ سے افضل ہے۔علامہ سبکی سے جب یہ پوچھا گیا تو انہوں نے کہا ہمارے نزدیک جو مختار ہے اور جو ہمارا مسلک ہے وہ یہ ہے کہ سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سب سے افضل ہیں پھر ان کی والدہ پھر عائشہ افضل ہیں۔علام سبکی کے نزدیک مختار یہ ہے کہ مریم خدیجہ سے افضل ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام جہان میں بہتر مریم بنت عمران ہے پھر خدیجہ بنت خویلد پھر فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پھر آسیہ بنت مزاحم (فرعون کی بیوی) افضل ہیں، نیز ان دونوں کی نبوت[1] میں اختلاف ہے (مریم اور آسیہ) شیخ الاسلام نے بخاری کی شرح میں ذکر کیا ہے کہ ہمارے نزدیک مختار یہ ہے کہ افضلیت کے مختلف احوال ہیں۔عائشہ رضی اللہ عنہا علم میں افضل ہیں، خدیجہ رضی اللہ عنہا سب سے پہلی بیوی ہونے اور مشکل امور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اعانت کرنے میں افضل ہیں۔سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا قرابت کے اعتبار سے۔مریم علیہا السلام کی نبوت میں اختلاف اور قرآن کریم میں انبیاء کرام علیہم السلام کی صف میں ذکر کے اعتبار سے افضل ہیں، حضرت آسیہ بھی اسی اعتبار سے افضل ہیں مگر نبیوں کی صف میں ان کا ذکر نہیں، وہ احادیث اور اخبار جو ان کی فضیلت میں مختلف آئی ہیں، ان کو انہی اعتبارات سے دیکھا جائے گا۔اخبار کے اتفاق کا یہ اچھا طریقہ ہے جب کہ تفضیل احوال اور اچھے اخلاق کے لحاظ سے ہو۔اگر یہ کہیں کہ تفضیل کثرتِ ثواب کے اعتبار سے ہوتی ہے تو زیادہ قریب یہی ہے کہ اس مسئلہ میں توقف کیا جائے جیسا کہ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔برہان حلبی نے کہا کہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہم پلہ ہے۔باقی ازواج میں ہمارے استاد کسی صریح کلام پر مطلع نہیں ہوئے اور نہ ہی آپ کے صاحبزادوں کی ایک دوسرے پر فضیلت پر واقف ہوئے ہیں اور نہ صاحبزادوں اور صاحبزادیوں میں ایک دوسرے کی فضیلت پر واقف ہوئے ہیں۔ہاں اللہ تعالیٰ نے جو مردوں کو عورتوں پر شرافت و بزرگی دی ہے وہ علیحٰدہ بات ہے۔اور نہ ہی سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ باقی صاحبزادیوں میں فضیلت کا کہیں ذکر ہے ہاں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا تمام صاحبزادیوں سے افضل ہیں اور اسی طرح نہ ہی سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے سوا باقی صاحبزادیوں اور ازواج مطہرات میں فضیلت مذکور ہے اگرچہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا میں تفضیل کی علت یعنی قرابت باقی میں بھی پائی جاتی ہے۔اس لئے اس مسئلہ میں خاموشی ہی افضل ہے۔واللہ اعلم۔

---

[1] جمہور کا مسلک یہی ہے کہ کوئی عورت نبی نہیں ہوئی۔

باندیاں

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی باندیاں چار تھیں۔ ماریہ قبطیہ کو ان کی ہمشیرہ۔ سیرین سمیت مقوقس نے آپ کو نذرانہ پیش کیا۔ اس کے ساتھ ایک ہزار مثقال سونا، بیس قباطی مصری کپڑے، مابور، سرخ سیاہ خچر جسے دُلدُل کہا جاتا ہے، گدھا جو یعفور کے نام سے مشہور ہے، بنہا کا شہد، یہ شہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوب پسند آیا اور آپ نے بنہا کے شہد کے لئے برکت کی دُعا فرمائی۔ ابن اثیر نے کہا "بنہا" مصر کے دیہات سے ایک گاؤں کا نام ہے۔ اس کے شہد کے لئے آپ نے دُعا فرمائی تھی۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب مصر فتح ہوگا۔ اس کے باشندوں سے اچھا سلوک کرنا کیونکہ ان سے ہمارا رحم اور سسرالی تعلق ہے۔ رحم سے مراد سیدنا اسماعیل بن ابراہیم علیہما السلام کی والدہ ہیں کیونکہ وہ قبطیہ تھیں اور سسرال سے مراد آپ کے صاحبزادے ابراہیم کی والدہ ماریہ ہیں، کیونکہ وہ بھی قبطیہ ہیں۔ جب ماریہ قبطیہ سے شاہزادہ ابراہیم رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ماریہ کو اس کے صاحبزادے نے آزاد کرادیا ہے۔ وہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں دس ہجری کو انتقال کر گئیں۔ عمر فاروق نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور وہ بقیع میں مدفون ہوئیں دوسری ریحانہ جس میں اختلاف ہے اور ازواج میں گزر چکا ہے۔

تیسری جاریہ جسے آپ کو اُم المؤمنین زینب بن جحش نے نذرانہ پیش کیا اور چوتھی "جاریہ" یہ قرظیہ ہے۔

اولاد

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد سات افراد ہیں تین صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں۔ سب سے پہلے صاحبزادے قاسم ہیں۔ انہی کے نام سے آپ کی کنیت ابوالقاسم ہے پھر زینب پیدا ہوئیں پھر رقیہ پھر فاطمہ پھر اُم کلثوم پیدا ہوئیں ان کا نام غیر معروف ہے پھر عبداللہ ان کو طیب وطاہر کہا جاتا ہے، بعض کا قول ہے کہ طیب وطاہر، عبداللہ کے علاوہ ہیں۔ ابراہیم کے علاوہ آپ کی تمام اولاد مکہ مکرمہ میں خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ہوئی۔ ابراہیم مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے ان کی والدہ ماریہ ہیں۔ رضی اللہ عنہم۔

شہزادہ قاسم رضی اللہ عنہ

شہزادہ قاسم رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ میں انتقال کر گئے۔ان کی عمر شریف دو برس تھی۔ک بعض اس سے کم وبیش ذکر کرتے ہیں۔آپ کی اولاد میں سے سب سے پہلے انہوں نے وفات پائی۔

شہزادہ ابراہیم رضی اللہ عنہ

عبداللہ بھی مکہ مکرمہ میں بچپن ہی میں فوت ہو گئے تھے۔شہزادہ ابراہیم رضی اللہ عنہ آٹھ ہجری ذی الحجہ میں پیدا ہوئے۔پیدائش سے ساتویں دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے عقیقہ میں دو مینڈھے ذبح فرمائے اور ان کا نام رکھا ان کے سر کے بال اُتارے اور بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کی۔وہ دس ہجری میں فوت ہوئے،اس وقت ان کی عمر شریف ایک سال دس ماہ یا ایک سال چھ ماہ تھی۔وہ بقیع میں دفن ہوئے۔

شہزادی زینب رضی اللہ عنہا

محمد بن اسحاق نے کہا کہ میں نے عبداللہ بن محمد بن سلیمان سے سنا وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم کی شہزادی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا آپ کی ولادت شریف سے تیسویں سال پیدا ہوئیں۔انہوں نے اسلام کا زمانہ پایا اور اسلام قبول کیا پھر ہجرت کی۔ان کے والد ماجد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے بہت محبت کرتے تھے ان کے ماموں زاد بھائی ابوالعاص بن ربیع بن عبدالعزیٰ نے ان سے نکاح کیا اور جب وہ مسلمان ہوئے تو تجدید نکاح کے بغیر آپ نے دونوں کو جمع کر دیا۔بعض نے روایت کی کہ شروع ہی سے آپ نے ان میں تفریق نہیں کی تھی کیونکہ مسلمان عورت کے ساتھ مشرک کے نکاح کی تحریم ہجرت کے بعد ہوئی۔اُم المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت کی کہ اسلام نے زینب اور ابوالعاص کے درمیان تفریق کر دی تھی مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں ان میں تفریق نہیں فرمائی تھی کیونکہ آپ مکہ میں مغلوب تھے۔ابوالعاص سے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے علی اور امامہ کو جنم دیا۔علی تو بلوغ سے پہلے فوت ہو گئے اور امامہ کے ساتھ حضرت علی نے

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وصیت کے مطابق ان کے انتقال کے بعد نکاح کیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد مغیرہ بن نوفل بن حارث بن عبدالمطلب نے حضرت علی کی وصیّت کے مطابق نکاح کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے بہت محبت کیا کرتے تھے اور انہی کو نماز میں کندھے پر اٹھایا کرتے تھے جب رکوع فرماتے تو انہیں نیچے اُتار دیتے جب سجدہ سے سر مبارک اٹھاتے تو پھر کندھے پر اُٹھا لیتے تھے۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے آٹھ ہجری کو وفات پائی۔

شہزادی رقیّہ رضی اللہ عنہا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ صاجزادی جب پیدا ہوئیں اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف ۳۳ برس تھی۔ ان کے ساتھ عتبہ بن ابی لہب اور ان کی ہمشیرہ اُم کلثوم رضی اللہ عنہا سے عتبہ کے بھائی عتیبہ نے نکاح کیا۔ جب تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَهَبٍ سورہ نازل ہوء، تو ابولہب نے اپنے دونوں بیٹوں سے کہا کہ جب تک محمد کی دونوں بیٹیوں کو طلاق نہ دو گے میرا سر تمہارے سر سے جُدا رہے گا۔ انہوں نے دونوں صاجزادیوں کو اپنے نکاحوں سے جُدا کر دیا جب کہ دونوں صاجزادیوں کے ساتھ ان کے شوہروں نے ہم بستری نہیں کی تھی۔ حضرت قتادہ سے روایت ہے کہ عتیبہ نے جب اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کو جُدا کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کہنے لگا۔ میں نے آپ کے دین سے کفر وانکار کیا ہے آپ کی بیٹی مجھ سے محبت نہیں کرتی میں نے اسے جُدا کر دیا ہے میں آپ سے محبت نہیں کرتا اور میں شام کی طرف تجارت کے لیے جا رہا ہوں۔ پھر اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کر دیا اور آپ کی قمیص پھاڑ ڈالی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ وہ تیرے اوپر اپنا کتا مسلط کردے۔ عتیبہ قریش کے تاجروں کے ساتھ نکلا حتیٰ کہ شام میں زرقاء کے مقام پر رات بسر کرنے کے لیے ٹھہرے تو اسی رات ایک شیر آیا۔ عتیبہ کہنے لگا۔ ہائے میری ماں وہ شیر مجھے کھا جائے گا جیسا کہ میرے لئے محمد نے بددُعا کی ہے۔ کیا ابن ابی کبشہ مجھے قتل کردے گا۔ حالانکہ وہ مکہ میں ہے اور میں ملک شام میں ہوں۔ لوگوں کے سامنے شیر نے اس پر حملہ کر دیا اور اس کا سر پکڑ کر زمین پر مار کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا بعض کہتے ہیں کہ جسے شیر نے کھایا تھا وہ عتبہ تھا عتیبہ نہ تھا اور جو مسلمان ہوا تھا وہ عتیبہ تھا اسی طرح شفاء میں ہے۔

جناب ابو کبشہ

ابو کبشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ننھیال میں سے ہے اسی طرح تفسیر خطیب میں ہے۔
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف اس لیے منسوب ہیں کہ ابو کبیشہ نے قریش اور عبدالشعری کی مخالفت کی تھی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے دین کی مخالفت کی تو کفار قریش نے کہا، ان کو ابو کبشہ کھینچ لے گیا ہے۔
یہ بھی کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رضاعی باپ حلیمہ سعدیہ کا شوہر تھا اسے ابو کبشہ کہا جاتا تھا۔اس طرح ذخائر العقبیٰ میں ہے۔

سیّدہ رقیہ کی شادی

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مکہ میں رقیہ سے نکاح کیا جو اللہ تعالیٰ کے ایماء سے تھا۔
چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔اللہ تعالیٰ نے مجھے وحی کی ہے کہ میں اپنی کریمہ کا نکاح عثمان بن عفان سے کردوں اسے طبرانی نے اپنے معجم میں ذکر کیا ہے۔بعض روایات میں ہے میں اپنی دو کریموں رقیہ اور اُم کلثوم کا نکاح عثمان بن عفان سے کردوں (یکے بعد دیگرے) سیّدی عثمان غنی رضی اللہ عنہ حضرت رقیہ کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے، پھر وہاں سے مدینہ منورہ ہجرت کی۔ رقیہ نیک خو اور نیک صورت وسیرت تھیں۔
حیٰوۃ حیوان میں ہے کہ جب سیدہ رقیہ نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تو حبشی نوجوان ان کے سامنے آتے اور ان کی خوبصورتی سے تعجب کرتے تھے۔اس حرکت سے صاحبزادی کو سخت دُکھ پہنچا تو ان کے لئے بددُعا کی جس سے وہ سارے کے سارے ہلاک ہوگئے۔انہوں نے عثمان سے حبشہ میں ایک بچے کو جنم دیا جس کا نام عبداللہ رکھا انہی کے نام سے حضرت عثمان کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔مصعب نے کہا کہ یہ بچہ جب چھ سال کا ہوا تو ان کی آنکھ میں مرغ نے چونچ ماری جس سے ان کا چہرہ زخمی ہوگیا اور وہ بیمار ہو کر فوت ہوگئے۔ مصعب کے غیر نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی نماز جنازہ پڑھی اور ان کی قبر میں ان کے باپ حضرت عثمان اُترے۔حضرت رقیہ مدینہ منورہ میں فوت ہوئیں۔

انہی کے باعث حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جنگ بدر میں شامل نہ ہو سکے تھے۔ جب زید بن حارث فتح کی خوشخبری لے کر مدینہ منورہ پہنچے تو اس وقت حضرت عثمان رقیہ رضی اللہ عنہا کی قبر پر کھڑے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کا افسوس فرماتے تو یہ فرمایا کرتے تھے۔ اللہ کی حمد ہے جس نے لڑکیوں کو باعزت دفن کیا۔ اسے دولابی نے ذکر کیا ہے۔ مدینہ منورہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے کے ایک سال دس ماہ بیس روز بعد ان کی وفات ہوئی۔ اسے ابن قتیبہ نے ذکر کیا ہے۔

صاحبزادی اُم کلثوم رضی اللہ عنہا

پہلے گزر چکا ہے کہ عتیبہ بن ابولہب نے ان سے نکاح کیا تھا پھر ہم بستر ہونے سے پہلے ہی ان کو جدا کر دیا۔ جب ان کی ہمشیرہ رقیہ کا انتقال ہوا تو اللہ تعالیٰ کی وحی کے مطابق سیّدنا عثمان بن عفان نے ان کے ساتھ نکاح کر لیا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کے دروازے کے پاس حضرت عثمان سے ملے اور فرمایا اے عثمان یہ جبرائیل ہیں جو اللہ کا یہ پیغام لائے ہیں کہ رقیہ کے مہر کی مثل مہر مقرر کر کے میں تیرے ساتھ اُم کلثوم کا نکاح کر دوں۔ ابن ماجہ، حافظ ابوالقاسم دمشقی اور امام ابوالخیر قزوینی حاکم نے اس حدیث کو ذکر کیا ہے۔ ابوہریرہ ہی سے ایک اور روایت ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا جب میری بیوی یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی فوت ہوئیں تو میں بہت رویا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آپ کیوں رو رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ اس لئے کہ آپ سے میری دامادی کا تعلق منقطع ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا یہ جبرائیل ہے اس نے مجھے اللہ تعالیٰ کا حکم پہنچایا ہے کہ میں تیرے ساتھ رقیہ کی ہمشیرہ کا نکاح کر دوں اور اسی کے مہر کی مثل اس کا مہر مقرر کر دوں۔ اس روایت کو فضائلی نے ذکر کیا ہے۔ سعید بن مسیب نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی رقیہ انتقال کر گئیں۔ ادھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حفصہ بیوہ ہو گئیں تو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ وہ حفصہ سے نکاح کر لیں، لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ یہ خبر سن چکے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حفصہ سے نکاح کی خواہش رکھتے ہیں اس لئے حضرت عثمان خاموش رہے۔ عمر فاروق نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا۔ کیا میں آپ کو اس سے بہتر مشورہ نہ دوں کہ میں حفصہ سے

نکاح کرلوں اور عثمان کو حفصہ سے بہتر رقیہ سے نکاح کردوں۔اسے ابوعمر نے ذکر کیا ہے اور کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

ربعی بن حراش نے حضرت عثمان سے روایت کی کہ عمر فاروق نے مجھے اپنی بیٹی حفصہ کی شادی کا پیغام بھیجا اور یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی۔ جب عمر بن خطاب حضور کے پاس گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے عمر! حفصہ کی شادی کے لئے میں تجھے عثمان سے بہتر شخص کی طرف راہنمائی کروں۔ اور عثمان کو تجھ سے بہتر کی طرف راہنمائی کروں۔

عرض کیا۔ ''جی ہاں''۔

فرمایا۔ تم اپنی بیٹی کی شادی مجھ سے کردو۔ میں عثمان سے اپنی بیٹی کی شادی کردیتا ہوں اس روایت کو علامہ تجندی نے ذکر کیا ہے۔ اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ دونوں میں سے بڑی کون سی صاحبزادی تھیں اُم کلثوم بڑی تھیں یا رقیہ۔ البتہ رقیہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بڑی تھیں۔ ام کلثوم نو ہجری میں فوت ہوئیں۔ ان کے باپ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور ان کی قبر میں علی، فضل، اسامہ بن زید اور ابوطلحہ انصاری اُترے۔ اسماء بنت عمیس۔ صفیہ بنت عبدالمطلب نے غسل دیا جبکہ اُم عطیہ پاس موجود تھیں۔ اس صاحبزادی کے ہاں اولاد نہیں ہوئی۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت فاطمہ اس وقت پیدا ہوئیں جب قریش کعبہ کی تعمیر کر رہے تھے۔ یہ اظہارِ نبوت سے پانچ سال قبل کا واقعہ ہے۔ یہ سب سے چھوٹی صاحبزادی ہیں۔ ان کی والدہ بھی خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ ابوجعفر رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ حضرت عباس، علی اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے تو وہ ایک دوسرے سے یہ کہہ رہے تھے کہ ہم سے کون بڑا ہے۔ حضرت عباس نے کہا اے علی تم کعبہ کی تعمیر سے کئی سال پہلے پیدا ہوئے اور اے فاطمہ تو اس سال پیدا ہوئی جب کہ قریش کعبہ کی تعمیر کر رہے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف اس وقت ۳۵ برس تھی۔ اظہارِ نبوت سے پانچ سال قبل کا یہ واقعہ ہے۔ اسے علامہ دولابی نے روایت کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ فاطمہ سے بہت محبت فرماتے تھے۔ چنانچہ اُم المومنین عائشہ

سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیایا رسول اللہ کیا وجہ ہے جب فاطمہ آتی ہیں تو آپ اپنی زبان شریف ان کے منہ میں رکھ دیتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ اسے شہد کھلاتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب میں آسمانوں کی سیر کو گیا تو مجھے جبریل نے ایک سیب دیا۔ میں نے وہ کھالیا اور وہ میری پشت میں نطفہ بن گیا۔ جب میں واپس آیا اور خدیجہ سے ہم بستر ہوا۔ اس مقدّس صحبت سے فاطمہ پیدا ہوئی۔ جب میں اس سیب کی خواہش کرتا ہوں اسے بوسہ دیتا ہوں۔ اسے ابوسعد نے شرفِ نبوت میں ذکر کیا ہے۔ ایک اور روایت میں اُم المؤمنین عائشہ نے کہا۔ آپ فاطمہ کو بہت بوسے دیتے ہیں۔ فرمایا۔ جس رات جبرائیل نے مجھے آسمانون کی سیر کرائی مجھے جنت میں لے گئے اور اس کے سب پھل مجھے کھلائے وہ میری پشت میں پانی ہوگئے تو خدیجہ کے پیٹ میں فاطمہ تشریف لے آئیں۔ جب میں ان پھلوں کا شوق کرتا ہوں تو فاطمہ کو بوسہ دیتا ہوں، فاطمہ کی خوشبو سے ان تمام پھلوں کی کیفیت پاتا ہوں جو میں نے جنت میں کھائے تھے۔ اسے فضل خیرون نے ذکر کیا ہے۔ اسی طرح ذخائر عقبیٰ میں ہے۔

بعض علماء نے کہا ہے ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ولادت نبوّت کے بعد ہوئی ہے کیونکہ معراج کا واقعہ نبوت کے بعد کا ہے۔ ابوعمر نے صراحت کی ہے کہ فاطمہ کی ولادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے ۴۱ سال بعد ہوئی ، مگر ''دُرراصداف'' میں اس کی تردید مذکور ہے۔ اس کی عبارت یہ ہے۔ یہ روایت کہ معراج کی رات میرے پاس جبرائیل جنت سے سیب لے کرآئے وہ میں نے کھالیا۔ اس لئے خدیجہ نے فاطمہ کو جنم دیا اور جب مجھے جنت کی خوشبو کا شوق پیدا ہوا میں فاطمہ کی گردن سونگھتا ہوں۔ حاکم کے اس روایت کی تصحیح پر ائمہ کرام نے تردید کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ روایت جھوٹ موضوع اور واضح طور پر موضوع ہے، کیونکہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نبوت سے پہلے پیدا ہوئیں چہ جائیکہ معراج کی رات کا ذکر کیا جائے۔ اسے ابن حجر نے شرح ہمزیہ میں ذکر کیا ہے۔ بخاری، مسلم اور ترمذی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا۔ کثیر تعداد میں مرد کامل ہوئے، مگر عورتوں میں صرف مریم بنت عمران، آسیہ بنت مزاحم جو فرعون کی بیوی تھی، خدیجہ بنت خویلد اور فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کامل ہوئیں۔ ''معالم العترة النبوة'' میں مرفوع روایت ہے کہ قتادہ نے انس سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورتوں میں بہتر فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور فرعون کی بیوی آسیہ ہیں۔ اُم المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا

سے کہا گیا میں آپ کو یہ خوشخبری نہ دوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے یہ کہتے ہوئے سنا کہ چار عورتیں جنت کی عورتوں کی سردار ہیں۔ مریم بنت عمران، فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، خدیجہ بنت خویلد اور آسیہ بنت مزاحم۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن یہ کہا جائے گا۔ اے اہل محشر اپنی نگاہیں جھکا لو تا کہ فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جائیں۔ آپ جب تشریف لے جائیں گی، ان پر دو سبز چادریں ہوں گی۔ بعض روایات میں سُرخ چادروں کا ذکر آتا ہے۔ مسند امام احمد رحمہ اللہ میں حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میری والدہ نے مجھ سے پوچھا تم کب سے حضور کی خدمت میں رہ رہے ہو۔ میں نے لمبی مدت کا ذکر کیا، جب سے میں خدمت میں رہتا تھا۔ وہ مجھ پر ناراض ہوئیں اور مجھے گالی دی۔ میں نے ان سے کہا چھوڑیئے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں اور حضور کے ساتھ مغرب کی نماز ادا کرتا ہوں پھر حضور سے علیحدہ نہ ہوں گا جب تک حضور میرے لیے مغفرت کی دُعا نہ کریں گے۔ چنانچہ میں حاضر ہوا اور آپ کے ساتھ مغرب وعشاء کی نماز ادا کی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز سے فارغ ہو کر تشریف لے جانے کا ارادہ فرمایا تو میں آپ کے پیچھے پیچھے ہولیا۔ ایک شخص نے آپ کے سامنے آکر کچھ پوشیدہ گفتگو کی اور چلا گیا میں بدستور آپ کے پیچھے چل رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھے چلنے کی آواز سنی اور فرمایا تم کون ہو؟ میں نے عرض کیا۔ ”حذیفہ بن یمان ہوں“۔

فرمایا، کس لئے پیچھے آرہے ہو؟

میں نے اپنی والدہ کی گفتگو عرض کی۔ فرمایا اللہ تعالیٰ تم کو اور تمہاری والدہ کو بخشے پھر فرمایا میرے سامنے آکر گفتگو کرنے والے شخص کو تم نے دیکھا تھا؟ میں نے عرض کیا جی ہاں یارسول اللہ ضرور دیکھا تھا۔

فرمایا۔ وہ فرشتہ تھا اس سے پہلے وہ کبھی زمین پر نازل نہیں ہوا۔ اس نے میرے رب سے اجازت حاصل کی تھی کہ مجھے سلام عرض کرے اور یہ خوشخبری دے کہ حسن و حسین دونوں جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں اور فاطمہ تمام جہانوں کی عورتوں کی سردار ہیں نیز مسند امام احمد میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا چلنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چلنے کی مثل تھا وہ تشریف لائیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مرحبا۔ یہ میری بیٹی ہے۔ پھر انہیں

دائیں طرف بٹھایا اور ان سے خفیہ گفتگو فرمائی وہ رو پڑیں۔ پھر آپ نے فاطمہ سے خفیہ گفتگو فرمائی تو وہ ہنس پڑیں۔ میں نے آج کے دن کی مثل کبھی نہیں دیکھی جس میں خوشی غم کے بہت قریب ہو پھر میں نے سیدہ سے اس کا سبب دریافت کرنا چاہا تو انہوں نے فرمایا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راز کی بات کبھی ظاہر نہ کروں گی حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات فرما گئے۔ پھر میں نے دریافت کیا تو فرمایا۔ حضور نے مجھ سے راز کی بات کہی تھی کہ جبرائیل میرے ساتھ ہر سال ایک مرتبہ قرآن کریم کا دَور فرمایا کرتے تھے۔ اس سال انہوں نے دو مرتبہ قرآن کا دور کیا ہے۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ میری موت قریب آ گئی ہے اور میرے اہل بیت سے تُو سب سے پہلے مجھے ملے گی میں تیرے لیے بہتر آگے جانے والا ہوں۔ اس لئے میں رو پڑی تھی پھر فرمایا اے فاطمہ تو اس سے راضی نہیں کہ تو اس اُمت کی عورتوں کی سردار ہوگی یا تمام جہانوں کی عورتوں کی سردار ہوگی۔ اس وقت مجھے ہنسی آئی تھی۔ تمام، بزار، طبرانی اور شیخ ابو نعیم رحمہم اللہ تعالیٰ نے حدیث ذکر کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ فاطمہ نے اپنی عصمت کی حفاظت کی اللہ تعالیٰ نے اس کی اولاد کو دوزخ کے لیے حرام کر دای۔

ایک دوسری روایت میں ہے اللہ تعالیٰ نے فاطمہ اور اس کی اولاد کو دوزخ کے لیے حرام کر دیا ہے۔

دیلمی نے مرفوع روایت کی کہ سیدہ فاطمہ کا یہ نام اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اور اس کے ساتھ محبت کرنے والوں کو دوزخ سے دُور کر دیا ہے۔ طبرانی نے اپنے ثقہ راویوں کی سند سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ تجھے عذاب نہ دے گا اور نہ ہی تیری اولاد کو عذاب دے گا۔ مجاہد سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ فاطمہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے باہر تشریف لائے اور فرمایا جو اسے پہچانتا ہے وہ تو پہچانتا ہی ہے اور جو نہیں جانتا وہ اب سمجھ لے کہ یہ فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے یہ میرے گوشت کا ٹکڑا ہے، یہ میرا قلب ہے یہ میری روح ہے جس نے اسے ایذا دی اُس نے مجھے اذیّت پہنچائی اور جس نے مجھے اذیت پہنچائی اس نے اللہ کو اذیّت دی۔

اصبغ بن نباتہ نے ابو ایوب انصاری سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ پہلے اور پچھلے سب لوگوں کو محشر میں جمع کرے گا پھر منادی عرش سے آواز دے گا۔ خداوند قدوس فرماتا ہے کہ اپنے سروں کو نیچا کر لو اور آنکھیں بند کر لو کیونکہ فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ

وسلم پلصراط سے گزرنا چاہتی ہیں۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب میں ساتویں آسمان سے گزرا تو اس میں مریم (عیسیٰ کی والدہ) فرعون کی بیوی آسیہ اور خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہن کے یاقوت کے محل دیکھے اور فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سرخ موتیوں سے جڑاؤ کے ستر محل دیکھے جن کے دروازے موتیوں کے تھے ان کی چارپائیاں ایک ہی لکڑی سے تھیں۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں سب سے پہلے علی اور فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوں گے۔

حضرت علی کی حضرت فاطمہ سے شادی (رضی اللہ عنہما)

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ہجرت کے دوسرے سال رمضان شریف میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا اور اسی سال ان کی رخصتی ہوئی۔ شیخ ابو علی حسن بن احمد بن ابراہیم بن سنان نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کی، انہوں نے کہا۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا آپ پر وحی نازل ہوئی۔ جب فرشتہ چلا گیا تو مجھے فرمایا۔ انس کیا تو جانتا ہے کہ جبرائیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے کیا پیغام لائے ہیں؟ میں نے عرض کیا۔ میرے ماں باپ فدا ہوں جبرائیل علیہ السلام کیا خبر لائے ہیں۔

فرمایا۔ مجھے جبرائیل نے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو حکم فرماتا ہے کہ فاطمہ کا علی سے نکاح کر دیجئے۔ جاؤ ابو بکر، عمر، عثمان، طلحہ، زبیر اور اسی تعداد میں انصار کو بلاؤ۔ میں ان کو بلا کر لایا جب وہ سب بیٹھ گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب تعریفیں اللہ کی ہیں جو اپنی نعمتوں کے باعث محمود ہے وہ اپنی قدرت کاملہ کی وجہ سے معبود ہے۔ اس کا دبدبہ مسلم ہے۔ اس کے عذاب کے ڈر سے اس کی پناہ لی جاتی ہے۔ زمین و آسمان میں اس کا حکم جاری ہے اس نے اپنی قدرت سے لوگوں کو پیدا کیا، احکام کے ساتھ ان کو ممتاز کیا اور دین کے ساتھ ان کی تعظیم کی، اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے باعث ان کو عزت دی اللہ تعالیٰ نے دامادی کو لاحق ہونے والی نسبت ضروری امر، عادل حکم اور جامع خیر بنائی اس کے ساتھ ارحام کو مضبوط کیا اور لوگوں پر اس کو لازم کیا اور فرمایا۔ وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّ صِهْرًا وَكَانَ رَبُّكَ قَدِیْرًا (ترجمہ) اور وہی جس نے پانی سے بنایا آدمی پھر اس کے

رشتے اور سسرال مقرر کی اور تمہارا رب قدرت والا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا حکم قضا تک جاری ہے اور قضاء اس کی قدر تک جاری ہے۔ ہر قضاء کے لیے قدر ہے۔ ہر قدر کے لیے وقت مقرر ہے۔ ہر مقرر وقت لکھا ہوا ہے۔ اللہ جو چاہے مٹائے اور جو چاہے اسے ثابت رکھے اس کے دستِ قدرت میں لوح محفوظ ہے۔ اس کے بعد فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں فاطمہ کا علی سے نکاح کر دوں میں تم کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے چار سو مثقال چاندی کے عوض علی کے ساتھ فاطمہ کا نکاح کر دیا ہے اگر علی سنت اور فرض پر قائم رہے۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں کے امور جمع رکھے گا اور ان کو برکتیں عطا فرمائے گا ان کی نسل کو پاکیزہ رکھے گا اور انہیں رحمت کی کنجیاں اور علم وحکمت کی کانیں بنائے گا اور وہ اُمت کے لیے امان ہوں گے۔ میں یہ کلام کرتے ہوئے اپنے اور تمہارے لئے اپنے رب جلیل سے استغفار کرتا ہوں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی ضروری کام کے لیے گئے ہوئے تھے وہ مجلس میں موجود نہ تھے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجوروں سے بھرا ہوا طشت ہمارے آگے رکھ دیا اور فرمایا اسے کھاؤ۔ اسی دوران میں حضرت علی رضی اللہ عنہ آ گئے اور ان کو دیکھ کر آپ مسکرائے اور فرمایا۔ اے علی اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تیرے ساتھ فاطمہ کا نکاح کر دوں۔ مَیں نے چار سو مثقال چاندی کے عوض تیرے ساتھ فاطمہ کا نکاح کر دیا ہے۔ حضرت علی نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے قبول کیا اور میں راضی ہوں۔ یہ کہہ کر حضرت علی اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے سجدہ میں گر گئے۔ جب سجدہ سے سر اٹھایا تو ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ تم پر برکتیں نازل فرمائے اور تمہارا نصیبہ اور بخت اچھا کرے اور تم سے خوشبو منتشر ہو۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے بہت خوشبو ظاہر فرمائی۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے والد کی وفات کے بعد کبھی ضحک (ہنسنا) نہیں فرمایا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدہ فاطمہ بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے والد کی وفات کے بعد قبر شریف پر تشریف لے گئیں اور کچھ توقف کے بعد قبر سے ایک مٹھی مٹی اٹھائی اور اپنے چہرے پر رکھتے ہوئے فرمایا۔

مَاذَا عَلَىٰ مَنْ شَمَّ تُرْبَتَ اَحْمَدٍ ... اَنْ لَّا يَشُمَّ مُدَى الزَّمَانِ غَوَالِيَا

صُبَّتْ عَلَيَّ مَصَائِبٌ لَوْ اَنَّهَا ... صُبَّتْ عَلَى الْاَيَّامِ صِرْنَ لَيَالِيَا

ترجمہ: ۱۔ جو شخص روضۂ اطہر کی مٹی کو سونگھ لے اس پر یہ لازم ہے کہ ساری عمر عنبر و کستوری کو نہ سونگھے۔

۲۔ مجھ پر ایسے مصائب ٹوٹ پڑے اگر وہ دنوں پر گریں تو وہ راتیں ہو جائیں۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرثیہ میں یہ اشعار پڑھے۔

اِغْبَرَّ آفَاقُ السَّمَاءِ وَكُوِّرَتْ شَمْسُ النَّهَارِ وَاَظْلَمَ الْعَصْرَانِ

آفاقِ آسمان غبار آلود ہو گئے۔ سورج بے نور ہو گیا اور دونوں عصر اندھیرے ہو گئے۔
سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد زمین افسوس میں غم ناک ہے۔ مشرق و مغرب کو آپ کے فراق میں رونا آتا ہے۔ اور مضر و یمان قبائل آپ پر روتے ہیں، حجر اسود، بیت اللہ اور ارکان آپ پر رو رہے ہیں۔

اے ختم الرسل مبارک اصل والے قرآن کو نازل کرنے والا خدا آپ پر رحمتیں فرمائے۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات

سیّدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا نے منگل کی رات تین رمضان کو گیارہ ہجری میں انتقال فرمایا (انا للہ وانا الیہ راجعون) اس وقت آپ کی عمر شریف ۲۸ برس تھی۔ رات کو بقیع میں مدفون ہوئیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ بعض نے کہا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور قبر میں عباس، علی اور فضل بن عباس رضی اللہ عنہم اُترے۔ علامہ دولابی نے۔ "ذریہ طاہرہ" میں کہا کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا صرف تین ماہ زندہ رہیں۔ عروہ بن زبیر اور اُم المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ آپ چھ ماہ حیات رہیں۔ اسی طرح زہری نے ذکر کیا ہے اور یہی صحیح ہے۔ روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سیدنا فاطمہ رضی اللہ عنہا کی تجہیز و تکفین اور تدفین کے بعد گھر آ کر سخت گھبرائے پھر یہ کہا۔

مَیں دنیا میں بہت مصائب دیکھ رہا ہوں۔ ان مصائب میں مبتلا موت تک علیل رہتا ہے۔ ہر دو ساتھیوں میں جدائی ہو جاتی ہے اور جدائی کے سامنے ہر شئی ہیچ ہے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سیدہ فاطمہ کو گم پانا اس بات کی دلیل ہے کہ کوئی دوست ہمیشہ نہیں رہتا ہے۔

سیّدنا جعفر بن محمد رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے انتقال فرمایا تو سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہر روز ان کی قبر شریف کی زیارت کرتے تھے ایک دن جب زیارت کے لئے تشریف لے گئے تو قبر شریف پر گر کر رونا شروع کر دیا اور فرمانے لگے مجھے کیا ہو گیا ہے میں قبروں سے اس حال میں گزرتا ہوں کہ اپنے محبوب کو سلام کہتا ہوں اور وہ مجھے جواب تک نہیں دیتا۔ اے قبر تجھے کیا ہو گیا ہے تو پکارنے والے کو جواب تک نہیں دیتی ہے کیا میرے بعد احباب کی محبت سے بیزار ہو گئے ہو۔

غائبانہ یہ آواز آئی جسے وہ سنتے تھے مگر کسی شخص کو نہ دیکھتے تھے۔

قَالَ الْحَبِیْبُ وَکَیْفَ لِیْ بِجَوَابِکُمْ وَاَنَا رَهِیْنَ جَنَادِلَ وَتُرَابٍ

اَکَلَ التُّرَابُ مَحَاسِنِیْ فَنَسِیْتُکُمْ وَحَجَبْتُ عَنْ اَهْلِ وَاَتْرَابِیْ

فَعَلَیْکُمْ مِنِّیْ السَّلَامُ تَقَطَّعَتْ مِنِّیْ وَمِنْکُمْ خُلَّةُ الْاَحْبَابِ

۱۔ محبوب نے کہا میں تم کو کیسے جواب دوں، میں تو پتھروں اور مٹی میں گھرا ہوا ہوں۔

۲۔ مٹی میرے محاسن کو کھا گئی ہے اور میں تم کو بھول گیا ہوں اور گھر والوں اور ساتھیوں سے چھپ گیا ہوں۔

۳۔ میری طرف سے تم کو سلام ہو میرے اور تمہارے درمیان احباب کی دوستی ختم ہو گئی۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد

خاتون جنت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے حسن و حسین اور مُحسن پیدا ہوئے رضی اللہ عنہم۔ محسن رضی اللہ عنہ بچپن ہی میں فوت ہو گئے تھے اور آپ کی صاحبزادیاں اُم کلثوم اور زینب ہیں'' رضی اللہ عنہما'' لیث بن سعد نے کہا تیسری بیٹی رقیہ تھیں اور وہ بچپن میں بلوغ سے پہلے فوت ہو گئی تھیں۔ سیدہ فاطمہ کی زندگی میں حضرت علی نے کسی عورت سے شادی نہ کی تھی اور وہ آپ کی سب سے پہلی بیوی تھیں رضی اللہ عنہا۔

خدّام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے خادموں میں سے حضرت انس بن مالک انصاری کا نام سرفہرست ہے۔ یہ آپ کے خادم خاص تھے۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ تشریف لانے سے وفات تک آپ کی خدمت کی۔ دوسرے خادم حضرت عبداللہ بن مسعود تھے رضی اللہ عنہ‘ وہ آپ کی مسواک اور جوڑا شریف اٹھاتے، جب حضرت اٹھنے کا ارادہ فرماتے تو فوراً آپ کو جوڑا شریف پہناتے اور جب آپ تشریف فرما ہوتے تو جوڑا شریف اپنی بغل میں دبا رکھتے اور آپ کا عصا شریف لے کر آگے آگے چلتے حتیٰ کہ آپ حجرہ شریف مس تشریف لے جاتے۔ تیسرے خادم مُعَیْقِیب دوسی رضی اللہ عنہ ہیں۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی کی حفاظت کیا کرتے تھے چوتھے خادم حضرت عقبہ بن عامر جُہنی رضی اللہ عنہ تھے۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خچر کی حفاظت پر مامور تھے۔ سفر میں اسے آگے سے پکڑ کر چلتے تھے۔ پانچویں خادم حضرت اسلع بن شریک رضی اللہ عنہ تھے۔ یہ کجاوہ پر مامور تھے اور کجاوہ سواری پر درست کیا کرتے تھے۔ اور چھٹے خادم حضرت بلال رضی اللہ عنہ تھے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مصارف پر مامور تھے۔

آزاد کردہ غُلام

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جن غلاموں کو آزاد فرمایا تھا۔ ان میں سے ایک زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ تھے۔ نبوت سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو یہ غلام ہبہ کیا تھا۔ پھر آپ نے انہیں متبنّیٰ بنالیا تھا۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت محبوب تھے ان کے بیٹے اُسامہ تھے اور حضرت اُسامہ کے سوتیلے بھائی ایمن بن اُم ایمن برکتِ حبشہ تھے دوسرے حضرت ابورافع تھے یہ قبطی غلام تھے۔ جب انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے مسلمان ہونے کی خوشخبری دی تو آپ نے خوشی میں ان کو آزاد کردیا۔

تیسرے غلام حضرت شُقران رضی اللہ عنہ تھے، ان کا نام صالح تھا وہ حبشی تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ وہ فارسی تھے۔

چوتھے ثوبان اور پانچویں انجشہ تھے (رضی اللہ عنہما)، یہ سیاہ فام تھے، چھٹے رباح تھے یہ بھی

سیاہ فام تھے۔ساتویں یسار تھے یہ نوبی تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹوں کی حفاظت پر مامور تھے۔ان کو عرینوں نے قتل کر دیا تھا۔

آٹھویں حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ تھے، یہ بھی سیاہ فام تھے انہی کو شیر ملا تھا جب وہ راستہ بھول گئے تو انہوں نے شیر سے کہا تھا۔اے شیر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں۔ یہ سُن کر شیر آگے آگے چل دیا اور ان کو صحیح راستہ پر لے آیا۔

نویں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ تھے۔انہی سے کتابت کی قسطیں آپ نے ادا کیں یہ دراصل آزاد تھے اور ظلماً غلام بنا لئے گئے تھے۔

دسویں خصی تھے یہ آپ کو مقوقس نے نذرانہ بھیجا تھا اسے مابور کہا جاتا تھا یہ مسلمان نہ ہوا اور آخر تک نصرانی رہا۔ایک اور غلام تھے جنہیں سندر کہا جاتا تھا۔

عورتوں میں سے اُم ایمن، اُمیمہ، سیرین اور قیسر ہیں۔ مؤخر الذکر دونوں کو مقوقس نے حضرت ماریہ کے ساتھ آپ کو بطور نذرانہ بھیجا تھا۔ یہ دونوں بہنیں تھیں۔بعض علماء نے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیرین حسان بن ثابت کو اور قیسر جہم بن قیس کو ہبہ فرما دی تھیں۔ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرضِ وفات میں چالیس غلام آزاد فرمائے تھے۔

نقیب

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ نقیب تھے۔محاضرات میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کسی نبی کے اتنے نقیب نہ ہوتے تھے بلکہ ہر نبی کے سات نقیب ہوتے تھے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نقیب ابوبکر، عمر، عثمان، علی، زبیر، جعفر بن ابوطالب، مصعب بن عمیر، بلال، عمار، مقداد، عثمان بن مظعون اور عبداللہ بن مسعود تھے" رضی اللہ عنہم"۔

نجیب

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام نجیب انصار میں سے تھے، جن کے نام یہ ہیں سعد بن خیثمہ یہ قبیلہ بنی عمر بن عوف سے تھے۔ سعد بن ربیعہ یہ قبیلہ بنی بخار سے تھے سعد بن عبادہ یہ بنی عبدالشہل سے تھے، عبداللہ بن رواحہ، ابوہیثم بن تیہان، براابن معرور، رافع بن مالک ازرقی، عبداللہ

بن عمرو بن حرام، یہ حضرت جابر کے والد ہیں، عبادہ بن صامت یہ نبی سلمہ سے تھے۔ منذر بن عمرو یہ بنی ساعدہ کے قبیلہ سے تھے۔

حواری

سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام حواری قریش میں سے تھے ان کی کل تعداد بارہ تھی۔ اور وہ حضرت ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان، علی، طلحہ، زبیر، سعد بن ابی وقاص، عبدالرحمن بن عوف، حمزہ بن عبدالمطلب، جعفر بن ابی طالب، ابوعبیدہ بن جراح اور عثمان بن مظعون ہیں۔ رضی اللہ عنہم۔ جن حضرات نے شرف نجابت اور حواریت حاصل کیا تھا وہ ابوبکر، عمر، عثمان، علی، جعفر، عثمان بن مظعون تھے رضی اللہ عنہم۔ یہ شیخ محی الدین رحمہ اللہ کی محاضرات سے اخذ کیا گیا ہے۔

نوّاب (نائب)

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نواب جن کو مدینہ منورہ پر حاکم مقرر کیا تھا جب کہ آپ غزوات، عمرہ اور حج کو تشریف لے جاتے تھے۔

ان کے نام یہ ہیں۔ ابولبابہ، بشیر بن عبدالمنذر، عثمان بن عفان، عبداللہ بن اُم مکتوم اعمٰی، ابو ذرغفاری، عبداللہ بن عبداللہ بن ابی بن سلول انصاری، سباع بن عرفطہ، غیلہ بن عبداللہ لیثی، عوف بن اضبط دیلمی، ابورُہم کلثوم، محمد بن مسلمہ، زید بن حارثہ، سائب بن عثمان بن مظعون، ابوسلمہ عبدالاسد، سعد بن عبادہ اور ابودجانہ ساعدی۔ اور جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نائب بنایا۔ وہ محاضرات میں مذکور ہیں۔

اُمرا (حاکم)

سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمراء میں سے ایک باذان بن سامان تھے جو بہرام کی اولاد سے تھے ان کو یمن کا امیر بنایا، یہ یمن میں پہلے مسلمان امیر تھے اور عجمی سلاطین سے یہ پہلے مسلمان تھے۔ خالد بن سعید کو صنعاء کا امیر بنایا، زید بن لبید انصاری بیاضی کو حضرموت کا امیر بنایا، ابوموسیٰ اشعری کو زبید اور عدنان کا امیر بنایا، معاذ بن جبل کو جند کا، ابوسفیان بن حرب کو نجران کا، ان کے بیٹے یزید کو تیما کا اور عتاب بن اسید کو مکہ مکرمہ کا امیر ووالی بنایا تھا۔

کاتب

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب یہ تھے۔ حضرت عثمان بن عفان، علی بن ابی طالب، ابّی بن کعب، زید بن ثابت، معاویہ، خالد بن سعید بن عاص، ابان بن سعید، علاء بن حضرمی، حنظلہ بن ربیع اور عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہم۔ عبداللہ بن سعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے رضاعی بھائی ہیں۔ یہ تمام حضرات کاتب وحی تھے۔ حیاۃ الحیوان میں ہے کہ زید اور معاویہ رضی اللہ عنہما ہمیشہ کاتب وحی رہے اور زبیر بن عوام اور جہم بن سلت صدقات کے اموال لکھا کرتے تھے، حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کھجوروں کا حساب لکھتے تھے، مغیرہ بن شعبہ، حصین بن نمیر قرضہ جات اور روزمرہ کے معاملات لکھا کرتے تھے اور شرجیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ بادشاہوں کی طرف خطوط لکھا کرتے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب ہجرت کی تو راستہ میں اس قسم کا خط لکھا تھا۔

تالیفِ قرآن حکیم

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں جن حضرات نے قرآن مجید جمع کیا تھا ان کے نام یہ ہیں۔ ابی بن کعب، معاذ بن جبل، ابوزید انصاری، ابودرداؔ، زید بن ثابت، عثمان بن عفان، تمیم داری، عبادہ بن صامت اور ابوایوب انصاری ہیں رضی اللہ عنہم۔ اسے علامہ دمیری نے حیٰوۃ الحیوان میں ذکر کیا ہے۔

جلّاد

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جو حضرات مجرموں کی گردنیں اُڑاتے تھے، ان کے نام یہ ہیں۔ حضرت علی المرتضےٰ کرم اللہ وجہہ، زبیر، محمد بن مسلمہ، مقداد اور عاصم بن ابی الافلح رضی اللہ عنہم۔

محافظ

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے محافظ سعد بن ابی وقاص، سعد بن معاذ، عباد بن بشر، ابو ایوب انصاری، محمد بن مسلمہ انصاری تھے رضی اللہ عنہم۔ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ "اللہ آپ کو لوگوں سے محفوظ رکھے گا۔" تو آپ نے حفاظت کرانی ترک فرمادی۔

مُفتی

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں یہ حضرت مفتی تھے۔ ابو بکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی، علی المرتضیٰ، عبدالرحمن بن عوف، ابی بن کعب، عبداللہ بن مسعود، معاذ بن جبل، عمار بن یاسر، حذیفہ، زید بن ثابت، سلمان فارسی، ابو درداؔ اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ اسی طرح حیٰوۃ الحیوان میں ہے۔

مؤذّن

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذّن یہ تھے۔ حضرت بلال بن رباح ان کی والدہ حمامہ تھی۔ یہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے پہلے مؤذن تھے۔ حضور کے بعد خلافت راشدہ کے عہد میں قطعاً انہوں نے اذان نہیں دی۔ مگر جب سیدی عمر فاروق نے شام فتح کیا اور لوگوں کے مجبور کرنے پر بلال نے اذان کہی تو لوگوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ یاد آ گیا اور وہ خوب روئے۔ حضرت عمر فاروق کے آزاد کردہ غلام اسلم فرماتے ہیں۔ میں نے اس دن رونے والوں سے زیادہ کبھی رونے والے نہیں دیکھے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے سترہ یا اٹھارہ ہجری کو داریا کے باب کیسان میں وفات پائی۔ ان کی عمر تقریباً ۶۳ سال تھی۔ بعض نے روایت کیا ہے کہ وہ حلب یا دمشق میں مدفون ہوئے۔ دوسرے مؤذن حضرت عبداللہ بن اُم مکتوم تھے۔ ان کا نام عمر قرشی تھا وہ نابینا تھے۔ تفسیر کشاف میں ان کا نام عبداللہ اور اُم مکتوم ان کی دادی کا نام ذکر کیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے وہ مدینہ منورہ ہجرت کر آئے تھے۔ انہی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں۔

عَبَسَ وَتَوَلّٰی اَنْ جَآءَہُ الْاَعْمٰی — تیوری چڑھائی اور منہ پھیرا اس پر اس کے پاس وہ نابینا حاضر ہوا۔

تیسرے مؤذن حضرت سعد بن عائذ یا ابن عبدالرحمن تھے جو سعد قرظی کے نام سے مشہور ہیں۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے قباء میں اذان کہی۔ چوتھے حضرت ابو محذورہ جمحی مکی تھے۔ وہ مکہ مکرمہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اذان نہ دینے کا فلسفہ

نیشاپوری لکھتے ہیں کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے امامت کرانے اور اذان نہ دینے میں یہ حکمت تھی کہ اگر آپ اذان کہتے تو جو شخص اس کی اجابت کے لیے مسجد میں نماز کے لیے نہ آتا وہ کافر ہو جاتا۔ نیز انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "داعی" تھے اس لئے اپنی ذات کریمہ کے لئے گواہی نہ دے سکتے تھے۔ دوسرے مفسّرین نے کہا ہے کہ اگر آپ اذان کہتے اور اشھد ان لا الہ الا اللہ اشھد ان محمداً رسول اللہ۔ فرماتے تو یہ وہم ہو سکتا تھا کہ یہاں کوئی اور بھی نبی ہے۔ بعض نے یوں ذکر کیا کہ اذان کسی دوسرے شخص نے خواب میں دیکھی تھی اس لیے آپ نے اسے غیر کے حوالہ کر دیا، نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کثرتِ مشاغل کی وجہ سے اس کے لئے فارغ نہ تھے۔ نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ امام ضامن ہے اور موذن "امین" ہے۔ اس لئے آپ نے امانت غیر کے حوالہ کر دی۔ شیخ عزالدین بن عبدالسلام نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لئے اذان نہیں کہی کہ جب آپ کوئی عمل کرتے تھے تو اسے ہمیشہ کیا کرتے تھے اور کثرتِ مشاغل کے باعث اس کے لیے فارغ نہ ہو سکتے تھے۔ جیسا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا اگر خلافت نہ ہوتی تو میں موذن بن جاتا۔ جس شخص نے یہ کہا ہے کہ آپ اس لئے رُکے رہے تا کہ یہ اعتقاد نہ کیا جائے کہ رسول اللہ کوئی اور ہے درست نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ میں فرمایا کرتے تھے اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ اسے شہاب الدین احمد بن عماد نے اپنی کتاب کشف الاسرار میں ذکر کیا ہے۔

قاضی

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے قاضی یہ تھے۔ امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، حضرت معاذ بن جبل اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما۔ موخر الذکر دونوں میں سے ہر ایک یمن میں قاضی تھا۔

قاصد

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد یہ تھے۔ عمرو بن امیہ ضمری۔ دحیہ بن خلیفہ کلبی، عبداللہ بن حذافہ سہمی، حاطب بن ابی بلتعہ لخمی، شجاع بن وہب اسدی، سلیط بن عمرو عامری، عمرو بن

عاص اور علاء بن حضرمی ہیں۔ رضی اللہ عنہم۔

شاعر

سید کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے شاعر جو اسلام کی طرف سے کفار کو اشعار میں جواب دیا کرتے تھے اور اسلام کی مدافعت کرتے تھے۔ وہ کعب بن مالک، عبداللہ بن رواحہ خزرجی انصاری اور حسان بن ثابت بن منذر عمر بن حزم انصاری ہیں۔ رضی اللہ عنہم۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے لیے رسول للہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا کرتے ہوئے فرمایا اے اللہ حسان کی مدد روح قدس کے ساتھ فرما۔ ذکر کیا جاتا ہے کہ ستر ابیات میں جبرائیل علیہ السلام نے حضرت حسان کی مدد کی۔

رضاعی بھائی

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بھائیوں میں ایک آپ کے چچا حضرت حمزہ ہیں رضی اللہ عنہ کیونکہ ابولہب کی باندی ثوبیہ نے اپنے بیٹے مسروح کے ساتھ دونوں کو دودھ پلایا تھا۔ مسروح حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور حمزہ رضی اللہ عنہ کا رضاعی بھائی تھا، نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی عبداللہ، انیسہ اور جذام یعنی شیما ہیں ان کی والدہ حلیمہ اور باپ حارث بن عبدالعزّٰی سعدی ہیں۔ یہ وہ شیما ہے جو ہوازن کے قبیلہ کے قیدیوں میں آئی تھی اس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی پشت میں نشانی دکھائی جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہچان کر اس کے لیے اپنی چادر بچھا دی تھی اور اسے اچھا کھانا وغیرہ دیا اور اس کی خواہش کے مطابق اسے اپنی قوم میں واپس کر دیا۔

حیوانات

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حیوانات میں سے سات گھوڑے تھے۔ بعض حضرات اس سے زیادہ ذکر کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک گھوڑا "سکب" تھا۔ زیادہ دوڑنے کے باعث اس کو "سکب ماء" یعنی پانی کے گرنے سے تشبیہ دی ہے۔ یہ پہلا گھوڑا ہے جو آپ کی ملکیت میں آیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھوڑے کی کاٹھی کھجور کے برادہ سے بنی ہوئی تھی۔

خچّریں

آپ کی خچریں چھ تھیں۔ ایک خچّر کا نام شہباء تھا اسی کو دُلدل کہا جاتا ہے۔ مصر کے بادشاہ مقوقس نے یہ آپ کو بطور نذرانہ بھیجی تھی۔ اسلام میں یہ سب سے پہلی خچر تھی جس پر سواری کی گئی۔ یہ بہت عرصہ زندہ رہی حتیٰ کہ اس کے سارے دانت نکل گئے تھے۔ اس کے کھانے کے لیے جو کے دانے باریک کئے جاتے تھے۔ آخر میں یہ اندھی ہوگئی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس پر سواری کی پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس پر خارجیوں سے لڑائی کی۔ حضرت علی کے بعد امام حسن اس پر سوار ہوئے پھر امام حسین اور ان کے بعد محمد بن حنیفہ نے اس پر سواری کی۔ ایک شخص کے تیر مارنے سے اس کی موت واقع ہوئی۔

گدھے

سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکیت دو گدھے تھے ایک کو یعفور اور دوسرے کو عُفیر کہا جاتا تھا۔

اُونٹنیاں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تین اونٹنیاں تھیں۔ ایک اونٹنی کو قصویٰ، دوسری کو جدعا، اور تیسری کو عضباء کہا جاتا تھا۔ جدعا وہ اونٹنی تھی جس کے آگے کوئی جانور نہ بڑھ سکتا تھا ایک دفعہ ایک اعرابی کا اونٹ دوڑنے میں اس سے آگے نکل گیا۔ صحابہ کرام کو ناگوار گزرا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ ذمہ لیا ہے کہ جس شخص کو بلند و بالا کرے کبھی اسے نیچا بھی دکھاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس اونٹنی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اپنے مرنے تک نہ کچھ کھایا اور نہ پیا تھا۔ بعض نے کہا کہ جس اونٹنی سے دوڑنے میں کوئی آگے نہ بڑھ سکتا تھا وہ قصویٰ تھی۔ بعض کہتے ہیں یہ تینوں نام ایک ہی اونٹنی کے نام تھے۔ بعض نے کہا قصویٰ ایک اونٹنی تھی اور جدعا، عضباء دوسری اونٹنی کے نام تھے۔

بکریاں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بکریاں ایک سو سات تھیں جن کو ام ایمن چرایا کرتی تھیں۔ آپ کی ایک مخصوص بکری تھی جس کا دودھ پیا کرتے تھے۔ یہ کہیں بھی منقول نہیں کہ آپ کے پاس کوئی گائے بھی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سفید مرغ پال رکھا تھا جو رات کو آپ کے پاس

رہا کرتا تھا۔ آپ کی ایک بکری تھی جسے ''غوشہ'' کہا جاتا تھا۔ بعض نے کہا ہے کہ اسے ''غشیہ'' کہا جاتا تھا۔ ایک اور بکری تھی جسے ''یمن'' کہا جاتا تھا۔ اسی طرح ''اسد الغابہ'' میں ہے۔

تلواریں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک تلوار پر یہ شعر لکھا ہوا تھا۔

فی الجبن عار وفی الاقدام مکرمۃ والمرء بالجبن لا ینجو من القدر	بزدلی میں شرمندگی اور لڑائی کے وقت آگے بڑھنے میں عزت ہے۔ بزدلی کے ساتھ انسان کبھی تقدیر سے نجات نہیں پا سکتا۔

یہ وہ تلوار تھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُحد کے روز حضرت ابودجانہ کو دی تھی۔ حالانکہ ابوبکر صدیق، عمر فاروق اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم نے یہ تلوار آپ سے طلب کی تھی مگر آپ نے ان کو نہ دی اور فرمایا۔ میں یہ تلوار اس کے حق دار کو دوں گا۔

ابودجانہ نے کہا یا رسول اللہ ! (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کا حق کیا ہے؟

فرمایا۔ اس کا حق یہ ہے کہ اس کے ساتھ دشمن کو اس طرح مارا جائے کہ یہ ٹیڑھی ہو جائے۔

عرض کیا۔ حضور میں اس کا حق ادا کرتا ہوں۔ اور آگے بڑھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ تلوار پکڑ لی۔ ابودجانہ بہادر مرد تھا، لڑائی کے وقت دشمن کے سامنے فخر کیا کرتا تھا۔ ایک اور تلوار ذوالفقار درمیان میں سے ریڑھ کی ہڈی کی طرح تھی۔ کسی لڑائی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے جُدا نہ فرماتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ دراصل یہ لوہے کی تھی اور کعبہ مکرمہ کے پاس مدفون ملی تھی۔ اکثر لوگوں نے نقل کیا ہے کہ ذوالفقار منبہ بن حجاز سہمی کی تلوار تھی اور جنگ بدر میں اس کے بیٹے عاص کے پاس تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اسے قتل کر کے اس کی تلوار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے تو آپ نے وہ حضرت علی کو دے دی۔ انہوں نے اس کے ساتھ جنگِ اُحد لڑی۔ ابن نجیح نے اُحد کے روز اسی تلوار کے حق میں یہ شعر کہا تھا۔

لا سیف الا ذوالفقار ولا فتی آلا علی

ذوالفقار جیسی کوئی تلوار نہیں علی جیسا کوئی نوجوان نہیں۔

''فصول المہمۃ'' میں روایت کی گئی ہے کہ بلقیس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو سات

تلواریں نذرانہ کے طور پر پیش کی تھیں۔ ذوالفقاران میں سے ایک تھی۔ بعض روایات میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا کہ یمن میں لوہے کا ایک بت ہے کسی کو وہاں بھیجئے اور اسے توڑ کر لوہا محفوظ کر لیجئے۔ حضرت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا اور یمن بھیجا۔ میں وہاں گیا اس بُت کو توڑ کر اس کا لوہا لے آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔ اس لوہے سے آپ نے دو تلواریں بنوائیں۔ ایک کا نام ذوالفقار رکھا اور دوسری کا نام مُخذم رکھا۔ ذوالفقار کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زیب تن فرمایا اور مُخذم مجھے دی۔ پھر اس کے بعد ذوالفقار بھی مجھے دے دی۔ جب اُحد کے دن مَیں ذوالفقار کے ساتھ لڑائی کر رہا تھا تو مجھے دیکھ کر فرمایا۔ لَا سیف الاّ ذوالفقار ولا فتی آلا علی۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ اس روز تیز ہوا چلی تو غائبانہ طور پر یہ آواز سنی گئی۔

لا سیف الا ذوالفقار ولا فتی الا	ذوالفقار جیسی کوئی تلوار نہیں، علی جیسا کوئی نوجوان
علی فاذاند بتم ھالکا فابکوا	نہیں جب کسی ہلاک ہونے والے کو پکارو تو اس
الولی بن الولی	کے وارثوں کے حوالے سے پکارو۔

خطیب ضیاء الدین احمد خوارزمی مالکی جو خوارزم کے بہت بڑے خطیب ہیں فرماتے ہیں۔

اسد اللہ وسیفہ وقناتہ کالظفر	وہ اللہ کا شیر اور اس کی تلوار اور تیر ہے حملہ کرتے وقت
یوم صیالہ والناب جاء النداء من	وہ ناخن اور دانت کی مثل ہے اللہ کی طرف سے آواز
الالہ وسیفہ بدم الکماۃ یسحّ فی	آئی جب اس کی تلوار مسلسل بہادروں کا خون بہا رہی
تسکاب لا سیف الا ذوالفقار ولا	تھی۔ ذوالفقار کے سوا کوئی تلوار نہیں علی کے سوا کوئی
فتی الا علی ھازم الاحزب۔	نوجوان نہیں جو لشکروں کو شکست دینے والا ہے۔

سید کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی زرہیں

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی چھ زرہیں تھیں ان کے نام سعدیہ، فضہ، ذات الفضول، ذات الوشاح، ذات الحواشی، بتراء اور خرنق تھے۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی کمانیں

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی تین کمانیں تھیں جن کے نام روحاء، صفراء اور بیضاء بعض نے کہا آپ کی چھ زرہیں تھیں۔

تیر

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے تین تیر تھے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ کے پانچ تیر تھے۔ شیخ محی الدین نے ذکر کیا ہے کہ جن لوگوں سے ہم نے روایت کی ہے ان سے کسی نے ان کا نام ذکر نہیں کیا۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈھالیں

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی تین ڈھالیں اور تین جُبّے تھے۔ آپ کے عمامہ شریف کا نام ''صحاب'' تھا۔ بڑے جھنڈے کا نام ''عقاب'' چھوٹے کا نام ''حمد'' تھا۔ اور آپ کے پیالہ کا نام غرّاء تھا جسے چار نوجوان اٹھایا کرتے تھے۔ اس کے چار کنڈے تھے۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے برچھے

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے پانچ برچھے تھے، ان میں سے ایک بہت چھوٹا تھا جو ''عکاز'' کے مشابہ تھا اسے غزہ کہا جاتا تھا وہ عید کے روز آپ کے آگے آگے اٹھایا جاتا تھا اور نماز میں آپ کے آگے گاڑ آ جاتا تھا۔ سفر کی حالت میں نماز اس کو آگے رکھ کر پڑھا کرتے تھے۔ اسد الغابہ میں ذکر کیا کہ عید کے روز اسے اٹھایا جاتا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑا کیا تھا اس کی طرف متوجہ آپ نماز پڑھا کرتے تھے۔ ایک حربہ بہت بڑا تھا اس کا نام بیضاء تھا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈھال تقریباً ایک گز یا اس سے کچھ زیادہ تھی وہ اونٹ پر آپ کے آگے رکھی جاتی تھی۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک چھڑی تھی جو ''شوحط'' کے درخت کی تھی۔ خلفاء راشدین یکے بعد دیگرے اسے اپنے پاس رکھا کرتے تھے۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک عصا تھا جس کی ایک طرف ٹوپی جیسے دو خود تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو پیالے تھے۔ ایک کا نام ''ریان'' دوسرے کا نام مضبب تھا۔ اور ایک پتھر کا برتن تھا جسے مخضب کہا جاتا تھا آپ اس سے وضو فرمایا کرتے تھے نیز آپ کا ایک برتن تانبے کا تھا اور ایک روشندان تھا جسے صادر کہا جاتا تھا۔ ایک خیمہ تھا جسے ''رکی'' کہا جاتا تھا۔ ایک شیشہ تھا جسے ''مدلہ'' کہا جاتا تھا۔ ایک قینچی تھی جس کا نام ''جامع'' تھا۔ ایک جوڑا پاک تھا جس کا نام صفراء تھا۔

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کا بیان جس میں آپ نے وفات پائی

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جب حجۃ الوداع سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ واپس تشریف لائے تو ذی الحجہ کے باقی دن دس ہجری ختم ہونے تک وہاں اقامت فرمائی پھر گیارہواں سال شروع ہوا تو محرم اور صفر خیریت سے گزرے اور صفر کے آخر میں بدھ کے روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرض کی ابتداء ہوئی اور بخار اور سر درد ہونے لگا اس مرض میں ابو بکر صدیق کی ثناء و تعریف کر کے ان کی خلافت کی طرف ظاہر اشارہ فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ کے آخر میں فرمایا۔

اِنَّ عَبۡدًا خَيَّرَهُ اللهُ بَيۡنَ اَنۡ يُّؤۡتِيَهُ زَهۡرَةَ الدُّنۡيَا وَبَيۡنَ مَا عِنۡدَهُ فَاخۡتَارَ مَا عِنۡدَهُ۔	اللہ نے اپنے عبد کو اختیار دیا ہے کہ اسے دنیا کی رونق دے یا اپنے پاس کی نعمت دے تو اس نے اللہ کے پاس والی نعمت کو پسند کر لیا ہے۔

اس سے آپ نے اپنی ذات گرامی مراد لی تھی۔ جسے صرف حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہی سمجھا اور وہ روتے ہوئے کہہ رہے تھے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں۔ اس کے مقابلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا۔ اِنَّ امن الناس علیّ فی صحبتہ ومالہ ابو بکر ولو کنت متخذ امن اھل الارض خلیلا لا تخذت ابا بکر خلیلا ولکن اخوۃ الاسلام ثم قال لایبقی فی المسجد خوخۃ الاسدت الاخوخۃ ابی بکر۔

(ترجمہ) اپنی مصاحبت اور مال و دولت میں لوگوں میں سے مجھ پر زیادہ احسان کرنے والا

ابو بکر ہے۔ زمین پر بسنے والوں میں سے اگر میں کسی کو اپنا خلیل (خصوصی دوست) بناتا تو ابو بکر کو خلیل بناتا لیکن ان سے اسلامی محبت و اخوت ہے پھر فرمایا مسجد میں کوئی کھڑکی نہ رہنے دی جائے ابو بکر کی کھڑکی کے علاوہ سب بند کر دی جائیں۔

پھر نماز کا صراحتاً حکم کر کے خلافت کی تاکید فرمائی کہ لوگوں کو ابو بکر ہی نماز پڑھائیں اس حکم کے بعد حضرت ابو بکر نے سترہ نمازیں پڑھائیں اور آپ کی مرض کے دنوں میں لوگوں کو انہوں نے نماز پڑھائی۔ ایک حدیث میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس روز وفات فرمائی اس روز کچھ افاقہ محسوس ہوا اور نماز کے لیے باہر تشریف لائے جب کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ لوگوں کو صبح کی نماز پڑھا رہے تھے۔ ان کی اقتداء میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی۔ آپ کی بیویوں نے جب یہ دیکھا کہ آپ کو مرض کی مدت میں اُم المؤمنین عائشہ کے گھر رہنا پسند ہے تو انہوں نے آپ کو وہاں رہنے کی اجازت دے دی تو پیر کے روز آپ اُم المؤمنین کے گھر تشریف لے گئے۔ بخاری میں روایت ہے کہ اُم المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرمایا کرتی تھیں مجھ پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا انعام ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے گھر وفات فرمائی اور میری باری میں آپ واصل باللہ ہوئے جب کہ آپ کا سر مبارک میری ٹھوڑی اور سینے کے درمیان تھا۔ اور وفات کے وقت اللہ تعالیٰ نے میرا اور آپ کا تھوک جمع کر دیا جبکہ عبدالرحمٰن گھر آئے اور اس کے ہاتھ میں مسواک تھی۔ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکیہ لگائے بیٹھی تھی۔ کیا دیکھتی ہوں کہ آپ اس طرف دیکھ رہے ہیں میں سمجھ گئی کہ آپ مسواک کو پسند فرما رہے ہیں۔ مَیں نے مسواک لانے کی طرف اشارہ کیا جس کی آپ نے سر مبارک کے اشارہ سے خواہش ظاہر کی۔ آپ نے مسواک ہاتھ میں لی مگر اس کا چبانا سخت محسوس کیا تو میں نے عرض کیا کہ میں اسے نرم کر دوں؟ آپ نے سر مبارک کے اشارہ سے فرمایا "ہاں"۔ میں نے مسواک نرم کر دی۔ آپ کے سامنے ایک پانی کا برتن تھا آپ نے اس میں دونوں ہاتھ داخل کر کے چہرۂ جہاں آراء کو مسح کرنا شروع کیا اور فرمایا "لا الٰہ الا اللہ" موت کی سختی کس قدر ہے پھر اپنے ہاتھ اوپر اٹھائے اور یہ فرمانے لگے اَللّٰھُمَّ الرَّفِیْقَ الْاَعْلٰی۔ میں اعلیٰ رفاقت پسند کرتا ہوں حتیٰ کہ آپ وفات فرما گئے اور آپ کے ہاتھ نیچے مائل ہو گئے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات فرما چکے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عقلیں متحیر ہو گئیں۔ حضرت عمر فاروق بے ہوش ہو گئے۔ حضرت عثمان گونگے ہو گئے اور حضرت زمین پر جم گئے (رضی اللہ عنہم، حضرت انس رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات فرمائی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مسجد میں یہ تقریر فرمائی کہ میں کسی شخص کو یہ کہتے ہوئے نہ سنوں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے پاس بلا لیا

ہے۔ جیسے حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام کو اپنے پاس بُلایا تھا، وہ اپنی قوم سے علیحدہ ہو کر چالیس روز ٹھہرے تھے۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد

جب اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو مقبوض فرمایا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا جس نے یہ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوگئے ہیں مَیں اس کا سر تلوار سے اُڑا دوں گا۔ آپ صرف آسمانوں کی طرف مرتفع ہوئے ہیں۔ بخاری میں اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ان سے اُم المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی رہائش گاہ مقام سُخ سے گھوڑے پر سوار ہو کر آئے اور مسجد میں تشریف لے گئے انہوں نے کسی سے کلام نہ کیا حتیٰ کہ عائشہ کے گھر گئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قصد کیا جب کہ آپ کو سُوتی کپڑے کی چادر سے ڈھانپا ہوا تھا۔ آپ کے چہرۂ انور سے کپڑا اٹھایا اور آپ پر اُمنڈ کر بوسہ دیا اور رو پڑے پھر کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، اللہ تعالیٰ آپ پر دو موتیں جمع نہیں کرے گا جو موت آپ کے مقدر میں تھی اسے آپ پورا کر چکے ہیں۔

زُہری نے کہا مجھے ابوسلمہ نے عبداللہ بن عباس سے خبر دی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ باہر آئے جب کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ لوگوں میں تقریر کر رہے تھے اور ان سے کہا اے عمر بیٹھ جاؤ۔ حضرت عمر فاروق نے بیٹھنے سے انکار کیا تو لوگ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوگئے اور عمر فاروق کو چھوڑ دیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد مَیں کہتا ہوں تم میں سے جو شخص محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا وہ تو وفات پا چکے ہیں اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا یقیناً اللہ تعالیٰ زندہ اور ہمیشہ باقی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اِلیٰ قوله الشاکرین۔

اور محمد تو ایک رسول ہیں ان سے پہلے اور رسول ہو چکے تو کیا اگر وہ انتقال فرمائیں یا شہید ہوں شاکرین تک۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اللہ کی قسم ایسے معلوم ہوتا تھا کہ لوگوں کو اس آیت کے نزول کا پتہ ہی نہ تھا حتیٰ کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کی تلاوت فرمائی اور سب لوگوں نے یہ آپ سے یاد کی۔ میں نے کسی انسان سے اس آیت کی تلاوت کے سوا کچھ نہ سُنا۔

حضرت جبرائیل کا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب

روایت ہے کہ سیدنا جبرائیل علیہ السلام سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی حالتِ مرض میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا کیا آپ میرے بعد آیا کریں گے۔ فرشتہ نے عرض کیا جی ہاں یارسول اللہ دس مرتبہ آؤں گا اور زمین سے دس قیمتی اشیاء اٹھالے جاؤں گا۔ فرمایا اے جبرائیل کیا اٹھاؤ گے؟ عرض کیا ایک تو زمین سے برکت اٹھاؤں گا۔ دوسری مخلوق کے دلوں سے محبت اٹھاؤں گا، تیسری رشتہ داروں کے دلوں سے شفقت اٹھاؤں گا، چوتھی حاکموں سے عدل وانصاف اٹھاؤں گا، پانچویں عورتوں سے حیاوشرم اٹھاؤں گا، چھٹی فقراء سے صبر اٹھاؤں گا۔ ساتویں علماء سے تقویٰ اور پرہیز گاری اٹھاؤں۔ آٹھویں مالداروں سے سخاوت اٹھاؤں گا۔ نویں قرآن مجید اٹھاؤں گا۔ دسویں ایمان کو اٹھالے جاؤں گا۔

غسل شریف

سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل حضرت علی، عباس بن عبدالمطلب، فضل بن عباس، قثم بن عباس، اسامہ بن زید، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام شقران نے دیا۔ ''رضی اللہ تعالیٰ عنہم'' بنی عوف کے جدِ امجد اوس بن خولہ بھی حاضر تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ کو تکیہ لگا کر غسل دے رہے تھے۔ عباس، فضل اور صفہ ان کے ہمراہ آپ کے اطراف بدل رہے تھے۔ اسامہ بن زید اور شقران پانی ڈال رہے تھے اور ان کی آنکھوں پر کپڑے بندھے ہوئے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وصیت فرمائی کہ میرے سوا کوئی آپ کو غسل نہ دے کیونکہ جو شخص میرا مقام ستر دیکھے گا اس کی آنکھیں جاتی رہیں گی۔

کفن شریف

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو تین سفید کپڑوں میں کفن دیا گیا جو سحول کے بنے ہوئے تھے سحولہ یمن میں ایک گاؤں کا نام ہے۔ ان کپڑوں میں قمیص اور عمامہ شامل نہ تھا۔ ابن اسحاق نے کہا دو کپڑے سحری اور ایک سوتی چادر تھی جن میں آپ تشریف فرما ہوئے۔ اس کے بعد عود سے خوشبودار کیا

گیا لوگ جماعت در جماعت آتے اور صلوٰۃ وسلام عرض کرتے جاتے تھے۔ نماز جنازہ میں ان کا کوئی امام نہ تھا کہا گیا ہے کہ آپ کی نماز جنازہ کسی نے نہ پڑھی تھی لوگ صرف آتے اور نہایت انکساری سے دُعا کر کے چلے جاتے تھے۔

مدفن شریف

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو جس جگہ مدفون ہونا تھا اس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خیالات مختلف ہو گئے۔ بعض کہتے تھے آپ کو جنت البقیع میں دفن کیا جائے بعض نے کہا سیّدنا ابراہیم خلیل اللہ کے پاس آپ کو منتقل کر دیا جائے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا آپ کو اسی جگہ دفن کرو جہاں آپ کی روح قبض ہوئی ہے کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ نبی وہیں دفن ہوتے ہیں جہاں ان کی روح قبض ہوتی ہے۔

قبر شریف میں اُتارنے والے حضرات

سیّد کونین صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر شریف میں حضرت علی بن ابی طالب، عباس، ان کے دونوں صاجبزادوں فضل اور قثم اور اوس بن خولہ نے اتارا تھا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بدھ کی رات کو آپ دفن ہوئے آپ کی وفات کے بعد پیر کا باقی دن، منگل کا دن اور رات اور بدھ کی رات کا کچھ حصہ آپ ٹھہرے۔ کیونکہ ۱۲/ ربیع الاوّل ۱۱ ہجری کو پیر کے دن آپ نے وفات فرمائی تھی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے روایت کی کہ سید کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے پیر کے روز انتقال فرمایا اسی روز آپ نے نبوّت کا اعلان فرمایا مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف اسی روز ہجرت فرمائی، مدینہ منورہ اسی روز تشریف فرما ہوئے۔ اسی روز حجر اسود کو اٹھایا اور اسی روز آپ قبض ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن شریف میں تاخیر کی وجہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کی تکمیل تھی۔ بعض نے تاخیر کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال میں اتفاق نہ تھا۔ سیّد کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کی ساری مدّت ۱۳ یا ۱۴ یا ۱۶ دن تھے۔ بعض کچھ اور کہتے ہیں۔ صحیح روایت کے مطابق سید کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ۶۳ سال کی عمر شریف میں انتقال فرمایا ایسے ہی ابوبکر صدیق، عمر فاروق اور اُم المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم نے اسی عمر میں انتقال فرمایا۔

سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حالات

جاہلیت میں آپ کا نام عبدالکعبہ تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا نام عبداللہ تجویز فرمایا آپ رضی اللہ عنہ کا نسب یہ ہے ابوبکر عبداللہ ابی قحافہ بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن اسد بن تیم بن مُرّہ۔ آپ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مُرّہ بن کعب میں ملتے ہیں۔ آپ دونوں اور مُرّہ کے درمیان چھ باپ ہیں۔ آپ کی والدہ اُمّ الخیر سلمٰی بنت صخر بن عامر ہے اور وہ ابوقحافہ کے چچا کی بیٹی ہے۔ کہا گیا ہے کہ ان کا نام لیلیٰ بنت صخر بن عامر ہے وہ قدیم الاسلام ہے جب کہ مسلمان ارقم کے مکان میں رہتے تھے۔ ابوبکر صدیق کو عتیق اس لئے کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھا اور فرمایا یہ دوزخ سے آزاد ہیں۔ ایک روایت میں ہے جو شخص دوزخ سے آزاد شخص کو دیکھنا چاہے وہ ابوبکر کو دیکھ لے۔ اس کے علاوہ اور وجہ بھی ذکر کی گئی ہے سید کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا صدیق نام رکھا اور فرمایا میرے بعد بارہ خلفا ہوں گے۔ ابوبکر صدیق ''رضی اللہ عنہ'' بہت تھوڑا وقت خلافت کریں گے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اللہ کی قسم اٹھا کر فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ابوبکر کا نام صدیق آسمان سے نازل فرمایا کیونکہ انہوں نے معراج کی رات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سَیر کی تصدیق کی تھی۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ولادت مکہ مکرمہ میں سال فیل کے دو سال چار ماہ اور کچھ دن بعد ہوئی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو سال چار ماہ اور چند دن چھوٹے تھے۔ آپ ۳۷ برس کی عمر میں مسلمان ہوئے بعض نے ۳۸ برس کی عمر ذکر کی ہے۔

ابوبکر صدیق کے ایمان لانے کا سبب

آپ نے آخری ۲۶ سال عمر اسلام میں گزاری۔ مردوں میں آپ پہلے مسلمان ہیں ''عمدۃ التحقیق'' میں ذکر کیا کہ میں نے بعض کتابوں میں دیکھا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جاہلیت کے زمانہ میں تجارت کیا کرتے تھے ان کے مسلمان ہونے کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے ایک دن خواب دیکھا جب کہ وہ شام میں تھے کہ سورج اور چاند ان کی گود میں اُترے ہیں انہوں نے پکڑ کر دونوں کو سینے سے ملایا اور اپنی چادر میں لپیٹ لیا۔ بیدار ہوئے تو ایک نصرانی راہب سے اس کی تعبیر پوچھنے گئے۔ راہب کے پاس پہنچ

کراس کی تعبیر پوچھی تو راہب نے کہا تم کہاں سے آئے ہو؟ آپ نے جواب میں کہا کہ میں مکہ سے آیا ہوں۔ راہب نے کہا تم کس قبیلہ سے ہو؟ جواب دیا میں بنی تیم سے ہوں۔ راہب نے کہا تمہارا پیشہ کیا ہے؟ جواب میں کہا تجارت کرتا ہوں۔

راہب نے کہا تمہارے زمانہ میں ایک شخص ظاہر ہوگا جسے "محمد" امین کہا جائے گا۔ تم اس کی پیروی کرو گے اور وہ شخص بنی ہاشم کے قبیلہ سے ہوگا۔ وہی نبی آخرالزماں ہیں اگر وہ نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمینوں اور جو کچھ ان میں ہے کو پیدا نہ کرتا۔ نہ آدم کو پیدا کرتا اور نہ ہی نبیوں اور رسولوں کو پیدا کرتا تم اس کے دین میں داخل ہوگے اور اس کے وزیر اور بعد میں خلیفہ ہوگے۔ میں نے اس کی وصف انجیل اور زبور میں پڑھی ہے۔ میں اس پر ایمان رکھتا ہوں اور میں نصاریٰ کے خوف سے اپنے اسلام کو چھپاتا ہوں۔ جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وصف سُنی تو ان کا دل بہت نرم ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شوق پیدا ہوا اور مکہ میں آکر آپ سے ملاقات کی اور آپ سے محبت کرنے لگے۔ آپ کو ایک گھڑی نہ دیکھنے کا صبر نہ رہا۔ جب اسی طرح کچھ وقت گزرا تو ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز فرمایا تم ہر روز میرے پاس آتے ہو، میرے ساتھ بیٹھتے ہو اور مسلمان نہیں ہوتے ہو۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا آپ اگر نبی ہیں تو آپ کے لئے کوئی معجزہ ہونا چاہیے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا آپ کے لیے وہ معجزہ کافی نہیں جو تم نے شام میں دیکھا تھا؟ اور راہب نے اس کی تعبیر تم کو بتائی تھی۔ ابوبکر صدیق نے جب یہ سُنا تو اسی وقت کہنے لگے۔ اشهد ان لا اله الا الله واشهد انّ محمداً رسول الله۔ آپ کے ہاتھ پر عشرہ مبشرہ سے سیدنا عثمان، طلحہ، زبیر، سعد اور عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہم ایمان لائے۔

ابوبکر صدیق کی بیعت

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے روز سقیفہ میں آپ کی بیعت کی گئی جب کہ آپ اور عمر فاروق سقیفہ بنی ساعدہ میں گئے اور انصار خلافت سے متعلق آپس میں مشورہ کر رہے تھے۔ ان کی آپس میں اس معاملہ میں خوب گفتگو ہوئی حتیٰ کہ بعض انصار نے کہا ایک امیر ہم سے اور اے قریش ایک امیر تم سے ہونا چاہیے۔ بہت شور برپا ہوا اور خوب آوازیں بلند ہوئیں۔ سیدی عمر فاروق نے حضرت ابوبکر

سے کہا آپ ہاتھ آگے بڑھایئے انہوں نے ہاتھ بڑھایا تو عمر فاروق نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کی پھر تمام مہاجرین وانصار نے بیعت کی پھر اگلے روز عام لوگوں نے بیعت کی۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، بنو ہاشم، زبیر بن عوام، خالد بن سعید بن عاص اور سعد بن عبادہ انصاری نے ابوبکر صدیق کی بیعت کرنے میں تاخیر کی اور سیدہ فاطمہ بنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سعد بن عبادہ کے سوا سب نے بیعت کرلی۔ سعد بن عبادہ نے مرنے تک کسی کی بیعت نہیں کی۔ صحیح راویت کے مطابق ان حضرات نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے چھ ماہ بعد بیعت کی۔

بیعت کے بعد پہلا خطبہ

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب مسندِ خلافت پر رونق افروز ہوئے تو آپ لوگوں سے خطاب کرنے کھڑے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی اور فرمایا۔ اے لوگو! میں تمہارے امر کا والی بنا ہوں (خلیفہ) میں تم سے بہتر نہیں ہوں تم سے قوی تر میرے نزدیک ضعیف ہے جب تک مَیں اس کے لیے اس کا حق نہ لوں اور تم سے کمزور تر میرے نزدیک طاقتور ہے جب تک میں اس سے حق نہ لوں۔ اے لوگو میں مُتّبع ہوں۔ مبتدع نہیں ہوں (کوئی الگ نیا انسان نہیں ہوں) اگر میں اچھا کام کروں تو میری مدد کرو اگر ٹیڑھا ہو جاؤں تو مجھے سیدھا کردو۔

خلیفہ اوّل کا حُلیہ

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا بدن نحیف، گوشت خفیف، رنگ سفید، رخسارے ہلکے، چہرے پر ہلکا گوشت، پیشانی بلند اور آنکھیں گہری تھیں، مہندی اور وسمہ استعمال فرماتے تھے۔ آپ نے کفر اور اسلام میں کبھی شراب نہیں پی اور نہ ہی کسی بُت کو سجدہ کیا تھا، تمام لڑائیوں میں بدستور جاتے تھے ان کی فضیلت میں قرآنی آیات اور کثیر احادیث نبویہ وارد ہوئی ہیں۔ کشاف وغیرہ میں ہے اللہ تعالیٰ کا یہ کلام۔

رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ	اے میرے رب مجھے توفیق دے کہ میں
الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ	تیری نعمت کا شکر کروں جو تو نے مجھ پر اور
وَعَلٰی وَالِدَیَّ۔	میرے ماں باپ پر انعام فرمایا ہے۔

ابوبکر صدیق، ان کے باپ ابوقحافہ عثمان، ان کی والدہ اُم الخیر بنت صخر بن عمرو کے حق میں نازل ہوا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا یہ آیت کریمہ ابوبکر صدیق کے حق میں نازل ہوئی، ان کے والدین دونوں مسلمان ہوئے۔ مہاجرین سے کسی کے لیے ایسا اتفاق نہیں ہوا کہ کسی مہاجر کے والدین مسلمان ہوئے ہوں۔ یہ شرف صرف ابوبکر کو حاصل ہے۔ بغوی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ماں باپ اور ساری اولاد اسلام میں متفق ہیں۔ ابوقحافہ اس کے بیٹے ابوبکر اور پوتے عبدالرحمن سب نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا اور مسلمان ہوئے کسی صحابی کے لیے ایسا اتفاق نہیں ہوا ہے۔ ابوبکر صدیق کی فضیلت میں یہ آیات نازل ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ	صرف دو جان سے جب وہ دونوں غار
لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا	میں تھے جب اپنے یار سے فرماتے تھے غم
فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِیْنَتَهٗ عَلَیْهِ۔	نہ کھا بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

تو اللہ نے اس پر اپنا سکینہ اُتارا (قلب کو اطمینان دیا)

سب مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہے کہ "صاحب" حضرت ابوبکر صدیق ہیں رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَالَّیْلِ اِذَا یَغْشٰی وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰی	اور رات کی قسم جب چھپائے اور دن کی جب
اِنَّ سَعْیَكُمْ لَشَتّٰی	چمکے۔ بے شک تمہاری کوشش مختلف ہے۔

بعض مفسرین نے کہا کہ یہ آیت کریمہ حضرت ابوبکر صدیق اور ابوسفیان بن حرب کے بارے میں نازل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَسَیُجَنَّبُهَا الْاَتْقَی الَّذِیْ یُؤْتِیْ	اور بہت اس سے دور رکھا جائے گا جو سب سے
مَالَهٗ یَتَزَكّٰی	بڑا پرہیزگار جو اپنا مال دیتا ہے کہ ستھرا ہو۔

علامہ بغوی رحمہ اللہ نے کہا سب کے نزدیک اس آیت کا نزول حضرت ابوبکر صدیق کے حق میں ہے۔ عطاء نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّیْلِ	کیا وہ جیسے فرمانبرداری میں رات کی
سَاجِدًا وَّقَآئِمًا۔	گھڑیاں گزریں سجود میں اور قیام میں۔

یہ آیت کریمہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی، اسی طرح تفسیر بغوی میں ہے۔

اُم المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابو بکر کسی قسم میں حانث نہ ہوتے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے قسم کے کفارہ کی آیت نازل فرمائی۔ حضرت علی بن ابی طالب سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَالَّذِیْ جَآءَ بِالْحَقِّ۔ جو حق لے کر آیا وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ وَصَدَّقَ بِہٖ۔ اور اس کی تصدیق کی۔ ابو بکر صدیق ہے رضی اللہ عنہ۔

ابن عساکر نے کہا روایت اسی طرح ہے۔ شاید یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی قرأت ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس کی تفسیر میں کہتے ہیں۔

وَشَاوِرْهُمْ فِی الْاَمْرِ۔ اور ان سے اور کاموں میں مشورہ کریں۔

یہ آیت ابو بکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے حق میں نازل ہوئی۔ ابن ابی حاتم شوذب سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ جَنَّتَانِ اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اس کے لیے دو جنتیں ہیں۔

یہ آیت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی۔ ابن عمر اور ابنِ عباس رضی اللہ عنہم اس آیت کی تفسیر میں کہتے ہیں۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْکُمْ عَنْ دِیْنِہٖ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰہُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ اے ایمان والو تم میں سے جو کوئی اپنے دین سے پھر جائے تو عنقریب اللہ ایک قوم لے آئے گا جس سے وہ محبت کرتا ہے اور وہ اس سے محبت کریں گے۔

اللہ کی قسم وہ ابو بکر صدیق اور ان کے ساتھی ہیں جب کہ عرب کے سرکش لوگ مُرتد ہو گئے اور ان سے ابو بکر صدیق اور ان کے ساتھیوں نے جہاد کیا حتیٰ کہ ان کو اسلام کی طرف واپس لائے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں بکثرت احادیث وارد ہیں چنانچہ بخاری اور مسلم جبیر بن مطعم سے روایت ذکر کرتے ہیں کہ ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا کہ پھر آنا۔ اس نے کہا اگر میں آؤں اور آپ کو نہ مل سکوں گویا کہ اس نے

کہا۔ اگر آپ وفات پا جائیں۔ آپ نے فرمایا اگر مجھے نہ پائے تو ابوبکر کے پاس چلی جانا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے مجھے بنو مصطلق نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا کہ آپ سے دریافت کروں کہ آپ کے بعد ہم صدقات کسے دیں میں نے حاضر ہو کر سوال کیا۔ آپ نے فرمایا ابوبکر کو دینا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک عورت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئی وہ آپ سے کچھ سوال کرتی تھی۔ آپ نے فرمایا پھر آنا اس نے کہا اگر میں آؤں اور آپ کو نہ پاؤں؟ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی طرف اشارہ کیا تو آپ نے فرمایا اگر تو آئے اور مجھے نہ پائے تو ابوبکر کے پاس آنا کیونکہ وہ میرے بعد میرا خلیفہ ہوگا۔

اُم المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض کی حالت میں فرمایا ابوبکر اور اپنے بھائی کو بلاؤ حتیٰ کہ میں لکھ دوں کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ کوئی خواہش مند خواہش کرے گا اور کوئی یہ کہے گا کہ میں خلافت کے لائق تر ہوں مگر اللہ تعالیٰ اور مومن ابوبکر کے سوا سب کا انکار کریں گے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوبکر کے مال نے مجھے جو نفع دیا ہے ایسا کسی اور کے مال نے نفع نہیں دیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رو پڑے اور عرض کیا حضور میں اور میرا مال آپ ہی کا تو ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں اپنے باپ ابوقحافہ کو لے کر حضور کی خدمت میں آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آپ نے کیوں تکلیف کی اپنے والد کو رہنے دینا تھا۔ ہم خود ہی آجاتے۔ عرض کیا۔ حضور لائق یہی ہے کہ وہ آپ کے پاس آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے بیٹے کے انعامات کے باعث ہم اس کی حفاظت کریں گے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوبکر سے بڑا میرے نزدیک کوئی شخص نہیں اس نے اپنی جان اور اپنا مال ہم پر قربان کر دیا ہے اور اپنی بیٹی مجھ سے بیاہ دی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر یقین کرو میری اُمت میں سب سے پہلے تم جنت میں داخل ہو گے۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

مصاحبت اور مال میں ابوبکر کا مجھ پر بہت بڑا احسان ہے۔ اگر میں اپنے رب کے سوا کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو خلیل بناتا مگران کے ساتھ اخوت اسلام ہے۔

حضرت ابوالدرداؓ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے آگے چلتا ہوا دیکھا تو فرمایا تم اس کے آگے چل رہے ہو جو تم سے دُنیا و آخرت میں بہتر ہے۔ نبیوں اور رسولوں کے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل پر سورج طلوع ہوا اور نہ ہی غروب ہوا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات نہ پائی حتیٰ کہ ہم نے یہ سمجھ لیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابوبکر صدیق افضل ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال نہ فرمایا حتیٰ کہ ہم نے پہچان لیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد عمر فاروق افضل ہیں رضی اللہ عنہ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا کہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما آ گئے۔ آپ نے فرمایا، اے علی یہ دونوں نبیوں اور رسولوں کے سوا جنت کی ساری مخلوق کے بوڑھوں سے افضل ہیں۔ اے علی ان کو یہ نہ بتانا۔ حضرت علی فرماتے ہیں ان کی وفات سے پہلے میں نے یہ کسی کو نہ بتایا۔ اور بھی احادیث عنقریب آئیں گی جو ان دونوں کی فضیلت میں وارد ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ابوبکر میرا یارِ غار اور میرے ساتھ محبت کرنے والا ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے ابوبکر تم حوض کوثر پر میرے ساتھی اور یارِ غار ہو۔

حضرت عامر بن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ۔ اگر ہم ان پر یہ فرض کر دیں کہ اپنی جانوں کو قتل کرو۔

تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اگر اللہ مجھے حکم دے کہ میں اپنی جان قتل کر دوں تو ضرور قتل کر دوں گا۔ آپ نے فرمایا اے ابوبکر تم سچ کہتے ہو۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوبکر سے محبت اوران کاشکر یہ ادا کرنا میری ساری اُمت پر واجب ہے۔

اُم المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوع روایت ہے کہ ابوبکر کے سوا سب کا حساب ہوگا اور رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا ابوبکر زمین وآسمان میں عتیق ہے اس کی دیلمی نے روایت کی ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ابوبکر اور عمر کان اور آنکھ کا مقام رکھتے ہیں۔اس کی ترمذی نے روایت کی ہے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نبی کے علاوہ ساری اُمت سے ابوبکر افضل ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر ابوبکر صدیق نہ ہوتے تو اسلام ختم ہوجاتا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صفائی میں ابوبکر دودھ کی مانند ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوبکر برسنے والے بادل کی مثل ہیں جہاں بھی ہوں نفع دیتے ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی فضیلت میں منقول احادیث

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کے دو وزیر زمین میں اور دو آسمانوں میں ہوتے ہیں۔ میرے آسمان والوں میں دو وزیر ہیں ایک جبرائیل اور دوسرا میکائیل علیہما السلام اور زمین والوں میں میرے دو وزیر ابوبکر اور عمر ہیں ''رضی اللہ عنہما'' ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ جنت میں اعلیٰ درجات والوں کو نیچے سے ایسے دیکھیں گے جیسے آسمان کے کنارے میں طلوع ہونے والے ستارے کو دیکھتے ہیں۔ ان درجات میں ابوبکر اور عمر ہوں گے ''رضی اللہ عنہما''

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ابوبکر جنت میں، عمر جنت میں، عثمان جنت میں اور علی جنت میں ہیں ''رضی اللہ عنہم'' اور تمام عشرہ مبشرہ (جن دس صحابہ کے جنتی ہونے کی ایک مجلس میں خبر دی وہ عشرہ مبشرہ ہیں) کو ذکر فرمایا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مہاجرو انصار صحابہ کے پاس تشریف لاتے جب کہ وہ اکٹھے بیٹھے ہوتے تھے ان میں ابوبکر اور عمر بھی بیٹھے ہوتے تھے، ان میں سے سوا ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے کوئی صحابی نگاہ اوپر نہ اٹھاتا تھا۔ وہ دونوں حضرات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر تبسّم کرتے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو دیکھ کر تبسّم فرماتے (یہ غایت درجہ کی محبت کی علامت ہے)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک روز سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور مسجد کا رُخ فرمایا، حالانکہ ابوبکر آپ کے دائیں طرف اور عمر فاروق بائیں طرف تھے۔ جب کہ آپ نے دونوں کے ہاتھ پکڑے ہوئے تھے اور فرمایا ہم قیامت میں ایسے ہی اُٹھیں گے۔ ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے پہلے میری قبر کھلے گی پھر ابوبکر اور عمر کی قبریں کھلیں گی۔ رضی اللہ عنہما۔

حضرت ابوالدرد ائی دوسی سے روایت ہے کہ میں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا جب کہ ابوبکر اور عمر دونوں آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد ہے کہ اس نے تمہارے سبب میری مدد فرمائی۔

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس ابھی ابھی جبرائیل علیہ السلام آئے میں نے ان سے کہا کہ مجھے عمر بن خطاب کی فضیلت بتائیں۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ جب سے حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم میں تشریف فرما ہوئے، میں عمر بن خطاب کے فضائل بیان کرنے لگوں تو وہ ختم نہ ہوں گے، حالانکہ عمر فاروق ابوبکر کی نیکیوں میں سے ایک نیکی ہے۔

حضرت عبدالرحمن بن غنم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیّد کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر اور عمر سے فرمایا۔ اگر تم دونوں کسی مشورہ میں اتفاق کرلو تو میں کبھی تمہاری مخالفت نہیں کروں گا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوبکر و عمر سے محبت کرنا اور ان کو پہچاننا سنت ہے۔

حضرت بسطام بن مسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے ابوبکراور عمر فاروق سے فرمایا میرے بعد تم پر کوئی حکم نہ کر سکے گا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ ابوبکراور عمر سے محبت کرنا ایمان ہے اور ان سے بغض کرنا کفر ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نبی کے خاص دوست ہوتے ہیں میرے خصوصی دوست ابوبکراور عمر ہیں۔ ''رضی اللہ تعالیٰ عنہما''۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خصوصیات

اللہ تعالیٰ نے ابوبکر کو چار خصلتوں میں مخصوص فرمایا۔ ان کے سوا کسی کا نام صدیق نہ رکھا گیا، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غار میں ساتھی، ہجرت میں رفیق رہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو نماز پڑھانے پر مامور فرمایا جب کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم موجود تھے۔

حضرت ابوجعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وزیر تھے کہ تمام امور میں آپ ان سے مشورہ فرمایا کرتے تھے۔ ابوبکر ہی اسلام میں ثانی، غار میں ثانی، بدر کی جنگ کے روز خیمہ میں ثانی اور قبر میں ثانی ہیں۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو آپ رضی اللہ عنہ پر ترجیح نہ دیتے تھے۔

روایت ہے کہ جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غارِ ثور کی طرف متوجہ ہوئے تو وہ کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے کبھی پیچھے کبھی دائیں اور کبھی بائیں چلتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر اس طرح کیوں کرتے ہو عرض کیا یا رسول اللہ میں دور سے دیکھنے والے کا خیال کرتا ہوں تو آگے ہو جاتا ہوں پیچھے سے تلاش کرنے والے سے خوف کھاتا ہوں تو پیچھے چلنا پسند کرتا ہوں، اور دائیں اور بائیں راہ کی حفاظت کرتا ہوں۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر فکر نہ کرو ڈر کی بات نہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پاؤں سے برہنہ تھے، اس لئے آپ نے ننگے پاؤں چلنا شروع کیا تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کو کندھے پر اٹھا کر غارِ ثور تک لے گئے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غار میں داخل ہونے کا ارادہ فرمایا تو ابوبکر نے کہا اس ذاتِ الٰہی کی قسم جس نے آپ کو نبی بھیجا ہے مجھ سے پہلے آپ غار میں تشریف نہ لے

جائیں آپ سے پہلے میں غار میں دیکھ بھال کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر ابو بکر غار میں اُتر گئے اور رات کے اندھیرے میں اپنے ہاتھ سے صفائی کرنے لگے کہ کہیں کوئی زہریلی شئے نہ ہو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچائے۔ جب غار میں اس قسم کی کوئی زہریلی شئ نہ دیکھی تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم غار میں تشریف لے گئے۔ روایت ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے غار میں چند سوراخ دیکھے اور اپنے کپڑے کو پھاڑ کر اُن سوراخوں کو بند کرنا شروع کیا۔ ایک سوراخ رہ گیا اور کپڑے سے کوئی ٹکڑا باقی نہ بچا تو وہ اس سوراخ کے قریب بیٹھ گئے اور اس کے اوپر اپنی ایڑھی رکھ کر وہ سوراخ بند کیا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ چھوٹے بڑے سانپ ایڑی کو ڈس رہے ہیں۔ ان کی تکلیف اور درد سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے آنسو چہرۂ جہاں آراء صلی اللہ علیہ وسلم پر گرنے لگے جب کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سو رہے تھے اور آپ کا سر مبارک ابو بکر کی گود میں تھا وہ ایڑی کو دبائے بیٹھے رہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیدار نہ کیا جب ان کے آنسو چہرۂ انور پر پڑے تو آپ بیدار ہوئے اور فرمایا اے ابو بکر کیا بات ہے۔ یہ رونا کیسا ہے؟ عرض کیا حضور سانپ ڈس رہا ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں لعاب شریف لگائی جس سے تکلیف جاتی رہی۔ صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا کپڑا دریافت فرمایا تو انہوں نے تمام واقعہ ذکر کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے دُعا فرمائی۔ اے اللہ ابو بکر جنت میں میرے ساتھ کر۔

فوراً آواز آئی کہ آپ کی دُعا مقبول ہوگئی ہے۔ صلوات اللہ وسلام اللہ علیہ۔

روایت ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب غار کے منہ پر راستہ تلاش کرنے والوں اور نوجوانوں کو تیر وسنان اور تلواریں سنبھالے ہوئے دیکھا تو گھبراتے ہوئے کہا کہ اگر میں آج قتل ہو جاؤں تو کوئی حرج نہیں۔ میں ایک عام شخص ہوں یا رسول اللہ اگر آپ "معاذ اللہ" قتل ہو گئے تو اُمت ہلاک ہو جائے گی۔ سرورِ کون ومکان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو بکر غم نہ کر واللہ ہمارے ساتھ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ابو بکر پر سکینت (اطمینان قلب) نازل فرمائی کیونکہ وہ گھبرا رہے تھے اور سکینت اطمینان اور تسلی ہے جس سے دل سکون پکڑتے ہیں۔ الغرض حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فضائل، مناقب اور محاسن بے شمار ہیں جو ختم ہونے والے نہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شجاعت اور استقامت

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بہت بہادر اور دین میں زیادہ ثابت قدم تھے۔ ''معالم التنزیل'' میں ہے کہ جب سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اور یہ خبر عام لوگوں میں مشہور ہوگئی تو مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور بحرین والوں کے سوا سرکش عرب مُرتد ہو گئے اور بعض نے زکوٰۃ روک دی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کے ساتھ جنگ کا قصد کیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسے اچھا نہ سمجھا۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا آپ ان سے کس طرح جنگ کریں گے حالانکہ جناب رسول للہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں کافروں سے جنگ کروں جب تک وہ لا الٰہ الا اللہ نہ کہیں۔ جب وہ لا الٰہ الا اللہ کہیں گے تو اپنی جانیں اور اموال مجھ سے محفوظ کرلیں گے۔ یہ سُن کر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا۔'' اِلَّا بِحَقِّهَا'' مگر اپنے حق کے ساتھ۔ اور ان کا حق نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ ادا کرنا ہے۔ اللہ کی قسم اگر ایک رسّی، ایک روایت میں بکری کا بچہ جو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زکوٰۃ میں ادا کرتے تھے، زکوٰۃ میں ادا نہ کریں گے تو میں ان سے جنگ کروں گا اگر سارے لوگ مجھے چھوڑ جائیں گے تو میں تنہا ان سے لڑوں گا۔ حضرت عمر بن خطاب نے کہا اللہ کی قسم اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابوبکر کا سینہ مرتدین کے ساتھ جنگ کے لئے کھول دیا ہے۔ اور میں نے یقین کیا کہ یہی حق ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم! مرتدین کے ساتھ جنگ کے بارے میں ابوبکر کا ایمان ساری اُمت کے ایمان سے راجح تھا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے قلیل وقت میں کثیر فتوحات حاصل ہوئیں۔ مسند خلافت پر فائز ہونے کے بعد سب سے پہلا یہ کام کیا کہ حضرت اُسامہ کو لشکر کا سپہ سالار بنا کر بھیجا جب کہ بعض صحابہ کرام اس اقدام کو پسند نہ کرتے تھے۔ اور وہ حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ کو کمزور اور ضعیف سمجھتے تھے۔ انہوں نے حضرت عمر بن خطاب سے کہا کہ حضرت ابوبکر صدیق سے کہیں کہ مسلمانوں کو واپس بلالیں اگر وہ اس سے انکار کریں تو ہم پر ایسے شخص کو امیر بنائیں جو اُسامہ سے مُسن ہو۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر کے پاس گئے اور ان سے یہ گفتگو کی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ

نے کہا اگر کتے اور بھیڑیئے مجھے اُچک لے جائیں تو میں اس فیصلہ کو رد نہیں کر سکتا ہوں جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ فرمایا ہے۔ حضرت عمر فاروق انصار کی طرف لوٹ گئے اور ان سے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی ساری گفتگو بیان کی۔ انصار نے کہا یہ ضروری اور لازمی امر ہے کہ پھر واپس جا کر امیر المؤمنین سے کلام کریں۔ حضرت عمر فاروق نے واپس جا کر ابو بکر رضی اللہ عنہ سے اس امر میں مزید تکرار کیا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اُٹھے اور حضرت عمر بن خطاب کی داڑھی پکڑ لی اور فرمایا اے ابن خطاب تیری ماں تجھے گم پائے (تم مر جاؤ) سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسامہ کو امیر بنایا اور تم مجھے اس پر مجبور کرتے ہو کہ میں اسے علیحدہ کر دوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کی طرف لوٹے اور ان کو اس بات سے خبر دار کیا تو وہ سب تیار ہوئے اور اُسامہ کی قیادت کو قبول کرتے ہوئے نکلے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان کو الوداع فرمائی جب کہ وہ پیدل چل رہے تھے اور حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ سوار تھے اور حضرت عبد الرحمن بن عوف ابو بکر کے گھوڑے کی لگام پکڑ کر چل رہے تھے۔ حضرت اُسامہ نے حضرت ابو بکر سے کہا اے خلیفہ رسول اللہ! آپ سوار ہو جائیں یا مَیں گھوڑے سے اُتر جاتا ہوں۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم نہ مَیں سوار ہوں گا اور نہ تم اُترو گے مجھے اس میں تکلیف نہیں کہ میں اللہ کی راہ میں اپنے قدموں کو غبار آلود کروں یہ کہہ کر ابو بکر واپس لوٹ گئے۔ حضرت اُسامہ نے اس لشکر کے ساتھ روم کا قصد کیا جب اُبنیٰ پہنچے تو ان پر حملہ بول دیا ان کی عورتیں قید کیں اور گھر جلا دیئے اور کثیر مقدار میں مالِ غنیمت حاصل کیا۔ حضرت اُسامہ اس جنگ میں اپنے باپ کے گھوڑے پر سوار تھے۔ انہوں نے اپنے والد کے قاتل کو قتل کیا کیونکہ ان کے والد جنگ موتہ میں شہید ہو گئے تھے۔ ایسے ہی روم میں ہوا۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یمامہ فتح کیا اور مسیلمہ کذاب کو قتل کیا اور مرتدین سے لڑائی کی حتیٰ کہ وہ اللہ کے دین کی طرف واپس لوٹے اور عراق کے گرد و نواح اور بعض شام کے علاقے فتح کیے۔

(فصل پنجم)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فرمودات

محاضرات میں ذکر کیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک خطبہ میں فرمایا وہ حاکم کہاں ہیں جن کے چہرے خوبصورت تھے اور وہ اپنے حکم سے لوگوں کو حیرت میں ڈالتے تھے۔ وہ بادشاہ کہاں گئے جنہوں نے مضبوط شہر بنائے اور ان کو دیواروں کے ساتھ مستحکم کیا۔ کہاں گئے وہ لوگ جنہوں نے لڑائی کے میدانوں میں غلبہ حاصل کیا ان کے ساتھ زمانہ حرکت میں آ گیا ہے اور وہ قبروں کے اندھیروں میں پڑے ہیں۔ اے لوگو! نجات کی راہ سنبھالو۔ نیز محاضرات میں ذکر کیا کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہنے آپ کی عیادت کی۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم شفایاب ہوئے تو اچانک ابوبکر رضی اللہ عنہ بیمار ہو گئے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی عیادت فرمائی تو وہ اسی وقت شفایاب ہو گئے جیسے آپ کی عیادت کرتے ہی بیمار ہو گئے تھے۔ اس کے متعلق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

مَرِضَ الْحَبِيبُ فَعُدْتُهُ فَمَرِضْتُ	حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو
مِنْ حَذْرِي عَلَيْهِ شَفَى الْحَبِيبُ فَعَادَ	میں نے آپ کی عیادت کی تو میں آپ پر
نِي فَشَفِيتُ مِنْ نَظْرِيْ عَلَيْهِ	غم کھانے سے بیمار ہو گیا۔

حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے شفا پائی اور میری عیادت کو تشریف لائے جونہی میری ایک نگاہ آپ پر پڑی تو مجھے شفا مل گئی۔

امام شعرانی نے طبقات میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعض ارشادات ذکر کیے ہیں۔ کہ بہت زیادہ دانائی تقویٰ ہے اور بہت بڑی حماقت فجور ہے۔ اچھا صدق ایمانداری ہے اور بہت بڑا جھوٹ خیانت کرنا ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ اس امر (خلافت) کی آخرت جبھی اچھی ہو گی کہ اس کی ابتداء درست ہو، اس کا وہی شخص متحمل ہو سکتا ہے جو قدر و منزلت میں افضل ہو اپنے نفس پر قابو پانے والا ہو۔ جسے آپ وعظ فرماتے تو کہتے اے میرے بھائی اگر تو میری نصیحت کو یاد کرے گا تو کوئی غائب تجھے موت سے زیادہ محبوب نہ ہو گا۔ وہ تیرے پاس آنے والی ہے۔ اور فرماتے

تھے انسان میں جب دُنیا کی زینت سے فخر داخل ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس سے بغض کرنے لگتا ہے حتیٰ کہ وہ زینت اور فخر کو ترک کر دے اور فرماتے تھے اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ سے شرم وحیا کرو، اس ذاتِ الٰہ کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے جب مَیں وسیع میدان میں قضاء حاجت کے لئے جاتا ہوں تو اپنے رب عزّ وجل سے حیا کرتے ہوئے پردہ کر لیتا ہوں۔ اور فرماتے تھے۔

کاش! میں درخت ہوتا جسے کھایا جاتا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنی زبان پکڑ کر فرماتے تھے اس نے مجھے ہلاکت میں داخل کیا اور جب ان کی سواری کی نکیل گر جاتی تو اسے بٹھا کر نکیل پکڑتے۔ جب عرض کیا جاتا کہ آپ ہمیں کیوں نہیں فرما دیتے تو جواب دیتے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میں لوگوں سے قطعاً کسی شئے کا سوال نہ کروں۔ جب آپ کھانا کھاتے تو اس میں اگر ذرّہ بھر شبہ ہوتا تو قے کر دیا کرتے تھے اور کہتے اے اللہ اس کا مجھ سے مواخذہ نہ کرنا جسے رگیں پی گئیں اور وہ آنتوں میں مل گیا۔ جب سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلافت پر فائز ہوئے تو فرمایا میں تمہارا خلیفہ اور والی بنایا گیا ہوں۔ میں تم سے بہتر نہیں ہوں جب یہ کلام حسن بصری کو پہنچا تو کہا کیوں نہیں وہ ہم سے بہتر ہیں لیکن مومن کسرِ نفس کرتا ہے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی جب مدح کی جاتی تو کہتے اے اللہ تو مجھے مجھ سے زیادہ جانتا ہے اور مَیں اپنے نفس کو ان سے زیادہ جانتا ہوں۔ اے اللہ مجھے ان کے گمان سے بہتر کر اور جسے وہ نہیں جانتے وہ مجھے معاف کر دے اور جو وہ کہتے ہیں مجھ سے اس کی گرفت نہ کر۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وصایا

ایک تابعی سے پوچھا گیا کیا تم نے ابو بکر کو دیکھا ہے؟ اس نے کہا جی ہاں! میں نے بادشاہ کو مسکین حالت میں دیکھا ہے۔ محاضرات اور مسامرات میں ہے۔ جب ابو بکر رضی اللہ عنہ کی وفات قریب ہوئی تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا اور ان سے کہا اگر قبول کرو تو میں آپ کو وصیت کرتا ہوں۔ بے شک اللہ تعالیٰ کا رات میں حق ہے اسے دن میں قبول نہیں کرتا اور اس کا دن میں حق ہے اسے رات کو قبول نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ نفل عبادت قبول نہیں کرتا جب تک کہ فرض ادا نہ کئے جائیں۔ یقین کرو اللہ تعالیٰ نے اہل جنت کو اچھے اعمال کے ساتھ ذکر کیا ہے کوئی کہے گا میرا عمل ان لوگوں کے عمل کے برابر کیسے ہو سکتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بُرے اعمال معاف کر دیئے

ہیں۔اوراس پر ملامت نہیں کی۔یقین کرو۔اللہ تعالیٰ نے دوزخیوں کوان کے بُرے اعمال کے ساتھ ذکر کیا ہے۔کوئی شخص کہے گا میں ان لوگوں سے عمل میں بہتر ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے اچھے عمل ان پر رڈ کردیئے ہیں اوراسے قبول نہیں کیا تُو نے دیکھا نہیں ہے آخرت میں انہیں کے عمل وزنی ہوں گے وہ جو دنیا میں حق کی تابعداری کرنے سے وزنی ہوں گے۔یہ حق ان کے لئے وزنی ہوا اور ترازو کا حق ہے کہ اس میں حق ہی رکھا جائے جو وزنی ہو۔کیا تم نے دیکھا نہیں جن لوگوں کے عمل آخرت میں ہلکے پھلکے ہوں گے وہ دنیا میں باطل کی تابعداری کرنے سے ہلکے ہوں گے۔یہ باطل ان کے لئے ہلکا ہوا اور ترازو کا حق ہے کہ اس میں باطل رکھا جائے جو ہلکا رہے کیا تم نے دیکھا نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سخت آیت کے پاس نرم آیت نازل کی اور نرم آیت کے پاس سخت آیت نازل کی تاکہ انسان اچھے عمل میں رغبت کرے اور بُرے عمل سے دور رہے اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالے۔اور اللہ تعالیٰ سے اچھی خواہش کرے۔اگر آپ میری وصیّت یاد رکھو گے تو کوئی غائب آپ کے نزدیک موت سے زیادہ محبوب نہ ہوگا اور موت سے چارہ نہیں۔اگر آپ نے میری یہ وصیّت ضائع کردی تو کوئی غائب آپ کے نزدیک موت سے زیادہ مبغوض نہ ہوگا اور تم اسے عاجز نہ کرسکو گے۔اُم المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ وصیّت لکھی "بسم اللہ الرحمن الرحیم" ابوبکر بن ابوقحافہ دنیا سے نکلتے وقت یہ وصیت کرتا ہے یہ وہ وقت ہے جس میں کافر ایمان لاتا ہے، فاجر فجور سے باز رہتا ہے اور کاذب سچ بولتا ہے میں تمہارے لیے عمر بن خطاب کو خلیفہ منتخب کرتا ہوں۔اگر وہ عدل کرے گا اور میرا گمان بھی ان کے متعلق یہی ہے اور مجھے امید ہے کہ وہ ایسا ہی کرے گا۔اگر وہ ظلم کرے گا اور تبدیل ہو جائے گا تو میں غیب نہیں جانتا ہوں اور ظالم عنقریب اپنی راہ دیکھ لیں گے۔ابوسلیمان نے کہا جس نے حضرت ابوبکر صدیق کی وصیت لکھی تھی وہ حضرت عثمان بن عفان تھے۔" رضی اللہ عنہ"

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے قاضی اور کاتب

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے قاضی عمر بن خطاب اور کاتب حضرت عثمان بن عفان اور زید بن ثابت تھے۔اور آپ کے حاجب (چوکیدار) ان کا آزاد کردہ غلام شدید تھا اور سپاہی ابوعبیدہ

بن جراح تھے۔ اسلام میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر نے ہی حاجب اور سپاہی منتخب کیے تھے۔ آپ کی انگوٹھی وہی تھی جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی تھی اور وہ چاندی کی تھی اس پر ''محمد رسول اللہ'' منقوش تھا۔ ان کے بعد وہ عمر فاروق کے ہاتھ میں رہی، پھر حضرت عثمان کے ہاتھ میں رہی حتیٰ کہ وہ بیرِ اریس میں گر گئی۔ آپ سے ۱۴۲ حدیثیں منقول ہیں۔ محاضرات میں ذکر کیا ہے کہ آپ سے ۱۳۲ احادیث روایت کی گئی ہیں۔ واللہ اعلم۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیماری، وفات اور غسل وغیرہ کا بیان

ابن شہاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حارث بن کلدہ دونوں حلوہ کھا رہے تھے جو حضرت ابوبکر کو کسی نے ہدیہ بھیجا تھا تو حارث نے حضرت ابوبکر سے کہا اے خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو مت کھایئے اللہ کی قسم اس میں زہر ہے میں اور آپ ایک ہی وقت فوت ہو جائیں گے۔ حضرت ابوبکر نے کھانے سے ہاتھ اٹھا لیا پھر وہ دونوں بیمار ہو گئے اور ایک سال گزرنے کے بعد دونوں ایک ہی دن وفات پا گئے۔ منقول ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سردی کے دن غسل کر لیا تھا جس سے ان کو بخار ہو گیا اور پندرہ روز بیمار رہے، نماز کے لئے باہر نہ آسکتے تھے۔ اس عرصہ میں حضرت عمر فاروق لوگوں کو نماز پڑھاتے رہے۔ بعض نے کہا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کا سبب یہ تھا کہ جس سانپ نے آپ کو غارِ ثور میں ڈسا تھا اس کا زہر حرکت میں آ گیا تھا اسے ابن اثیر نے ذکر کیا۔ بعض کچھ اور وجہ بیان کرتے ہیں آپ منگل کی رات کو فوت ہوئے، بعض یومِ وفات جمعہ بیان کرتے ہیں جبکہ تیرھویں ہجری کے جمادی الاخریٰ کے سات روز باقی رہتے تھے۔ صحیح روایت کے مطابق آپ کی عمر شریف ۶۳ برس تھی۔ اکتفاء میں ذکر کیا کہ حضرت کا آخری کلام یہ تھا اے میرے پروردگار مجھے مسلمان فوت کر کے نیک لوگوں میں شامل کر۔ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو مدینہ منور میں آہ و بکا سے قیامت برپا ہو گئی۔ اور کئی لوگ بیہوش ہو گئے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے روز ہوا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وصیّت کی تھی کہ ان کی بیوی اسماء بنت عمیس ان کو غسل دے۔ چنانچہ اسماء نے آپ کو غسل دیا یہ پہلی خاتون ہیں جس نے اسلام میں اپنے شوہر کو غسل دیا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وصیت کی کہ ان کو جناب رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کے پہلو میں دفن کیا جائے اور کہا جب میں فوت ہو جاؤں تو مجھے اس مکان کے دروازہ پر لے جائیں جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدفون ہیں اور دروازہ ہلانا اگر وہ کھل جائے تو مجھے وہاں دفن کر دینا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا ہم آپ کا جنازہ وہاں لے گئے اور دروازہ ہلا کر عرض کیا یہ ابوبکر صدیق ہے ان کی خواہش ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دفن ہوں اس کے بعد دروازہ کھل گیا اور یہ معلوم نہیں کہ کس نے کھولا اور آواز آئی انہیں داخل کرو اور باعزت دفن کرو نہ ہم نے آواز دینے والے کو دیکھا اور نہ ہی کوئی اور شئی دیکھی اس طرح ''صفوۃ'' میں مذکور ہے۔ ایک روایت میں ہے لوگوں نے یہ آواز سنی حبیب کو حبیب کے پاس پہنچا دو۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف اور منبر شریف کے درمیان نماز جنازہ پڑھائی اور اسی چارپائی پر ان کو اٹھایا جس پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اٹھایا گیا تھا۔ اور وہ اُم المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی چارپائی تھی۔ جو دو لکڑیوں کی تھی اور کھجور کے بالوں سے بُنی گئی تھی اور حضرت اُم المؤمنین رضی اللہ عنہا کی وراثت میں چار ہزار درہم سے فروخت ہوئی جسے حضرت معاویہ کے آزاد کردہ غلام نے خرید کر عام مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا تھا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی قبر شریف میں حضرت عمر، عثمان، طلحہ اور ان کے صاحبزادے عبدالرحمن رضی اللہ عنہم اُترے اور رات کو اُم المؤمنین کے گھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دفن کیا گیا اور ان کا سر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں کے قریب کیا گیا۔'' رضی اللہ تعالیٰ عنہ''

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اولاد

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اولاد میں تین لڑکے اور تین لڑکیاں تھیں۔ ایک لڑکا عبداللہ سب سے بڑا تھا اور ان کی والدہ قُتیلہ تھی۔ بعض تصغیر کے بغیر ''قتلہ'' پڑھتے ہیں یہ بنی عامر بن لوئ کے قبیلہ سے تھیں۔ حضرت عبداللہ فتح مکہ، حنین اور طائف میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود رہے وہ طائف میں زخمی ہو گئے جب کہ ابو محجن ثقفی نے ان کو تیر مارا تھا۔ یہ زخم ان کے والد ماجد کی خلافت تک باقی رہا اور ان کی خلافت کے عہد میں گیارہ ہجری کو شوال کے مہینہ میں فوت ہو گئے اور ظہر

کے بعد مدفون ہوئے ان کے باپ نے نماز جنازہ پڑھائی اور قبر میں ان کا بھائی عبدالرحمن حضرت عمر بن خطاب اور طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہم اُترے۔ اسے ابو نعیم، ابن مندہ اور ابو عمر نے ذکر کیا اسی طرح اسد الغابہ میں ہے۔

آپ کے دوسرے صاحبزادے عبدالرحمن تھے ان کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ ایک روایت میں ان کی کنیت ابومحمد مذکور ہے۔ بعض کچھ اور بیان کرتے ہیں ان کی والدہ اُم رومان بنت حارث بنی فراس بن غنم بن کنانہ کے قبیلہ سے تھیں وہ مکہ میں مسلمان ہوئیں اور مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی۔ حضرت عبدالرحمن اُم المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے حقیقی بھائی تھے اور جنگ بدر میں وہ مشرکوں کے ساتھ تھے، بہت بہادر اور سخت تیر انداز۔ ان کے بہت کارنامے ہیں جو جاہلیت کے زمانہ اور اسلام میں مشہور ہیں۔ انہوں نے جنگ بدر میں اپنے مقابلہ میں مسلمانوں کو للکارا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اُٹھے تاکہ اس کا مقابلہ کریں۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر کو روک دیا اور فرمایا ہمیں تمہاری زندگی کی ضرورت ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس پر احسان وکرم کیا اور وہ صلح حدیبیہ میں مسلمان ہوگیا ان کا نام عبدالکعبہ تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام عبدالرحمن رکھا۔ وہ حضرت خالد بن ولید کے ہمراہ یمامہ کی لڑائی میں موجود تھے اور کفار کے سات بہادر سرداروں کو قتل کیا تھا۔ وہ جمل کی لڑائی میں اپنی ہمشیرہ اُم المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ رہے اور یزید کی نامکمل بیعت مین اچانک مکہ مکرمہ میں ۵۳ ہجری میں فوت ہوگئے رضی اللہ عنہ۔ احادیث کی کتب مین ان سے آٹھ احادیث مروی ہیں۔ بعض نے ان کے عقب کو ذکر کیا ہے۔

تیسرے صاحبزادے محمد ہیں ان کی کنیت ابوالقاسم ہے۔ ان کی والدہ اسماء بنت عمیس خثعمیہ ہے۔ وہ اوّلین مہاجرین سے ہیں۔ اسماء بنت عمیس حضرت جعفر ابی طالب کی بیوی تھی ان کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ جب وہ شام میں موتہ کی لڑائی میں شہید ہوگئے تو ان کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسماء سے نکاح کرلیا۔ ان سے محمد ذوالحلیفہ میں پیدا ہوئے جب کہ دس ہجری کے ذوالقعدہ کے پانچ روز باقی رہ گئے تھے اسماء نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر کے ساتھ حجۃ الوداع میں حج کے لیے جارہی تھی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو فرمایا غسل کر کے سوار ہو جائے اور حج کا احرام باندھ لے اور بیت اللہ کے طواف کے سوا وہ تمام افعال کرے جو حاجی کرتے ہیں

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا قیامت تک ایک شرعی حکم کا سبب بنی۔ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ وفات فرما گئے تو اسماء سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نکاح کر لیا اور حضرت محمد بن ابی بکر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کفالت میں پرورش پائی۔ اور جنگ جُمل میں ان کے ساتھ رہے۔ انہوں نے صفین کی جنگ میں بھی حضرت علی کا ساتھ دیا۔ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ان کو مصر کا حاکم بنایا اور ان کے لئے عہد نامہ لکھ دیا جو ان کی شہادت کا سبب ہوا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی جنگ صفین سے واپسی کے بعد قیس بن سعد کی جگہ ان کو مصر کا حاکم مقرر کیا تھا۔ تاریخ ابن خلکان وغیرہ میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے محمد بن ابی بکر صدیق کو مصر کا حاکم بنایا وہ ۳۷ ہجری میں مصر گیے اور وہیں رہے حتیٰ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عمرو بن عاص کو شامی لشکر دے کر محمد بن ابی بکر کے مقابلہ کے لیے بھیجا جن میں معاویہ بن خدیج بھی تھا۔ گھمسان کی جنگ کے بعد محمد بن ابی بکر شکست کھا کر بھاگ گئے اور ایک پاگل عورت کے گھر چھپ گئے معاویہ بن خدیج کے ساتھی سپاہی اس مجنون عورت کے گھر سے گزرے جب کہ وہ راستہ میں بیٹھی ہوئی تھی اور اس کا بھائی لشکر میں تھا۔ مجنونہ نے کہا تم میرے بھائی کا قتل چاہتے ہو۔ انہوں نے کہا نہیں۔ یہ سُن کر مجنونہ کہتی ہے۔ یہ محمد بن ابی بکر میرے گھر چھپا بیٹھا ہے ابن خدیج نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا اور وہ اس کے گھر میں داخل ہو گئے اور محمد بن ابی بکر کو رسیوں سے باندھ کر زمین پر گھسیٹتے ہوئے ابن خدیج کے پاس لائے۔ محمد نے ابن خدیج سے کہا ابو بکر صدیق کا واسطہ میری حفاظت کرو۔ ابن خدیج نے کہا حضرت عثمان کے واقعہ میں میری قوم کے اسّی شخص تم نے قتل کیے اس کے باوجود میں تجھے چھوڑ دوں؟ یہ ہرگز نہیں ہوگا۔ اللہ کی قسم میں تجھے ضرور قتل کروں گا اور ۳۸ ہجری میں اسے قتل کر دیا۔ ابن خدیج نے حکم دیا کہ اسے راستہ میں گھسیٹتے ہوئے عمرو بن عاص کے مکان کے آگے سے گزریں کیونکہ وہ اسے اچھا نہ جانتے تھے۔ اور حکم دیا کہ اسے گدھے کی لاش میں بند کر کے جلا دیا جائے۔ بعض روایات میں ہے کہ محمد بن ابی بکر زندہ کو مردہ گدھے کی لاش میں رکھ کر جلا دیا گیا۔ اور یہ ان کی ہمشیرہ اُم المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی بددُعا کا نتیجہ تھا۔ جب کہ جنگ جمل میں اُم المؤمنین کے ہودج میں محمد نے اپنا ہاتھ داخل کیا۔ اُم المؤمنین نے اسے اجنبی گمان کرتے ہوئے فرمایا یہ کون شخص ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی کی طرف ہاتھ بڑھا رہا ہے اللہ اسے آگ میں جلائے۔ محمد بن

ابی بکر نے فوراً کہا۔ اے بہن یہ کہو کہ دنیا کی آگ میں جلائے۔ اُم المؤمنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا دُنیا کی آگ میں جلائے۔ اللہ اکبر۔

جس جگہ محمد قتل ہوئے وہیں ان کو دفن کیا گیا اور دفن کے ایک سال بعد ان کا غلام آیا اور اس کی قبر کو کھولا تو سر کے سوا وہاں کچھ نہ پایا وہ سر کو ہی نکال کر لے گیا اور منارہ کے نیچے مسجد میں دفن کر دیا۔ بعض نے کہا قبلہ میں دفن کیا۔ واللہ اعلم۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادیاں

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ایک صاحبزادی اُم المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا عبدالرحمٰن کی حقیقی بہن ہیں ان سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح فرمایا اور وہ سب لوگوں سے آپ کو زیادہ محبوب تھیں۔ کہا گیا یا رسول اللہ سب لوگوں سے آپ کو زیادہ محبوب کون ہے؟ فرمایا عائشہ کہا گیا مردوں سے کون؟ فرمایا اس کا باپ ابو بکر رضی اللہ عنہ۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے ذکر میں ان سے متعلق کلام ہو چکا ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دوسری بیٹی حضرت اسماء بنت ابی بکر ہے۔ یہ عبداللہ کی حقیقی بہن ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیق کی سب سے بڑی صاحبزادی یہی ہیں۔ انہیں ذات نطاقین کہا جاتا ہے۔ کیونکہ انہوں ین اپنا نطاق پھاڑ کر دو ٹکڑے کر دیا اور ایک ٹکڑے سے توشہ دان کا منہ باندھا جس میں ہجرت کے وقت ابو بکر صدیق کے لیے کھانا تیار کیا تھا۔ اُم المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہجرت کے واقعہ سے متعلق فرمایا ہم نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بہترین طریقہ سے تیار کیا اور ان کے لیے کھانا توشہ دان میں رکھا اور اسماء بنت ابی بکر نے اپنے نطاق کے ایک ٹکڑے سے توشہ دان کا منہ باندھا۔

تاریخ دانوں نے ذکر کیا ہے کہ اسماء بنت ابی بکر نے کہا جب ہم پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا امر مخفی ہو گیا تو قریش کی ایک جماعت ہمارے پاس آئی جن میں ابو جہل بھی تھا۔ وہ بولا تمہارا باپ کہاں ہے؟ میں نے کہا مجھے معلوم نہیں اس نے میرے رخسارے پر زور کا طمانچہ مارا جس سے میرے کان کی بالی گر گئی۔ جب ہمیں کچھ معلوم نہ ہوا کہ آپ کدھر گئے ہیں تو ہم نے ایک جن کی آواز سنی جس کو ہم دیکھتے نہیں تھے اس نے یہ ابیات پڑھے۔

جزی اللہ رب الناس خیر جزائہ — اللہ تعالیٰ پروردگار عالم اپنی طرف سے اچھی

رفیقین حلّا خیمتی ام معبد — جزاء دونوں دوستوں کو عنایت کرے

جوام معبد کے خیمہ میں تشریف فرماہوئے۔

جب ہم نے سُنا تو سمجھ لیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کدھر تشریف لے گئے ہیں۔

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے حضرت زبیر بن عوام نے مکہ میں نکاح کیا اور چند لڑکے اور لڑکیاں ان سے پیدا ہوئیں۔ لڑکے منذر، عبداللہ اور عروہ ہیں۔ عروہ فقہاء سبعہ میں سے ہیں۔ اور لڑکیاں خدیجہ الکبریٰ، اُم الحسن اور عائشہ ''رضی اللہ تعالیٰ عنہن'' تمام اولاد چھ افراد ہیں جن سے تین لڑکے اور تین لڑکیاں ہیں۔ پھر زبیر نے اسماء کو طلاق دے دی اور وہ مکہ میں اپنے بیٹے عبداللہ کے پاس رہنے لگیں۔ حتیٰ کہ عبداللہ کو حجاج نے قتل کر دیا۔ حضرت اسماء نے تمام صحابہ اور غیر صحابہ کی موجودگی میں آبِ زم زم سے عبداللہ کو غسل دیا اور اس پر کسی نے انکار نہ کیا۔ اس عمل سے فقہاء نے یہ استدلال کیا کہ آب زم زم سے نجاست کا زائل کرنا جائز ہے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا قیامت تک شرعی حکم کے اظہار کا سبب ہوئیں۔ حضرت عبداللہ بن زبیر کے شہید ہونے کے بعد وہ بہت تھوڑا عرصہ زندہ رہیں اور سو برس کی عمر میں مکہ مکرمہ میں وفات پاگئیں حالانکہ ان کا ایک دانت بھی نہ گرا تھا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تیسری صاحبزادی ''ام کلثوم'' ہے یہ ان کی سب سے چھوٹی صاحبزادی ہے ان کی والدہ حبیبہ بنت خارجہ بن زید ہیں۔ ہجرت کے سال حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حبیبہ کے پاس تشریف لے گئے اور حبیبہ سے نکاح کیا جب فوت ہوئے تو وہ حاملہ تھیں اور ان کی وفات کے بعد اُم کلثوم پیدا ہوئیں۔ ان سے طلحہ بن عبیداللہ نے نکاح کیا۔ ابن قیتبہ وغیرہ نے اسی طرح ذکر کیا ہے لیکن ان کی وفات پر ہم مطلع نہیں ہوئے۔ رضی اللہ عنہا۔

(فصل ششم)

امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے حالات

آپ کا نسب یہ ہے ابو حفص عمر بن خطاب بن نفیل بن عدی بن عبد العزی بن رباح بن عبداللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب، آپ اور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کعب میں مل جاتے ہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ولادت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت سے تیرہویں سال ہوئی۔ بعض کچھ اور ذکر کرتے ہیں۔ ان کا نام جاہلیت اور اسلام میں عمر ہی رہا ہے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی کنیت ابو حفص رکھی حفص شیر کے بچہ کو کہتے ہیں۔ بدر کے روز ان کی کنیت رکھی گئی۔ اسے ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے وہ دار ارقم میں مسلمان ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو فاروق سے موسوم فرمایا۔ ان کے ساتھ مسلمان چالیس کی تعداد تک پہنچ گئے۔ وہ باہر آئے اور اسلام کا اظہار کیا اور اللہ تعالیٰ نے عمر کے ساتھ حق و باطل میں تفریق فرمائی آپ جب مسلمان ہوئے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام آسمان سے اُترے اور کہا عمر کے اسلام سے آسمان والے بہت خوش ہوئے ہیں وہ پہلے شخص ہیں جن کو امیر المؤمنین کہا گیا ہے اور جس نے تاریخ لکھی اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو قرآن کریم مصاحف میں جمع کرنے کا مشورہ دیا تراویح کی نماز میں لوگوں کو جمع کیا۔ لوگوں کو زجر کرنے کے لیے کوڑا اٹھایا۔ خراج (ٹیکس) مقرر کیا، شہروں کو آباد کیا، قاضی اور حاکم مقرر کئے، ان کی انگوٹھی پر یہ منقوش تھا۔ کَفیٰ بِالْمَوْتِ وَاعِظاً یَاعُمَرُ (اے عمر انسان کے لیے موت اچھا واعظ ہے) وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی سے مُہر لگایا کرتے تھے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا

ان کے اسلام لانے کے سبب میں اختلاف ہے۔ مشہور بات یہ ہے کہ قریش نے جمع ہو کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں مشورہ کیا کہ آپ کو کون قتل کرے گا؟ حضرت عمر بن خطاب نے کہا میں قتل کروں گا۔ انہوں نے کہا اے عمر تم ہی یہ کام کر سکتے ہو۔ وہ تلوار پہن کر نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں باہر نکلے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے ساتھ امیر حمزہ کے گھر اس

حویلی میں تھے جو صفا کے قریب ہے جب عمر بن خطاب صفا کی طرف گئے تو راستہ میں سعد بن ابی وقاص زہری ملے اور کہا اے عمر کہاں جا رہے ہو؟ کہا محمد کے قتل کا ارادہ ہے۔ اس نے کہا تم اس ارادہ میں بہت کمزور ہو، اگر تم نے ایسا کیا تو بنی ہاشم اور بنی زہرہ سے کیسے بچ سکو گے؟ عمر بن خطاب نے کہا معلوم ہوتا ہے، تم بھی بے دین ہو گئے ہو اور اپنے دین کو چھوڑ چکے ہو۔ ایک روایت میں ہے شاید تم محمد کے دین کی طرف منتقل ہو چکے ہو، مَیں تم ہی سے ابتداء کرتا ہوں اور تجھے قتل کرتا ہوں۔ اس وقت حضرت سعد بن ابی وقاص زہری نے کہا اے عمر یقین کرو میں محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آیا ہوں۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ عمر نے تلوار نکالی، حضرت سعد نے بھی تلوار سیدھی کر لی، اور ایک دوسرے پر حملہ کرنا شروع کرنا چاہا اور قریب تھا کہ گتھم گتھا ہو جائیں۔ حضرت سعد نے کہا اے عمر تم اپنی بہن فاطمہ بنت خطاب سے اس طرح کیوں نہیں کرتے ہو؟ مواہب میں مذکور ہے کہ فاطمہ بنت خطاب کا شوہر سعید بن زید بن عمرو بن نفیل ہے۔ عمر بن خطاب نے کہا کیا وہ دونوں مسلمان ہو چکے ہیں۔ سعد نے کہا ہاں، عمر بن خطاب سعد کو چھوڑ کر تیزی کے ساتھ فاطمہ کے گھر کی طرف چلے جب ان کے گھر پہنچے تو وہاں ایک انصاری صحابی تھا جسے خباب بن ارت کہا جاتا ہے۔ اور وہ سورۂ ''طٰہٰ'' کی تلاوت کر رہے تھے۔ حضرت خباب بن ارت نے جب عمر کی آواز سنی تو گھر میں چھپ گیے۔ عمر بن خطاب نے دونوں سے کہا مَیں تم سے یہ کیسی آواز سن رہا تھا انہوں نے کہا ہم آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ کہا شاید تم بے دین ہو چکے ہو ان کے بہنوئی نے کہا اے عمر اگر حق تیرے دین کے سوا کسی دوسرے دین میں ہو تو؟

یہ سُن کر عمر نے اپنے بہنوئی سعید پر حملہ کر دیا اور ان کی داڑھی کو زور سے پکڑا اور ایک دوسرے پر اچھلے۔ عمر طاقتور شخص تھے انہوں نے سعید کو زمین پر گرا دیا اور اس کے سینہ پر بیٹھ گیا ان کی بہن آمنہ آئی اور اسے اپنے شوہر سے ہٹایا۔ اسے بھی عمر نے طمانچہ مارا اور اس کا چہرہ زخمی کر دیا۔ جب بہن نے چہرہ پر خون جاری دیکھا تو سخت غصہ میں آئی اور کہا اے اللہ کے دشمن تم مجھے اس لیے مارتے ہو کہ مَیں اللہ کو ایک جانتی ہوں کہا ہاں اسی لیے مارتا ہوں۔

ایک روایت میں ہے کہ ان کی بہن نے کہا اے عمر اگر حق تیرے دین کے سوا کسی دوسرے دین میں ہو تو؟ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ ہم تیری ناک خاک آلود کر کے

مسلمان ہو چکے ہیں تم نے جو کرنا ہے کرلو۔ جب عمر نے ان سے یہ سُنا تو نادم ہوئے اور اس کے شوہر کے سینہ سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور گھر کے ایک کنارہ میں کھڑے ہو گئے اور کہا جو کتاب تم پڑھتے تھے وہ میرے سامنے لاؤ۔ عمر بن خطاب کتاب پڑھنا جانتے تھے۔ ان کی بہن نے کہا ایسا میں کبھی نہ کروں گی۔ حضرت عمر نے کہا تو نے جو کہا ہے وہ میرے دل میں گھر کر گیا ہے مجھے دو میں اسے دیکھوں میں وعدہ کرتا ہوں کہ تم سے خیانت نہ کروں گا حتیٰ کہ جہاں تم چاہو اسے وہاں محفوظ کرلو۔ ان کی بہن نے کہا تم پلید ہو اُٹھو غسل یا وضو کرو، اس کتاب کو صرف پاک لوگ ہی ہاتھ لگا سکتے ہیں۔ حضرت عمر باہر غسل کرنے چلے گئے۔ خباب بن ارت جو گھر میں چھپے ہوئے تھے آمنہ کے پاس آئے اور کہا کیا اللہ کی کتاب عمر کو دے گی؟ حالانکہ وہ کافر ہے۔ اس نے کہا جی ہاں! مجھے اُمید ہے اللہ تعالیٰ میرے بھائی کو ہدایت دے گا۔ یہ کہ کر خباب گھر میں چھپ گئے۔ جب حضرت عمر غسل کر کے آئے تو آمنہ نے قرآن ان کے ہاتھ میں دیا۔ اچانک ان کی نگاہ اس آیت کریمہ پر پڑی۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط مَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰیٓ سے اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ تک پڑھا اس وقت حضرت عمر نے کہا جو یہ کہتا ہے اس کے ساتھ غیر کی عبادت کرنا مناسب نہیں۔ حضرت عمر نے کہا مجھے محمد "صلی اللہ علیہ وسلم" کے پاس لے چلو جب خباب نے یہ حضرت عمر کی بات سنی تو باہر آئے اور کہا خوش رہو اے عمر! میں اُمید کرتا ہوں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گزشتہ رات دُعا تیرے حق میں قبول ہو چکی ہے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا، اے اللہ عمر بن خطاب یا ابو جہل بن ہشام کے اسلام قبول کرنے کے باعث دین اسلام کو عزت اور غلبہ دے۔ دار قطنی نے روایت کی کہ اُم المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف یہ فرمایا تھا کہ اے اللہ عمر کے ساتھ اسلام کو غلبہ دے کیونکہ اسلام غالب ہے مغلوب نہیں ہے، حضرت عمر نے کہا اے خباب مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے چلو حضرت خباب اُٹھے اور سعید ان کے ساتھ ہو لیے حتیٰ کہ دارِ ارقم میں امیر حمزہ کے گھر آئے جو صفا کے قریب تھا دروازہ کھٹکھٹایا۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ باہر آئے اور دروازہ کے سوراخ سے دیکھ کر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف واپس لوٹ گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! دروازہ پر عمر کھڑا ہے ہم اس کے شر سے پناہ چاہتے ہیں۔ فرمایا دروازہ کھول دو اگر اچھے ارادہ سے آیا ہے ہم اسے قبول کریں گے اگر بُرا ارادہ لے کر آیا ہے ہم اسے قتل کر دیں گے۔ دروازہ کھولا گیا حضرت عُمر داخل ہوئے دار کے صحن

میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سامنے آگے بڑھے اور عمر کے کپڑے اور ان کی تلوار کی حمائل پکڑ لی۔ایک روایت میں ہے اس کا بازو پکڑ کر حرکت دی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیبت سے حضرت عمر کانپنے لگے۔سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیٹھ جاؤ کیا تم اس وقت باز آؤ گے جب کہ تم پر وہی نازل ہوگا جو ولید بن مغیرہ پر ذلت ورسوائی نازل ہوئی ہے۔اے اللہ یہ عمر بن خطاب ہے اے اللہ عمر بن خطاب کے ذریعہ اسلام کو عزت اور غلبہ دے۔حضرت عمر نے کہا۔اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔وہاں موجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے صداہائے نعرۂ تکبیر بلند کیں جسے مسجد والوں نے سُنا۔ایک روایت میں ہے کہ میں نے مکہ کے دوسرے کنارے سُنا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یارسول اللہ! کیا حیات وممات میں ہم حق پر نہیں۔فرمایا کیوں نہیں اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم حیات وممات میں حق پر ہو۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا پھر یہ چھپنا کس لئے ہے؟ ایک روایت میں ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یارسول اللہ ہم اپنے دینِ حق میں کیوں اخفاء کرتے ہیں جب کہ ہم حق پر ہیں اور مشرک باطل پر ہیں۔فرمایا اے عمر ہم قلیل ہیں اور جس تکلیف کا ہمیں سامنا ہے وہ تم دیکھ ہی رہے ہو۔عرض کیا اللہ تعالیٰ کی قسم جس نے آپ کو نبی بھیجا ہے میں جن مجالس میں کفر کی حالت میں بیٹھا کرتا تھا اب ان مجالس میں ایمان کی حالت میں بیٹھوں گا۔پھر دو صفیں بنا کر باہر نکلے ایک میں امیر حمزہ تھے اور دوسری صف میں حضرت عمر تھے "رضی اللہ عنہما۔" اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آواز چکّی کی آواز کی طرح تھی حتیٰ کہ مسجد میں تشریف لے گئے۔قریش نے اس حالت میں حضرت اور امیر حمزہ رضی اللہ عنہما کو دیکھا تو ان کو وہ دُکھ ہوا جو کبھی نہ ہوا تھا۔اس دن سے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام فاروق رکھا۔حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سیدنا حمزہ بن عبدالمطلب کے تین دن کے بعد مسلمان ہوئے راجح قول یہی ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا حلیہ مبارک

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا رنگ سفید سُرخی مائل تھا۔سر پر بال نہ تھے آنکھیں سُرخ تھیں دونوں رخسارے ہلکے تھے،اَضبط تھے،یعنی دونوں ہاتھوں سے برابر کام کرتے تھے۔تورات میں ان کی وصف موجود ہے۔وہب نے کہا تورات میں حضرت عمر فاروق کے اوصاف لوہے کے قرن امین

شدید مذکور ہیں۔قرن چھوٹا پہاڑ ہے۔حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں کثیر آیات اور احادیث ہیں۔ان میں سے بعض حضرت فاروق اعظم کے ساتھ مختص ہیں اور بعض ان کو اور ابوبکر صدیق دونوں کو شامل ہیں۔ان میں سے کچھ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سوانح میں گزر چکی ہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ احادیث کی روشنی میں

اُم سلمہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلی اُمتوں میں محدَّث ہوتے تھے۔اس اُمت میں اگر کوئی محدث ہے تو وہ عمر فاروق ہے رضی اللہ عنہ۔بعض نے ذکر کیا ہے کہ محدِّث بکسر الدال حدیث کے راوی کو کہتے ہیں اور محدَّث بفتح الدال اسے کہتے ہیں جسے الہام ہو اور وہ صاحبِ کشف ہوتا ہے۔یہاں یہی مراد ہے۔

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے جبرائیل علیہ السلام نے کہا عمر فاروق کی وفات پر اسلام روئے گا۔اس کی طبرانی نے روایت کی ہے۔دیلمی کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں تمہاری طرف نبی مبعوث نہ ہوتا تو عمر فاروق نبی مبعوث ہوتے۔امام احمد رحمہ اللہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میرے بعد نبی ہوتا تو عمر بن خطاب نبی ہوتا۔ ابن مردویہ رحمہ اللہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر عذاب نازل ہوتا تو اس سے عمر بن خطاب کے سوا کوئی نہ بچتا۔اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمر میرے ساتھ ہیں، مَیں عمر کے ساتھ ہوں، عمر جہاں بھی ہو حق ان کے ساتھ ہوگا۔اس کی طبرانی نے روایت کی ہے اور بزار کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمر بن خطاب جنت والوں کے سراج ہیں۔حکیم ترمذی نے نوادر میں راویت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان عمر بن خطاب کو دیکھ کر منہ کے بل گر پڑتا ہے اور اگر اسے وہ محسوس ہو جائیں تو بھاگ نکلتا ہے۔امام ترمذی نے روایت کی کہ عمر سے بہتر کسی شخص پر سورج نے طلوع نہیں کیا۔امام احمد نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے میرے بھائی عمر! ہم کو دُعا میں نہ بھلائیں۔دیلمی نے مسند الفردوس میں روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمر کی رضا میں رب کی رضا ہے۔دیلمی نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں نبی مبعوث نہ ہوتا تو عمر نبی مبعوث ہوتا ابوداؤد نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر تو صاحب رائے ہے، اسلام میں ہدایت یافتہ ہے۔رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق حدیث کے آئینہ میں

مشترک احادیث جو مذکور مخصوص احادیث کے علاوہ ہیں۔ طبرانی نے روایت کی صالح مومن ابوبکر اور عمر ہیں۔ ترمذی نے روایت کی کہ ابوبکر اور عمر میرے کان اور آنکھوں کی طرح ہیں۔ دیلمی نے روایت کی کہ ابوبکر اور عمر جنت والوں کے سراج ہیں۔ خطیب نے روایت کی ابوبکر اور عمر مجھ سے اس مقام میں ہیں جیسے ہارون موسیٰ کے مقام میں تھے۔

سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بیعت

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ۲۲۔ جمادی الاخریٰ ۱۳ھ کو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بیعت کی گئی۔ خلیفہ اوّل کی تدفین کے بعد آپ منبر شریف پر آئے اور جہاں سیدنا ابوبکر بیٹھا کرتے تھے اس سے نیچے بیٹھے پھر کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف کے بعد فرمایا میں تم کو اللہ کی طرف بلاتا ہوں کہ ایمان میں مستحکم ہو جاؤ۔ اے اللہ میری طبیعت سخت ہے مجھے اپنی اور قیامت کی طلب کے لئے حق کی موافقت میں اپنے تابعداروں کی طرف مائل کر اور تیرے دشمنوں پر ظلم وستم کے بغیر مجھے شدت اور سختی عطا ہو۔ اے اللہ میں کمزور ہوں مجھے کسی فضول خرچی اور یا کاری کے بغیر شریعت مطہرہ کے احکام کے اجرا میں طاقت عطا فرمائیں اس میں تیری رضا اور دار آخرت کا طالب رہوں۔ مجھے نرم پہلو عطا فرما اور مومنوں کے لئے میری طبع نرم فرما۔ میں بہت غافل اور بھولنے والا ہوں مجھے ہر حال میں اپنے ذکر کی توفیق والہام عنائت فرما۔ پھر کہا مجھے ربّ کعبہ کی قسم ہے میں لوگوں کو سیدھی راہ پر چلانے پر گامزن رہوں گا۔ پھر منبر سے نیچے تشریف لائے۔ ''رضی اللہ عنہ''

حضرت سعد بن ابی وقاص اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی جب کہ آپ کے حضور آپ کی بیبیاں بیٹھی ہوئی تھیں وہ آپ سے نان ونفقہ طلب کر رہی تھیں اور اس مطالبہ میں ان کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت دی تو آپ کی بیویاں پردہ میں چلی گئیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے جب کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہنس رہے تھے۔ عرض کیا میرے ماں باپ قربان ہوں یا رسول اللہ یہ ہنسنا کیسا ہے؟ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اِن

عورتوں سے تعجب کرتا ہوں جو آپ کے آنے سے پہلے یہاں بیٹھی ہوئی تھیں جب آپ کی آواز سنی تو فوراً پردہ میں چلی گئیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ قربان ہوں ان کو آپ سے ڈرنا زیادہ لائق ہے پھر ان کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا اپنی جانوں کی دشمنو! تم مجھ سے ڈرتی ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سخت تر ہو۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابن خطاب اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تجھے راستہ میں چلتا ہوا شیطان نہ ملے گا مگر وہ تمہارا راستہ چھوڑ کر دوسری راہ اختیار کرے گا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی فتوحات

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں کئی شہر فتح ہوئے۔ ان میں ایک دمشق ہے جو رومیوں کے قبضہ سے آزاد کرایا تھا۔ طبریہ، قیساریہ، فلسطین اور عسقلان فتح کیے۔ خود لشکر لے کر چڑھائی کی اور صلح سے بیت المقدس فتح کیا نیز بعلبک، حمس، حلب، قنسرین، انطاکیہ، جلولا، رقہ، حران، موصل، جزیرہ، نصیبین، آمد، رہا، قادسیہ اور مدائن کے شہر فتح کیے۔ ملک فارس کو زوال آیا اور اس کا بادشاہ یزدجرد شکست خوردہ بھاگ گیا اور فرغانہ اور ترک میں پناہ حاصل کی نیز دجلہ اور آبلہ کے شہر فتح کیے۔ اہواز اور جابیہ کا علاقہ فتح کیا۔ نہاوند، اصطخر اور اصفہان فارس کے شہر تستر، سوس، ہمدان، نوبہ، بربر، آذربیجان اور خراسان کے کچھ علاقے فتح کیے۔ اس کو بعض نے ریاض النضرہ سے ذکر کیا ہے۔

بیس ہجری کو محرم کی ابتداء میں عمرو بن عاص نے مصر فتح کیا اور اسکندریہ، طرابلس اور اس سے متصل سواحل وغیرہ فتح کیے۔ حیوٰۃ الحیوان میں عہدِ فاروقی میں مفتوح علاقوں سے راس العین، خابور، بیسان، یرموک، رَی اور اس کے متصل علاقے فتوحات میں شمار کیے ہیں۔ ”رضی اللہ عنہ“۔

امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی کرامتیں

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے جب مصر فتح کیا تو انہیں مصر والوں نے آ کر کہا کہ دریائے نیل ہر سال ایک نوجوان کنواری لڑکی چاہتا ہے جس کو ہم اس میں پھینک دیتے ہیں ورنہ وہ جاری ہونے سے رُک جاتا ہے اور متعلقہ علاقوں کو خراب کرتا ہے۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر دی۔ حضرت عمر فاروق نے ان کو یہ خط

لکھا۔ اسلام پہلی رسمیں ختم کرتا ہے اور دریائے نیل کو ایک خط لکھا اور ان کو فرمایا یہ خط دریائے نیل میں پھینک دیا جائے۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے اسے پڑھا تو خط کا یہ مضمون تھا۔

بسم اللہ الرّحمٰن الرحیم ط

اللہ کے بندے امیر المؤمنین کی طرف سے دریائے نیل مصر کی طرف۔

امابعد! اے نیل اگر اس سے پہلے تو خود جاری تھا تو بے شک نہ چل اور اگر اللہ تعالیٰ واحد وقہار تجھے چلاتا اور جاری کرتا ہے تو میں اللہ واحد قہار سے سوال کرتا ہوں کہ تجھے جاری رکھے۔

حضرت عمرو بن عاص والیٔ مصر نے وہ خط یوم صلیب سے ایک دن پہلے دریائے نیل میں پھینک دیا۔ جب یوم صلیب کی صبح ہوئی تو رات ہی رات اللہ تعالیٰ نے نیل کو ۱۶ گز جاری کردیا اور اس سال مصر والوں سے وہ بُرائی ختم کردی۔ بہت راویوں نے اسے ذکر کیا ہے۔ نیز حضرت عمرو بن حارث سے روایت ہے کہ جمعہ کے روز سیّدی عمر فاروق رضی اللہ عنہ خطبہ دے رہے تھے۔ اچانک انہوں نے خطاب ختم کردیا اور بُلند آواز سے دو یا تین مرتبہ کہا اے مسلمانوں کے سپہ سالار پہاڑی کا خیال کرو۔ پھر خطاب کرنا شروع کردیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا کیا امیر المؤمنین کو جنون ہوگیا ہے جو خطبہ چھوڑ کر ''یا ساریۃ الجبل'' کہہ رہا ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ آئے۔ وہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے بہت بے تکلف تھے۔ انہوں نے کہا یا امیر المؤمنین آپ لوگوں کو باتیں کرنے کا موقع دے رہے ہیں جب کہ خطبہ کی حالت میں ''یا ساریۃ الجبل'' سی آواز بلند فرمارہے ہو یہ کیا معاملہ ہے؟ امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا جب میں نے ساریہ اور اس کے لشکر کو دیکھا وہ پہاڑ کے پاس جنگ میں مصروف تھے، ان کے آگے اور پیچھے دشمن جمع ہورہے تھے میں نے بے اختیار ہو کر ''یا ساریۃ الجبل'' کہا تھا تاکہ مسلمانوں کا لشکر پہاڑ کی طرف ہوجائے۔ صرف تین دن گزرے کہ سپہ سالار ساریہ کا قاصد پیغام لے کر آیا کہ جمعہ کے روز دشمن سے سامنا ہوا صبح سے ہم نے لڑائی شروع کی حتیٰ کہ جمعہ کا وقت ہوگیا۔ اچانک ہم نے بلند آواز سُنی ''یا ساریۃ الجبل'' دو مرتبہ یہ آواز سنائی دی ہم پہاڑ کی طرف متوجہ ہولیے اور ہم نے دشمن پر غلبہ حاصل کرلیا اور ان کو اللہ تعالیٰ نے شکست دی۔ یہ ریاض النضرہ سے منقول ہے۔ بعض نے ذکر کیا کہ نہاوند کے پہاڑ میں غار سے ساریہ نے امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کی آواز سنی تھی۔ اب تک اس غار کی تعظیم کی جاتی ہے اور اسے متبرک سمجھا جاتا ہے۔

عجیب وغریب واقعات

امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ حطیئہ لوگوں کی بدگوئی کر کے ان کو تکلیف دیتا ہے آپ نے اسے بلایا اور اس کو زجر و وعید کی کہ اس کی زبان کاٹ دی جائے گی۔ حطیئہ نے کہا یا امیر المؤمنین اللہ کی قسم مجھے قتل نہ کریں، میں نے تو اپنے والدین، بیوی بلکہ اپنی جان کی ہجو کی ہے۔ امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو نے اپنے ماں باپ کی ہجو میں کیا کہا تھا۔ اس نے کہا میں نے اپنے والد کی یوں ہجو کی تھی۔

میں نے تجھے عورتوں میں دیکھا تو نے مجھے ذلیل کر دیا اور تیرے بیٹوں کے باپ کو دیکھا وہ مجھے مجلس میں بہت بُرا معلوم ہوا اور میں نے اپنی ماں کی ہجو میں یہ کہا تھا۔

علیحدہ ہو جا اور مجھ سے دُور ہو کر بیٹھ۔ اللہ تجھ سے سب لوگوں کو آرام سے رکھے جب تو کلام کرنے والوں میں کوئی راز امانت رکھتی ہے تو میں دل میں بُرا خیال کرتا ہوں پھر میں نے اپنی بیوی کی ہجو اس طرح کی۔

میں طواف کرتا ہوں جو بھی طواف کرتا ہوں پھر میں گھر آتا ہوں جس میں بیوقوف عورت بیٹھی ہوتی ہے۔

پھر میں نے کنوئیں میں نظر کی اور اپنا چہرہ دیکھا جسے میں نے بہت بُرا جانا اور میں نے کہا۔

ابت شفتای الیوم الا تکلما	آج میرے ہونٹوں نے بُرا کلام کرنے کے سوا ہر شئ
بشرٍ فما ادری لمن انا قائله اری	کا انکار کیا۔ میں نہیں جانتا میں یہ کسے کہہ رہا ہوں۔
لی وجھا قبح اللہ خلقه فقبح من	میں اپنا چہرہ دیکھ رہا ہوں۔ جس کو اللہ نے بُرا پیدا کیا
وجهٍ و قبح حامله	ہے یہ چہرہ بُرا ہے اور چہرے والا بھی بُرا ہے۔

امیر المؤمنین نے یہ سُن کر اسے قید کرنے کا حکم دیا۔ اس نے قید میں چند روز بعد امیر المؤمنین کو یہ لکھا۔ ہم بچوں سے کیا کہیں جو ذی مرغ میں خالی پیٹ ہیں وہاں نہ پانی ہے اور نہ درخت ہے جب کہ ان کے لیے روزی حاصل کرنے والے کو جیل میں ڈال رکھا اے عمر تم پر اللہ کی سلامتی ہو مجھے بخش دو تم وہ امام ہو جس کے ساتھی کے بعد لوگوں نے حکومت کی چابیاں تمہارے حوالے کر دیں۔

جب لوگوں نے تمہیں خلافت کے لیے آگے کیا تھا تو اس کے لیے تمہیں پسند نہ کیا تھا بلکہ ان کی یہ پسند اپنے فائدے کے لیے تھی۔

امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسے حاضر ہونے کا حکم دیا اس نے آتے ہی توبہ کر لی تو آپ نے اس کو رہا کر دیا۔ اسی طرح محاضرات میں ہے۔

نیز حضرت امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ کے ایک بازار سے گزرے تو ایک عورت کو یہ کہتے ہوئے سُنا۔

الآ طال هٰذا الليل وازورّ جانبه	خبردار یہ رات لمبی ہوگئی اور اس کا کنارہ سخت
وليس الى جنبى خليل الاعبه	ہوگیا۔ میرے پہلو میں شوہر نہیں جس سے میں خوش طبعی
فوالله لو لا الله تخشى عواقبه	کروں۔ اللہ کی قسم اگر اللہ کے عذاب کا خوف نہ ہوتا تو
لحرّك من هذه السرير جوانبه	اس چارپائی کے کنارے حرکت میں آجاتے میرے
مخافة ربى والحياء يعفّنى واكرم	رب کا خوف اور حیاء مجھے منع کرتا ہے اور اپنے شوہر کا
بعلى ان تنال مراتبه	اکرام کرتی ہوں کہ اس کا مقام کوئی اور لے جائے۔

سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پوچھا تو کہا گیا یہ فلاں شخص کی بیوی ہے اور وہ آٹھ ماہ سے جنگ میں گیا ہوا ہے۔ امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ کوئی شخص اپنی بیوی سے چار ماہ سے زیادہ غائب نہ رہے۔

نیز ابن جوزی نے اپنی کتاب ''تلقیح فہوم الاثر'' میں محمد بن عثمان کے واسطہ سے ان کے دادا سے روایت کی کہ ایک رات حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ کے بازاروں میں گھوم رہے تھے اچانک ایک عورت کی آواز سنائی دی وہ کہہ رہی تھی ۔

هل من سبيل الى خمرٍ فاشربها	کیا شراب کی طرف کوئی راہ ہے کہ میں اس کو نوش
ام من سبيل الى نصر بن حجاج	کروں یا کیا نصر بن حجاج سے ملنے کی کوئی صورت
الى فتح ماجد الاعراق مقتبل	نکل سکتی ہے وہ نوجوان اچھی نسل والا عقلمند ہے وہ
سهل المحيا كريم غير ملحاج	خوش خلق نیک ہے جو کبھی جھگڑا نہیں کرتا۔ جب تو
تنميه اعراق صدق حين تنسبه	اس کا نسب بیان کرے تو اسے اچھے خاندان کی
اخاء وفاءٍ عن المكروب فراج	طرف منسوب کرے گا وہ

وفادار شخص ہے مصائب سے خلاصی دلاتا ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا میں ایسے شخص کو مدینہ منورہ میں ہرگز نہیں دیکھ سکتا جسے نوجوان عورتیں اپنے پردوں میں یاد کرتی ہوں۔ نصر بن حجاج میرے پاس حاضر کیا جائے۔ صبح نصر بن حجاج آیا وہ حسن و جمال میں یکتا شخص تھا کوئی شخص اس کے چہرے اور بالوں کے حُسن کو نہیں پہنچ سکتا تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تجھے امیر المؤمنین کا حکم ہے کہ اپنے سر کے بال اُتروادے، اس نے فوراً بال اُتروادیئے جب وہ مجلس سے باہر نکلا تو اس کے دونوں رخسارے چاند کے ٹکڑے تھے امیر المؤمنین نے کہا منہ پر کپڑا اوڑھ لو، اس نے منہ پر کپڑا اوڑھ لیا، تو اس کی دونوں آنکھیں لوگوں کو مدہوش کررہی تھیں۔ پھر امیر المؤمنین نے کہا میں جس شہر میں ہوں تم اس میں مت رہو۔ نوجوان نے عرض کیا یا امیر المؤمنین میرا قصور کیا ہے؟ فرمایا بس جو میں نے کہہ دیا ہے وہی ہوگا پھر اسے بصرہ میں جلا وطن کردیا۔ جس عورت سے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے رات شعر سنے تھے اسے خوف لاحق ہوا کہ اس پر امیر المؤمنین کوئی تشدد کریں گے۔ اس نے یہ چند شعر آپ کی طرف بھیجے۔

قل للامام الذی تخشی بوادرہ	اس امام سے کہہ دو جس کے کندھے خوف سے
مالی وللخمر اونصر بن حجاج لا	حرکت کرتے ہیں مجھے شراب اور نصر بن حجاج
تجعل الظن حقا ان تبیّنہ ان	سے کیا واسطہ ہے آپ گمان کو یقین سمجھ کر بیان
السبیل سبیل الخائف الراجی ان	نہ کریں بے شک یہ راہ وہ راہ ہے جس میں
الھوی زم بالتقویٰ فتحبسہ حتی	خائف امیدوار ہیں یقیناً خواہش تقوٰی کے
یقرّ بالجام واسراج	ساتھ روکی جاتی ہے اسے روکے حتیٰ کہ وہ لگام۔

یہ پڑھ کر عمر فاروق رضی اللہ عنہ رو پڑے اور کہا اللہ کی حمد ہے کہ نفسانی خواہش تقوٰی کے ساتھ روکی جاتی ہے۔ نصر بن حجاج کی بصرہ میں جلاوطنی کو عرصہ گزر گیا۔ ایک روز اس کی والدہ اذان اور اقامت کے درمیان سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس کھڑی کہنے لگی جب کہ امیر المؤمنین چادر باندھے ہوئے چادر اوڑھ کر باہر آئے اور ان کے ہاتھ میں کوڑا تھا۔ اے امیر المؤمنین! اللہ کی قسم میں اور آپ ایک روز اللہ کے سامنے کھڑے ہوں گے اور اللہ آپ کا حساب لے گا۔ کیا عبداللہ اور عاصم آپ کے پہلو میں رات بسر کریں اور میرے اور میرے لڑکے کے درمیان کتنے جنگلات اور کتنی وادیاں

ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا میرے لڑکوں کو نوجوان عورتیں اپنے پردوں میں آوازیں نہیں دیتی ہیں۔ پھر امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے بصرہ میں عتبہ بن غزوہ کی طرف برید (جو ڈاک لے کر جائے) بھیجا۔ وہ وہاں چند روز ٹھہرا۔ پھر عتبہ نے اعلان کیا کہ جو شخص امیر المؤمنین کو کوئی پیغام بھیجنا چاہتا ہے وہ لکھ رکھے۔ ''برید'' امیر المؤمنین کی طرف جانے والا ہے۔ نصر بن حجاج نے یہ خط لکھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط اے امیر المؤمنین آپ پر سلام ہو یہ میرے چند ابیات ہیں ان کی سماعت فرمائیں۔

لعمری لئن سیرتنی اوحرمتنی ومانلت من عرضی علیك حرام فاصبحت منفیًا علی غیر ریبة وقد كان لی بالمكتین مقام لئن غنت الذلفاء یوما بمنیة و بعض امانی النسآء غرام ظننت بی الظن الذی لیس بعده بقاء ومالی جرمة فالام فیمنعنی مما تقول تكرمی و آباء صدق سالفون كرام ویمنعها مما تقول صلاتها وحالُ لها فی قومها وصیام فها تان حالانا فهل انت راجعی فقد جب منی كا هل و سنام۔	مجھے میری عمر کی قسم آپ نے مجھے جلاوطن کر دیا یا وطن سے محروم کر دیا اور جو آپ نے میری بے عزتی کی ہے یہ آپ کے لیے جائز نہ تھا میں کسی جرم کے بغیر جلاوطن کیا گیا ہوں حالانکہ حرمین شریفین میں میری اقامت تھی۔ اگر کسی روز اونچے ناک والی عورت محبت سے گائے حالانکہ عورتوں کی بعض خواہشات بے قراری ہوتی ہے آپ نے مجھ پر وہ گمان کیا جس کی کوئی اصل نہیں ہے اور میرا کوئی جرم نہیں، جس میں مجھے تکلیف دی گئی ہے جو آپ نے گمان کیا ہے میری وجاہت مجھے اس سے منع کرتی ہے اور گزرے ہوئے میرے نیک اور بزرگ آباؤ اجداد اس سے منع کرتے ہیں جو آپ گمان کرتے ہیں ور اس کی قوم میں اس کا حال اور روزے منع کرتے ہیں۔ ہمارے یہ دو حال ہیں کیا آپ مجھے آپ مجھے واپس وطن بلائیں گے یقیناً میرے کندھے اور پشت کمزور ہو چکے ہیں۔

جب حضرت عمر فاروق نے یہ ابیات پڑھے تو اسے بصرہ میں مکان عطا کیا۔ اور جب امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ وفات پا گئے تو وہ سوار ہو کر مدینہ منورہ آ گیا۔ ''مستطرف'' سے یہ ماخوذ ہے۔

مُفید روایات

ایک شخص سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تا کہ اپنی بیوی کے بدخلق ہونے کی شکایت کرے وہ ان کے دروازہ پر کھڑا انتظار کر رہا تھا۔ اچانک حضرت امیر المؤمنین کی بیوی کی آواز سنی

کہ وہ زبان درازی کر رہی تھی اور حضرت بالکل خاموش سُن رہے تھے مگر اس کا کوئی ردِّ عمل نہ کرتے تھے وہ شخص یہ کہہ کر واپس آ گیا کہ جب امیر المؤمنین کا یہ حال ہے تو پھر میرا حال کیسا ہو گا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ باہر تشریف لائے اور اس شخص کو دیکھا کہ وہ واپس جا رہا ہے آپ نے اسے آواز دی میرے بھائی کیا کام تھا اس نے کہا یا امیر المؤمنین میں اپنی بیوی کی بد خلقی اور زبان درازی کی شکایت کرنے آیا تھا۔ میں نے ایسے ہی آپ کی بیوی کو دیکھا اس لیے واپس جا رہا ہوں اور خیال کیا جب امیر المؤمنین کا یہ حال ہے تو پھر میرا حال کیسا ہو گا؟

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا اس کے میرے اوپر کچھ حقوق ہیں اس لیے میں برداشت کرتا ہوں۔ وہ سالن پکاتی ہے، روٹی پکاتی ہے، میرے کپڑے دھوتی ہے میرے بچوں کو دودھ پلاتی ہے حالانکہ یہ اس کے لیے ضروری نہیں اور نہ ہی اس پر لازم ہیں اس کی وجہ سے میرا دل حرام کاری سے سکون میں ہے۔ میں تو اس کی زبان درازی اس لیے برداشت کرتا ہوں۔ اس شخص نے کہا یا امیر المؤمنین میری بیوی بھی ایسی ہے آپ نے فرمایا بھائی برداشت کرو یہ تھوڑی مدت ہے۔ علامہ عبد البر نے منہج کے حاشیہ بجیری میں اسے ذکر کیا ہے۔

ایک اعرابی ''دیہاتی'' سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا۔

یا عمر الخیر جزیت الجنۃ اکس
بنیاتی وامھنہ اقسم باللّٰہ لتفعلنّہ

اے امیر المؤمنین عمر اللہ آپ کو جنت دے میں آپ سے خیرات طلب کرتا ہوں میرے بدن کو کپڑے پہنائیں۔ اور اس کی خدمت کریں۔ میں اللہ کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں آپ یہ ضرور کریں گے۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اگر میں یہ نہ کروں تو کیا ہو گا؟ اس نے کہا۔

تکون عن حالی لتسئلنّہ یوم
تکون الا عطیات منہ والواقف
المسئول بینھنہ اما الی نار واما
جنّہ

آپ سے میرے حال کے متعلق پوچھا جائے گا جس دن اس کے عطیات تقسیم ہوں گے اور ان میں کھڑا سوال کیا جانے والا شخص یا دوزخ کی طرف جائے گا۔ یا جنت کی طرف۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ رو پڑے حتیٰ کہ ان کی داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی اور اپنے غلام سے کہا میری یہ قمیص اسے دے دو۔ یہ اس دن کے خوف کی وجہ سے ہے اس کے شعروں کی وجہ سے نہیں اور فرمایا خبردار اللہ کی قسم میرے پاس اس قمیص کے سوا کچھ نہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنا ہاتھ آگ کے قریب لے جاتے اور کہتے خطاب کے بیٹے کیا تو اس آگ پر صبر کرسکتا ہے اور رونا شروع کرتے حتیٰ کہ رونے کی وجہ سے ان کے چہرہ پر کالے خط پڑ گئے تھے۔ وہ عموماً فرمایا کرتے تھے کیا کوئی شخص ہے جو مجھ سے خلافت لے لے، کاش میں پیدا نہ ہوتا، میری ماں مجھے جنم نہ دیتی، میں کوئی شئی نہ ہوتا اور کاش کہ

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ مسجد سے باہر آئے اور جارود عبدی آپ کے ہمراہ تھے وہ جا رہے تھے کہ ایک عورت راستہ میں بیٹھی تھی۔ حضرت امیر المؤمنین نے اسے سلام کہا اس نے وعلیکم السلام کہا اور کہا ٹھہریئے میں نے آپ سے چند باتیں کرنی ہیں۔ فرمایا کہو کیا کہتی ہو۔ اس عورت نے کہا ابھی کی بات ہے عکاظ کے بازاروں میں آپ کو عمیر کہا جاتا تھا، آپ بچوں میں کھیلا کرتے تھے، کوئی زیادہ عرصہ نہیں گزرا آپ کو لوگ عمر کہنے لگے، پھر ابھی زیادہ مدّت نہیں ہوئی کہ اب آپ کو امیر المؤمنین پکارا جاتا ہے۔ رعیّت کے بارے میں اللہ سے ڈرو اور یقین کرو کہ جو شخص موت سے ڈرتا ہے وہ فوت ہونے سے خائف ہوتا ہے۔ یہ سُن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ رونے لگے۔ جارود نے اس عورت کو زجر کی اور کہا تو نے امیر المؤمنین پر بہت جرأت کی اور ان کو رولا دیا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا چھوڑو جارود۔ تمہیں یاد نہیں یہ عورت کون ہے۔ یہ عورت خولہ بنت حکیم ہے جس کے کلام کو اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں سے اوپر سُنا تھا۔ اللہ کی قسم یہ زیادہ لائق ہے کہ عمر اس کا کلام سُنے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی مراد اس کے کلام سے یہ آیت کریمہ تھی۔

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا وَ تَشْتَكِیْ اِلَى اللّٰهِ۔

اللہ نے اس عورت کی بات سن لی جو آپ سے اپنے شوہر کے بارہ میں جھگڑتی ہے اور اللہ سے اس کی شکایت کرتی ہے۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے غلاموں میں سے ایک غلام اسلم سے روایت ہے اس نے کہا ہم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ ''حرہ واف'' گئے۔ یہ مدینہ منورہ سے باہر ایک جگہ ہے۔ آپ نے آگ دیکھی اور کہا اے اسلم دیکھو وہ آگ کیسی ہے کیا وہ کوئی قافلہ ہے جسے رات سردی لگی ہے؟ میں نے کہا اے امیر المؤمنین مجھے اس کا علم نہیں فرمایا جاؤ اس کا پتہ کرو میں دوڑتا ہوا گیا۔ وہاں ایک عورت ہے جس کے ساتھ چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ اس نے ایک ہنڈیا آگ پر رکھی ہوئی ہے

اور بچے رو رہے ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا اے روشنی والو! السلام علیکم اور یہ کہنا اچھا نہ سمجھا کہ اے آگ والو! اس عورت نے کہا وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ خیر سے قریب آ ؤ یا چلے جاؤ۔ امیر المؤمنین نے کہا یہ بچے کیوں رو رہے ہیں؟ عورت نے کہا بھوک سے رو رہے ہیں۔ فرمایا اس ہنڈی میں کیا ہے؟ عورت نے کہا اس میں پانی ہے، اس بہانہ سے مَیں ان کو چپ کراتی ہوں (یعنی یہ سمجھیں کہ کھانا پک رہا ہے) حتیٰ کہ یہ سو جائیں اللہ کی قسم ہمارے اور عمر کے درمیان ایک روز فیصلہ ہوگا۔ فرمایا اللہ تم پر رحم کرے عمر کو کیا معلوم ہے کہ تمہارا یہ حال ہے؟ عورت نے کہا وہ ہمارے امور کا والی ہے پھر ہم سے غافل ہے۔ اسلم نے کہا امیر المؤمنین میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا میرے ساتھ چلو، ہم آٹے کے گودام میں پہنچے، وہاں سے آٹے کی ایک بوری لی۔ فرمایا یہ میرے سر پر رکھو۔ میں نے کہا حضرت میں اُٹھالیتا ہوں۔ فرمایا اے اسلم تیری ماں نہ رہے تو میرا بوجھ اٹھا سکتا ہے؟ میں نے بوری امیر المؤمنین کے سر پر رکھ دی۔ آپ چلے تو میں بھی ساتھ ساتھ گیا۔ آپ بڑی تیزی سے چلتے ہوئے اس عورت تک پہنچے اور اس کے پاس آٹے کی بوری رکھ دی اور کچھ تیل نکالا اور اسے ہنڈی میں ڈال دیا اور عورت سے کہا چھوڑیئے میں آگ جلاتا ہوں اور ہنڈی کو ہلاتا ہوں۔ اسی طرح محاضرات میں ہے ایک روایت میں اس طرح ہے کہ اسلم نے کہا میں نے امیر المؤمنین کو دیکھا وہ آگ میں پھونکیں مار رہے تھے اور ان کی ٹھوڑی کے بالوں سے دھواں نکل رہا تھا حتیٰ کہ ہنڈی پک گئی پھر اسے اپنے ہاتھ سے اُتارا اور بچوں سے فرمایا کھاؤ مَیں تمہیں سالن نکال کر دیتا ہوں۔ پھر اس عورت سے غائب ہوگئے اور اس طرح اچھلے جیسے جانور اُچھلتا ہے میں نے کہا یا امیر المؤمنین آپ کی تو اس قسم کی عادت نہیں آپ یہ کیا کر رہے ہیں آپ نے میری طرف کوئی توجہ نہ کی حتیٰ کہ میں چھوٹے چھوٹے بچوں کو دیکھتا ہوں کہ وہ ہنس رہے ہیں۔ پھر آپ ہنستے ہوئے اُٹھے اور اللہ کی حمد کرتے ہوئے میرا ہاتھ پکڑ کر مدینہ منورہ کی طرف چل دیئے اور مجھے فرمایا اے اسلم! بھوک دشمن ہے میں نے ان کو روتے ہوئے دیکھا مجھے یہ بات پسند آئی کہ جب ان سے واپس لوٹوں تو ان کو ہنستے ہوئے چھوڑوں۔

اَعمش نے کہا مَیں ایک روز امیر المؤمنین کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ بائیس ہزار درہم آئے آپ اس مجلس سے نہ اُٹھے حتیٰ کہ ان کو تقسیم کر دیا۔ جب آپ کو کوئی مال پسند آتا تھا تو اس کو صدقہ کر دیتے تھے۔ کثرت سے شکر صدقہ کیا کرتے تھے۔ جب آپ سے اس کا سبب پوچھا گیا تو فرمایا مَیں

اس سے محبت کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لَنْ تَنَالُوْا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ۔　تم نیکی ہرگز نہ پاؤ گے حتیٰ کہ اس مال کو خرچ کرو جو تمہیں محبوب ہو۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک ہزار غلام آزاد کیا جب کسی غلام کو نماز کا پابند دیکھتے تو اس کو آزاد کر دیتے۔ آپ سے عرض کیا گیا کہ غلام آپ سے دھوکہ کرتے ہیں (آزاد ہونے کے لیے نماز پابندی سے پڑھتے ہیں) آپ نے فرمایا جو ہمارے ساتھ اللہ کے حق میں دھوکہ کرے ہم اس کے دھوکہ میں آجاتے ہیں۔

منقول ہے کہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ شام سے مدینہ منورہ کی طرف لوٹے تو لوگوں سے علیحدہ ہو گئے تاکہ اپنی رعیت کی خبریں معلوم کریں۔ آپ ایک خیمہ سے گزرے جس میں ایک بوڑھی عورت کہہ رہی تھی۔ عمر فاروق "رضی اللہ عنہ" نے کچھ نہیں کیا۔ آپ نے فرمایا وہ شام سے صحیح سالم واپس آگئے ہیں۔ عورت نے کہا اے بندے اللہ تعالیٰ میری طرف سے اچھی جزا نہ دے۔ آپ نے فرمایا کیوں؟ عورت نے کہا جب سے وہ امیر المؤمنین ہوئے ہیں انہوں نے اپنے عطایا سے مجھے کوئی درہم و دینار نہیں دیا۔

فرمایا عمر کو تیرا حال کیسے معلوم ہو جب کہ تو ایسی جگہ یہ جو کسی کو معلوم نہیں ہے عورت نے کہا سبحان اللہ! اللہ کی قسم کوئی شخص لوگوں کا امیر ہو اور وہ مشرق و مغرب میں رہنے والوں کو نہ جانے یہ میری سمجھ سے بالاتر ہے۔ یہ سُن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ رو پڑے اور فرمایا عمر پر افسوس ہے۔ اے عمر! ہر ایک شخص حتیٰ کہ بوڑھی عورتیں تجھ سے زیادہ سمجھدار ہیں۔ پھر فرمایا اے اللہ کی بندی عمر سے اپنے انصاف کو کتنے میں میرے پاس فروخت کرے گی، کیونکہ مجھے اس پر آگ کی وجہ سے رحم آتا ہے۔ عورت نے کہا اللہ تیرے اوپر رحم کرے ہمارے ساتھ مذاق نہ کرو۔ امیر المؤمنین نے فرمایا میں تیرے ساتھ مذاق نہیں کر رہا ہوں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ وہاں سے نہ اُٹھے حتیٰ کہ اس کے انصاف کو پچیس دینار سے خرید لیا۔ وہ اسی حال میں تھے کہ حضرت علی بن ابی طالب اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما تشریف لائے۔ انہوں نے آتے ہی کہا السلام علیکم یا امیر المؤمنین۔ یہ سُن کر عورت نے اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھ کر کہا ہائے میری بدبختی میں نے امیر المؤمنین کو ان کے منہ پر گالیاں دی ہیں۔ امیر

المؤمنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تیرے اوپر رحم کرے کوئی حرج کی بات نہیں۔ پھر چمڑے کا ٹکڑا طلب
کیا تا کہ اس پر کچھ لکھیں مگر وہ نہ ملا آپ نے اپنی کتاب سے ایک ٹکڑا نکالا اور اس پر یہ لکھ دیا۔
بسم اللہ الرحمن الرحیم ط عمر جب سے خلافت پر فائز ہوئے فلاں تاریخ تک اس عورت کے
حق میں جو تقصیر ہوئی ہے اس کے انصاف کو پچیس دینار سے خریدا ہے جس کا وہ قیامت کے روز اللہ کے
سامنے عمر پر دعویٰ کرنے والی تھی۔ لہٰذا عمر اس سے بری ہو چکا ہے اس پر علی اور ابن مسعود گواہ ہیں پھر وہ
کاغذ اپنے صاحبزادے حضرت عبداللہ کو دے دیا اور فرمایا جب میں فوت ہو جاؤں تو اسے میرے کفن
میں رکھ دینا اس کو لئے ہوئے میں اپنے رب سے ملوں گا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خط عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی قبر میں

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب خلیفہ مقرر ہوئے تو آپ کے پاس کچھ مال حاضر کیا گیا
تا کہ اسے تقسیم کریں۔ آپ نے سیّدنا امام حسن اور سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہما سے مال کی تقسیم کی ابتدا
فرمائی۔ آپ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ متوجہ ہوئے اور کہا ابا جان میں زیادہ حق دار
ہوں آپ مجھے عطیہ پہلے دیں کیونکہ میں خلیفہ کا بیٹا ہوں۔ فرمایا اے عبداللہ تو ان کے باپ جیسا اپنا
باپ اور ان کے دادا جیسا اپنا دادا لاؤ تا کہ میں تم کو عطیہ دینے میں پہل کروں۔ امامین کریمین رضی اللہ
عنہما نے اپنے والد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ گفتگو ذکر کی تو حضرت علی نے ان کی طرف متوجہ ہو کر
فرمایا جاؤ امیر المؤمنین کو یہ خوشخبری دو کہ میں نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے
حضرت جبرائیل سے انہوں نے اللہ تعالیٰ سے ذکر کیا کہ "عمر جنت کے لوگوں کا چراغ ہے"۔ دونوں
صاحبزادے آئے اور امیر المؤمنین کو یہ خبر دی۔ آپ بہت خوش ہوئے اور فرمایا تم نے جو ذکر کیا ہے
حضرت علی رضی اللہ عنہ سے لکھوا لاؤ۔ دونوں صاحبزادے آئے اور اپنے والد سے یہ لکھوا لیا۔ جب امیر
المؤمنین رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب ہوا تو اپنے صاحبزادے عبداللہ سے فرمایا جب میں فوت
ہو جاؤں تو میرے ساتھ امام علی رضی اللہ عنہ کا خط دفن کر دینا انہوں نے ایسا ہی کیا۔ "اسحاقی" نے اسے

نقل کیا ہے۔

امام اوزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اندھیری رات میں باہر نکلے آپ کو حضرت طلحہ نے دیکھ لیا تو عمر فاروق دوسرے گھر میں داخل ہو گئے جب صبح ہوئی تو حضرت طلحہ اس گھر گئے وہاں ایک بوڑھی نابینا عورت بیٹھی ہوئی تھی جو اُٹھ کر چل نہ سکتی تھی۔ طلحہ نے کہا یہ شخص تمہارے گھر کیوں آتا ہے؟ اس نے کہا اتنی مدت سے یہ شخص میری ضروریات کی اشیاء لاتا رہا ہے اور ہم سے اذیت دُور کرتا رہا ہے۔ حضرت طلحہ نے کہا اے طلحہ تیری ماں تجھے گم پائے تو عمر کی لغزشیں تلاش کرتا ہے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مناقب حسنہ، اخلاق مستحسنہ، زہد و تقویٰ اور شجاعت و ہیبت مشہور و معروف ہیں۔ آپ کی یہی منقبت کافی ہے کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وزیر ہیں۔

حضرت عمر فاروق کے کاتب

امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کے کاتب حضرت عبدالرحمن بن خلف خزاعی، زید بن ثابت اور زید بن ارقم تھے۔

امیر المؤمنین کے قاضی

امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قاضی حضرت زید بن النمر مدینہ منورہ میں ابواُمیہ شریح بن حرث کندی کوفہ میں اور پہلے مصر میں قیس بن عاص سہمی قاضی تھے پھر کعب بن یاسر قاضی مقرر ہوئے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا چوکیدار اُن کا آزاد کردہ غلام یرفاء تھا کہا جاتا ہے کہ اس کا نام بشر تھا۔

امیر المؤمنین کے حکام

امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے چند امراء تھے۔ حضرت عمرو بن عاص سہمی رضی اللہ عنہ مصر میں حاکم تھے۔ پھر ان کو معزول کر کے عبداللہ بن سعد بن ابی سرح عامری کو امیر بنایا۔ شام کے امیر حضرت معاویہ بن ابوسفیان تھے۔ یہ بعض مورخین نے ذکر کیا ہے پہلے سال حج میں عبدالرحمن بن عوف کو امیر بنایا انہوں نے لوگوں کو حج کرایا۔ پھر خلافت کے آخر وقت تک خود امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ امیر حج رہے اور دس سال مسلسل لوگوں کو حج کراتے رہے اور آخری حج میں سرور کائنات صلی اللہ

علیہ وسلم کے ازواج کو حج کرایا۔ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے عمر فاروق کے ساتھ گیارہ حج کئے۔ جب آپ نے آخری حج میں امہات المؤمنین کو حج کرایا اور میں وادی محصب سے گزرا تو میں نے ایک شخص کو اپنی سواری پر کہتے ہوئے سُنا۔ امیر المؤمنین کہاں ہے؟ ایک دوسرے شخص سے سُنا وہ کہہ رہا تھا یہاں تھے اور اپنی سواری بٹھا کر بلند آواز سے کہا۔

عليك سلام من امام و بارکت	اے امام تم پر سلام اور برکتیں ہوں اس بوسیدہ
يدالله فی ذاك الاديم المخرق	چمڑے میں اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے جو دوڑے یا
فمن يسع اويركب جناحي نعامة	شتر مرغ کے دونوں پروں پر سوار ہوتا کہ آپ
ليدرك ماقدّمت بالامس يسبق	کے کئے ہوئے کو پالے تو وہ پیچھے رہ جائے
قضيت اموراً ثم غادت بعدها	گا۔ آپ نے جملہ امور ادا کر دیئے پھر ان
بوائق فی اكمامهالم تفتق۔	کے بعد مصائب پردوں میں چھوڑ دیئے جو

ابھی ظاہر نہیں ہوئے۔

امیر المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہم اس سوار کو معلوم نہ کر سکے کہ وہ کون تھا؟ مگر یہ ضرور معلوم کر لیا گیا کہ وہ جن تھا اور فرمایا اس آخری حج سے امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ واپس آئے تو آپ کو خنجر سے شہید کر دیا گیا۔ ایسے ہی محاضرات وغیرہ میں ہے۔

حضرت سعد بن مسیب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حج کیا جب آپ ضجنان پہنچے تو فرمایا لا الٰہ الا اللہ العظیم۔ وہ جسے چاہے دیتا ہے میں اس وادی میں خطاب (امیر المؤمنین کے والد) کے اونٹ چرایا کرتا تھا۔ وہ سخت طبع تھے جب میں کام کرتا تو مجھے سخت کام دیا جاتا جب اس میں کمی کرتا تو مجھے مارا کرتے تھے۔ اب صبح و شام میرے اور اللہ کے درمیان کوئی دوسرا شخص نہیں ہے۔ پھر یہ ابیات پڑھے۔

لاشئ مما ترىٰ تبقى بشاشته يبقى	جو شیٔ تیری نظر میں ہے وہ سب ختم ہو جائے
الا الـه ويـودى الـمـال والـولـد	گی صرف اللہ باقی ہے اور مال و اولاد سب
لم تغن عن هرمز يوماخز ائنه	ہلاک ہو جائیں گے۔ ہرمز بادشاہ کو اس کے
والخلدقد حاولت عاد فما خلدوا	خزانوں نے مستغنی نہ کیا۔ قوم عاد

ولا سلیمان اذ تجری الریاح لہ
ولانس والجن فیما بینھما ترد این
الملوك التی کانت لعزتھا من کل
اوب الیھا وافد یفد حوض ھناك
مورود بلا کذب لا بد من
وردیوما کما وردوا۔

نے خلد کا قصد کیا اور وہ ہمیشہ باقی نہ رہے اور نہ ہی سلیمان علیہ السلام باقی رہے جب کہ ان کے حکم سے ہوائیں چلتی تھیں اور انسان و جن ان کے حکم کے ماتحت تھے۔ وہ بادشاہ کہاں گئے جن کے غلبہ کے باعث ان کے پاس ہر طرف سے وفد آیا کرتے تھے اس میں جھوٹ نہیں وہاں حوض ہے جس پر ایک دن وارد ہونا ہے ایک روز اس میں جانا ضروری ہے جیسے وہ گئے۔

نیز سعید بن مسیب سے روایت ہے جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ منیٰ سے واپس آئے تو وادی ابطح میں سواری بٹھائی پھر بطحاء کے ایک ٹیلے کے اوپر تشریف لے گئے اور وہاں چادر بچھا کر لیٹ گئے۔ پھر آسمان کی طرف دونوں ہاتھ اٹھا کر کہا اے اللہ میری عمر زیادہ ہوگئی، قوت جاتی رہی، میری رعیت بہت زیادہ ہوگئی مجھے ضائع کیے بغیر قبض کرلے۔ پھر مدینہ منورہ کو روانہ ہوگئے وہاں پہنچ کر خطبہ دیا۔ ابھی ذوالحجہ گزرنے نہ پایا تھا کہ آپ شہید کر دیئے گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے فرامین

امیر المؤمنین سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے اے اللہ مجھے اپنی راہ میں شہادت دے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر میں میری موت واقع ہو۔ اگر مجھے حساب کا خوف نہ ہوتا تو میں حکم کرتا کہ ایک مینڈھا ذبح کر کے تنور میں بریاں کیا جائے سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے تھے جو انسان اللہ سے ڈرے اس کا غصہ اسے شفا نہ دے گا جو اللہ سے ڈرے اور پرہیز گار ہو اس کا ارادہ ضائع نہ ہوگا۔ امیر المؤمنین ایک روز منبر پر تشریف لائے اور فرمایا اللہ کی حمد ہے جس نے میرے اوپر کوئی حاکم نہیں بنایا۔

کسی نے کہا یا امیر المؤمنین آپ کو یہ کہنے کی کیا ضرورت پیش آئی؟ فرمایا میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں۔ پھر منبر سے اُتر گئے۔

آپ فرمایا کرتے تھے کاش مَیں مینڈھا ہوتا میرے مالک اپنی مرضی کے مطابق مجھے موٹا کرتے پھر مجھے ذبح کر کے کھا جاتے اور فُضلہ کی صورت میں مجھے خارج کرتے اور میں بشر نہ ہوتا۔ جب آپ کا انتقال ہوا اس وقت آپ کا سر آپ کے صاحبزادے عبداللہ کی گود میں تھا فرمایا میرے بیٹے میرا سر زمین پر رکھ دو۔ حضرت عبداللہ نے کہا اس میں کیا حرج ہے میری گود میں ہو یا زمین پر۔ فرمایا بہر کیف میرا سر زمین پر رکھ دو۔ حضرت عبداللہ نے آپ کا سر مبارک زمین پر رکھ دیا۔ فرمایا اگر میرے پروردگار نے مجھ پر رحم نہ کیا تو میں اور میری ماں ہلاک ہو جائیں گے۔ پھر فرمایا مجھے یہ محبوب ہے کہ میں دنیا سے ایسے جاؤں جیسے دنیا میں آیا تھا۔ نہ تو مجھے ثواب ہو اور نہ ہی مجھ پر کوئی گناہ ہو۔ جب مسلمانوں پر کوئی مصیبت پڑتی تو حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ اس کی فکر میں اس قدر غم ناک ہوتے کہ ہلاکت کے قریب ہو جاتے۔ آپ مذبح تشریف لے جاتے اور آپ کے ساتھ دُرّہ ہوتا تھا جس کو دو روز مسلسل گوشت خریدتے دیکھتے اسے دُرّہ مارتے اور فرماتے اپنے ہمسایہ اور چچا کے بیٹے کی ہمدردی میں اپنے پیٹ کو کیوں بھوکا نہیں رکھتے ہو۔ ایک روز جمعہ کی نماز میں تشریف لانے میں کچھ دیر کر دی پھر تشریف لائے تو لوگوں سے معذرت کی کہ مجھے اس کپڑے نے روکا ہے جسے دھویا جا رہا تھا اس کے علاوہ میرے پاس اور کپڑا نہ تھا۔ سیدنا امیر المومنین رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ حج کو تشریف لے گئے اور واپس آنے تک خیمہ تک نصب نہ کیا۔ جب کسی جگہ نزول فرماتے تو درخت کے نیچے آپ کے لیے کپڑا بچھایا جاتا جس سے سایہ حاصل کرتے۔ آپ کے دستر خوان پر کبھی دو سالن جمع نہ ہوئے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے آپ کے آگے ٹھنڈا سالن رکھا اور اس میں گھی رکھ دیا۔ فرمایا ایک برتن میں دو سالن ہیں مَیں اسے نہ کھاؤں گا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ سے ملوں۔ سیّدنا امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی قمیص میں دونوں کندھوں کے درمیان چار پیوند تھے۔ آپ کی چادر میں توشہ دان کے ٹکڑوں کے پیوند لگے ہوئے تھے۔

ایک مرتبہ لوگوں نے آپ کی قمیص میں چودہ پیوند شمار کیے ان سے ایک پیوند سُرخ چمڑے کا تھا۔ سیّدنا امیر المومنین رضی اللہ عنہ سفید رنگ سُرخی مائل تھے۔ ''رمادہ کے سال'' آپ کا رنگ گندمی ہو گیا تھا جب کہ تیل کے کھانے کا زیادہ استعمال کیا تاکہ مہنگائی کے وقت لوگوں میں وسعت ہو اور گوشت، گھی اور دودھ لوگوں کے لیے چھوڑ دیا، کیونکہ آپ نے قسم اٹھا رکھی تھی کہ جب تک اللہ تعالیٰ

مسلمانوں کو وسعت نہ دے گا وہ تیل کے سوا کوئی سالن استعمال نہ کریں گے۔ مذکور مہنگائی نو ماہ تک رہی تھی۔ امام شعرانی نے اسے اپنے طبقات میں ذکر کیا ہے۔

نیز آپ کا ارشاد ہے قیامت کے حساب سے پہلے اپنے نفسوں کا محاسبہ کرو اور اس دن کے وزن سے پہلے اپنے نفسوں کا موازنہ کرو کیونکہ یہ کل کے حساب سے آسان ہے۔ نیز فرماتے جو شخص اللہ سے ڈرے اس کا غصہ اس کو شفا نہیں دیتا۔ جو اللہ سے ڈرے وہ جو چاہے نہیں کرتا۔ اگر مجھے قیامت کا خوف نہ ہوتا تو تم کچھ اور دیکھتے۔

حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی وفات اور آپ کے پسماندگان

روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بالغ مشرک کو مدینہ منورہ میں داخل ہونے کی اجازت نہ دیتے تھے حتی کہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے خط لکھا جب کہ وہ کوفہ میں حاکم تھے۔ جس میں وہ اپنے کاریگر غلام ابولؤلؤ فیروز کے لیے مدینہ منورہ میں داخل ہونے کی اجازت طلب کرتے تھے۔ انہوں نے کہا وہ بہت کام جانتا ہے۔ وہ لوہار، نقاش، ترکھان اور مزید لوگوں کے نفع کی اشیاء بنانا جانتا ہے۔ امیر المومنین نے اسے اجازت دے دی۔ مغیرہ نے اسے مدینہ منورہ بھیج دیا اور اس پر ایک سو درہم ماہوار خراج مقرر کیا۔ وہ غلام حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور یہ شکایت کی کہ اس پر خراج زیادہ مقرر کیا گیا ہے۔ امیر المومنین نے فرمایا تو کیا کیا کام جانتا ہے؟ اس نے سب کام بتائے جو وہ جانتا تھا۔ آپ نے فرمایا اس اعتبار سے تمہارا خراج زیادہ نہیں۔ ابو رافع سے روایت ہے کہ ابولؤلؤ مغیرہ بن شعبہ کا غلام تھا اور چکیاں بنایا کرتا تھا۔ اس سے مغیرہ چار درہم روزانہ لیتے تھے۔ ابولؤلؤ حضرت عمر فاروق سے ملا اور کہا اے امیر المومنین مغیرہ نے میرے ذمہ خراج زیادہ مقرر کر رکھا ہے۔ آپ ان سے بات کریں کہ خراج میں کمی کر دے۔ حضرت امیر المومنین نے فرمایا اللہ سے ڈر اور اپنے مالک کی تابعداری کر وہ غصہ سے بھر گیا اور کہا میرے سوا تمام لوگوں کا آپ انصاف کرتے ہیں اور آپ کے قتل کا منصوبہ بنایا۔ اس نے دو دھاری خنجر بنایا اور اسے زہر کی پان دی پھر اسے ہرمزان کے پاس

لایا۔ اس نے کہا یہ خنجر کیسا ہے۔ غلام نے کہا جس کو یہ مارو گے اسے قتل کر دے گا۔ ''ریاض النضرۃ'' طبری نے ذکر کیا ہے کہ کعب احبار نے آپ کے پاس آ کر کہا یا امیر المؤمنین آپ کو یاد دلاتا ہوں کہ آپ تین روز بعد فوت ہو جائیں گے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم کو یہ کیسے معلوم ہوا؟ اس نے کہا میں آپ کی وصف اور حلیہ تورات میں پاتا ہوں اور یقیناً آپ کی موت قریب ہے۔ اسوقت آپ کو کوئی تکلیف وغیرہ نہ تھی۔ جب دوسرا روز ہوا تو کعب الاحبار آیا اور کہا یا امیر المومنین دو روز گزر گئے ایک روز باقی رہ گیا ہے۔ جب تیسرے دن کی صبح ہوئی اور امیر المومنین نماز پڑھانے مسجد میں تشریف لائے اور صفوں کو سیدھا کرنے کے لیے ایک شخص مقرر کیا جب صفیں سیدھیں ہو گئیں تو آپ تشریف لائے اور لوگوں کو صفوں میں دیکھنا شروع کیا تو ابو اللؤلؤ بھی لوگوں میں داخل ہو گیا اور اس کے ہاتھ میں وہی خنجر تھا۔ جو دونوں طرف سے تیز تھا اور اس کا ''قبضہ'' درمیان میں تھا۔ اس نے امیر المومنین کو تین ضربیں ماریں ایک روایت میں چھ ضربیں مذکور ہیں۔ ان میں سے ایک ضرب آپ کی ناف کے نیچے ماری، اسی ضرب نے آپ کو قتل کیا اور آپ کے ساتھ کلیب بن نضر لیثی کو بھی قتل کر دیا امیر المومنین نے جب خنجر کی شدت محسوس فرمائی تو زمین پر گر پڑے اور فرمایا کیا یہاں عبدالرحمن بن عوف ہے؟ لوگوں نے کہا جی ہاں! فرمایا وہ آگے آ کر لوگوں کو نماز پڑھائے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی اور آپ زمین پر پڑے رہے پھر آپ کو مکان میں لے جایا گیا۔ آپ نے اپنے صاحبزادے حضرت عبداللہ سے کہا۔ بعض نے کہا حضرت عبداللہ بن عباس سے کہا جاؤ دیکھو کس نے مجھے قتل کیا ہے۔ انہوں نے کہا یا امیر المومنین ابو اللؤلؤ نے آپ کو قتل کیا ہے جو مغیرہ بن شعبہ کا غلام ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ کی حمد ہے کہ اس نے میرا قتل ایسے شخص کے ہاتھ میں رکھا جس نے اللہ تعالیٰ کو ایک سجدہ بھی نہیں کیا۔ اے عبداللہ! اُم المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاؤ اور ان سے پوچھو کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ دفن ہونے کی اجازت دیتی ہیں؟ اے عبداللہ اگر لوگ اختلاف کریں تو تم اکثر کا ساتھ دو اگرچہ وہ تین شخص ہوں۔ اے عبداللہ لوگوں کو داخل ہونے کی اجازت دے دو، چنانچہ مہاجرین وانصار داخل ہونا شروع ہوئے جب کہ وہ آپ کو سلام کہتے تھے آپ ان سے فرماتے کیا یہ شخص تم میں سے ہے وہ کہتے معاذ اللہ۔ لوگوں میں کعب الاحبار بھی آئے

جب اس کوامیر المومنین نے دیکھاتو یہ اشعار پڑھے۔

واعدنی کعب ثلاثۃ اعدّھا ولا	کعب نے میرے ساتھ تین دن کا وعدہ کیا جنہیں
شك ان القول ماقاله کعب وما	میں گنتا رہا اس میں شک نہیں کہ جو کعب نے کہا تھا
بی حذ ارالموت انی لمیت	درست نکلا۔ مجھے موت کا ڈر نہیں میں یقیناً فوت
ولکن حذارالذنب یتبعه ذنب۔	ہونے والا ہوں ڈر تو گناہ کا ہے جس کے بعد گناہ ہو۔

مسجد شریف میں سات صحابہ قتل کئے اور بہت سے لوگوں کو زخمی کیا حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کپڑا لے کر اس کے اوپر پھینک کر اسے پکڑ لیا۔ جب اس کتے نے دیکھا کہ وہ گرفتار ہو چکا ہے تو اسی خنجر سے اپنے آپ کو قتل کر لیا۔ ۲۳ ہجری میں ذی الحجہ کی ۲۳ تاریخ کو بدھ کے روز حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ زخمی ہوئے تین روز تک حیات وموت کی کشمکش میں رہے اور ذی الحجہ کی ۲۶ تاریخ کو وفات فرما گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

بعض نے کہا آپ پیر کے دن فوت ہوئے اور ۶۳ سال عمر پائی۔ بعض نے ۶۵ سال کہا ہے بعض کچھ اور کہتے ہیں۔ آپ کی خلافت کا عہد دس سال چھ ماہ سے ایک دن کم تھا۔ حضرت صہیب بن سنان رومی نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور اُم المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ شریف میں مدفون ہوئے۔

کتبِ حدیث میں آپ سے پانچسو بتیس حدیثوں کی روایت ہے۔ اسی طرح مسامرات میں ہے۔

امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اولاد

امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اولاد تیرہ افراد تھے جن میں نو لڑکے اور چار لڑکیاں تھیں۔ لڑکوں میں سے حضرت عبداللہ جن کی کنیت ابوعبدالرحمٰن ہے اپنے والد ماجد کے ساتھ چھوٹی عمر میں مکہ مکرمہ میں ایمان لائے اور انہی کے ساتھ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی جب کہ ان کی عمر دس برس تھی۔ جنگ بدر کے سوا تمام جنگوں میں لڑتے رہے۔ جب کہ اُحد کی جنگ میں چودہ برس کے تھے وہ مکہ مکرمہ میں فوت ہوئے اور مکہ کے قریب فخ مقام میں مدفون ہوئے جب کہ ان کی عمر ۸۴ برس تھی اور ان کی اولاد بہت ہے۔ انہوں نے ایک ہزار چھ سو تیس احادیث کی روایت کی۔ دوسرے صاحبزادے عبدالرحمٰن اکبر تھے جو عبداللہ کے حقیقی بھائی تھے۔ ان دونوں کی والدہ زینب بنت مظعون جمحی ہے۔

انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا لیکن ان سے کوئی روایت مذکور نہیں ہے۔
تیسرے صاحبزادے زید اکبر تھے۔ان کی والدہ محترمہ سیدہ اُم کلثوم بنت الامام علی کرم اللہ وجہہ تھیں وہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی تھیں۔وہ ایک لڑائی میں پتھر لگنے سے فوت ہوئے ان کی کوئی اولاد نہیں۔کہا جاتا ہے کہ وہ اپنی والدہ محترمہ کے ساتھ ایک ساتھ فوت ہوئے اور کوئی بھی ایک دوسرے کا وارث نہ ہوسکا۔اور دونوں کی نماز جنازہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے پڑھائی اور نماز پڑھاتے وقت زید کو ان کی والدہ محترمہ سے آگے رکھا اور یہی مسنون ہے۔ لہٰذا ان کے باعث دو حکم ثابت ہوئے۔ چوتھے صاحبزادے عاصم تھے ان کی والدہ اُم کلثوم جمیلہ بنت عاصم بن ثابت ہے یہ وہی عاصم ہیں جنہوں نے اس عورت کی لڑکی سے شادی کی جو دودھ ڈھانپ لیتی تھی۔ چنانچہ ابووائل نے روایت کی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک بوڑھی عورت کے پاس سے گزرے جو دودھ فروخت کررہی تھی۔ آپ نے فرمایا اے بڑھیا مسلمانوں اور بیت اللہ کے زائرین سے دھوکہ نہ کرو اور دودھ میں پانی مت ملاؤ۔ بڑھیا نے کہا جی ہاں یا امیر المومنین۔ اس کے کچھ عرصہ بعد آپ وہاں سے گزرے تو اسے فرمایا اے بوڑھی عورت کیا میں نے ایسا نہیں کہا تھا کہ دودھ میں پانی نہ ملایا کرو۔اس نے کہا اللہ کی قسم یا امیر المومنین میں نے ایسا نہیں کیا اور خیمہ کے اندر اپنی بیٹی سے یہ بات کی۔اس کی بیٹی نے کہا اماں جان! ایک دھوکہ دوسرا جھوٹ بولتی ہو تُو نے دونوں کو جمع کیا ہے۔اس گفتگو کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سُنا اور بڑھیا کو سزا دینے کا ارادہ کیا لیکن اس کی بیٹی کی گفتگو کے باعث اسے چھوڑ دیا۔ پھر اپنے صاحبزادے کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا تم میں سے جو کوئی اس لڑکی سے نکاح کرے گا اس سے اللہ تعالیٰ اس جیسی پاک اولاد پیدا کرے گا۔ عاصم بن عمر نے کہا یا امیر المومنین میں اس کے ساتھ نکاح کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت امیر المومنین نے اس لڑکی کا نکاح اپنے بیٹے عاصم سے کردیا اور اس کے بطن سے اُم عاصم پیدا ہوئی۔ اس اُم عاصم سے عبدالعزیز بن مروان نے نکاح کیا ان سے عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ اس کے بعد عبدالعزیز نے حفصہ سے نکاح کیا اس کے بارے میں کہا گیا ہے کہ حفصہ اُم عاصم کی اولاد میں سے نہیں۔ عاصم ستر ہجری میں فوت ہوئے اور ان کی اولاد ہے۔

پانچویں صاحبزادے عیاض ہیں ان کی والدہ عاتکہ بنت زید ہے، چھٹے صاحبزادے زید اصغر اور ساتویں عبید اللہ ہیں ان دونوں کو والدہ مُلیکہ بنت جرول خزاعیہ ہے۔

عبید اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بہت بہادر تھے جب ان کے والد عمر فاروق رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو انہوں نے تلوار برہنہ کرلی اور ہُرمزان اور جفینہ کو قتل کردیا جو حیرہ کے علاقہ کا نصرانی تھا۔ اور ابو اللؤلؤ کی چھوٹی سی لڑکی کو بھی قتل کردیا۔ ان کے والد عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان سے جھگڑے اور قصاص کے لیے عبید اللہ کو پکڑا تو انہوں نے یہ معذرت کی کہ عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے اسے خبر دی تھی کہ اس نے ابواللؤلؤ، ہرمزان اور جفینہ نصرانی کو ایک مکان میں مشورہ کے لیے داخل ہوتے دیکھا تھا جب کہ ان کے پاس دوطرفہ تیز دھار خنجر تھا اس خنجر کی مٹھی درمیان میں تھی اور اس رات کی صبح کو حضرت عمر فاروق شہید کردیئے گئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمن کو بلایا اور ان سے اس کے متعلق دریافت کیا تو عبدالرحمن نے کہا آپ چھری دیکھیں اگر وہ دو دھاری ہے تو یقیناً وہ لوگ امیر المومنین کے قتل کے لیے جمع ہوئے تھے۔ جب چھری دیکھی گئی تو وہ وہی تھی جس کا عبدالرحمن نے ذکر کیا تھا۔ حضرت عمرو بن عاص نے کہا امیر المومنین کل شہید کئے گئے اور آج ان کا صاحبزادہ قتل ہوجائے خدا کی قسم ایسا ہرگز نہ ہوگا۔ حضرت عثمان نے عبید اللہ کو رہا کردیا۔ اس کے بعد عبید اللہ امیر معاویہ کے پاس چلے گئے اور صفین کی جنگ میں قتل ہوگئے۔ ان کے پسماندگان بہت ہیں۔

زید اصغر اور عبید اللہ رضی اللہ عنہما کے مادرزاد بھائی عبداللہ بن ابوجہم بن حذیفہ حارثہ بن وہب خزاعی، عبدالرحمٰن اوسط جن کی والدہ "لُھیہ" اُم ولد ہے اور عبدالرحمن اصغر ہیں اور عبدالرحمٰن اصغر کی والدہ اُم ولدہ ہے۔ ان تینوں میں سے ایک کی کنیت "ابوشحمہ" ہے اور دوسرے کا لقب مُجبر ہے۔ یہ وہی ابوشحمہ ہے جس کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حد ماری اور وہ حد کے دوران فوت ہوگئے ان کی کوئی اولاد نہیں۔ مُجبر کے پسماندگان تھے جو بعد میں سب ہلاک ہوگئے اور ان میں سے کوئی بھی باقی نہ رہا اسے ابن قتیبہ نے ذکر کیا ہے۔ "اسد الغابہ" میں ہے کہ عبدالرحمن اصغر ہی ابو مُجبر ہے اور مُجبر کا نام بھی عبدالرحمٰن ہے اسے مُجبر اس لیے کہا جاتا ہے کہ ایک دفعہ وہ گر پڑے جب کہ وہ چھوٹے بچے تھے اور ان کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ ان کی پھوپھی اُم المومنین حفصہ کے پاس ان کو لائی تو کہا گیا اپنے بھتیجے کو

دیکھیں اس کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے۔ اُم المومنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ منکسر نہیں مُجبر ہے۔ ٹوٹنے والا نہیں درست کرنے والا ہے۔ اسے ابوعمرو نے ذکر کیا ہے۔ دار قطنی نے کہا ابو شحمہ عبدالرحمن اوسط ہے جسے حد ماری گئی تھی۔ حضرت عمرو بن عاص سے اس کی تائید ملتی ہے کہ انہوں نے کہا میں مصر میں اپنے گھر تھا جب کہ یہ کہا گیا کہ عبدالرحمن بن عمر اور بوسروعہ اجازت طلب کر رہے ہیں۔ دار قطنی کے غیر کی روایت میں عبدالرحمن اور ایک معروف شخص عقبہ بن حارث مذکور ہیں۔ میں نے کہا آ جائیں وہ داخل ہوئے جب کہ ان کی حالت شکستہ تھی دونوں نے کہا ہم پر حدّ قائم کریں۔ کیونکہ ہم نے گزشتہ رات شراب پی تھی اور اس سے بے ہوش ہو گئے تھے۔ عمرو بن عاص نے کہا میں نے ان کو زجر اور ڈانٹ ڈپٹ کیا اور باہر نکال دیا عبدالرحمن نے کہا اگر آپ ہم پر حدّ قائم نہ کریں گے تو میں اپنے والد عمر فاروق کو بتاؤں گا۔ جب کہ وہاں جاؤں گا۔ اس گفتگو سے مَیں نے یہ سمجھا کہ اگر میں ان پر حدّ قائم نہ کروں گا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ ناراض ہوں گے اور مجھے معزول کر دیں گے۔ میں نے دونوں کے گھر کے صحن میں نکالا اور ان پر حدّ قائم کی۔ عبدالرحمن نے گھر کے ایک چھوٹے کمرہ کے کونہ میں جا کر اپنا سر منڈوالیا کیونکہ وہ حدّ قائم ہونے کے بعد سر منڈوایا کرتے تھے۔ اللہ کی قسم میں نے اس کے متعلق ایک حرف بھی عمر فاروق کو نہ لکھا حتیٰ کہ اس کے بارے میں میرے پاس عمر فاروق کا خط آ گیا جس کا مضمون یہ تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

عبداللہ عمر کی طرف سے عمرو بن عاص کی طرف! میں تمہاری جرأت اور میرے عہد کی خلاف ورزی پر تعجب کرتا ہوں اور تمہیں معزول کرنا پسند کرتا ہوں۔ عبدالرحمن کو تم نے اپنے گھر حدّ مار کر اپنے ہی گھر اس کا سر منڈادیا ہے۔ حالانکہ تم جانتے ہو یہ فعل میری عادت کے خلاف ہے۔ عبدالرحمن بھی تمہاری رعیت کا ایک فرد ہے۔ جو معاملہ دوسرے مسلمانوں کے ساتھ کرتے ہو اس کے ساتھ بھی وہ معاملہ کرنا تھا۔ لیکن تم نے یہ کہا کہ وہ امیر المومنین کا بیٹا ہے تم جانتے ہو میرے نزدیک کسی حق میں کسی شخص کی رعایت نہیں کی جاتی ہے۔ جب تم کو میرا خط ملے اسے کوٹ میں ملبوس اونٹ کے کجاوہ پر میرے پاس بھیجو تا کہ اس کی بدکرداری کا لوگوں کو علم ہو جائے۔ حضرت عمرو بن عاص نے حسب ارشاد اسے بھیج دیا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو معذرت نامہ لکھا کہ یقیناً میں نے اس پر گھر کے صحن میں

حد قائم کی ہے۔ اللہ کی قسم مسلمان ہو یا ذمی میں سب پر اپنے گھر کے صحن میں ہی حد قائم کرتا ہوں او
عبدالرحمن بن عمر کو یہ خط دیا۔ عبدالرحمن وہ خط لے کر اپنے باپ کے پاس آیا۔ جب وہ مدینہ منورہ پہنچ
تو کوٹ میں ملبوس تھا اور بُری سواری کے باعث چل نہ سکتا تھا فرمایا اے عبدالرحمن تم نے شراب پی تھی
حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا اے امیر المومنین ان پر حد تو قائم ہو چکی ہے۔
امیر المومنین نے ان کی طرف توجہ نہ کی عبدالرحمن نے چلاّنا شروع کیا اور کہنے لگے میں بیمار ہوں او
آپ مجھے قتل کر رہے ہیں۔ امیر المومنین نے عبدالرحمن پر دوبارہ حد قائم کی اور اسے قید کر دیا اور وہ حد
کے بعد بیمار رہا اور فوت ہو گیا مجاہد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عم
فاروق کو دیکھا انہوں نے اپنے لڑکے پر حدّ قائم کی اور وہ حدّ میں قتل ہو گیا۔ ابن عباس سے کسی نے کہ
اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے ہمیں بتائیں کہ امیر المومنین نے اپنے بیٹے پر کیسے حد
قائم کی اور کیسے اس کو قتل کیا؟ ابن عباس نے کہا ایک روز میں مسجد میں تھا اور عمر فاروق بیٹھے ہوئے تھ
جب کہ ان کے گرداگرد لوگ بیٹھے تھے۔ اچانک ایک لڑکی آئی اور کہا السلام علیک یا امیر المومنین۔ ع
فاروق نے فرمایا وعلیک السلام ورحمۃ اللہ کیا کوئی کام ہے؟ عرض کیا جی ہاں! یہ اپنا بچہ مجھ سے لے لیں
فرمایا میں اسے نہیں جانتا ہوں۔ عرض کیا اے امیر المومنین یہ آپ کی پشت سے نہیں۔ یہ آپ کے لڑک
کا لڑکا ہے۔ فرمایا یہ میرے کس لڑکے کا بچہ ہے؟ عرض کیا ابوشحمہ کا۔ فرمایا حلال یا حرام؟ عرض کیا میر
طرف سے حلال اور اس کی طرف سے حرام۔

فرمایا یہ کیسے؟ اللہ سے ڈر اور سچ بات کر۔

عرض کیا یا امیر المومنین ایک روز میں بنی نجار کے باغ کے قریب جا رہی تھی اچانک میرے
پاس آپ کا لڑکا ابوشحمہ نشہ میں دُھت جھومتا ہوا آیا جب کہ ایک یہودی کے پاس اس نے شراب پی تھ
اور مجھے زنا پر مجبور کرنے لگا اور مجھے کھینچ کر باغ میں لے گیا اور میرے ساتھ وہ کیا جو مرد عورت سے کر
ہے۔ پھر میں بے ہوش ہو گئی۔ میں اپنے چچا اور ہمسایوں سے اخفاء کرتی رہی حتیٰ کہ میں نے بچہ ک
پیدائش محسوس کی اور میں فلاں مقام چلی گئی اور وہاں اس بچہ کو میں نے جنم دیا۔ میں نے اس کے قتل
قصد کیا اور نادم ہو کر قتل کا ارادہ ترک کر دیا۔ آپ میرا اور اس کا فیصلہ کر دیں۔ امیر المومنین رضی اللہ عن

نے منادی کو حکم دیا کہ لوگوں کو جمع کرے، لوگ دوڑتے ہوئے مسجد میں اکٹھے ہو گئے۔ پھر آپ اُٹھے اور فرمایا میرے آنے تک باہر نہیں جانا اور فرمایا اے ابن عباس میرے ساتھ جلدی جلدی چلو آپ تیزی سے اپنے گھر تشریف لائے، دروازہ کھٹکھٹایا اور فرمایا یہاں میرا بچہ ابوشحمہ ہے۔ جواب دیا گیا وہ کھانا کھا رہا ہے۔ آپ اس کے پاس پہنچے اور فرمایا اے میرے بیٹے کھانا کھالو شاید دنیا میں یہ تمہارا آخری کھانا ہو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے لڑکے کو دیکھا کہ اس کا رنگ تبدیل ہو رہا ہے اور وہ کانپنے لگا اور لقمہ ہاتھ سے گر گیا۔ امیر المومنین نے فرمایا اے میرے بیٹے میں کون ہوں؟ بیٹے نے کہا آپ میرے باپ اور امیر المومنین ہیں۔ فرمایا میری فرمانبرداری تم پر فرض ہے یا نہیں؟ بیٹے نے کہا آپ کی دونوں فرمانبرداریاں مجھ پر فرض ہیں۔ کیونکہ آپ میرے والد اور امیر المومنین ہیں۔ عمر فاروق نے فرمایا تیرے نبی اور تیرے باپ کے حق کے واسطہ سے میں پوچھتا ہوں کیا تو یہودی کا مہمان بنا تھا، اور وہاں شراب پی تھی جس سے تو بیہوش ہو گیا تھا؟

بیٹے نے کہا جی ہاں ایسا ہوا ہے مگر میں نے توبہ کر لی ہے کیونکہ توبہ مومنوں کا سرمایہ ہے۔

فرمایا اے میرے بیٹے! میں تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں کیا تو بنی نجار کے باغ میں گیا تھا اور وہاں کوئی عورت دیکھی اور اس سے جماع کیا تھا؟ وہ چپ ہو گیا اور رونے لگا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے میرے بیٹے سچ بولو کوئی حرج نہیں اللہ تعالیٰ سچ بولنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ بیٹے نے کہا جی ہاں ایسا ہوا ہے۔ میں نادم ہوں اور توبہ کرتا ہوں۔

جب عمر فاروق نے یہ سُنا تو بیٹے کا ہاتھ پکڑا اور گلے سے پکڑ کر اس کو گھسیٹتے ہوئے مسجد میں لے آئے۔ بیٹے نے کہا ابا جان مجھے رُسوا نہ کریں۔ تلوار لیجیے اور میرے ٹکڑے ٹکڑے کر دیجئے۔

فرمایا۔ کیا تو نے سنا نہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ زانی اور زانیہ پر حدّ قائم کرتے وقت مومنوں کی جماعت موجود ہو۔

پھر اسے گھسیٹ کر مسجد میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے لے آئے اور فرمایا اس عورت نے سچ کہا ہے۔ ابوشحمہ نے اس کا اقرار کر لیا ہے۔ آپ کا ایک غلام جس کا نام افلح تھا کو فرمایا۔ اے افلح اسے پکڑ کر سو کوڑے لگاؤ اور اس کو مارنے میں کمی نہ کرو۔

افلح یہ کہہ کر حضور! میں مارنے میں ذرّہ بھر تقصیر نہ کروں گا اور رونا شروع کیا۔

فرمایا میرے غلام میری فرمانبرداری خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری ہے میں جو حکم کرتا ہوں وہ ضرور کرو۔

افلح نے صاحبزادے کے کپڑے اُتار دیئے جب کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آہ و بکا کر رہے تھے اور صاحبزادہ روتے ہوئے امیر المومنین سے ابوّت کی شفقت یاد دلاتے ہوئے کہہ رہا تھا ابا جان! مجھ پر رحم کیجئے۔ امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے روتے ہوئے فرمایا۔ اے میرے بیٹے میں شریعت کی پابندی کر رہا ہوں تا کہ اللہ تعالیٰ تجھ پر اور مجھ پر رحم کرے۔ یہ کہہ کر امیر المومنین نے فرمایا میرے اس بچہ پر حدّ قائم کرنے میں تاخیر مت کرو۔ غلام روتے ہوئے اور آہ و بکار کرتے ہوئے کوڑے مار رہا تھا اور امیر المومنین بار بار فرما رہے تھے مارو، حتیٰ کہ اس نے ستر کوڑے مارے۔

صاحبزادے نے عرض کیا ابا جان! مجھے ایک گھونٹ پانی پلا دیں۔

امیر المومنین نے فرمایا اے میرے بیٹے جب تمہارا اللہ تجھے پاک کر دے گا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم وہ پانی پلائیں گے تو کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ یہ کہہ کر جلاد سے کہا اسے کوڑے مارتے جاؤ حتیٰ کہ جب اسّی کوڑے ہوئے تو صاحبزادے نے کہا۔

ابا جان! السلام علیکم۔

امیر المومنین نے فرمایا وعلیک السلام! اگر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات نصیب ہو تو میری طرف سے سلام عرض کرنا اور کہنا میں عمر کو اس حال میں چھوڑ کر آیا ہوں کہ وہ قرآن کی تلاوت کرتے ہیں اور اللہ کی حدود قائم کرتے ہیں۔ یہ کہہ کر جلاّد سے کہا اسے کوڑے مارتے جاؤ۔ جب نوّے کوڑے مارے گئے تو صاحبزادہ خاموش ہو گیا اور کمزور تر ہو گیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے کہا۔ اے امیر المومنین دیکھئے کتنے کوڑے باقی رہ گئے ہیں۔ ہماری رائے یہ ہے کہ وہ کسی اور وقت پورے کر لئے جائیں۔

امیر المومنین نے فرمایا اگر گناہ میں تاخیر نہیں کی گئی تو اس کے عذاب میں تاخیر کیسے ہو سکتی ہے۔

جب صاحبزادے کی والدہ کو خبر پہنچی تو وہ روتی ہوئی آئی اور کہنے لگی میں ہر کوڑے کے عوض

پیدل چل کر حج کروں گی اور اتنے درہم اللہ کی راہ میں صدقہ کروں گی آپ اسے معاف کردیں۔ امیر المومنین نے فرمایا حج اور صدقہ حد کی جگہ نہیں لے سکتے ہیں یہ کہہ کر فرمایا اے افلح کوڑے پورے کرو، جلاد کوڑے مارتا رہا حتیٰ کہ جب آخری کوڑا مارا تو صاحبزادہ کی روح پرواز کر گئی اور وہ زمین پر گر پڑا۔ صاحبزادے کے فوت ہو جانے کے بعد امیر المومنین رو پڑے اور روتے ہوئے کہا۔

اے میرے بیٹے اللہ تعالیٰ نے تجھے گناہ سے پاک کر دیا ہے۔ پھر اس کا سر اپنی گود میں رکھ کر رونے لگے اور فرمایا۔ میرا باپ قربان ہو کسے حق نے قتل کیا؟ میرا باپ قربان ہو وہ کون ہے جس پر حد پوری ہوئی تو مر گیا؟ میرا باپ قربان ہو کس پر اس کے باپ اور اقارب نے رحم نہ کیا؟

صحابہ نے صاحبزادہ کو دیکھا تو وہ فوت ہو چکا تھا ہم نے اس دن سے عظیم تر دِن کبھی نہیں دیکھا۔ تمام صحابہ کرام رو رہے تھے۔ چالیس روز بعد حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ جمعہ کی صبح کو آئے اور کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا امیر المومنین کا صاحبزادہ آپ کے ساتھ سبز لباس پہنے بیٹھا ہے۔ سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حذیفہ! عمر سے میرا اسلام کہنا اور یہ کہو کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو اسی طرح قرآن پڑھنے اور حدود قائم کرنے کا حکم دیا ہے۔

اور صاحبزادے نے کہا اے حذیفہ! میرے ابا جان سے میرا اسلام عرض کرنے کے بعد کہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو پاک کرے۔ آپ کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے مجھے پاک فرمایا اسے دیلمی نے ''کتاب المنتقی'' میں ''ریاض النضرہ'' سے نقل کیا ہے اور دیلمی کے علاوہ دوسرے لوگوں نے اسے مختصر الفاظ میں ذکر کیا ہے۔

امیر المومنین کی صاحبزادیاں رضی اللہ عنہن

امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی چار صاحبزادیاں تھیں۔

۱۔ ''حفصہ'' رضی اللہ عنہا۔ یہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی اور عبداللہ اور عبدالرحمٰن اکبر کی حقیقی بہن ہیں۔

۲۔ دوسری رقیہ، یہ زید اکبر کی حقیقی بہن ہے۔ ان کے ساتھ ابراہیم بن نعیم بن عبداللہ نے نکاح کیا اور وہ انہی کے پاس فوت ہوئیں۔ ان سے کوئی اولاد نہیں۔

۳۔ تیسری صاحبزادی فاطمہ ہے ان کی والدہ ام حکیم بنت حارث بن ہشام بن مغیرہ ہے۔ ان سے ان

کے چچازاد بھائی عبدالرحمن بن زید بن خطاب نے نکاح کیا اور عبداللہ پیدا ہوئے اسے دارقطنی نے ذکر کیا۔

۴۔ اور چوتھی صاحبزادی زینب ہے ان کی والدہ ''فکیہہ'' ہیں۔ ان کے ساتھ عبداللہ بن سراقہ عدوی نے نکاح کیا۔ انہوں نے اپنی ہمشیرہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے حدیثیں روایت کی ہیں۔

اسے ابن قتیبہ وغیرہ نے ذکر کیا ہے۔

امیر المومنین عثمان بن عفّان رضی اللہ عنہ کے حالات

آپ کا شجرۂ نسب یہ ہے ابوعبداللہ عثمان بن عفان ابن ابوالعاص بن امیہ بن عبدشمس بن عبدمناف۔ آپ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے چوتھے باپ عبدمناف میں ملتے ہیں۔ حضرت عثمان اور عبدمناف کے درمیان چار باپ ہیں اور سید عالم صلی اللہ علیکہ وسلم اور عبدمناف کے درمیان تین باپ ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سوا چاروں خلفاء میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ قریب ہیں۔ آپ کی والدہ اروی بنت کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبدالشمس بن عبدمناف ہے اور ان کی والدہ اُم حکیم بنت عبدالمطلب ہے۔ وہ قدیم الاسلام ہیں اور انہوں نے دو ہجرتیں کی ہیں۔ مکہ مکرمہ پر چڑھائی کرنے والے ہاتھیوں کے سال کے چھ سال بعد آپ کی پیدائش ہوئی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دارارقم میں داخل ہونے سے پہلے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر ایمان لائے جب کہ اس وقت ان کی عمر ۳۹ برس تھی۔ بعض کہتے ہیں کہ اسلام لانے کے وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ۳۳ برس کے تھے۔ ابن اسحاق نے کہا ابوبکر صدیق، علی المرتضیٰ اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہم کے بعد عثمان پہلے مسلمان ہیں۔ وہ تیسرے خلیفہ ہیں اور جنگ بدر کے سوا تمام جنگوں میں موجود رہے۔ جنگ بدر میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے بیمار ہونے کے باعث ان کو جنگ میں جانے سے روک دیا تھا تا کہ صاحبزادی کی بیمار پُرسی کریں، اور غنیمت میں ان کا حصہ مقرر فرمایا۔ اس لیے بعض لوگ ان کو اہل بدر سے شمار کرتے ہیں۔ اس طرح وہ بدری ہیں۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ''بیعت رضوان'' میں اپنے ہاتھ کے ساتھ ان کی طرف سے بیعت کی اور کئی دفعہ ان کے لیے خصوصی دُعا فرمائی۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا میں

علیہ

نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رات کے پہلے وقت سے لے کر فجر کے طلوع ہونے تک یہ فرماتے ہوئے دیکھا۔ اے اللہ میں عثمان سے راضی ہوں تو بھی عثمان سے راضی ہو اور فرمایا۔ اے عثمان اللہ تعالیٰ تیرے پہلے اور پچھلے ظاہری باطنی اور قیامت تک ہونے والے سارے گناہ بخشے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی فضیلت احادیث کی روشنی میں

طبرانی نے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عثمان بن عفان میری ساری اُمت سے زیادہ حیادار ہے۔ ابن عساکر نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''عثمان جنتی ہے۔'' ابونعیم نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اُمت میں عثمان زیادہ حیادار اور باعزت ہے۔ ابن عساکر نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، عثمان حیادار ہے اس سے فرشتے حیا کرتے ہیں۔ اور فرمایا عثمان جنت میں میرا ساتھی ہے۔ عثمان دنیا اور آخرت میں میرا دوست اور مددگار ہے۔

اور فرمایا اے عثمان تم پر اللہ تعالیٰ رحم کرے تم نے دنیا سے کچھ نہ پایا نہ دنیا نے تم سے کچھ پایا۔

اور فرمایا اے عثمان تم عنقریب میرے بعد مصیبت میں مبتلا ہو گے تم نے تلوار نہ اٹھانا ہو گی۔

اور فرمایا جب عثمان فوت ہوں گے۔ آسمان کے فرشتے ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے اور فرمایا عثمان قیامت میں ستر ہزار گنہگاروں کی شفاعت کریں گے جن پر دوزخ کا عذاب واجب ہو گا۔

ابن عدی نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی انہوں نے فرمایا جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کو حضرت عثمان کے نکاح میں دیا تو فرمایا اے اُم کلثوم تمہارا شوہر تمہارے دادا ابراہیم علیہ السلام اور تمہارے باپ ''صلی اللہ علیہ وسلم'' کے ساتھ بہت مشابہت رکھتا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گھٹنا ننگا تھا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھٹنا ڈھانپ لیا۔ آپ سے عرض کیا گیا کہ ابوبکر، عمر اور علی رضی اللہ عنہم آئے تو آپ نے گھٹنا نہ ڈھانپا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس سے فرشتے حیاء کرتے ہیں میں بھی اس سے حیاء کرتا ہوں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص کا جنازہ حاضر ہوا آپ نے اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی۔ آپ سے عرض کیا گیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے پہلے آپ نے کسی کی نماز جنازہ ترک نہ فرمائی تھی سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ شخص عثمان کے ساتھ بغض رکھتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو مبغوض فرمایا ہے (اس لئے میں نے اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتل کا انجام

حضرت ابو قلابہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں شام میں ایک قافلہ کے ساتھ تھا۔ میں نے ایک شخص سے سنا وہ کہہ رہا تھا۔ ہائے افسوس آگ سے کس طرح بچوں گا۔ میں جلدی سے اٹھا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص کے ہاتھ اور پاؤں کٹے ہوئے ہیں۔ آنکھوں سے اندھا منہ کے بل زمین پر گرا پڑا ہے۔ میں نے اس کا حال دریافت کیا اس نے کہا جس مکان میں حضرت عثمان کو قتل کیا گیا تھا وہاں میں بھی قتل کرنے والوں کے ساتھ تھا۔ جب میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قریب ہوا تو ان کی بیوی زور سے چلائی۔ میں نے اس کے منہ پر طمانچہ مارا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ تعالیٰ تیرے ہاتھ پاؤں قطع کرے تیری آنکھیں اندھی کرے اور تجھے آگ میں داخل کرے اس وقت مجھے بہت بڑا لرزہ ہوا اور میں دوڑتا ہوا باہر چلا گیا۔ اب ان کی دُعا سے صرف آگ رہ گئی ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ایک نصیحت

یزید بن عثمان سے روایت ہے انہوں نے کہا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو اپنی زندگی کے آخری خطبہ میں فرمایا اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تم کو دنیا دی تا کہ اس کے باعث تم آخرت طلب کرو، تمہیں دنیا اس لئے نہیں دی کہ اس کی طرف پورے مائل ہو جاؤ دُنیا فنا ہونے والی ہے اور آخرت باقی رہنے والی ہے۔ فانی دُنیا تم کو غرور میں نہ ڈالے اور آخرت سے غافل نہ کر دے۔ باقی رہنے والی کو فانی پر ترجیح دو، یقیناً دُنیا ختم ہو جائے گی آخر اللہ کی طرف تم نے لوٹنا ہے۔ اللہ سے ڈرو اس سے ڈرنا اس کے عذاب کی ڈھال ہے اور اس کے ملنے کا وسیلہ ہے اللہ سے ڈرو اور جماعت کے ساتھ رہو۔ ایک دوسرے سے دھوکہ نہ کرو اور تم

پر جو اللہ کی نعمتیں ہیں ان کو یاد کرو جب کہ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے۔اس نے تمہارے دلوں میں ایک دوسرے کی محبت ڈال دی جس کے باعث تم آپس میں بھائی بھائی بن گئے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا حُلیہ شریف

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا رنگ سفید تھا۔بعض لوگ کہتے ہیں کہ ان کا رنگ گندمی تھا۔بشرہ باریک، سر کے بال زیادہ، داڑھی بھاری اور قد درمیانہ تھا، نہ بہت لمبے اور نہ ہی بہت چھوٹے تھے۔چہرہ خوبصورت، جوڑ موٹے اور کندھے کھلے۔آپ داڑھی شریف کو مہندی لگایا کرتے تھے، دانتوں کو سونے کی تار سے باندھتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن حزام مازنی روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا میں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو دیکھا، میں نے کوئی مرد اِن سے خوبصورت نہیں دیکھا۔سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ۲۳ ہجری میں ۲۹ ذوالحجہ کو پیر کے روز آپ کی بیعت کی گئی۔ان کی خلافت کا ۲۴ ہجری کے محرم نے استقبال کیا۔بعض کہتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دفن کرنے کے تین دن بعد ۲۴ ہجری کو محرم کا پہلا دن جو ہفتہ تھا وہ آپ کی بیعت کے بعد پہلا دن تھا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا خطاب

مختصر میں مذکور ہے کہ حضرت عمر فاروق کی وفات کا جب تیسرا دن تھا تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف باہر آئے جب کہ انہوں نے وہ عمامہ پہن رکھا تھا جو ان کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہنایا تھا وہ ہاتھ میں تلوار لئے منبر شریف پر آئے اور کہا اے لوگو! میں نے تم سے علانیہ اور خفیہ تمہارے امام سے متعلق دریافت کیا۔میں نے دیکھا ہے کہ تم ان دو شخصوں کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے ہو۔تم کہتے ہو امامت کے لائق علی ہے یا عثمان ہے پھر حضرت علی سے کہا اے علی تشریف لایئے۔حضرت علی اُٹھے اور منبر کے پاس ٹھہر گئے۔حضرت عبدالرحمٰن نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور کہا اے علی! کیا آپ اللہ کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت اور ابو بکر و عمر کے عمل پر میری بیعت کر سکتے ہیں؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں مگر طاقت کے مطابق، حضرت عبدالرحمٰن نے اُن کا ہاتھ چھوڑ دیا۔پھر بلند آواز

سے کہا اے عثمان آپ تشریف لائیں۔ وہ اُٹھے حضرت عبدالرحمٰن نے ان کا ہاتھ پکڑ کر کہا کیا آپ اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت اور ابو بکر و عمر کے عمل پر میری بیعت کر سکتے ہیں۔ حضرت عثمان نے کہا جی ہاں۔ حضرت عبدالرحمٰن نے چھت کی طرف سر اٹھایا اور کہا اے اللہ تو سُنتا ہے خلافت کے بارے میں جو میری گردن میں تھا میں نے اسے اُتار کر عثمان کے گلے میں ڈال دیا ہے۔ یہ کہنا تھا کہ لوگ حضرت عثمان کی بیعت پر ٹوٹ پڑے اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ منبر پر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ پر بیٹھ گئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ان سے نیچے منبر کی دوسری سیڑھی پر بیٹھ گئے اور لوگ مسلسل ان کی بیعت کرتے رہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ذوالنورین کہا جاتا ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی رقیہ رضی اللہ عنہا آپ کے نکاح میں دی۔ جب وہ انتقال فرما گئیں تو دوسری صاحبزادی اُم کلثوم آپ کے نکاح میں دے دی جب وہ بھی انتقال فرما گئیں تو فرمایا اے عثمان اگر میرے پاس تیسری صاحبزادی ہوتی تو میں وہ بھی تمہارے نکاح میں دے دیتا۔ ''اسد الغابہ'' میں ہے اگر ہمارے پاس تیسری صاحبزادی ہوتی تو ہم تمہارے ساتھ اس کا نکاح کر دیتے۔ نیز اسد الغابہ میں ابو محبوب بن عقبہ بن علقمہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرما رہے تھے اگر میری چالیس بیٹیاں ہوتیں تو یکے بعد دیگرے میں سب کا نکاح عثمان سے کر دیتا حتیٰ کہ ان میں سے بھی باقی نہ رہتی۔

حضرت عثمان کے اخلاق اور ان کی سخاوت کا بیان

مہلب بن ابی صفرہ سے کہا گیا کہ حضرت عثمان کو ذوالنورین کیوں کہا جاتا ہے۔ انہوں نے کہا ہم نے عثمان کے سوا کسی کو نہیں دیکھا کہ اس نے نبی کی دو بیٹیوں کو پردہ میں رکھا ہو۔ حضرت عثمان بہت حیادار تھے حتیٰ کہ وہ گھر ہوتے اور دروازہ بند ہوتا تو پھر بھی غسل کرتے وقت اپنے اوپر پانی بہانے کے لیے کپڑا نہ اُتارتے تھے اور غسل کے وقت سیدھا کھڑا ہونے سے ان کو حیاء مانع تھا۔ اور ''طبقات شعرانی'' میں ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ دن کو روزہ سے ہوتے اور رات کو شروع میں تھوڑا سا سونے کے بعد کھڑے رہتے اور ہر رکعت میں کثیر قرآن ختم کرتے۔ لوگوں سے خطاب کرتے تو آپ

پر موٹی عدنی چادر ہوتی، جس کی قیمت صرف چار پانچ درہم ہوتی اور لوگوں کو اچھا طعام کھلاتے اور خود گھر جا کر سرکہ اور تیل سے کھانا کھاتے۔ ایامِ خلافت میں سواری کرتے وقت اپنے غلام کو اپنے پیچھے بٹھاتے اور اسے معیوب نہ سمجھتے تھے۔ جب قبرستان سے گزرتے تو اس قدر روتے کہ ان کی داڑھی تر ہو جاتی رضی اللہ عنہ۔ آپ نے چالیس ہزار درہم سے رُومہ کا کنواں خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں قحط پڑا تو لوگ سخت پریشان ابو بکر کے پاس آئے اور کہنے لگے یا خلیفۃ الرسول اللہ بارش ہو نہیں رہی اور قحط سالی سے لوگ ہلاک ہو رہے ہیں۔ اب کیا کریں انہوں نے کہا جاؤ صبر کرو میں اللہ تعالیٰ سے اُمید کرتا ہوں کہ شام سے پہلے پہلے اللہ تعالیٰ تم سے یہ مصیبت دور کر دے گا۔ شام ہوئی تو خبر آئی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قافلہ غلہ لے کر صبح تک مدینہ منورہ پہنچنے والا ہے۔ جب قافلہ مدینہ منورہ پہنچا تو لوگ اسے دیکھنے گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک ہزار اونٹ گندم، تیل اور خشک انگور سے لدے ہوئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دروازے پر بیٹھے ہیں۔ جب تجارت کا سارا مال گوداموں میں رکھ دیا گیا تو تاجر بھی آ گئے۔ حضرت عثمان نے ان سے کہا آپ لوگ کیا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا جو کچھ ہم چاہتے ہیں آپ اسے جانتے ہیں ہم آپ کے تجارتی مال سے کچھ خریدنا چاہتے ہیں جو آپ فروخت کریں گے کیونکہ آپ لوگوں کی ضروریات سے واقف ہیں۔ آپ نے بڑے اچھے لہجہ سے فرمایا۔ آپ لوگ میری خرید پر کیا نفع دو گے؟ انہوں نے کہا ہم ایک پر دو درہم نفع دیں گے۔ حضرت عثمان نے فرمایا مجھے اس سے زیادہ نفع ملتا ہے۔ انہوں نے کہا آپ ایک درہم کے مال پر چار درہم نفع لے لیں۔ فرمایا مجھے اس سے بھی زیادہ ملتا ہے۔ انہوں نے کہا آپ پانچ درہم لے لیں۔

فرمایا۔ مجھے اس سے زیادہ دیا جاتا ہے۔

انہوں نے کہا اے ابو عمرو مدینہ منورہ میں ہمارے سوا کوئی تاجر باقی نہیں ہے جو آپ کو اس سے زیادہ نفع دے اور نہ ہی ہم سے پہلے کوئی تاجر آپ کے پاس آیا ہے۔ وہ کون ہے جو آپ کو اس قدر زیادہ نفع کی پیش کش کرتا ہے۔

فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک درہم کے عوض دس درہم نفع دیا ہے کیا آپ اس سے زیادہ نفع

دے سکتے ہیں؟

تاجروں نے کہا ہم اتنا زیادہ نفع دینے کے ہرگز متحمل نہیں ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اللہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ ایک ہزار اونٹ پر لدا ہوا سارا تجارتی مال میں نے فقراء اور مساکین کو صدقہ کر دیا ہے۔ "غرروعرر"

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے نوسو پچاس اونٹ کجاارن اور پالانوں سمیت تبوک کی جنگ میں دیئے اور پچاس گھوڑے مزید دے کر ایک ہزار پورے کر دیئے۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک ہزار اونٹ اور ستر گھوڑے تبوک کی جنگ میں مجاہدین کو دیئے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے بعد عثمان پر کوئی شئ ضروری نہیں رہی۔ تبوک کی جنگ میں مجاہدین کو سخت بھوک لگی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اتنا طعام خریدا جس سے سارے مجاہدین سیر ہو گئے۔

بیعت رضوان اور جنگ بدر میں حاضر نہ ہونے کا سبب اور اُحد کا بیان

حضرت عثمان اور ابوعبیدہ عامر بن جراح میں جھگڑا ہو گیا۔ ابوعبیدہ نے کہا آپ مجھ پر زیادتی کرتے ہیں حالانکہ میں تین اشیاء میں آپ سے افضل ہوں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا وہ کیا ہیں؟

ابوعبیدہ نے کہا۔ میں بیعت رضوان میں موجود تھا اور آپ غائب تھے۔

میں جنگ بدر میں حاضر تھا اور آپ اس جنگ میں نہ گئے تھے۔

اور میں اُحد کی جنگ میں ثابت قدم رہا جب کہ آپ بھاگ گئے تھے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا آپ سچ کہتے ہیں۔ مگر بات یہ ہے کہ بیعت رضوان کے وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک کام بھیجا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف سے اپنا دستِ اقدس اٹھا کر فرمایا۔ یہ عثمان بن عفان کا ہاتھ ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دست اقدس میرے ہاتھ سے بہتر ہے۔ بدر کے روز سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مدینہ منورہ پر اپنے

قائم مقام مقرر فرمایا جس کی مخالفت میرے لئے ناممکن تھی اور آپ کی صاحبزادی رقیہ بیمار تھیں میں ان کی تیمارداری میں مصروف رہا حتیٰ کہ وہ انتقال کر گئیں۔ اور میں نے ان کو دفن کیا اور اُحد کے دن میرے بھاگ جانے کو اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا ہے۔ اور میرے بھاگنے کو شیطان کی تلبیس کی طرف منسوب کیا چنانچہ فرمایا۔

اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَلَّوْا مِنْکُمْ یَوْمَ الْتَقَی	بے شک وہ جو تم میں سے پھر گئے، جس دن دونوں
الْجَمْعَانِ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّیْطٰنُ	فوجیں ملی تھیں انہیں شیطان ہی نے لغزش دی ان
بِبَعْضِ مَا کَسَبُوْا وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ	کے بعض اعمال کے باعث اور بے شک اللہ نے
اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ۔	انہیں معاف فرما دیا بے شک اللہ بخشنے والا ہے۔

اس مخاصمت میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ پر غالب رہے ان کے محاسن اور مناقب مشہور و معروف ہیں۔ انہوں نے اپنے عہدِ خلافت میں سابور، افریقہ، اُردن اور روم کے ساحل فارس، طبرستان، بجستان اور اساور کے علاقے فتح کئے آپ نے ایک سو چھیالیس احادیث روایت کی ہیں۔

حضرت عثمان کے کاتب، قاضی، حاکم، چوکیدار اور سپاہی

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا کاتب مروان بن حکم تھا اور قاضی کعب بن سور اور عثمان بن قیس بن ابو العاص تھے اور مصر کا حاکم آپ کا رضاعی بھائی عبداللہ بن سعد بن ابی سرح تھا اور چوکیدار آپ کا آزاد کردہ غلام حمران تھا اور عبداللہ بن معبد تیمی آپ کا سپاہی تھا محاضرات میں ابن قنفذ تیمی کو سپاہی ذکر کیا ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی کا نقش یہ تھا۔ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ مُخْلِصًا۔ بعض نے کہا ہے۔ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ خَلَقَ فَسَوّٰی۔ آپ کی انگوٹھی پر منقوش تھا۔ آپ کے ہاتھ میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی جس کے ساتھ آپ دستاویزات پر مُہر لگایا کرتے تھے حتیٰ کہ وہ بیر اریس میں گر گئی اور مزید تلاش کے بعد نہ ملی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ذوالنورین کی اولاد اور آپ کی شہادت کا بیان

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اولاد سولہ افراد ہیں جن میں سے نو لڑکے اور سات لڑکیاں ہیں۔ آپ کے صاحبزادوں کے اسماء گرامی یہ ہیں۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ وہ عبداللہ اصغر مشہور ہیں۔ ان کی والدہ محترمہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا بنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے بعض نے ان کی والدہ کا نام فاختہ بنت غزوان ذکر کیا ہے۔ وہ کم سن ہی فوت ہو گئے تھے۔ بعض کہتے ہیں چھ سال کی عمر میں انتقال کیا۔ ان کی آنکھ میں مرغ نے چونچ ماری جس سے وہ بیمار ہو کر فوت ہو گئے۔

حضرت عبداللہ اکبر رضی اللہ عنہ، یہ عمر میں سب سے بڑے تھے اور وہ منی میں فوت ہوئے۔

حضرت ابان رضی اللہ عنہ، ان کی کنیت ابوسعید ہے۔ یہ حدیث کے راوی ہیں جنگ جمل میں ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ بعض نے کہا یہ سب سے پہلے جنگ سے بھاگے تھے۔ آپ کو برص کا مرض تھا وہ بھینگے اور بہرے بھی تھے۔ عبدالملک بن مروان کے عہدِ حکومت میں مدینہ منورہ کے حاکم رہے ہیں۔ یزید بن عبدالملک کے عہدِ سلطنت میں فوت ہوئے۔ ان کی اولاد بہت ہے۔ اندلس میں ان کی اولاد ہے۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ، ان کی اولاد کے پاس وہ قرآن مجید تھا جس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کے روز خون کے قطرے پڑے تھے۔ وہ اپنے والد ماجد کے عہد خلاف میں ہی ایک جانور کے لات مارنے سے فوت ہو گئے تھے ان کی اولاد ہے انہی کو کسیر کہا جاتا ہے۔

عمرو رضی اللہ عنہ، ان کی بھی اولاد ہے۔ ان سب کی والدہ جُندب کی بیٹی ہے جو قبیلہ ازد سے ہے۔ ''سعید وولید''۔ ان کی والدہ فاطمہ بنت ولید ہے ان کی کنیت ابوعثمان ہے ان کو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے خراسان کا حاکم بنایا تھا جہاں وہ پہلے بھی حاکم رہے تھے اور وہیں قتل ہوئے۔

عبدالملک، یہ بچپن میں فوت ہو گئے تھے ان کی والدہ ''ملیکہ اُم البنین'' ہے جو عینیہ بن حصن غفاری کی لڑکی تھی۔۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی صاحبزادیوں میں سے ''مریم کبریٰ'' ہے۔ وہ والد کی طرف سے عمرو کی سوتیلی بہن ہے۔

اُم سعید۔ یہ ماں کی طرف سے سعید کی سوتیلی بہن ہے ان سے عبداللہ نے نکاح کیا۔

عائشہ، ان کے ساتھ حارث بن حکم بن ابوالعاص نے نکاح کیا، پھر ان کی وفات کے بعد عبداللہ بن زبیر نے ان سے نکاح کرلیا۔

ام ابان، ان کے ساتھ مروان بن حکم بن ابوالعاص نے نکاح کیا۔

اُم عمرو، ان کی والدہ رملہ بنت شیبہ بن ربیعہ بن عبدشمس ہے۔

مریم صغریٰ، ان کی والدہ نائلہ بنت فرافصہ کلبیہ ہے۔ ان کے ساتھ عمرو بن ولید بن عقبہ بن ابی معیط نے نکاح کیا۔

اُم البنین، ان کی والدہ اُم ولد ہے (آزادشدہ لونڈی) اسے بعض تاریخ دانوں نے ذکر کیا ہے۔

حضرت عثمان ذوالنورین کے قتل کا سبب

ابن شہاب سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے سعید بن مسیّب سے پوچھا کیا آپ یہ بتا سکتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کیسے قتل ہوئے۔ اس بارے میں لوگوں کا اور ان کا کیا حال تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ کے اصحاب نے اُن کو کیوں رُسوا کیا؟

سعید بن مسیّب نے کہا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مظلوم قتل ہوئے ان کے قاتل ظالم تھے جنہوں نے ان کو رُسوا کیا۔ اس معاملہ میں وہ معذور تھے۔

ابن شہاب نے کہا یہ کیسے؟

سعید نے کہا جب حضرت عثمان خلیفہ منتخب ہوئے تو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے کچھ لوگ اس سے متنفر ہوگئے۔ اور ان کی خلافت کو پسند نہ کیا کیونکہ وہ اپنے اقارب سے زیادہ محبت کرتے تھے۔ وہ بارہ سال مسندِ خلافت پر فائز رہے اس مدت میں اکثر بنی امیہ سے لوگوں کو حاکم بناتے رہے جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا شرف حاصل نہ تھا۔ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حقوق میں تساہل کرتے تھے خلافت کے آخری چھ برس میں اپنے چچا کے بیٹوں کو دوسروں پر ترجیح دیتے

بنی

ہوئے ان کو حکام مقرر کیا اور انہیں کو امرا بنایا۔ عبداللہ بن ابی سرح کو مصر کا حاکم بنایا۔ مصر والوں نے اس کی کافی شکایات کیں۔ نیز اس سے پہلے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو حضرت عبداللہ بن مسعود، ابوذر اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم سے انقباض تھا۔ عبداللہ بن مسعود کی وجہ سے ہذیل اور بنوزہرہ کے دلوں میں عثمان سے رنجش تھی۔ بنوغفار اور ان کے حلیف ابوذر کی وجہ سے ناراض تھے اور بنومخزوم عمار بن یاسر کے باعث حضرت عثمان سے روگرداں تھے۔ مصر والے مدینہ منورہ آئے اور مصر کے حاکم عبداللہ بن ابی سرح کی شکایت کی۔ آپ نے اسے خط لکھا جس میں عبداللہ کو کافی زجر و تشدید کی مگر اس نے ان سب امور کو قبول کرنے سے انکار کر دیا جن سے اس کو آپ نے منع کیا تھا۔ اور جو شخص حضرت عثمان کا خط لے کر اس کے پاس آیا اس کی پٹائی کی اور جو مصر کے لوگ حضرت عثمان کے پاس شکایت کرنے گئے تھے انہیں قتل کروا دیا اس لیے مصر والوں کا سات سو اشخاص پر مشتمل ایک لشکر مدینہ منورہ آیا اور انہوں نے مسجد نبوی میں اقامت کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے شکایت کی حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ حضرت عثمان کے پاس آئے اور ان کی طرف سے گفتگو کرنے لگے اور فرمایا اس سے پہلے بھی ان لوگوں نے آپ سے عرض کیا تھا کہ حاکم کو تبدیل کر دیں اور قبل ازیں انہوں نے قتل کا دعویٰ کیا ہے لہٰذا آپ عبداللہ بن ابی سرح کو معزول کر دیں اور اگر ان پر لوگوں کا حق ہے تو اس کا انصاف کریں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مصر والوں سے کہا آپ خود تجویز کر لیں میں اس کو حاکم بنا دوں گا۔ انہوں نے حضرت محمد بن ابی بکر کی طرف اشارہ کیا۔ آپ نے ان کو مصر کا حاکم بنا کر عبداللہ بن ابی سرح کو خط لکھا۔ محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ مصر کو روانہ ہوئے اور ان کے ساتھ مہاجرین اور انصار کی ایک جماعت روانہ ہوئی وہ یہ دیکھنا چاہتے تھے کہ مصریوں اور عبداللہ بن ابی سرح میں معاملات کی نوعیت کیسی ہے۔ محمد بن ابی بکر اور ان کے ساتھی جب ایک مقام پر پہنچے جہاں سے مدینہ منورہ صرف تین دن کا سفر تھا تو کیا دیکھتے ہیں کہ کالے رنگ والا غلام اونٹ پر سوار اسے سرپٹ دوڑاتا ہوا آیا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ کسی کو تلاش کر رہا ہے یا خوف سے بھاگا آ رہا ہے۔ محمد بن ابی بکر کے ساتھیوں نے کہا کیا بات ہے کس لیے اس قدر تیزی سے آ رہے ہو۔ معلوم ہوتا ہے کہ تم بھاگ نکلے ہو یا کسی کی تلاش میں سرگرداں ہو؟ اس نے کہا میں امیر المومنین کا غلام ہوں انہوں نے مجھے

مصر کے حاکم کے پاس بھیجا ہے ان سے ایک شخص نے محمد بن ابی بکر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا یہ مصر کا حاکم ہمارے ساتھ ہے۔ غلام نے کہا میری مراد یہ نہیں ہے۔ انہوں نے کہا امیر المومنین نے ان کو مصر کا حاکم مقرر کیا ہے۔ محمد بن ابی بکر نے لوگوں سے کہا اسے پکڑ کر میرے پاس لاؤ وہ اسے پکڑ کر لے آئے۔ محمد نے کہا اے غلام تم کون ہو وہ کبھی تو یہ حیلہ بہانہ کرتا کہ وہ امیر المومنین کا غلام ہے اور کبھی کہتا وہ مروان کا غلام ہے۔ محمد نے کہا تجھے کہاں بھیجا گیا ہے۔ اس نے کہا مصر کے حاکم کی طرف۔

محمد نے کہا ''کس لئے۔'' اس نے کہا پیغام لے کر آ رہا ہوں۔

محمد نے کہا تیرے پاس خط ہے؟ غلام نے کہا نہیں۔

صحابہ نے اس کی تلاشی لی مگر اس سے خط نہ ملا۔ اس کے پاس ایک خشک مشکیزہ تھا جس میں کوئی شئ محسوس ہوتی تھی۔ صحابہ نے کوشش کی کہ وہ شئ اس سے نکالیں مگر اس نے نکالنے سے انکار کر دیا۔ صحابہ نے مشکیزہ پھاڑ دیا اس میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے عبداللہ بن ابی سرح کو خط لکھا ہوا تھا۔ محمد نے ساتھ والے مہاجرین وانصار اور دوسرے ساتھیوں کو اکٹھا کیا اور ان سب کے سامنے وہ خط کھولا جس کا مضمون یہ تھا۔

جب تمہارے پاس محمد بن ابی بکر اور فلاں فلاں آئیں تو کسی حیلہ سے ان کو قتل کر دو اور جو خط ان کے پاس ہے اسے ضائع کر دو اور جب تک میرا حکم نہ آئے تم بدستور بحیثیت حاکم مصر رہو۔ جب انہوں نے خط پڑھا تو گھبرائے اور مدینہ منورہ واپس لوٹ گئے۔

محمد بن ابی بکر نے خط بند کر دیا اور اس پر ان لوگوں کی مہریں ثبت کر دیں جو صحابہ میں سے ان کے ہمراہ تھے اور خط ایک شخص کے حوالے کر دیا۔ انہوں نے مدینہ منورہ پہنچ کر حضرت طلحہ، زبیر، علی، سعد اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے صحابہ کو جمع کیا اور سب کے سامنے وہ خط کھولا، جس میں یہ لکھا تھا کہ جب تمہارے پاس محمد اور فلاں فلاں آئیں تو کسی حیلہ سے ان کو قتل کر دو۔ محمد کے ساتھیوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے سامنے خط پڑھا اور انہیں غلام کے واقعہ سے خبردار کیا۔ اب حال یہ ہوا کہ مدینہ منورہ والوں میں سے ہر شخص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر گرم تھا اس واقعہ سے عبداللہ بن مسعود، ابوذر اور عمار تو بہت زیادہ غضب ناک ہو گئے اور سید عالم صلی اللہ علیہ

وسلم کے صحابہ اپنے اپنے گھروں میں چلے گئے۔ جب کہ وہ سب مغموم تھے۔ لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ کرلیا۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھا تو طلحہ، زبیر، سعد، عمار اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیگر اصحاب کو بلایا اور وہ خط لے کر حضرت عثمان کے پاس گئے اور اس غلام اور اونٹ کو بھی ساتھ لیتے گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا۔ یہ غلام آپ کا ہے۔

فرمایا۔ ہاں! یہ میرا غلام ہے۔ حضرت علی نے کہا۔ کیا یہ اونٹ آپ کا ہے؟

فرمایا۔ جی ہاں! یہ اونٹ میرا ہے۔ حضرت علی نے کہا۔ آپ نے یہ خط لکھا ہے؟

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں۔ اور اللہ کی قسم اٹھاتے ہوئے کہا کہ انہوں نے یہ خط نہ لکھا ہے اور نہ ہی لکھنے کا حکم دیا ہے نہ مجھے اس کا علم ہے اور نہ ہی میں نے مصر کی طرف اس غلام کو بھیجا ہے۔ خط تو صحابہ کرام نے پہچان لیا کہ وہ مروان کا لکھا ہوا ہے اس لئے انہوں نے کہا کہ مروان کو ان کے حوالے کردیں۔ جب کہ وہ حضرت عثمان کے ساتھ ان کے مکان میں موجود تھا۔

حضرت عثمان کو خوف ہوا کہ وہ اسے قتل کردیں گے اس لیے مروان کو ان کے حوالے کرنے سے انکار کردیا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب غصہ کی حالت میں وہاں سے لوٹ آئے جب کہ ان کو یقین تھا کہ عثمان جھوٹی قسم نہیں اٹھا رہے ہیں۔ لوگوں نے ان کا محاصرہ کرلیا اور پانی بند کردیا۔ حضرت عثمان نے مکان کی چھت سے نیچے دیکھا اور فرمایا کیا تم میں علی ہے؟ انہوں نے کہا نہیں۔

فرمایا کیا تم میں سعد ہے؟ انہوں نے کہا نہیں۔

فرمایا یہاں کوئی شخص ہے، جو ہمیں پانی دے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ خبر پہنچی تو انہوں نے آپ کو تین مشکیزے پانی سے بھرے ہوئے بھیجے۔ مشکیزے حضرت عثمان تک پہنچنے نہ پائے تھے اور اس کوشش میں بنی ہاشم اور بنی اُمیہ کے متعدد آزاد کردہ غلام زخمی ہوگئے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خبر پہنچی کہ وہ حضرت عثمان کو قتل کرنے کا قصد کئے ہوئے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم نے تو مروان کو قتل کرنے کا قصد کیا ہے، عثمان کے قتل کرنے کا قطعاً ارادہ نہیں اور حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما سے فرمایا اپنی تلواریں پکڑو اور عثمان کے دروازہ پر کھڑے رہو، کسی کو عثمان تک پہنچنے نہ دینا۔ حضرت زبیر نے اپنا بیٹا بھیج دیا اور دیگر

صحابہ کرام نے اپنے اپنے بیٹے بھیج دیئے کہ وہ لوگوں کو حضرت عثمان تک نہ پہنچنے دیں۔ وہ حضرت عثمان سے مطالبہ کر رہے تھے کہ مروان کو ان کے حوالہ کر دیں۔ جب لوگوں نے یہ دیکھا تو انہوں نے حضرت عثمان کے دروازہ پر تیر مارنے شروع کر دیئے حتیٰ کہ حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما خون سے سُرخ ہو گئے اور ایک تیر مروان کو لگا جب کہ وہ مکان میں بند تھا۔ یہی حال محمد بن طلحہ کا تھا۔ حضرت علی کا آزاد کردہ غلام قنبر زخمی ہو گیا۔ جب بعض حاضرین کو یہ خوف لاحق ہوا کہ امام حسن وحسین کی وجہ سے بنو ہاشم کا غیظ وغضب مشتعل ہوگا اور فتنہ زیادہ پھیل جائے گا تو دو شخصوں نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اسے کہا اگر بنو ہاشم آ گئے اور انہوں نے امام حسن کا چہرہ خون آلود دیکھا تو لوگ عثمان کا پیچھا چھوڑ دیں گے اور تمہارا مقصد فوت ہو جائے گا۔ ہم مکان کے پیچھے سے دیوار پھلانگتے ہیں کسی کو علم ہوئے بغیر عثمان کو قتل کر دیتے ہیں۔ وہ ایک انصاری کے مکان سے حضرت عثمان کے گھر داخل ہوئے جبکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سے کسی کو اس کا علم نہ تھا۔ کیونکہ حضرت عثمان کے تمام ساتھی مکان کی چھت پر تھے اور آپ کے پاس صرف آپ کی بیوی تھی۔ انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کیا اور جدھر سے آئے تھے اسی راستہ سے بھاگ گئے۔ اور شور اور غوغا کی وجہ سے ان کی بیوی کی آواز کسی نے نہ سُنی۔ وہ چھت پر لوگوں کے پاس گئی اور کہا امیر المومنین قتل کر دیئے گئے ہیں۔ حضرت امام حسن، امام حسین اور ان کے ساتھی دوڑتے ہوئے آئے اور عثمان کو مقتول دیکھا۔ وہ روتے ہوئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر منہ کے بل گر پڑے جب لوگ آئے تو سب نے حضرت عثمان کو مقتول دیکھا۔ پھر یہ خبر حضرت علی، طلحہ، زبیر، سعد اور مدینہ منورہ والوں کو پہنچی تو وہ اپنے گھروں سے باہر آئے جب کہ ان کی عقلیں زائل ہو چکی تھیں حتیٰ کہ حضرت عثمان کے گھر آئے اور ان کو مقتول دیکھا سب انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ رہے تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں صاحبزادوں سے فرمایا۔ امیر المومنین کیسے قتل کئے گئے جب کہ تم دونوں دروازہ پر محافظ تھے۔ اور ہاتھ اٹھا کر حضرت امام حسن کو طمانچہ اور امام حسین رضی اللہ عنہ کے سینہ پر تھپڑ مارا، محمد بن طلحہ کو بُرا بھلا کہا اور عبداللہ بن زبیر سے سخت کلام فرمایا اور غصہ کی حالت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ باہر چلے گئے راستہ میں حضرت طلحہ ملے اور کہا ابا الحسن کیا بات ہے آپ نے

دونوں شہزادوں کو کیوں مارا ہے۔ حضرت علی کے گمان میں طلحہ حضرت عثمان کے قتل میں مددگار تھا، اس لیے غصہ سے فرمایا۔ راستہ چھوڑ دو تم پر ایسا ایسا ہو (ان سے سخت کلام فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی بدری جس کے جرم پر کوئی دلیل قائم نہیں ہوئی اسے بلاوجہ قتل کر دیا گیا ہے۔

طلحہ نے کہا اگر وہ مروان کو لوگوں کے حوالے کر دیتے تو قتل نہ ہوتے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا اگر وہ مروان کو تمہارے حوالے کر دیتے تو کیا کسی حجت کے قائم ہوئے بغیر اس کو قتل کر دیا جاتا؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ یہ کہہ کر اپنے گھر لوٹ گئے۔

"استیعاب" میں سعید مقبری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی جبکہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کے مکان میں محصور تھے۔ ابوہریرہ نے کہا جب ہم سے ایک شخص کو تیر سے ہلاک کر دیا گیا تو میں نے کہا یا امیر المومنین انہوں نے ہمارا ایک شخص قتل کر دیا ہے۔ اب ہمارے لئے ان کے ساتھ لڑنے کی راہ کھل گئی ہے۔ آپ نے فرمایا اے ابوہریرہ میں تم سے کہتا ہوں کہ تم اپنی تلوار پھینک دو، وہ تو صرف مجھے قتل کرنا چاہتے ہیں اور میں مستقبل قریب میں اپنی قربانی دے کر مسلمانوں کو قتل وغارت سے بچاؤں گا۔ ابوہریرہ نے کہا میں نے تلوار پھینک دی اور اب تک مجھے معلوم نہیں کہ وہ کہاں ہے۔ اس بارے میں کعب بن مالک نے بہت اچھا کہا

كَفَّ يَدَيْهِ ثُمَّ اَغْلَقَ بَابَهٗ وَاَيْقَنَ	امیر المومنین نے اپنے ہاتھ روکے پھر دروازہ بند کر دیا
اَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِغَافِلٍ وَقَالَ لِاَهْلِ	اور یہ یقین کر لیا کہ اللہ تعالیٰ غافل نہیں ہے۔ گھر میں
الدَّارِ لَا تَقْتُلُوْهُمْ عَفَا اللّٰهُ عَنْ كُلِّ	محصور لوگوں سے کہا ان سے لڑائی نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ ہر
اِمْرِءٍ لَمْ يُقَاتِلِ۔	اس شخص کو معاف کرے گا جس نے لڑائی نہ کی۔

سب سے پہلے ان کے مکان میں محمد بن ابی بکر صدیق داخل ہوئے اور امیر المومنین کی داڑھی پکڑ لی۔ آپ نے فرمایا میرے بھتیجے اسے چھوڑ دو۔ اللہ کی قسم! تمہارا باپ اس کا احترام کرتا تھا۔ محمد بن ابی بکر نے شرم کرتے ہوئے داڑھی چھوڑ دی اور باہر نکل گیا۔ ایک روایت میں یوں ہے جب محمد بن ابی بکر داخل ہوئے تو امیر المومنین کی داڑھی کو پکڑ کر ہلایا اور کہا اب تو آپ کو معاویہ، ابن ابی سرح اور عبداللہ بن عامر نہیں بچا سکتے۔ فرمایا میرے بھتیجے داڑھی چھوڑ دو۔ خدا کی قسم! تم اس داڑھی کو کھینچ رہے ہو جو تمہارے

باپ کے نزدیک معزز تھی اور اس حرکت سے تمہارا باپ کبھی خوش نہ ہوگا۔ جو میرے ساتھ کر رہے ہو۔ محمد اسی وقت داڑھی چھوڑ کر باہر نکل گیا۔ بعض کہتے ہیں، کہ جاتے وقت اپنے ساتھیوں کو اشارہ کر گیا ہے اور انہوں نے امیر المومنین کو قتل کر دیا۔

ایک روایت میں یوں ہے کہ یسار بن علیاص یا یسار بن عیاض اسلمی اور سودان بن حمران نے اپنی تلواروں سے قتل کیا اور آپ کے خون کے چھینٹے قرآن کی اس آیت پر پڑے۔

فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ۔ تو اے محبوب عنقریب اللہ ان کی طرف سے تمہیں کفائت کرے گا اور وہی ہے سنتا جانتا۔

ایک روایت میں ہے کہ عمرو بن حمق امیر المومنین کے سینہ پر بیٹھ گیا اور تلوار سے آپ کو قتل کیا۔ عمر بن ضابی نے آپ کے پیٹ پر قدم رکھ کر آپ کی دو پسلیاں توڑ دیں۔ ایک دوسری روایت میں ہے جب محمد مکان سے باہر چلا گیا تو رومان بن سرحان نامی شخص نیلی آنکھوں والا جسے ایک مرتبہ حد بھی لگ چکی تھی اور وہ قبیلہ مراد سے شمار ہوتا ہے مگر وہ ذی اصبح سے ہے، آیا اس کے پاس خنجر تھا۔ وہ امیر المومنین کے سامنے آکر کہنے لگا۔ بے وقوف بوڑھے تمہارا دین کیا ہے؟

آپ نے فرمایا میں بے وقوف نہیں ہوں، میں عثمان بن عفان ہوں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت پر ہوں اور حق پرست مسلمان ہوں، مشرک نہیں ہوں۔

اس نے کہا جھوٹ بولتے ہو۔ اور دائیں یا بائیں کنپٹی پر تلوار مار کر آپ کو قتل کر دیا۔ آپ زمین پر گر پڑے۔ آپ کی بیوی نائلہ نے آپ کو کپڑے میں لپیٹ دیا۔ نائلہ جسیم خاتون تھیں۔ ایک مصری شخص امیر المومنین کے مکان میں داخل ہوا اس کے ہاتھ میں ننگی تلوار تھی۔ اس نے کہا خدا کی قسم میں عثمان کی ناک کاٹوں گا۔ اور خاتون سے مزاحم ہونے لگا اور اس کے بازو ننگے کر دیئے۔

ایک روایت میں ہے خاتون نے مصری کا مقابلہ کیا اور اس کی تلوار پکڑ لی اس نے خاتون کا ہاتھ کاٹ دیا۔ خاتون نے امیر المومنین کے غلام رباح سے کہا جب کہ اس کے ہاتھ میں حضرت عثمان کی تلوار تھی۔ غلام میری مدد کرو اور اس کی خبر لو اور اسے باہر نکالو۔ غلام نے تلوار کے ایک وار سے اسے قتل کر دیا۔ ''اسد الغابہ'' میں ذکر کیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل میں اختلاف ہے کہ کس شخص نے

آپ کو قتل کیا تھا۔ بعض نے کہا کہ محمد بن ابی بکر نے چھری کے ساتھ ان کو قتل کیا۔

بعض نے کہا محمد نے خود قتل نہیں کیا تھا بلکہ اس نے آپ کو پکڑے رکھا تھا اور دوسرے شخص نے چھری سے قتل کیا تھا۔

بعض نے کہا سودان بن حُمران نے قتل کیا۔

بعض نے کہا رومان یمامی نے قتل کیا۔

بعض نے کہا بنی اسد بن خزیمہ کے ایک شخص نے قتل کیا۔

بعض نے کہا اہلِ مصر سے اسود تجیبی نے قتل کیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جبلہ بن اہیم مصری نے قتل کیا۔

بعض نے کہا سودان بن رومان مرادی نے قتل کیا۔

بعض نے کہا تجیبی اور محمد بن ابو حذافہ نے قتل کیا جب کہ امیر المومنین رضی اللہ عنہ قرآن مجید کی سورہ بقرہ کی تلاوت کررہے تھے۔ اور ان کے خون کا ایک قطرہ قرآن کی اس آیت پر گرا۔

فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ۔	تو اے محبوب عنقریب اللہ ان کی طرف سے تمہیں کفایت کرے گا اور وہی سنتا جانتا ہے۔

اس وقت آپ روزے سے تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عثمان تم مظلوم قتل ہوگے اور تمہارے خون کا قطرہ قرآن کی آیت فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ پر گرے گا۔ ابن عباس نے کہا اب تک اس خون کا قطرہ قرآن میں موجود ہے۔ واللہ اعلم۔

اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عثمان مستقبل قریب میں اللہ تعالیٰ تجھے قمیص پہنائے گا اگر منافق اُتارنا چاہیں تو اسے نہ اُتار سکیں گے حتیٰ کہ مجھ سے آملیں۔

آپ ۳۵ ہجری میں آٹھ یا سات ذوالحجہ کو ترویہ کے دن جمعہ کے روز شہید ہوئے۔ اس کو مدائنی نے ابنِ معشر کے طریق سے نافع سے ذکر کیا۔ ابن اسحاق نے کہا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پچیس برس بعد اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت سے گیارہ سال گیارہ ماہ بائیس دن بعد بدھ کے روز عصر کے بعد شہید ہوئے اور ہفتہ کے روز ظہر کے

بعد مدفون ہوئے۔ چالیس روز مکان میں محصور رہے۔ بعض نے کہا پچاس روز محصور رہے۔ ۸۷ سال حیات رہے۔ بعض نے نوّے سال ذکر کیا ہے۔ بعض کچھ اور کہتے ہیں۔ ان کی خلافت کا زمانہ ایک دن کم بارہ سال تھا۔ بعض اس کے علاوہ ذکر کرتے ہیں۔ ابو عمرو نے کہا جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو رات تک سارا دن پڑے رہے، پھر لوگوں نے دفن کرنے کے لئے ان کو اٹھایا تو لوگ ان کے سامنے آئے تا کہ دفن کرنے سے ان کو روکیں۔ لوگوں نے ایک قبر دیکھی جو کسی اور کے لیے کھودی گئی تھی تو انہوں نے اسی میں آپ کو دفن کر دیا۔ حضرت جبیر بن مطعم نے نماز جنازہ پڑھائی۔

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا لوگوں نے حضرت عثمان کی نماز جنازہ پڑھنے کا ارادہ کیا تو ان کو روک دیا گیا۔ قریش سے ایک شخص ابو جہم بن حذیفہ نے کہا۔ ان کو چھوڑ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھی ہے۔ واقدی نے کہا ایک جگہ جسے "حشِ کوکب" کہا جاتا ہے وہاں ہفتہ کی رات امیر المومنین کو دفن کیا گیا۔ "حشِ کوکب" کوکب انصاری کا باغ ہے اسے حضرت عثمان نے خرید کر بقیع میں شامل کیا تھا اس میں سب سے پہلے خود ہی مدفون ہوئے۔

محمد بن عبداللہ بن حکم اور عبدالمالک بن ماجشون نے امام مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا جب حضرت عثمان شہید ہو گئے تو تین روز تک ان کو گندگی میں پھینک دیا گیا جب رات ہوئی تو بارہ اشخاص آئے جن میں سے حویطب بن عبدالعزیٰ، حکیم بن حزام، عبداللہ بن زبیر اور میرا دادا تھا۔ انہوں نے امیر المومنین کا جنازہ اٹھایا جب ان کو دفن کرنے کے لیے قبرستان کی طرف جا رہے تھے تو بنی مازن کے قبیلہ سے چند لوگ ان کے پاس آئے اور کہنے لگے اللہ کی قسم اگر تم نے ان کو یہاں دفن کیا تو ہم کل لوگوں کو بتا دیں گے۔ انہوں نے امیر المومنین کو اٹھایا جب کہ آپ کو دروازہ کے پاس رکھا ہوا تھا۔ آپ کا سر دروازے پر تھا وہ کہتا تھا "طق طق [1]" حتیٰ کہ وہ جنازہ حش کوکب میں لے گئے اور وہاں ان کی قبر کھودی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی عائشہ کے پاس چراغ تھا جب ان کو دفن کے لیے نکالا تو وہ زور سے رونے لگی۔ حضرت عبداللہ بن زبیر نے کہا اگر تو خاموش نہ ہوئی تو میں تیرا سر اڑا دوں گا جس میں تیری آنکھیں ہیں۔ عائشہ خاموش ہوئی تو انہوں نے حضرت عثمان کو دفن کر دیا۔ اسے قلعی نے ذکر کیا ہے۔

امام حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں عثمان بن عفان کے پاس موجود تھا۔ان کے خون آلود کپڑوں میں ہی ان کو دفن کر دیا گیا۔اسے ابن جوزی نے ذکر کیا۔

عبداللہ بن امام احمد نے زیاداتِ مسند احمد میں ذکر کیا اور اس میں مزید یہ ہے کہ ان کو غسل بھی نہ دیا گیا تھا۔حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے جنازہ پر حضرات ملائکہ کرام علیہم السلام آئے تھے۔چنانچہ سہل بن خنیس سے روایت ہے وہ حضرت عثمان کے قتل کے وقت موجود تھے۔انہوں نے کہا جب شام ہوئی تو میں نے کہا اگر تم نے صبح تک اپنے صاحب کو اسی طرح پڑا رہنے دیا تو وہ لوگ آپ کے ناک اور کان کاٹ دیں گے۔ہم آپ کو جنت البقیع میں لے جائیں تو اچھا ہوگا۔ہم آدھی رات تک اس کوشش میں رہے پھر آپ کو اٹھایا تو کیا دیکھتے ہیں کہ ہمارے پیچھے لوگوں کا بہت بڑا ہجوم آ رہا ہے۔ہم نے ان سے خوف کیا اور قریب تھا کہ اِدھر اُدھر بھاگ جائیں۔اچانک ایک منادی نے بلند آواز سے کہا مت گھبراؤ اور ثابت قدم رہو ہم تمہارے ساتھ جنازہ پڑھنے آئے ہیں۔ابن خنیس نے کہا وہ فرشتے تھے۔اس کی ضحاک نے روایت کی۔

حضرت عبداللہ بن سلام سے روایت ہے۔انہوں نے کہا میں حضرت عثمان کے پاس ان کو سلام کہنے کے لئے ان کے گھر گیا۔جب کہ وہ محصور تھے۔انہوں نے مجھے کہا مرحبا! اے میرے بھائی۔

میں نے کہا اے امیر المومنین اگر آپ کی جگہ میں قتل ہو جاؤں تو اس میں مجھے خوشی ہوگی۔

آپ نے فرمایا میں نے آج رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس خوخہ میں دیکھا اور آپ نے اپنے ہاتھ مبارک سے مکان کے بالائی جانب خوخہ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا اے عثمان! لوگوں نے تمہارا محاصرہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں۔

فرمایا۔ان لوگوں نے تم کو پیاسا رکھا ہے؟

میں نے عرض کیا جی ہاں! پھر آپ نے ڈول لٹکایا میں نے اس سے پانی پیا، اس کی ٹھنڈک اپنی چھاتی میں اب بھی محسوس کر رہا ہوں۔

فرمایا۔اگر چاہو تو روزہ ہمارے پاس افطار کرو اور اگر چاہو تو میں آپ کی مدد کرتا ہوں میں

---

[1] یہ پتھر پر پتھر گرنے کی آواز ہے۔

نے افطار کو اختیار کیا۔ اسے اسحاقی نے نقل کیا ہے۔

''اسد الغابہ'' میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ابو سعید سے روایت ہے کہ حضرت عثمان نے بیس غلام آزاد کئے تھے۔ جب کہ وہ محصور تھے۔ آپ نے شلوار طلب فرمائی اور اسے پہن لیا حالانکہ اس سے پہلے جاہلیت اور اسلام کے زمانہ میں کبھی شلوار نہ پہنی تھی اور فرمایا میں نے آج شب کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو خواب میں دیکھا ہے انہوں نے مجھے فرمایا صبر کرو آنے والی شام کو آپ ہمارے پاس افطاری کریں گے۔ ''رضی اللہ عن اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔'' جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو آپ کے خزانوں کی لوگوں نے تفتیش کی اُن میں سے ان کو صرف ایک صندوق ملا جو مقفل تھا اس میں ایک ڈبیہ تھی جس میں ایک کاغذ پر یہ لکھا ہوا تھا۔

یہ عثمان کی وصیت ہے وہ اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے عبد اور رسول ہیں۔ جنت حق ہے دوزخ حق ہے اور قیامت میں اللہ تعالیٰ قبروں سے لوگوں کو اٹھائے گا بے شک اللہ وعدہ میں خلاف نہیں کرتا۔ اس پر ہمارا زندہ رہنا ہے اس پر مرنا ہے اور انشاء اللہ اس پر ہم قبروں سے اٹھیں گے اس حال میں کہ اللہ کی رحمت کے ساتھ امن وامان میں ہوں گے۔ ''محاضرات کو''۔

امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے حالات

حضرت علی بن ابی طالب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی اور اللہ کی ننگی تلوار ہیں۔ آپ ہجرت سے ۲۳ یا ۲۵ سال پہلے اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اظہار نبوت سے بارہ یا دس سال پہلے مکہ مکرمہ میں اصحابِ فیل کے حملہ کے تیسویں برس ۱۳ رجب کو جمعہ کے روز بیت اللہ شریف کے اندر مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔ ان سے پہلے بیت اللہ شریف میں ان کے سوا کوئی پیدا نہ ہوا تھا۔ ابن صباغ نے یہ ذکر کیا ہے۔

آپ کی والدہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف ہے۔ وہ ابو طالب سے ہاشم میں ملتی ہیں جو جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے جد امجد ہیں۔ وہ مسلمان ہوئیں اور رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی۔ان سے منقول ہے کہ اس نے بُت کو سجدہ کرنا چاہا جب کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کے پیٹ میں تھے۔انہوں نے پیٹ میں ہی ان کو سجدہ پر قادر نہ ہونے دیا۔وہ اپنا پاؤں والدہ کے پیٹ پر اور اپنی پشت ان کی پشت کے ساتھ ملا دیتے۔اس طرح ان کو سجدہ سے منع کرتے، اسی لئے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نام ذکر کیا جائے تو کرم اللہ وجہہ کہا جاتا ہے۔یعنی بُت کو سجدہ سے روکنے کے باعث اللہ ان کے چہرہ کو عزت دے۔وہ پہلی ہاشمی خاتون ہیں جس نے ہاشمی کو جنم دیا۔جب وہ فوت ہوئیں تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنی قمیص میں کفن دیا، کیونکہ وہ آپ کی ماں جیسی تھیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اُسامہ بن زید، ابوایوب انصاری، عمر بن خطاب اور ایک سیاہ غلام کو حکم فرمایا کہ وہ جنت البقیع میں ان کی قبر بنائیں۔جب وہ لحد تک پہنچے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست اقدس سے لحد بنائی اور اس کی مٹی باہر نکالی۔جب قبر بنا کر فارغ ہوئے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لحد میں لیٹ گئے اور فرمایا۔

اے اللہ میری ماں فاطمہ بنت اسد کو بخش دے اور اپنے نبی محمد ''صلی اللہ علیہ وسلم'' کے حق کے واسطہ اور مجھ سے پہلے نبیوں کے حق کے واسطہ سے اسے ثابت قدم رکھ اور اس کی قبر کو وسیع فرما بے شک تو ارحم الراحمین ہے۔

کسی نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ کو دیکھا ہے کہ آپ نے اس سے پہلے کسی سے اس طرح کبھی نہ کیا تھا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے ان کو اپنی قمیص اس لئے پہنائی کہ اسے جنت کے کپڑے پہنائے جائیں اور اس کی قبر میں اس لیے لیٹا ہوں کہ اسے قبر کی تنگی سے سہولت ہو، کیونکہ وہ ساری مخلوق میں ابوطالب کے بعد میرے ساتھ زیادہ احسان کیا کرتی تھیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تربیت پائی کیونکہ جب اہل مکہ قحط سالی میں مبتلا ہوئے اور قحط سالی نے بڑے بڑے لوگوں کو پریشان کر دیا اور عیال داروں کو سخت نقصان پہنچایا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا جب کہ وہ تمام بنو ہاشم سے زیادہ مالدار تھے۔اے چچا آپ کا بھائی ابوطالب کثیر العیال ہے اور آپ دیکھتے ہیں کہ لوگ کس بدحالی کا شکار ہیں آپ میرے ساتھ ان کے گھر تشریف لے چلیں اور ان سے

عیال میں تخفیف کریں۔ ان کی اولاد میں سے ایک فرد آپ لے لیں ایک میں لے لیتا ہوں۔ اس طرح ہم ان کی کفالت کریں۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ ٹھیک ہے۔

وہ حضرت کے ساتھ ابو طالب کے گھر تشریف لے گئے۔ اور ان سے کہا ہمارا ارادہ ہے کہ ہم قحط سالی ختم ہونے تک تمہارے عیال میں تخفیف کریں۔

دونوں سے ابو طالب نے کہا۔ تم عقیل اور طالب کو میرے پاس رہنے دو اور ان کے سوا آپ جو چاہیں کریں۔

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو اپنی کفالت میں لے لیا اور حضرت عباس نے جعفر کو اپنے سپرد کر لیا۔ اس طرح حضرت علی ہمیشہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہنے لگے حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا اعلان فرمایا تو حضرت علی نے فوراً آپ کی فرمانبرداری کی اور ایمان لے آئے اور آپ کی تصدیق کی جب کہ اس وقت ان کی عمر تیرہ برس تھی۔ ابن اسحاق نے کہا حضرت علی بن ابی طالب دس برس کی عمر میں مسلمان ہوئے۔ بعض کچھ اور کہتے ہیں وہ تمام جنگوں میں شریک ہوئے۔ صرف جنگِ تبوک کے سوا کسی لڑائی میں پیچھے نہ رہے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر کی حفاظت کے لئے ان کو گھر رہنے کا حکم دیا تھا۔ حضرت علی نے کہا۔

یا رسول اللہ! آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑ کر جنگ میں تشریف لے جا رہے ہیں۔

تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علی کیا تو راضی نہیں کہ تم میری نسبت اس طرح ہو جس طرح ہارون کی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے نسبت تھی، مگر میرے بعد نبی نہیں ہے اسے بخاری، مسلم نے ذکر کیا۔

امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کا حُلیہ شریف

آپ کا رنگ زیادہ گندمی تھا، آنکھیں موٹی تھیں، زیادہ لمبے نہ تھے، پیٹ بڑا، بال زیادہ تھے، داڑھی چوڑی، سر پر بال نہ تھے۔ سر کے کچھ بال اور داڑھی سفید تھی "ذخائر العقبیٰ" میں ہے کہ آپ کا قد درمیانہ تھا، آنکھیں موٹی اور سیاہ تھیں، چہرہ خوبصورت تھا جیسے چودھویں رات کا چاند ہوتا ہے۔ پیٹ عظیم

ر تھا، کندھے بہت چوڑے تھے کندھوں کی ہڈیوں کے سر زم تھے جیسے شیر کے کندھے ہوتے ہیں۔ آپ کا بازو کلائی سے ممتاز نہ تھا (یہ شجاعت کی دلیل ہے) ہتھیلیاں موٹی اور ہڈیوں کے جوڑ موٹے تھے آپ کی گردن نرم چمکدار تھی جیسے چاندی کا کوزہ ہوتا ہے۔

''اسد الغابہ'' میں رازم بن سعد ضبی سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے اپنے باپ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حلیہ بیان کرتے ہوئے سنا کہ ان کا قد درمیانہ تھا، کندھے بھارے اور داڑھی لمبی تھی۔ اور اگر تو چاہے تو ان کو دیکھ کر یہ کہے گا کہ ان کا رنگ گندمی تھا اگر قریب ہو کر دیکھے تو رنگ اس سے ذرا ہلکا دیکھے گا۔

امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کا پیٹ بڑا تھا

ابو سعید تیمی سے روایت ہے انہوں نے کہا ہم بازار میں اپنے کندھوں پر کپڑے رکھ کر فروخت کر رہے تھے جب کہ ہم بچے تھے۔ ہم نے حضرت علی کو آتے دیکھا تو ہم نے کہا بڑے پیٹ والا۔ حضرت علی نے فرمایا ''یہ بچے کیا کہتے ہیں؟ لوگوں نے کہا یہ کہتے ہیں بڑے پیٹ والا۔ آپ نے فرمایا درست ہے مگر پیٹ کے اوپر والے حصہ میں علم ہے نچلا حصہ طعام کے لیے ہے۔

حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ احادیث کی روشنی میں

واحدی نے اپنی کتاب ''اسباب النزول'' میں نقل کیا کہ حسن، شعبی اور قرطبی نے کہا حضرت علی، عباس اور طلحہ بن شیبہ رضی اللہ عنہم نے آپس میں فخر کیا۔

طلحہ نے کہا میں صاحب بیت (بیت اللہ کا متولی) ہوں۔ اس کی کنجی میرے پاس ہے اگر میں چاہوں تو اس میں داخل ہو جاؤں۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا میں صاحب سقایہ ہوں (آب زم زم کا متولی) اور اس کا منتظم ہوں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں زیادہ تو نہیں جانتا لیکن اتنا ضرور ہے کہ میں نے لوگوں سے چھ ماہ پہلے نماز پڑھی (اسلام قبول کیا) اور اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہوں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ

آیت نازل فرمائی۔

اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجَاهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ۔	تو کیا تم نے حاجیوں کی سبیل اور مسجد حرام کی خدمت اس کے برابر ٹھہرا لی جو اللہ اور قیامت پر ایمان لایا اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا وہ اللہ کے نزدیک برابر نہیں ہیں۔

اور آخر میں فرمایا۔

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝	وہ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور اپنے جان و مال سے اللہ کی راہ میں لڑے اللہ کے یہاں ان کا بڑا درجہ ہے اور وہی مراد کو پہنچے۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے روایت کی۔ انہوں نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک روز ظہر کی نماز پڑھی تو مسجد میں ایک شخص نے سوال کیا اس کو کسی نے کچھ نہ دیا۔

سائل نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور کہا اے اللہ میں نے تیرے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں سوال کیا ہے مجھے کسی نے کچھ نہیں دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نماز میں رکوع کی حالت میں تھے انہوں نے دائیں چھنگلی (چھوٹی انگلی) سے اشارہ کیا جس میں انگوٹھی تھی۔ سائل آیا اور انگلی سے انگوٹھی اُتار لی۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں اسے دیکھ رہے تھے۔ آپ نے آسمان کی طرف نگاہ کرتے ہوئے فرمایا۔

اے اللہ میرے بھائی موسیٰ علیہ السلام نے سوال کیا تھا کہ اے میرے پروردگار میرا سینہ کھول دے، میرا مقصد آسان کر دے، میری زبان کی گرہ کھول دے، لوگ میری بات سمجھیں میرے قریبی بھائی ہارون علیہ السلام کو میرا وزیر کر دے ان کے ساتھ میری پشت مضبوط کر اور ان کو میرے مشن میں شریک کر۔

تو اللہ نے موسیٰ پر یہ آیات نازل فرمائیں۔ اے موسیٰ ہم تیرے بازو تیرے بھائی کے ساتھ مضبوط کریں گے اور تم دونوں بھائیوں کو غالب کریں گے، کافر تمہارا بال بیکا نہ کر سکیں گے۔ اے اللہ میں تیرا نبی محمد ہوں تیرا ہی انتخاب کیا ہوا ہوں۔ اے اللہ میرا سینہ کھول دے میرا مقصد آسان کر دے۔ میرے قریبی بھائی علی کو میرا وزیر بنا دے اور ان کے ساتھ میری پیٹھ مضبوط کر۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ ابھی دُعا ختم نہ ہونے پائی تھی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا یا رسول اللہ! پڑھیئے! تمہارا ولی اور ناصر صرف اللہ اور اس کا رسول اور مومن لوگ ہیں جو لوگ نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور رکوع کی حالت میں ہوتے ہیں۔ اسے ابو اسحاق احمد ثعلبی نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے۔

اور واحدی اپنی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کی طرف رفع کرتے ہوئے ذکر کرتے ہیں۔ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس صرف چار درہم تھے۔ ان کے سوا ان کے پاس کوئی پیسہ وغیرہ نہ تھا۔ انہوں نے وہی چار درہم اس طرح صدقہ کر دیئے کہ ایک درہم دن کو ایک رات کو ایک خفیۃً اور ایک درہم اعلانیہ صدقہ کر دیئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، جو لوگ رات، دن خفیہ اور اعلانیہ اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کو ان کے رب کی طرف سے ثواب ملے گا ان پر کوئی ڈر اور غم نہ ہوگا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے وہ بہترین مخلوق ہیں تو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا اے علی تو میرا ساتھی ہے تو قیامت کے روز خوشی بخوشی میدانِ محشر میں آئے گا۔ جب کہ تیرے دشمن غضبناک اور رُسوا ہو کر پیش ہوں گے۔

حضرت مکحول رضی اللہ عنہ علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے اس آیت کی تفسیر میں روایت کرتے ہیں۔

وَتَعِيَهَآ أُذُنٌ وَّاعِيَةٌ۔ اور محفوظ رکھے وہ کان کہ سُن کر محفوظ رکھتا ہو۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علی! میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ وہ تجھے اذن واعیہ کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی کر دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے میں جو بھی کلام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنتا ہوں اسے یاد کر لیتا ہوں اور بھولتا نہیں ہوں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ تم تو ڈر سنانے والے ہو اور ہر قوم کیلئے ہادی

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں مُنذر رہوں اور علی ہادی ہے۔ اے علی! تیرے باعث لوگ ہدایت پائیں گے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا قرآن کریم میں جو بھی آیت اس طرح مذکور ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا۔ اے ایمان والو!

علی اس کے اوّل، امیر اور شرافت والے ہیں۔

امام ابو اسحاق ثعلبی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی تفسیر میں ذکر کرتے ہیں کہ امام سفیان بن عینیہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کریمہ کے متعلق دریافت کیا گیا۔

سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ۔ ایک مانگنے والا وہ عذاب مانگتا ہے جو واقع ہونے والا ہے۔

کہ یہ آیت کن لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی تو انہوں نے سائل سے کہا تم نے مجھ سے وہ سوال پوچھا ہے جو آج تک مجھ سے کسی نے نہیں پوچھا۔ میرے باپ نے جعفر بن محمد سے انہوں نے اپنے باپ دادوں سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ آپ "غدیر خم" میں تشریف فرماتے لوگوں کو آواز دی وہ سب اکٹھے ہو گئے پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا جس کا میں مولیٰ ہوں علی بھی اس کا مولیٰ ہے۔ یہ کلام عام مشہور ہوا اور دُور دراز تک پہنچ گیا۔ حارث بن نعمان فہری کو جب یہ کلام پہنچا تو وہ اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا۔ اونٹنی کو بٹھایا اور اُتر کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ آپ نے ہمیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم فرمایا ہے کہ ہم اللہ کی وحدانیت اور آپ کو ایک رسولؐ مانیں۔ ہم نے یہ قبول کیا۔ آپ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم پانچ نمازیں پڑھیں۔ زکوٰۃ ادا کریں اور رمضان المبارک کے روزے رکھیں ہم نے یہ قبول کیا، آپ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم بیت اللہ کا حج کریں ہم نے یہ بھی قبول کیا۔ پھر آپ اس پر راضی نہ ہوئے حتیٰ کہ اپنے چچا کے بیٹے کے بازو اٹھائے اور اس کو ہم پر فضیلت دیتے ہیں اور فرماتے ہیں۔ جس کا میں مولیٰ ہوں، اس کا علی مولیٰ ہے۔

آپ نے اپنی طرف سے یہ فرمایا ہے یا یہ بھی اللہ کا حکم ہے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس خالقِ کائنات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں یہ اللہ ہی کا حکم ہے حارث بن نعمان واپس اپنی سواری کی طرف آیا اور کہنے لگا۔

اے اللہ، محمد نے جو کہا ہے اگر یہ واقعی درست ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا ہم کو دردناک عذاب میں مبتلا فرما۔ ابھی وہ سواری تک پہنچنے نہ پایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی کھوپڑی پر پتھر مارا جو اس کی دُبر سے نکل گیا اور اس بدبخت کو قتل کر دیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

سَئَلَ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ لِّلْكَافِرِيْنَ لَيْسَ لَهٗ دَافِعٌ مِّنَ اللّٰهِ ذِي الْمَعَارِجِ۔

ایک مانگنے والا وہ عذاب مانگتا ہے جو کافروں پر ہونے والا ہے اس کو کوئی ٹالنے والا نہیں وہ ہوگا اللہ کی طرف سے جو بلندیوں کا مالک ہے۔

لفظ مولیٰ کے معانی

علماء نے ذکر کیا ہے کہ مولیٰ کا لفظ کئی معانی میں استعمال ہوتا ہے اور یہ قرآن کریم میں مذکور ہیں۔ کبھی مناسب کے معنی میں ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ منافقین کے بارے میں فرماتا ہے۔

مَاْوٰكُمُ النَّارُ هِيَ مَوْلٰكُمْ۔

تمہاری جگہ آگ ہے اور یہی تمہارے لئے مناسب ہے۔

کبھی ناصر اور مددگار کے معنی میں آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْكَافِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ۔

یہ اس لیے کہ مسلمانوں کا مولا اللہ ہے اور کافروں کا کوئی مولیٰ نہیں۔

وارث کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْاَقْرَبُوْنَ۔

اور ہر ایک کے لیے ہم نے وارث بنایا اس سے جو چھوڑا ماں، باپ اور قریبی لوگوں نے یعنی وارث بنائے۔

عصبہ کے معنی میں بھی مستعمل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاِنِّيْ خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَّرَائِيْ۔

میں اپنے پیچھے عصبوں سے ڈرتا ہوں

دوست کے معنی میں بھی آتا ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَيَوْمَ لَا يُغْنِي مَوْلًى عَنْ مَوْلًى شَيْئًا وہ دن ہے کہ کوئی دوست کسی دوست کی مدد نہ کر سکے گا۔

غلام کو آزاد کرنے والے پر بھی مولیٰ کا اطلاق ہوتا ہے اور یہ ظاہر ہے۔لہٰذا اس حدیث شریف کا معنی یہ ہوگا۔جس کا میں مددگار اور دوست ہوں اس کا علی مددگار اور دوست ہے۔

امام ترمذی نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی اور حاکم نے اس کی تصحیح کی۔ انہوں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے چار شخصوں کے ساتھ محبت کرنے کا حکم دیا ہے اور مجھ سے بیان کیا کہ آپ ان کے ساتھ محبت فرماتے ہیں۔آپ سے عرض کیا گیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اُن کو ذکر فرمائیں۔

آپ نے فرمایا ان میں سے ایک علی ہے اور تین دوسرے ابوذر،مقداد اور سلمان ہیں رضی اللہ عنہم۔

امام احمد،ترمذی،نسائی اور ابن ماجہ نے حبشی بن جنادہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں میری طرف سے ادائیگی صرف علی ہی کر سکتے ہیں۔

امام ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو ایک دوسرے کا بھائی بنایا۔حضرت علی رضی اللہ عنہ روتے ہوئے آئے اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، آپ نے صحابہ میں ہر ایک کو دوسرے کا بھائی بنایا ہے اور میرا کوئی بھائی نہیں بنایا۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علی تو میرا دُنیا وآخرت میں بھائی ہے۔

امام مسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا اس ذات کی قسم جس نے دانے اُگائے اور مخلوق پیدا کی میرے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وعدہ کیا ہے کہ میرے ساتھ صرف مومن محبت کرے گا اور منافق کے سوا میرے ساتھ کوئی بغض نہ کرے گا۔

امام ترمذی نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا ہم منافقوں کو علی سے بغض کرنے کی وجہ سے پہچانتے تھے۔

حاکم نے حضرت علی سے صحیح روایت کی اُنہوں نے کہا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا جب کہ میں نوجوان تھا کہ لوگوں میں فیصلے کروں حالانکہ میں فیصلہ کرنا نہ جانتا تھا۔آپ نے میرے

سینہ پر ہاتھ مارا اور فرمایا۔ اے اللہ، علی کے دل کو ہدایت دے اور اس کی زبان کو ثابت رکھ۔ اللہ کی قسم میں نے دو شخصوں کے درمیان فیصلہ میں کبھی تردّد نہیں کیا۔

سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کہ تم میں علی قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) ہے۔ کی وجہ یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے ہجوم میں تشریف فرما تھے اچانک دو شخص جھگڑتے ہوئے آئے۔ ایک نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ میرے گدھے کو اس کی گائے نے قتل کر دیا ہے۔

حاضرین سے ایک شخص نے فوراً کہا جانوروں میں کوئی ضمان نہیں۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علی تم فیصلہ کرو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا۔ وہ دونوں کھلے تھے یا بندھے ہوئے تھے یا ایک بندھا ہوا اور دوسرا کھلا تھا۔

انہوں نے کہا گدھا بندھا ہوا تھا اور گائے کھلی تھی اور اس کا مالک اس کے ساتھ تھا۔

حضرت علی نے کہا گائے والے پر گدھے کی ضمان ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فیصلہ کی توثیق فرمائی اور یہی فیصلہ نافذ فرمایا۔

ابوعثمان نہدی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا ایک دفعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا ہاتھ پکڑے ہوئے مدینہ منورہ کے ایک بازار میں تشریف لے جا رہے تھے۔ ہم ایک باغ میں آئے۔ میں نے عرض کیا۔

یارسول اللہ! یہ باغ کیسا اچھا ہے۔

آپ نے فرمایا۔ یہ کیا اچھا باغ ہے۔ جنت میں تمہارا باغ اس سے کہیں زیادہ اچھا ہے۔ پھر ہم ایک دوسرے باغ سے گزرے۔

میں نے کہا یارسول اللہ! یہ باغ کیسا اچھا ہے۔

آپ نے فرمایا یہ کیا اچھا ہے جنت میں تمہارا باغ اس سے کہیں زیادہ اچھا ہے۔

حتیٰ کہ ہم سات باغوں سے گزرے، ہر باغ سے گزرتے وقت میں کہتا تھا یہ باغ کیسا خوبصورت ہے اور آپ فرماتے جنت میں تمہارا باغ اس سے کہیں زیادہ اچھا ہے۔ پھر جب راستہ سے

گزر گئے تو آپ نے مجھے کلائی میں لیا اور زاروقطار رونا شروع کر دیا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ ”صلی اللہ علیہ وسلم“ یہ رونا کیسا ہے؟

آپ نے فرمایا لوگوں کے دلوں میں تمہارا بغض ہے جسے وہ میرے فوت ہونے کے بعد ظاہر کریں گے۔

حضرت علی نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس میں میرا دین سلامتی میں ہوگا۔ فرمایا تمہارا دین صحیح و سالم ہوگا۔

حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ
حضرت امیر المومنین عمر فاروق کی نظر میں

روایت ہے کہ ایک شخص حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس پیش کیا گیا جس سے لوگوں نے پوچھا تھا کہ تمہارا کیا حال ہے۔ اس نے کہا کہ میں فتنہ سے محبت کرتا ہوں، حق کو مکروہ جانتا ہوں، یہود و نصاریٰ کو سچا کہتا ہوں جس کو نہیں دیکھا اس پر ایمان لاتا ہوں اور جو پیدا نہیں ہوا اس کا اقرار کرتا ہوں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا جب وہ تشریف لائے تو عمر فاروق نے اس شخص کی مذکور گفتگو حضرت علی سے بیان کی حضرت علی نے فرمایا یہ سچ کہتا ہے کہ وہ واقعی فتنہ سے محبت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تمہارے مال اور تمہاری اولاد سب فتنہ ہیں۔ یہ حق کو مکروہ جانتا ہے اور وہ موت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ۔ اور آئی موت کی سختی حق لے کر۔

یہود و نصاریٰ کی یہ تصدیق کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

قَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصَارٰى عَلٰى شَيْءٍ وَقَالَتِ النَّصَارٰى لَيْسَتِ الْيَهُودُ عَلٰى شَيْءٍ۔ یہود نے کہا نصاریٰ کا مذہب کوئی شئی نہیں اور نصاریٰ نے کہا یہود کا مذہب کوئی شئی نہیں۔

اس نے جس کو نہیں دیکھا اس پر ایمان رکھتا ہے یعنی وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہے اور جو پیدا

نہیں ہوا اس کا اقرار کرتا ہے یعنی یہ قیامت کا اقرار کرتا ہے۔

یہ سُن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا میں اس شخص کے اس مشکل کلام سے پناہ مانگتا ہوں۔ آئندہ ایسے شخص کو میرے پاس نہ لایا جائے۔

حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ نے کہا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔ اے اللہ مجھے ایسی مشکل گفتگو میں مبتلا نہ فرمایا جائے جسے ابوالحسن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ حل نہ کریں۔

امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کا اہم فیصلہ

ایک شخص نے ایک خنثیٰ (ہجڑہ) سے نکاح کیا جس کی شرمگاہ عورتوں اور مردوں کی طرح تھی اور اسے اپنی لونڈی مہر میں دی اس نے خنثیٰ سے جماع کیا اور وہ حاملہ ہوگیا اور اس نے بچہ کو جنم دیا پھر اس خنثیٰ نے اس لونڈی سے جماع کرلیا جو اسے مہر میں دی گئی تھی وہ لونڈی بھی حاملہ ہوگئی اور یہ واقعہ لوگوں میں مشہور ہوگیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے خنثیٰ کا حال پوچھا تو کہا گیا اسے ماہواری آتی ہے وہ جماع کرتا ہے اور اس کے ساتھ بھی جماع کیا جاتا ہے اور اس کی دونوں طرف سے منی خارج ہوتی ہے۔ وہ خود حاملہ ہے اور اس نے حاملہ بھی کیا ہے۔ لوگوں کی عقلیں اس کے جواب میں حیران ہیں۔ اب فرمایئے اس کا فیصلہ کیا ہونا چاہیے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے دو غلام بلائے اور اُن کو فرمایا تم اس خنثیٰ کے پاس جاؤ اور اس کی دونوں طرف سے پسلیاں شمار کرو۔ اگر پسلیاں برابر ہیں تو وہ عورت ہے اور اگر بائیں طرف کی پسلیاں دائیں طرف کی پسلیوں میں سے ایک کم ہے تو وہ مرد ہے۔ غلام خنثیٰ کے پاس گئے اور حسبِ ارشاد اس کی دونوں طرف کی پسلیاں شمار کیں تو بائیں طرف کی پسلیاں دائیں طرف کی پسلیوں سے ایک کم تھی۔ وہ واپس آئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بتایا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ فیصلہ دیا کہ وہ مرد ہے اور اس کے شوہر اور اس کے درمیان تفریق کردی۔ اس کی دلیل یہ بتائی کہ اللہ تعالیٰ نے جب آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور وہ تنہا تھے تو اس پر احسان کیا اور مخفی حکمت کے مقتضیٰ کے مطابق ان کی جنس سے ان کی بیوی پیدا کی تاکہ ہر ایک دوسرے سے اُنس پکڑے۔ جب آدم علیہ السلام سوئے تو ان کی بائیں طرف کی چھوٹی پسلی سے حواء کو پیدا کیا۔ جب آدم بیدار ہوئے تو حواء اپنے پاس بیٹھی دیکھی جو بہت خوبصورت تھی اس لیے مرد کی

بائیں طرف سے ایک پسلی کم ہے اور عورت کی دونوں طرف کی پسلیاں پوری ہیں اور پوری پسلیاں چوبیس ہیں جو عورت میں پائی جاتی ہیں اور مرد کی ۲۳ پسلیاں ہیں بارہ دائیں طرف اور گیارہ دائیں طرف ہیں۔ اس اعتبار سے عورت کی پسلی ٹیڑھی ہوتی ہے۔ یہ تقریر "فصول مہمہ" سے نقل کی ہے۔

بائیں

اب ہم اپنے مقصد کی طرف آتے ہیں۔ طبرانی اور حاکم نے اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی اور حاکم نے اس روایت کی تصحیح کی ہے۔ انہوں نے کہا سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جب غصہ میں ہوتے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سوا کوئی شخص آپ سے کلام کرنے کی جرأت نہ کرتا۔

طبرانی اور حاکم نے حسن اسناد کے ساتھ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی کو دیکھنا عبادت ہے۔

ابو یعلی اور بزار نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے علی کو اذیت پہنچائی اس نے مجھے اذیت پہنچائی۔

طبرانی نے اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے اسناد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے علی سے محبت کی اس نے میرے ساتھ محبت کی اور جس نے میرے ساتھ محبت کی اس نے خدا کے ساتھ محبت کی۔ جس نے علی کے ساتھ بغض وعناد کیا اس نے میرے ساتھ بغض کیا اس نے اللہ سے بغض کیا۔

امام احمد اور حاکم نے اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی اور حاکم نے اسے صحیح کہا ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ جس نے علی کو گالی دی اس نے مجھے گالی دی۔

طبرانی نے ضعیف سند سے روایت کی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے علی تم اور تمہاری جماعت اللہ کے پاس خوشی خوشی آؤ گے۔ اور تمہارے دشمن بُری حالت میں غضب ناک حاضر ہوں گے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ گردن کی طرف بڑھایا انہیں غضب کی حالت دکھا رہے تھے۔

اہل سنّت و جماعت ہی امیرالمومنین کی جماعت ہیں

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جماعت ہی اہل سنت و جماعت ہیں کیونکہ وہی ان سے محبت کرتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اور ان کے دشمن خارجی

ہیں۔ رافضی حضرت علی سے محبت نہیں کرتے۔ بزار، ابو یعلی اور حاکم نے حضرت علی سے روایت کی انہوں نے کہا مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بُلا کر فرمایا تم میں عیسیٰ کی وصف پائی جاتی ہے۔ ان کے ساتھ یہودیوں نے بغض کیا حتیٰ کہ ان کی ماں کو بہتان لگایا اور نصاریٰ نے ان کے ساتھ محبت کی حتیٰ کہ ان کو اصلی مقام سے اُتار دیا جس کے وہ لائق تھے۔ یہ جان لو مجھ میں دو گروہ ہلاک ہوگئے ہیں ایک وہ گروہ جو محبت میں حد سے بڑھ جائے گا اور میری ایسی تعریف کرنے لگے گا جس کے میں لائق نہیں۔ دوسرا گروہ مجھ سے بغض کرے گا جو اس کو میرے ساتھ دشمنی اور مجھ پر بہتان لگانے کا اشتعال دلائے گا۔

طبرانی نے اوسط میں اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ علی قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علی کے ساتھ ہے۔ یہ دونوں آپس میں جُدا نہ ہوں گے حتیٰ کہ میرے پاس اسی حالت میں حوض کوثر پر آئیں گے۔

حاکم نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علی نیک لوگوں کا امام اور فاجروں کا قاتل ہے جو اس کی مدد کرے گا اس کی اللہ مدد کرے گا جو اس کو رُسوا کرنے کی کوشش کرے گا اللہ تعالیٰ اسے رُسوا کرے گا۔

دیلمی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی کا میرے ساتھ وہ مقام ہے جو میرے جسم میں سر کا مقام ہے۔

بیہقی اور دیلمی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا علی جنت میں ایسے چمکے گا جیسے دنیا والوں کے لئے صبح کا ستارہ چمکتا ہے۔

ترمذی اور حاکم نے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت تین شخصوں کی مشتاق ہے اور وہ علی، عمار اور سلمان ہیں۔ شیخان نے حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو مسجد میں لیٹے ہوئے دیکھا جب کہ ان کی چادر ایک طرف سے گری ہوئی تھی اور وہ غبار آلود تھے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان سے مٹی پونچھ رہے تھے اور فرماتے تھے ”قم ابا تراب“ یعنی اے غبار آلود اُٹھئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ کنیت سب کنیتوں سے زیادہ

پیاری تھی۔ صحیح بخاری میں ابو حازم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص سہل بن سعد کے پاس آیا اور کہا کہ مدینہ منورہ کا امیر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو منبر پر بُرا بھلا کہتا ہے، سہل نے کہا وہ کیا کہتا ہے۔ اس نے کہا وہ ان کو ابوتراب کہتا ہے۔

سہل نے ہنس کر کہا اللہ کی قسم یہ نام ان کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا ہے۔ ان کے لیے اس سے زیادہ محبوب کوئی نام نہ تھا۔

میں نے کہا اے ابا عباس یہ کیسے؟

کہا۔ حضرت علی سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے، پھر باہر آئے اور مسجد میں لیٹ گئے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے فاطمہ تمہارے چچا کا بیٹا کہاں ہے؟

عرض کیا حضور وہ مسجد میں تشریف لے گئے ہیں۔ آپ ان کے پاس تشریف لے گیے، آپ کیا دیکھتے ہیں کہ ان کی پشت سے چادر گری ہوئی تھی اور پشت غبار آلود تھی۔ آپ علی سے مٹی پونچھ رہے تھے اور فرماتے تھے اے اباتراب اٹھئے دو مرتبہ یہ فرمایا۔ فقہاء نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مسجد میں سونا جائز ہے۔ ناراض شخص کے ساتھ خوش طبعی کرنا مستحب ہے اور اس کو راضی کرنے کے لئے مسجد میں جانا جائز ہے۔

ابن خلویہ کی ''کتاب لآل'' میں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا۔ اے علی! تمہارے ساتھ محبت ایمان اور بغض منافقت ہے۔ جنت میں سب سے پہلے تمہارے محبّ داخل ہوں گے اور تمہارے ساتھ بغض کرنے والے سب سے پہلے دوزخ میں داخل ہوں گے۔

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا اے علی تمہارے ساتھ محبت کرنے والا اور تمہاری تصدیق کرنے والا خوش نصیب شخص ہوگا۔ اور بد بخت وہ شخص ہوگا جو تمہارے ساتھ بغض کرے گا اور تمہارے بارے میں جھوٹی باتیں کرے گا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر فرمایا اے علی تم دنیا اور آخرت میں سردار ہو جو آپ سے محبت کرے گا وہ میرا محب

ہوگا اور جو تمہارے ساتھ بغض کرے گا وہ میرا دشمن ہوگا۔ تمہارے ساتھ بغض رکھنے والا اللہ کے ساتھ بغض کرنے والا ہوگا، اس لیے تمہارے ساتھ بغض رکھنے والا انسان پورا بد بخت ہوگا۔

امام بخاری رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے حضور سب سے پہلے میں خصومت کے لئے دوزانو بیٹھوں گا۔

ابن سعد نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی انہوں نے کہا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایسی مشکل سے پناہ چاہتے تھے جسے حضرت علی حل نہ کریں۔ یہ پہلے بھی گزر چکا ہے۔

ابن عساکر نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی انہوں نے کہا مدینہ منورہ والوں میں سے سب سے زیادہ وراثت کے مسائل اور قضاء کے مسائل جاننے والے حضرت علی ہیں۔

طبرانی اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کی انہوں نے کہا اللہ نے يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا۔ نازل نہ فرمائی مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کے امیر تھے اور اللہ تعالیٰ نے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کئی جگہ عتاب فرمایا اور حضرت کو ہر جگہ خیر سے ذکر کیا۔ اس کا اوّل حصہ بھی پہلے گزر چکا ہے۔

ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی انہوں نے کہا قرآن کریم میں جو کچھ حضرت علی کے حق میں نازل ہوا اور کسی کے حق میں اس طرح نازل نہیں ہوا۔ نیز انہوں نے کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حق میں تین سو آیات نازل ہوئیں۔ آپ کے اور بہت فضائل ہیں۔ ان کی فضیلت میں یہی کافی ہے کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی اور داماد ہیں۔ ربانی علماء میں یکتا، مشہور بہادروں میں بے مثال اور معروف خطباء میں بینظیر ہیں۔ قرآن کریم کے جمع کرنے والوں کے ساتھ انہوں نے قرآن جمع کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پیش کیا۔

شیخان نے سہل بن سعد سے اور ان کے غیر نے کسی اور سے روایت نقل کی کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں کل ایک شخص کو جھنڈا دوں گا جس کے ہاتھوں میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو فتح دے گا اور وہ شخص اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کے رسول اس سے محبت کرتے ہیں۔ لوگ ساری رات سوچ بچار کرتے رہے کہ کس کو جھنڈا دیا جائے گا؟ صبح ہوئی تو لوگ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہر ایک یہی اُمید کرتا تھا کہ جھنڈا اس کو دیا جائے گا۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ علی بن ابی طالب کہاں ہے؟

لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ان کی آنکھیں درد کرتی ہیں۔ فرمایا ان کو بلاؤ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے۔ آپ نے ان کی آنکھوں پر لعاب شریف لگایا اور ان کے لئے دُعا فرمائی وہ اسی وقت تندرست ہو گئے گویا کہ وہ کبھی بیمار ہی نہیں ہوئے تھے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جھنڈا دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا حضور! میں کافروں سے جنگ کرتا رہوں گا حتیٰ کہ وہ ہماری طرح اسلام قبول کرلیں۔

آپ نے فرمایا اپنے حال پر تشریف لے جایئے حتیٰ کہ ان کے علاقہ میں جائیں اور ان کو اسلام کی طرف بلائیں اور ان کو وہ احکام بتائیں جو ان پر واجب ہیں۔ اللہ کی قسم اگر اللہ تعالیٰ تمہارے واسطہ سے ایک شخص کو ہدایت کردے تو وہ کئی سُرخ اونٹوں سے زیادہ اچھا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بحیثیت سپہ سالار تشریف لے گئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی۔

امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے دو گوہر

اوّل یہ کہ حضرت امیر المومنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ایک درہم سے کھجور خریدی اور اسے چادر میں لپیٹ کر لائے۔ آپ کے ایک ساتھی نے عرض کیا کہ میں اسے اٹھالیتا ہوں۔ امیر المومنین نے فرمایا عیال دار اُٹھانے کے زیادہ لائق ہے۔

دوسرا یہ کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا۔ انسان نیک بخت وہ ہے جس کی بیوی اس کی موافقت کرے اس کے بھائی نیک ہوں، اولاد فرمانبردار نیک ہو اور اس کا رزق اسی شہر میں ہو جس میں وہ ہو۔ الحاصل امیر المومنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے فضائل و محاسن کی تعداد، ان کا علم و فہم، استقامت و شجاعت و بسالت، سچی فراست، کرامت جس کا عقل ادراک نہ کرسکے، اسلام کی امداد و نصرت میں شدت و قوتِ ایمان اور سخاوت و شجاعت میں تنگ حالی کے باوجود رسوخ قدم، مسلمانوں پر شفقت زہد و تواضع کی تفصیل ایک وسیع باب ہے۔ جس کی کئی جلدیں متحمل ہو سکتی ہیں اسی لئے امام احمد بن حنبل، قاضی اسماعیل بن اسحاق، ابو علی نیشاپوری اور نسائی نے کہا ہے، ہم نے کسی صحابی کے اتنے فضائل اچھے اسانید کے ساتھ روایت نہیں کئے جتنے اچھے اسانید کے ساتھ علی بن ابی طالب کے فضائل ذکر کئے ہیں۔ سید

سمہودی نے ”جواہر العقد“ میں ذکر کیا ہے کہ اس کا سبب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان حوادثات پر مطلع فرمادیا تھا جن میں آپ کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ مبتلا ہوں گے۔اور جو خلافت میں اختلافات وغیرہ رونما ہونے والے تھے ان پر اطلاع کردی تھی اس کا مقتضی یہ تھا کہ حضرت علی کے فضائل مشہور کر کے اُمت کو فائدہ پہنچائیں تا کہ جو شخص ان فضائل کو اپنائے اسے نجات حاصل ہو پھر جب یہ اختلاف رونما ہوئے اور بعض لوگوں نے آپ سے بغاوت کی تو جن صحابہ نے یہ فضائل سُنے ہوئے تھے انہوں نے ان کو خوب مشہور کیا اور اُمت کو ان سے روشناس کرایا۔

پھر جب حوادثات سخت تر ہو گئے اور بنو اُمیہ سے ایک گروہ ان کی تنقیص اور منابر پر سب و شتم میں مشغول ہوا اور خارجیوں نے ان کی موافقت کی بلکہ حضرت علی کو کافر تک کہنا شروع کردیا تو اہل سنت کے علماء کی بہت بڑی جماعت ان کے فضائل مشہور کرنے میں مشغول ہو گئی حتیٰ کہ یہ فضائل اُمت کو نصیحت اور حق کی نصرت کے لئے شہرۂ آفاق ہوئے اس کو ”بغية الطالب المعرفة اولاد ابی طالب“ سے نقل کیا گیا ہے۔

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعض ارشادات

اکثر علماء نے امیر المومنین کے یہ ارشادات نقل کیے ہیں چنانچہ فرمایا لوگ سورہے ہیں جب فوت ہوں گے تو بیدار ہوں گے۔

ہر زمانہ میں لوگ اپنے آباء واجداد کے زیادہ مشابہ ہوتے ہیں۔

ہر شخص کی قیمت وہ ہے جو اس کی تحسین کرے۔

جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔

ہر انسان اپنی زبان کے تحت مخفی ہوتا ہے۔

جس نے اپنی زبن میٹھی کی اس کے دوست زیادہ ہوئے۔

نیکی کے ساتھ آزاد کو غلام بنالیا جاتا ہے۔

بخیل کا مال حوادثات یا وارثوں کی نذر رہتا ہے۔

کلام کرنے والوں کو نہ دیکھو اس کے کلام کو دیکھو۔

مصیبت کے وقت گھبرانا پوری مصیبت ہے۔

سرکش شخص کامیاب نہیں ہوتا۔

متکبر کی تعریف نہیں ہوتی۔

بخیل نیکی نہیں کرسکتا۔

غم کے ساتھ صحت درست نہیں رہ سکتی۔

بے ادب بزرگی حاصل نہیں کرسکتا۔

حریص شخص حرام سے پرہیز نہیں کرتا۔

حسد کرنے والا آرام نہیں پاسکتا۔

انتقام لینے والا شخص سردار نہیں ہوسکتا۔

ریاکار محبت نہیں کرسکتا۔

مشورہ کے بغیر کام درست نہیں ہوسکتا۔

جھوٹا شخص باعزت نہیں ہوسکتا۔

بدخلق شخص کی کوئی زیارت نہیں کرتا۔

تنگ دل شخص میں وفا نہیں۔

تقویٰ سے بڑھ کر کوئی بزرگی نہیں۔

اسلام سے اعلیٰ کوئی شرافت نہیں۔

عقل سے زیادہ حفاظت کرنے والا کوئی نگہبان نہیں

توبہ سے زیادہ کامیاب کوئی شفاعت کرنے والا نہیں۔

عافیت سے اچھا کوئی لباس نہیں۔

جہالت سے زیادہ کمزور کوئی بیماری نہیں۔

کم عقلی سے زیادہ ناتواں کوئی بیماری نہیں۔

تیری زبان وہی فیصلہ کرے گی جو تیری عادت ہے۔

انسان مجہول کا دشمن ہے۔

اللہ تعالےٰ اس شخص پر رحم کرتا ہے جو اپنے نفس کو پہچانتا ہے اور وہ اپنے طور و طریق سے آگے نہیں بڑھتا۔

معذرت کا اعادہ کرنا گناہ کی یاد ہے۔

لوگوں کو نصیحت کرنا خبرداری ہے۔

جب عقل پوری ہو جایے تو کلام کم ہو جاتا ہے۔

شفاعت کرنے والا طالب کا پر ہے۔

مومن سے منافقت کرنا رُسوائی ہے۔

جاہل پر انعام کرنا غلاظت پر باغ لگانا ہے۔

بے قراری صبر سے زیادہ مشقت ہے۔

مسؤل آزاد ہے جب تک وعدہ نہ کرے۔

خفیہ مکر وفریب کرنے والا شخص بہت بڑا دشمن ہے۔

بے مقصد شی کا طلب گار مقصود کو ضائع کر دیتا ہے۔

غیبت اور چغلی سننے والا بھی چغل خور ہوتا ہے۔

حرص و طمع سے انسان ذلیل ہو جاتا ہے۔

عزت بے نیازی میں ہے۔

محرومیت حرص کے ساتھ ہے۔

جو شخص زیادہ خوش طبعی کرے اس پر حسد کیا جاتا ہے۔ اور وہ بے قدر ہو جاتا ہے۔

عبدِ شہوت غلام سے زیادہ ذلیل ہے۔

حاسد بے گناہ پر غصہ کرتا ہے۔

سخاوت کو منع کرنا اللہ تعالیٰ سے بدگمانی کرنا ہے۔

گنہگار کی شفاعت کرنے والا کامیاب ہے۔

بہت لوگ اس شئے میں کوشش کرتے ہیں جوان کو ضرر دے۔

خواہشات پر بھروسہ مت کرو کیونکہ یہ جہالت کو پونجی ہے۔

بے نیازی میں آزادی ہے اور اُمید میں غلامی ہے۔

عقلمند کا گمان کہانت[1] ہے۔

جو غور کرے وہ عبرت حاصل کرتا ہے۔

عداوت دل کا مشغلہ ہے۔

دل جب مجبور ہو جائے تو اندھا ہو جاتا ہے۔

ادب عقل کی صورت ہے۔

جس کے چھوٹے امور زم ہوں تو بڑے سخت ہو جاتے ہیں۔

مفت خور میں شرم وحیاء کم اور زبان بیہودہ ہو جاتی ہے۔

نیک بخت وہ ہے جو دوسرے سے نصیحت حاصل کرے۔

بخل تمام عیوب کا مجمع ہے۔

زیادہ وفاق منافقت کا باعث ہے۔

زیادہ مخالفت بدبختی کا سبب ہے۔

کبھی زیادہ اُمید محروم کر دیتی ہے کبھی زیادہ نفع خسارے کی راہنمائی کرتا ہے۔

زیادہ طمع جھوٹا ہوتا ہے۔

سرکشی موت کی طرف لے جاتی ہے۔

جو آنے والے امور کی فکر کرے وہ کمزور ہو جاتا ہے۔

جب تقدیر آجائے تو تدبیر باطل ہو جاتی ہے جب قدر پوری ہو جائے تو احتیاط باطل

---

[1] جن کی خبر

ہو جاتی ہے۔

ہر گھونٹ میں شرقہ[1] ہے، ہر لقمہ میں روک ہے۔

احسان زبان کو روک دیتا ہے۔

بزرگی عقل کا ساتھی ہے۔

ادب اصل کے ساتھ ہے۔

اچھی نسب والے میں اچھا ادب ہوتا ہے۔

حماقت بہت بڑی غربت ہے۔

فخر بہت بڑی وحشت ہے۔

عقل بہت بڑی غنا ہے۔

حریص شخص ذلت ورسوائی کی رسیوں میں جکڑا ہوتا ہے۔

ہلاک ہونے والے پر تعجب نہیں ہوتا کہ وہ کیسے ہلاک ہوا۔ تعجب تو نجات پانے والے پر ہوتا ہے، کہ اس نے کیسے نجات پائی۔

کفرانِ نعمت سے پرہیز کرو۔ ہر شارد[2] مردود نہیں ہوتا۔

اکثر عقلندوں کی ہلاکت حرص وطمع کی تلواروں سے ہوتی ہے۔

جس نے اپنا منہ دریوزہ گری کے لیے ظاہر کیا وہ ہلاک ہو گیا۔

جب تم مصیبت میں مبتلا ہو تو جلد از جلد صدقہ کرو۔

جو لکڑی نرم ہو اس کی شاخیں زیادہ ہوتی ہیں۔

بے وقوف کا دل اس کی زبان میں ہوتا ہے۔

عقلمند کی زبان اس کے دل میں ہوتی ہے۔

جو اُمید کے میدان میں اچھلا وہ موت کی بساط میں پھسلا۔

جب تمہارے پاس ہر نعمت آئے تو قلتِ شکر کے باعث بڑی بڑی نعمتوں سے نفرت نہ کرو۔

---

[1] گلے میں رُک جانا۔ [2] بھاگنے والا۔

جب تو اپنے دشمن پر قادر اور غالب ہو جائے تو اس پر قدرت و غلبہ کا شکر ادا کرنے کے لیے اسے معاف کر دو۔

جو شخص اپنے دل میں کوئی شئے چھپائے وہ کبھی زبان کی تیزی اور کبھی چہرے کے عنوان سے ظاہر ہو جاتی ہے۔

بخیل فقر میں عجلت کرتا ہے دنیا میں غریبوں کی سی زندگی بسر کرتا ہے اور قیامت میں اس کا حساب اغنیاء کے حساب جیسا ہو گا۔

عاقل کی زبان اس کے دل کے پیچھے ہوتی ہے، بے وقوف کا قلب زبان کے پیچھے ہوتا ہے۔

امیر المومنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے علم کے بارے میں فرامین

علم کمزور انسان کو بلند کرتا ہے اور جہالت بلند قدر والے کو کمزور کرتی ہے۔ علم مال سے بہتر ہے۔
علم تمہاری حفاظت کرتا ہے اور مال کی تم حفاظت کرتے ہو۔
علم حاکم ہے اور مال محکوم علیہ ہے۔
حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا دو شخصوں نے مجھے پریشان کر رکھا ہے ایک عالم جو علم پر عمل نہیں کرتا، دوسرا جاہل جو عبادت کرتا ہے، عالم بے عملی کی وجہ سے لوگوں کو علم سے متنفر کرتا ہے اور جاہل عبادت کی وجہ سے لوگوں کو گمراہ کرتا ہے۔ حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس شخص میں علم نہیں اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔ کیونکہ ہر انسان کی قدر و قیمت اس کی خوبیوں کی وجہ سے ہوتی ہے۔ علم کا شرف یہی کافی ہے کہ جو علم میں ماہر نہیں وہ علم کا دعویٰ کرنے لگتا ہے اور جب اس کی نسبت علم کی طرف کی جائے تو وہ خوش ہوتا ہے۔ اور جہالت کی مذمت یہی کافی ہے کہ اس سے جاہل خود بیزار ہوتا ہے اور جب اس کی نسبت جہالت کی طرف کی جائے تو وہ غضب ناک ہو جاتا ہے۔ اور لوگ عالم ہیں یا متعلم ہیں اور ان کے علاوہ بکریوں کے چرانے والے ہیں۔

امیر المومنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے عقل کے متعلق ارشادات

انسان عقل اور صورت ہے جو عقل سے خطا کر جائے تو صورت باقی رہتی ہے اور وہ کامل انسان نہیں رہتا اور وہ ایسا ہوتا ہے جیسے جسم روح کے بغیر ہے۔

امیرالمومنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دنیا کی وصف میں فرمودات

دنیا کی ہر شیٔ فنا ہونے والی ہے اور آخرت کی ہر شیٔ باقی رہنے والی ہے ہر آنے والی شیٔ قریب ہے۔ اکثر لوگ کسی شیٔ کی اُمید کرنے والے اسے حاصل نہیں کر سکتے اور مال جمع کرنے والے اکثر لوگ اسے کھا نہیں سکتے۔ اور مال کا ذخیرہ کرنے والا عنقریب اسے چھوڑ جائے گا شاید اس نے باطل طریقے سے اسے جمع کیا اور حرام کے ذریعہ حاصل کیا، باطل کو جمع کیا حرام کو اٹھایا حرام کو حاصل کیا اور بطور عدوان اس کو وارث بنایا اس کا بوجھ اٹھایا ضرر و نقصان کا مستحق ہوا۔ یہ دنیا اور آخرت میں خسارہ میں رہتا ہے۔ یہ بہت بڑا خسارہ ہے۔

امیر المومنین نے فرمایا تو غنی نہیں ہو سکتا جب تک پاکدامن نہ ہو اور نہ ہی زاہد ہو سکتا ہے جب تک متواضع نہ ہو۔

تُو حلم اور بُردباری کے بغیر متواضع نہیں ہو سکتا۔

تیرا دل مطمئن نہیں ہو سکتا جب تک مسلمانوں کے لیے وہ شیٔ محبوب نہ جانے جو اپنی ذات کے لئے محبوب سمجھتا ہے۔

انسان کی جہالت یہی کافی ہے کہ وہ وہی کرے جس سے اس کو منع کیا گیا ہے اور اس کی عقلمندی یہی کافی ہے کہ لوگ اس کے شر سے محفوظ رہیں۔

تم جہالت اور جاہلوں سے دُور رہو۔

لوگوں سے وہ شیٔ روکو جسے تم اپنی ذات سے روکنا پسند کرتے ہو۔

جو تمہارے ساتھ صاف رہے تم اس کا اکرام کرو۔

جو شخص تمہارا ہمسایہ بنے اس کی ہمسائیگی اچھی کرو اگرچہ وہ تم سے دُور رہے۔

کسی کو تکلیف نہ دو اور بُرے اخلاق سے درگزر کرتے رہو۔

جس قدر ممکن ہو تمہارا ہاتھ اوپر رہے، مصیبت پر صبر کرنے کو اپنی عادت بنالو اپنے نفس کو قناعت کی تلقین کرو۔ دُعا کی کثرت تم کو شیطان کی تکلیف سے محفوظ رکھے گی، دنیا میں رغبت مت کرو، خواہشات کی پیروی مت کرو، عالی ہمت بنو اپنے مقابل پر غالب رہو گے۔

حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہر تکلیف کے وقت یہ کہو۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔ تم اس سے محفوظ رہو گے اور ہر نعمت کے وقت یہ کہو۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ نعمت زیادہ ملے گی۔

جب رزق کی وسعت میں تاخیر ہو جائے تو استغفار کرو اللہ تم پر رزق وسیع کر دے گا۔

جنت کی کنجی صبر ہے، بزرگی کی کنجی تواضع اور انکساری ہے، کرامت و عزت کی کنجی تقویٰ اور پرہیز گاری ہے۔

جو شخص چاہتا ہے کہ اسے شرافت و بزرگی حاصل ہو تو وہ اپنے اوپر تواضع لازم کرے۔

انسان کا اپنی ذات پر فخر کرنا اس کی عقل کا حاسد ہے۔

امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا بخیل بزرگی حاصل نہیں کر سکتا۔ ذلیل انسان جرأت نہیں کر سکتا۔ جو شخص لوگوں کے ساتھ زیادہ میل جول کرے وہ سلامتی میں نہیں رہ سکتا۔ قناعت سے زیادہ مستغنی کرنے والا کوئی خزانہ نہیں۔ جس قوت سے صرف زندگی باقی رہ سکے اس کے ساتھ راضی رہنا جو فاقہ کو دُور کرتا ہے اور کوئی مال یہ نہیں کر سکتا۔

امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس کے عطایا زیادہ ہوں اس کے دوست بھی زیادہ ہوتے ہیں۔

جو شخص اچھی طلب کرے اس کو بے حساب رزق ملتا ہے۔

جس پر قرض زیادہ ہو اس کی آنکھ ٹھنڈی نہیں رہتی، جو شخص اپنی ہر مرضی پر عمل کرے وہ اندوہ ناک امور دیکھتا ہے۔

جو رائے سے استعانت کرے وہ مالک ہوتا ہے اور جو اُمور میں مستقل ہوتا ہے اور کسی سے استعانت نہیں کرتا وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔

جو شخص فضول کاموں سے رُکے وہ عقلمندوں میں شمار ہوتا ہے۔

جو شخص ادب کے ساتھ مال حاصل نہ کر سکے وہ اس کے ساتھ جمال حاصل کرتا ہے۔

جس کو مالدار لباس پہنائے اس کے عیب آنکھوں سے دور ہو جاتے ہیں۔

جس کا انتظام اچھا ہو اس کی ریاست ہمیشہ رہتی ہے۔

جو عجلت پر سوار ہو وہ گرنے سے محفوظ نہیں ہوتا۔

جو شخص نیت اچھی کرے توفیق اس کی مددگار ہوتی ہے۔

امیر المومنین کرم اللہ وجہہ نے فرمایا وحدت میں راحت ہے، عزلت اور تنہائی عبادت ہے، قناعت غناء ہے۔ میانہ روی اچھی زندگی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے غیر کے ساتھ غلبہ حاصل کرنے والا ذلیل ہے، تکلیف دہ غنی فقیر ہوتا ہے۔

لوگوں کو تجربہ کرنے سے پہچانو، اپنی بیوی اور اولاد کو غائبانہ حالت میں، دوست کو مصیبت میں، قریبی کو غربت وفقر میں، دوستی کو تنہائی میں پرکھو تاکہ اس کے ساتھ تم اپنا مقام پہچان سکو۔

امیر المومنین کے اہم ارشادات

بہتر کلام وہ ہے جو مختصر ہو اور مقصد کی پوری وضاحت کرے اور لوگوں کو تنگدل نہ کرے اور فرمایا چشم پوشی کرنے میں راحت ہے۔

بہترین انعام وہ ہے جو سوال کرنے سے پہلے حاصل ہو جائے۔

حکیم اس حتمی قضاوقدر سے خوش نہیں ہوتا جو مخلوق پر نازل ہو۔

زبان کی پاکدامنی خاموشی میں ہے۔

فارغ رہنے سے حماقت جنم لیتی ہے۔

امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا یقین کئے بغیر حدیث کی روایت نہ کرو ورنہ کذاب بن جاؤ گے۔

نیک لوگوں کی مصاحبت اختیار کرو تم انہی کے ہو جاؤ گے۔

شریر لوگوں سے دور رہو تم ان سے جدا ہو جاؤ گے اور یقین کرو کہ عزم احتیاط میں ہے۔

اپنے بھائی سے موافقت کرو اگرچہ وہ ظلم کرے اگر اس سے قطع تعلق کرلی ہے تو باقی وقت اچھا کرلو۔

ان لوگوں میں رغبت نہ کرو جو تم کو کمزور جانیں۔

جو شخص تمہارے ساتھ خفیہ کلام کرے اس کی جزا یہ نہیں ہے کہ اس کو غمناک کرو اور یقین کرو کہ جھوٹ کی عاقبت مذموم ہے اور صدق کی عاقبت نجات ہے۔

امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہارا اچھا ساتھی وہ ہے جو تمہاری کفایت کرے گناہ

ترک کرنا توبہ سے آسان ہے۔ عقلمند دشمن جاہل دوست سے بہتر ہے۔ توفیق نیک بختی ہے۔
جو شخص لوگوں کے عیب سے اجتناب کرے وہ اپنے نفس سے ابتداء کرے۔
جو شخص لوگوں کی زبانوں سے سالم رہے وہی نیک بخت ہے۔
جو فضول کلام سے محفوظ رہے وہ کامیاب رہتا ہے۔
بسا اوقات اجنبی قریبی لوگوں سے بہتر ہوتے ہیں۔
تمہارا بہتر بھائی وہ ہے جو تمہاری موافقت کرے اور اس سے اچھا اور بہتر وہ ہے جو تمہارے تمام امور میں کفایت کرے۔
تمہارا بہتر مال وہی ہے جو تمہاری ضرورت میں مدد کرے۔
جو دنیا سے محبت کرتا ہے وہ دوسروں کے لیے مال جمع کرتا ہے۔
نیک کام فرض ہے اور دُنیا کے لئے قطعاً قرار نہیں۔
جو شخص نعمت میں رہے وہ مصیبت کی قدر سے جاہل رہتا ہے۔
جس شخص کو سرور کم حاصل ہو اس کی راحت موت میں ہوتی ہے۔
سوال کرنے میں ذلت ہے اور خیرات کرنے سے محبت پیدا ہوتی ہے۔ اور منع کرنے سے بغض جنم لیتا ہے۔
بُرے لوگوں کی مجلس نیک لوگوں کے ساتھ بدگمانی کرتی ہے۔
باوقار شخص باوقار ہی رہتا ہے اگرچہ اسے تکلیف پہنچتی رہے۔
جو شخص راہِ راست پر آ گیا وہ گمراہ نہ رہا۔
جو مشورہ سے کام کرے وہ خسارہ میں نہیں رہتا۔
محتاط شخص کو دُور نہیں کیا جاتا۔ تم اس شخص سے بے خوف رہو جسے اپنے راز پر مضبوط جانو۔
آباء میں ایک دوسرے کی محبت ان کے ابناء میں میل جول پیدا کرتی ہے۔
جو شخص بذاتِ خود راضی خوشی ہو اس پر زیادتی کرنے والے زیادہ ہو جاتے ہیں۔
جس کا نفس اچھا اور کریم ہو اس کی خواہشات کمزور ہو جاتی ہیں۔

جو شخص چھوٹے چھوٹے گناہوں کو اچھا جانے اللہ تعالیٰ اسے بڑے گناہوں میں مبتلا کر دیتا ہے۔

بعض میں اچھا گمان ان کو فتنہ میں ڈال دیتا ہے۔

زمانہ کے دو دن ہیں ایک تمہارے لیے مفید ہے دوسرا غیر مفید اور مضر ہے اگر تمہارے لیے مفید ہو تو فخر وغرور میں نہ آؤ اگر نقصان دہ اور مضر ہو تو تنگ نہ ہو جاؤ جو کوئی دنیا کو سمجھتے ہوئے اس کی طرف مائل ہو جائے وہ جاہل ہے۔

آزمائش اور تجربہ سے پہلے کسی پر اطمینان کرنا عجز و کمزوری ہے۔

بُخل بُرے اخلاق کا جامع ہے۔

کسی انسان پر اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اس کی طرف لوگوں کی حاجتیں کھینچ لاتی ہیں جو ان میں واجبی طور پر قائم رہے وہ ہمیشہ نعمتوں میں رہے گا ورنہ زائل ہو جائیں گی۔

پاک دامنی فقراء کی زینت ہے۔

لوگ دنیا کے بیٹے ہیں ان پر اپنی ماں کے ساتھ محبت کرنے میں ملامت نہیں کی جا سکتی۔ دنیا مردار ہے جو اس کا ارادہ کر لیتا ہے اس کا میل جول کتوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ دنیا اور آخرت مشرق اور مغرب کی طرح ہیں۔ اگر تم ایک کے قریب ہو گے تو دوسرے سے دور ہو جاؤ گے۔

طمع ایسا ضامن ہے جو وفا نہیں کرتا، خواہشات بصیرت کی آنکھوں کو اندھا کر دیتی ہیں۔

نیک عمل جیسی کوئی تجارت نہیں اور نفع ثواب کی مانند ہے۔ جس شخص کی امیدیں زیادہ ہو جائیں اس کے اعمال بُرے ہو جاتے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد میں نے کسی کلام سے اتنا نفع حاصل نہیں کیا جو میں نے حضرت امیر المومنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی اس کتاب سے نفع حاصل کیا ہے؟ جو انہوں نے لکھ کر مجھے بھیجی۔ انہوں نے یہ کتاب لکھ کر مجھے بھیجی۔ امابعد! انسان کو اس شی کا حاصل نہ ہونا غم واندوہ میں ڈالتا ہے جسے وہ حاصل نہیں کر سکتا اور جو شیٔ اس سے فوت نہیں ہو سکتی وہ اس کے حصول میں خوش ہوتا ہے۔ تمہاری خوشی آخرت کے حصول میں ہونی چاہئے اور آخرت سے کچھ فوت ہو جانے پر تمہیں افسوس ہونا چاہئے۔ جو کچھ تم نے دنیا میں حاصل کیا ہے

اس سے تمہیں خوش نہیں ہونا چاہئے اور دنیا سے کچھ فوت ہو جانے پر تمہیں افسوس نہیں ہونا چاہئے۔موت کے بعد والے امور کی فکر کرو۔والسلام۔

امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

اگر آپ اپنے دونوں ساتھیوں سے لاحق ہونا چاہتے ہیں تو دنیا کی اُمیدیں کم کر دیں سیر ہو کر نہ کھائیں قمیص کو پیوند لگائیں چادر پہنیں اور اپنے جوتے خود درست کریں آپ اپنے دونوں صاحبوں سے لاحق ہو جائیں گے۔

امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔دو چیزیں ہیں ایک وہ جو مجھ سے دُور رہی ہے نہ وہ مجھے پہلے ملی اور نہ ہی آئندہ مَیں اس کی اُمید کرتا ہوں۔اور دوسری شی ٔ کو میں اس کے وقت سے پہلے نہیں حاصل کر سکتا ہوں۔اگر چہ مَیں ارض وسماء والوں کی قوت خرچ کر دوں۔مَیں انسان پر تعجب کرتا ہوں کہ اس کو اس شیٔ کے حاصل کرنے میں خوشی ہوتی ہے جو کسی صورت میں اس سے فوت نہیں ہو سکتی (ضرور وہ حاصل ہو کر رہے گی) اور جو شیٔ کسی صورت میں اس کو حاصل نہیں ہو سکتی اس کے نہ حاصل ہونے پر وہ غم ناک ہوتا ہے۔اگر وہ سوچ بچار کرے تو اس کو سمجھ آ جائے گی اور وہ یقین کر لے گا کہ وہ درست اور صحیح نتیجہ پر پہنچا ہے۔آسان شیٔ پر اقتصار کر لیا ہے اور مشکل کی جستجو نہیں کی اور اس سے اس کا دل مطمئن ہو گیا۔تم پوشیدہ امیدیں کم کر دو اور ظاہری اعمال اچھے کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کو اچھے اعمال کرنے کی تعلیم دی اور فرمایا۔

يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ أَغْنِيَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُمْ بِسِيمَاهُمْ لَا يَسْئَلُونَ النَّاسَ إِلْحَافًا۔

نادان انہیں تونگر سمجھے بچنے کے سبب تو انہیں صورت سے پہچان لے گا۔لوگوں سے سوال نہیں کرتے کہ گڑ گڑانا پڑے

اللہ تعالیٰ سے طلب میں اغنیاء کس قدر فقراء کے سامنے تواضع وانکساری کرتے ہیں اور فقراء کا اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے اغنیاء کے سامنے فخر کرنا کس قدر مستحسن ہے۔

حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔عدل وانصاف کا دن ظالم پر اس دن سے زیادہ سخت ہو گا جس روز اس نے مظلوم پر ظلم کیا تھا۔

انسان کا اپنی ذات کا بہتر انتظام زبان کی حفاظت ہے۔

دو عادتیں کبھی جمع نہیں ہوسکتیں ایک جھوٹ دوسری دیانتداری۔

اچھی نیکی وہ ہے جس میں تاخیر نہ ہو اور پھر اس سے علیٰحدہ رہے اور اس کے بعد احسان کرتا ہے۔

اللہ سے ڈرو اور اس ڈر میں اس کی رحمت سے نا اُمید نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ سے اُمید کرتے رہو اور اس اُمید میں اس کے عذاب سے بے خوف مت ہو

بعض اوقات حیلہ گر کو حیلہ ہلاک کر دیتا ہے۔

جب تقدیر آجائے تو حیلہ ہلاکت بن جاتا ہے۔ انسان کا خفیہ عیب زیادہ نقصان دہ ہوتا ہے۔

لڑائی کی ابتدا شکوہ شکایت سے ہوتی ہے۔ درمیان میں خفیہ باتیں ہوتی ہیں، آخر میں مصیبت ہوتی ہے۔

حیوان بڑھنے والا احساس ہے۔ جب ذلیل شخص اونچا ہو جائے تو بلند قدر انسان گر جاتا ہے۔

لڑائی سے بھاگ نکلنے کی علت نافرمانی ہے اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعٰنِ ۔	بے شک وہ جو تم میں سے پھر گئے جس دن دونوں فوجیں ملی تھیں۔

امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادے امام حسن رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے میرے پیارے بیٹے اپنے دوست سے پوری محبت کرو اور اس پر مکمل اطمینان اور اعتماد نہ کرو اس کے ساتھ پوری موافقت کرو اور اس پر اپنے بھید ظاہر نہ کرو۔ امیر المومنین رضی اللہ عنہ کا منظوم کلام صاحب ''الکنز المدفون'' نے نقل کیا ہے۔

الا لن تنال العلم الّا بستۃٍ سَاُنبِّیْكَ عن مجموعھا ببیان ذکاء'' و حرص'' واصطبار و بُلغۃٍ وارشاد استاذ و طول زمان	یہ سمجھ لو کہ علم چھ اشیاء کے سوا ہرگز حاصل نہیں ہوسکتا۔ میں تم سے وہ بیان کرتا ہوں۔ ذکاوت، حرص، صبر کرنا اور لغت جاننا اور استاد کے ارشاد کی تعمیل اور لمبا زمانہ تحصیل۔

امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کا ارشاد جیسا کہ ''الفصول المہمہ'' میں ہے۔

و کن معدنا للحکم واصفح عن الاذیٰ فانّک لاقٍ ماعملت وسامع واحبب اذا احببت حباً مقارباً فانک لا تدری متی الحب راجع وابغض اذا ابغضت بغضا مقارباً فانک لا تدری متی البغض رافع۔

اور حلم[1] کی کان ہو جاؤ اور کسی کو اذیت پہنچانے سے درگزر کرو کیونکہ جو تم نے عمل کیا ہے اس کو پانے اور سننے والے ہو جب کسی سے محبت کرو تو مناسب محبت کرو کیونکہ تم یہ نہیں جانتے ہو کہ کب محبت واپس ہو جائے گی اور جب کسی سے بغض کرو تو مناسب بغض کرو کیونکہ تم یہ نہیں جانتے کہ کب بغض ختم ہو جائے گا۔

---

[1] بردباری

امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب دیوان

وما طلب المعیشہ بالتّمنّی ولکن الق دلوک فی الدلاءِ تجئک بملئها یوماً ویوماً تجئک بحماۃ وقلیل ماءِ لنعم الیوم یوم السبت حقّاً لصیدٍ ان اردت بلا امتراءِ وفی الاحد البناء لان فیه تبدی اللہ فی خلق السماءِ وفی الاثنین ان سافرت فیه ستظفر بالنجاح وبالثراءِ ومن یرد الحجامۃ فالثلاثا ففی ساعته سفك الدماءِ وان شرب امرء یوما دواءً

روزی خواہش کرنے سے حاصل نہیں ہوتی، لیکن دوسرے ڈولوں میں اپنا ڈول ڈال وہ کسی دن تو بھر کر تمہارے پاس آئے گا اور کسی روز کیچڑ اور تھوڑا سا پانی لے کر آئے گا۔ البتہ ہفتہ کا دن یقیناً شکار کرنے کے لئے اچھا ہے اگر تیرا ارادہ شکار کرنے کا ہو۔ اس میں ذرہ بھر شک نہیں۔ اتوار کے دن مکان بنانا بہتر ہے کیونکہ اس روز اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کی تخلیق کی ابتداء فرمائی تھی۔ پیر کے روز سفر کرنا بہتر ہے اگر تم سفر کرنا چاہو عنقریب کامیابی اور مال کے ساتھ کامیاب ہو گے۔

فنعم الیوم یوم الاربعاء و فی یوم الخمیس قضاء حاج ففیه الله یاذن بالدعاء و فی الجمعات تزویج و عروس والذات الرجال مع النساءِ وھٰذا العلم لا یعلمه الاّ نبی او وصّی الانبیاء۔

جو شخص سنگی لگانا چاہے وہ منگل کے روز لگائے۔اس روز کی ساعت میں خون کا بہانہ اچھا ہے اگر کوئی شخص دوا پینے کا ارادہ کرے تو اس کے لیے بدھ کا روز بہت اچھا ہے جمعرات کے روز حاجت روائی کی دُعا کرے کیونکہ اس دن میں اللہ تعالیٰ دُعا قبول فرماتا ہے۔جمعہ کے ایام میں نکاح رخصتی اور عورتوں کے ساتھ مرد لذّت حاصل کریں۔یہ علم ہے جس کو نبی اور انبیاء کے وصیوں کے سوا اور کوئی دوسرا نہیں جانتا ہے۔

امیر المومنین رضی اللہ عنہ کا ایک اور ارشاد

شیئان لو بکت الدماء علیھما عینای حتّٰی تؤذنا بذھاب لم تبلغا معشار من حقیھما فقد الشباب و فرقة الاحباب اذا ما المرء لم یحفظ ثلاثًا فبعه ولو بکف من رمادٍ وفاء للصدیق وبذل مالٍ و کتمان السرائر فی الفؤاد الناس من جھة التمثیل اکفاء" ابو ھم آدم والامّ حوّاء فان یکن لھم فی اصلھم شرف یفاخرون به فالطین والمآء ما الفضل الّا لاھل العلم انھم علی الھدیٰ لمن استھدیٰ ادِلّاءُ

دو چیزیں ہیں اگر ان پر میری آنکھیں خون کے آنسو بہائیں حتیٰ کہ ان کی بینائی جاتی رہے۔وہ ان کے دسویں حصہ کو نہیں پہنچ سکتیں۔ ایک جوانی کا جاتے رہنا دوسرے احباب کا جُدا ہو جانا جب انسان تین امور کی حفاظت نہ کرے تو اس کو بیچ ڈالو اگر چہ راکھ کی ایک مشت سے دوست سے وفا کرنا اور مال خرچ کرنا، دل میں بھیدوں کو چھپائے رکھنا تمام لوگ تمثیل میں برابر ہیں۔باپ ان کا آدم ہے اور ماں حوّا ہے۔اگر ان کے اصل میں کچھ شرافت ہے جس کی وجہ سے وہ ایک دوسرے پر فخر کرتے ہیں وہ صرف پانی اور

وقیمة المرء ماقد کان یحسنه
والجاھلون لا ھل العلم اعداء وان
اتیت بجود من ذوی نسبٍ فان
نسبتنا جودو علیاء
بقم بعلمٍ ولا تبغی به بدلاً
فالناس موتٰی واھل العلم احیاء

مٹی ہے فضیلت صرف اہلِ علم کی ہے وہ یقیناً ہدایت پر ہیں جو شخص ہدایت چاہے اس کے راہنما ہیں۔ انسان کی قیمت اس میں اچھے اخلاق ہیں اور جاہل علماء کے دشمن ہیں۔ اگر تو کسی بلند نسب والے کا متلاشی ہے یقیناً ہماری نسبت بہت بلند اور اونچی ہے۔ لوگوں کو تعلیم دو اور اس کا بدلہ مت چاہو سب لوگ مُردہ ہیں اور علماء زندہ ہیں۔

نیز امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کے ارشادات جو صاحب ''الفصول المہمہ'' نے ذکر کیے ہیں۔

فارق تجد عوضاً عمن تفارقه
وانصب فان لذیذ العیش فی
انصب فالاسد لولا فراق الغاب ما
اقتنصت والسھم لولا فراق القوس
لم تصب۔

علیحدہ رہو جن سے علیحدہ رہو گے ان سے معاوضہ پاؤ گے ثابت قدم رہو زندگی کی لذت ثابت قدمی میں ہے اور شیر اگر بیشہ کی جدائی کا خوف نہ کرتے تو شکار نہ کرتے اور تیر اگر کمان کی جدائی کا خوف نہ کرتا تو نشانہ تک نہ پہنچتا۔

نیز امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

وان تعط نفسك أمالھا فعند منا
ھا یحلُّ الندم فکم عاش فی
نعمه فما حس بالفقر حتّٰی ھجم اذا
کنت فی نعمة فارعھا فان
المعاصی تزیل النّعم وداوم علیھا
بشکر الاله فان الاله سریع النقم

اگر تو اپنے نفس کو اس کی ہر خواہش دینا چاہے گا تو اس کی خواہشات پر ندامت اٹھانی پڑے گی بہت بے خوف لوگ نعمتوں میں زندگی بسر کرتے ہیں وہ فقر کو محسوس تک نہیں کرتے حتیٰ کہ وہ اچانک آجاتا ہے اگر تم ناز و نعمت میں ہو تو اس کی قدر کرو کیونکہ گناہ نعمتوں کو زائل کر دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا شکر کرتے ہوئے ان میں ہمیشہ رہو گے کیونکہ اللہ تعالیٰ بہت جلد انتقام لینے والا ہے۔

نیز امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

احمد ربی علی خصال	میں چند خصلتوں پر اللہ کی حمد کرتا ہوں جن
خص بھا سادۃ الرجال	کے ساتھ بزرگ لوگ مخصوص ہیں صبر کو
لزوم صبر و خلع کبر	لازم پکڑنا اور تکبر کو باہر پھینک مارنا عزت
وصون عرض و بذل مال	محفوظ رکھنا اور مال خرچ کرنا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس گیا جب کہ وہ ایک مرض سے متاثر تھے۔ جب مجھے دیکھا تو فرمایا اے جابر جس پر اللہ تعالیٰ کی نعمتیں زیادہ ہوں اس کے پاس لوگ بکثرت حاجات لے کر آتے ہیں اگر وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ان پر قائم رہے تو وہ نعمتوں میں ہمیشہ رہے گا اور اگر اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق عمل نہ کرے تو وہ نعمتیں زائل کر بیٹھے گا۔ پھر فرمایا۔

ومن لم یو اس الناس من فضلہ	جو اپنے مال کے باعث لوگوں سے اچھا سلوک نہ
عرض لادبار اقبالھا	کرے اور عطا نہ کرے وہ نعمتوں کی آمد کو زوال
فاحذر زوال الفضل یا جابر واعط	کے لیے پیش کرتا ہے اے جابر نعمت کے زائل
من الدنیا لمن سألھا	ہو جانے سے ڈر اور جو دنیا کا مال مانگے اسے دے
فان ذا العرش جزیل العطاء	کیونکہ عرش کا مالک بہت عطایا کرنے والا ہے۔ وہ
یضعف بالحبۃ امثالھا۔	ایک دانے کو کئی مثلیں بڑھا دیتا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا پھر امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے میرا بازو ہلایا، مجھے خیال ہوا کہ وہ کندھے سے نکل رہا ہے اور فرمایا اے جابر تمہارے پاس لوگوں کی حاجتیں اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں۔ تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے برگشتہ نہ ہو، ورنہ تم پر عذاب نازل ہوگا اور یقین کر لو کہ اچھا مال وہ ہے جس کی آمد پر اللہ کی حمد ہو اور اس کے بعد ثواب حاصل ہو۔ پھر فرمایا۔

لا تخضعن لمخلوق علی طمع	دنیا وی حرص کے لیے مخلوق کے سامنے
فان ذالك وھن منك فی الدین	عاجزی نہ کرو کیونکہ یہ تمہارے دین
واسئل الملك مما فی خزائنہ	میں کمزوری ہے۔ اللہ تعالیٰ سے اس کے
فانما ھی بین الکاف والنون	خزانوں سے مانگ کیونکہ اس کی عطا صرف

انا نریٰ کل من نرجو و نأمله
فی البریة مسکین ابن مسکین
ما احسن الجود فی الدنیا وفی
الدین واقبح البخل
ممن صیغ ومن طین۔

کاف اورنون (کن) کے درمیان ہے ہم جس کی بھی اُمید کرتے ہیں اسے ساری مخلوقات میں مسکین کا بیٹا مسکین دیکھتے ہیں۔ دین و دنیا میں سخاوت کیا اچھا عمل ہے اور جو شخص مٹی سے بنایا گیا ہے اس کا بخل کرنا کتنا بُرا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ میں نے اُٹھنے کا ارادہ کیا تو امیر المومنین نے فرمایا۔ جابر میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں، آپ نے پاؤں میں جوڑا پہنا اور کندھے سے چادر اُتار دی اور ہم باہر چلے گئے۔ امیر المومنین رضی اللہ عنہ میرے ساتھ کوفہ کے قبرستان تک تشریف لے گئے اور اہلِ قبور سے سلام فرمایا۔ میں نے ایک سخت آواز سُنی تو عرض کیا یا امیر المومنین یہ آواز کیسی ہے۔ فرمایا یہ لوگ کل ہمارے ساتھ تھے اور آج ہم سے جُدا ہو گئے ہیں۔ ان کا حال نہ پوچھیے یہ بھائی بھائی ایک دوسرے کی زیارت نہیں کرسکتے یہ آپس میں دوست ہیں۔ ایک دوسرے کی طرف لوٹ نہیں سکتے۔ پھر پاؤں سے جوڑا اُتارا اور کلائیوں سے کپڑا اُٹھایا اور فرمایا۔ جابر اپنی فانی دُنیا سے ہمیشہ رہنے والی آخرت کی زندگی کے لیے سخاوت کیا کرو، اپنی زندگی سے موت کے لیے، تندرستی سے بیماری کے لیے، غنا سے فقر کے لیے کچھ دو، تم آج گھروں میں ہو کل قبروں میں ہوگے اور سارے اُمور اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ پھر فرمایا۔

سلام علی اهل القبور الدوارس
کانهم لم یجلسوا فی لمجالس
ولم یشربوا من باردالماء شربة
ولم یاکلوا ما بین رطب ویابس
الاافاخبروا فی ای قبر ذلیلکم وقبر
العزیز الباذخ المتشاوس
اذا عقد القضاء علیك امر" فلیس
یحله غیر القضاء
فمالك قد اقمت بدار ذل
وارض الله واسعة الفضاء

پرانی مٹنے والی بوسیدہ قبروں والوں کو سلام گویا وہ مجالس میں بیٹھے تک نہیں ہیں انہوں نے ٹھنڈے پانی سے ایک گھونٹ تک نہیں پیا اور تر اور کشک کو انہوں نے کبھی نہیں کھایا۔ خبردار! ان کو بتادو کہ تم میں سے ذلیل کس قبر میں ہے اور کس قبر میں غالب متکبر اور غرور کرنے والا ہے۔ نیز فرمایا۔ جب قضا وقدر کسی شیٔ کی تم پر گرہ لگادے تو قضا کے بغیر اس کو کوئی نہیں کھول سکتا تجھے کیا ہوگیا تو ذلت کی جگہ ٹھہر گیا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ کی زمین بہت وسیع ہے۔

حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ کا ارشاد جیسا کہ فصول مہمہ میں ہے۔

صن النفس واحملها علی مایزینها
تعش سالمًا والقول فیك جمیل
وان ضاق رزق الیوم فاصبر الی
غاب عسٰی نکبات الدهر عنك
تزول وما اکثر الاخوان حمن
تعدّهم ولکنّهم فی النائبات قلیل

نفس کی حفاظت کرو اور اسے مزین کرنے والے امور پر ابھارو۔ سلامتی میں زندگی بسر کرو گے اور تمہارا اچھا نام ہوگا۔ اگر آج رزق تنگ ہے تو کل تک صبر کرو۔ عنقریب زمانہ کے مصائب تم سے زائل ہو جائیں گے جب تم بھائیوں کو شمار کرنے لگو تو وہ بہت نظر آئیں گے، لیکن مصائب میں وہ بہت کم دیکھنے میں آئیں گے۔

نیز امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

وعش هو سرا شئت اومعسرًا
فلا بد تلقی بدنیاك غمّ
ودنیاك بالغمِّ مقرونه
فلا یقطع العمر الّا بهم
حلاوة دنیاك مسمومة
فلا تاکل الشهد الّا بسمّ
محامدك الیوم مذمومة
فلا تکسب الحمد الّا بذمّ
اذا تمّ امر بدا نقصه
توقع زوالًا اذا قیل تمّ

اچھی زندگی بسر کرو یا تنگدستی میں رہو دنیا میں تم کو ضرور غم لاحق ہوگا، تمہاری دنیا غم واندوہ کے ساتھ ملی ہوئی ہے۔ عمر غم کے سوا بسر نہیں ہوتی، تمہاری دنیا کی حلاوت زہریلی ہے تم شہد کو زہر کے ساتھ کھاتے ہو، آج تمہاری تعریفیں مذموم ہیں۔ محامد اور خوبیاں مذمت کے ساتھ حاصل ہوتی ہیں جب کوئی کام پورا ہو جائے تو اس کے نقص کا آغاز ہوتا ہے جب یہ کہا جائے کہ وہ کامل ہوگیا تو زوال کی اُمید کرو۔

امیر المومنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شجاعت و بہادری

حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ہجرت کے روز آپ کے بستر پر سونا حالانکہ قریش مکہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے پر متفق ہو گئے تھے، مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کی کوئی پرواہ نہ کی۔ بعض اصحاب حدیث نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے

جبرائیل ومیکائیل علیہما السلام کو وحی فرمائی کہ تم دونوں علی کے پاس جاؤ اور رات بھر صبح تک ان کی حفاظت کرو، وہ دونوں آسمانوں سے اُترے اور امیر المومنین سے کہتے تھے تمہارے جیسے بہادر کو دیکھ کر بہت خوشی ہوتی ہے۔ اے علی! آپ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ فرشتوں پر فخر کر رہا ہے۔

امام غزالی رحمہ اللہ نے احیاء العلوم میں ذکر کیا کہ جس رات امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر ہ پر رات بسر کی اللہ تعالیٰ نے جبرائیل ومیکائیل علیہما السلام کو وحی فرمائی کہ میں نے تم دونوں کو ایک دوسرے کا بھائی بنایا ہے۔ اور ایک کی عمر دوسرے کی عمر سے لمبی کی ہے تم دونوں سے کون ہے جو اپنے ساتھی کو اپنی عمر دے؟ دونوں نے اپنی اپنی زندگی کو پسند کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو وحی فرمائی۔ کیا تم علی جیسے نہیں ہو سکتے ہو؟ میں نے اس کو اور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھائی بھائی بنایا علی اپنی جان قربان کرتے ہوئے اپنے بھائی کے بستر ہ پر سو گیا ہے اور اپنی زندگی پر محمد مصطفےٰ کی زندگی کو پسند کیا ہے۔ جاؤ زمین پر اُترو اور علی کی دشمنوں سے حفاظت کرو، حضرت جبرائیل امیر المومنین کے سر کی طرف اور میکائیل پاؤں کی طرف ساری رات کھڑے رہے اور یہ پکارتے رہے۔ اے علی بن ابی طالب آپ جیسے بہادر کو دیکھ کر بہت خوشی ہوتی ہے۔ آپ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ فرشتوں پر فخر کر رہا ہے اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِىْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ۔	اور کوئی آدمی اپنی جان بیچتا ہے اللہ کی مرضی چاہنے میں اور اللہ بندوں پر مہربان ہے۔

اسی رات حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے یہ اشعار کہے۔

وقیت بنفسی خیر من وطی الحصیٰ واکرم خلق طاف بالبیت والحجر وبتّ اراعی منھم ما یسوء نی وقد صبرت نفسی علی القتل والاسر وبات رسول اللہ فالغار اٰمناً ومازال فی حفظ الالہ وفی الستر۔

میں نے اپنی جان کے ساتھ ان لوگوں سے افضل کو بچایا جو پتھروں پر چلتے ہیں اور ساری مخلوق سے زیادہ معزز کو جنہوں نے بیت اللہ اور حجر اسود کا طواف کیا میں نے اس حال میں رات گزاری کہ ان کی بُری تدبیر کو دیکھ رہا تھا میری جان نے قتل اور قید پر صبر کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غارِ ثور میں آرام سے رات گزاری اور ہمیشہ اللہ کی حفاظت اور پردہ میں رہے۔

امیر المومنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی جنگِ بدر میں بہادری

حضرت امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ جنگ بدر میں بہت بہادری سے لڑے، اس وقت ان کی عمر ستائیس برس تھی۔ بعض نے کہا کہ غزوات کی روایت کرنے والے علماء اس بات پر متفق ہیں کہ بدر کی جنگ میں ستر مشرک قتل ہوئے اور ان میں سے اکیس مشرک حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قتل کئے۔ اس میں سب کا اتفاق ہے دیگر چار کے قتل میں اور بھی آپ کے ساتھ شریک تھے اور آٹھ کے قتل میں اختلاف ہے (کہ کوئی دوسرا ان کے قتل میں حضرت علی کے ساتھ شریک تھا یا نہیں) سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام رافع نے روایت کی ہے انہوں نے کہا بدر کے روز جب صبح ہوئی تو قریش مکہ نے جنگی صفیں باندھیں تو عتبہ ربیعہ، اس کا بھائی شیبہ بن ربیعہ اور بیٹا ولید سب سے پہلی صف میں کھڑے ہوئے۔ عتبہ نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارا اور کہا ہمارے مقابلہ میں ہمارے قبیلہ کے مسلمان لائیں۔ یہ سُن کر تین نوجوان انصار اُٹھ کھڑے ہوئے اور مقابلہ میں گئے۔ عتبہ نے ان سے کہا تم کون ہو انہوں نے اپنا اپنا خاندان اور نسب بیان کیا۔ عتبہ نے کہا ہمیں تمہارے ساتھ مقابلہ کی کوئی ضرورت نہیں، ہم نے تو اپنے چچایوں کے بیٹوں سے مقابلہ کرنا ہے۔

یہ سُن کر سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصاری نوجوانوں سے فرمایا تم اپنے اپنے مقامات پر واپس آ جاؤ۔ پھر فرمایا اے علی، حمزہ اور عبیدہ اُٹھو! مشرکوں کے ساتھ حق پر مقابلہ کرو جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی کو مبعوث کیا ہے۔

یہ تینوں حضرات اُٹھے اور ان کے سامنے صف باندھ کر کھڑے ہوئے جب کہ ان کے سروں پر لوہے کے خود تھے اس لئے مشرک ان کو نہ پہچان سکے۔

عتبہ نے کہا تم کون ہو؟ بات تو کرو اگر تم ہمارے قبیلہ سے ہو تو ہم تمہارا مقابلہ کریں گے۔

امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔مَیں حمزہ بن عبد المطلب اور اللہ اور اس کے رسول کا شیر ہوں۔

عتبہ نے کہا یہ ساتھی مقابلہ کے لائق ہے۔

امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے کہا مَیں علی بن ابی طالب ہوں۔

عبیدہ نے کہا مَیں عبیدہ بن حارث بن عبد المطلب ہوں۔

عتبہ نے اپنے بیٹے ولید سے کہا اے ولید آگے بڑھ اور علی کا مقابلہ کر۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ تینوں سے عمر میں چھوٹے تھے۔انہوں نے ایک دوسرے پر تلواروں کے وار کرنے شروع کر دیئے۔ولید کا ایک وار خطا گیا اور امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی تلوار ولید کے بائیں ہاتھ پر پڑی اور اسے ولید کے جسم سے جُدا کر دیا، پھر تلوار سے دوسرا وار کیا اور ولید قتل ہو کر گر پڑا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب وہ بدر اور ولید کے قتل کا واقعہ ذکر کرتے تھے تو فرمایا کرتے تھے مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جب میں نے ولید کا بایاں ہاتھ کاٹا تھا اس میں انگوٹھی کی سفیدی مجھے اب نظر آ رہی ہے۔اور اس پر خوشبو کے اثرات ہیں، اس سے میں نے سمجھا کہ اس نے نئی نئی شادی کی ہوگی۔

عتبہ نے امیر حمزہ کا مقابلہ کیا اور عبیدہ، شیبہ بن ربیعہ کے مقابلہ میں نکلے۔

عبیدہ رضی اللہ عنہ معمر تھے انہوں نے ایک دوسرے پر تلواروں سے وار کیے اور شیبہ کی تلوار کا کنارہ حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ کی پنڈلی کے گوشت میں لگا اور اسے کاٹ ڈالا۔حضرت علی اور حمزہ رضی اللہ عنہما ان کو پکڑ کر لے آئے اور شیبہ کو قتل کر دیا بعد میں عبیدہ صفرا مقام میں وفات پا گئے۔اناللہ وانا الیہ راجعون۔

امیر المومنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی غزوہ اُحد میں بہادری

حضرت امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے اُحد کی جنگ میں بہت بہادری دکھائی۔اس جنگ میں کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ بڑے بڑے قریشِ مکہ جب بدر میں قتل ہو گئے اور کچھ قید ہوئے تو مکہ والے بہت

غم ناک ہوئے جب کہ ان کے رؤساقتل ہو چکے تھے وہ سب اکٹھے ہوئے اور مال جمع کئے اور کنانہ وغیرہ سے ایک لشکر طلب کیا تا کہ مسلمانوں کو ہلاک کرنے کے بعد وہ مدینہ منورہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کر سکیں۔اس تحریک کا ناظم اعلیٰ ابوسفیان بن حرب تھا۔اس نے لوگوں کو اکٹھا کیا اور مسلمانوں کے ساتھ لڑائی پر اُبھارا اور مدینہ منورہ کا رُخ کیا۔سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو لے کر اس کے مقابلہ میں تشریف لے گئے اور جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مقابلہ کے لئے نکلے ان میں بعض منافق بھی تھے، ان کی جماعت جو تقریباً ایک تہائی تھی واپس لوٹ گئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صرف سات سو صحابہ باقی رہے۔کافروں اور مسلمانوں میں گھمسان کی جنگ شروع ہوگئی۔مسلمان بے قرار ہوگئے۔اور امیر حمزہ اور صحابہ کی ایک جماعت شہید ہوگئی اور مشرکوں سے صرف بائیس مشرک قتل ہوئے،اصحاب مغازی (جنگی روایات کے ناقلین ، نے نقل کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سات مشرک قتل کئے اور وہ طلحہ بن ابوطلحہ،عبداللہ بن جمیل ،ابوالحکم بن اخنس ،سباع بن عبدالعزیٰ اور ابواُمیہ بن مغیرہ ہیں۔ان پانچوں کے قتل میں اتفاق ہے کہ ان کو حضرت علی نے قتل کیا۔باقی دو میں اختلاف ہے کہ ان کو صرف حضرت علی نے قتل کیا تھا یا اور بھی کوئی ان کے ساتھ شریک تھا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اُحد کے روز طلحہ بن ابوطلحہ میدانِ جنگ میں آیا اور وہ مشرکوں کا سپہ سالار تھا اور کہنے لگا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیو! تم یہ گمان کرتے ہو کہ اللہ تمہاری تلواروں سے ہم کو دوزخ میں لے جائے گا اور ہماری تلواروں سے تمہیں جنت میں داخل کرے گا۔آؤ تم سے میرا مقابلہ کرنے والا کون ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کے مقابلہ میں آگے بڑھے اور فرمایا اللہ کی قسم! میں تجھ سے ذرّہ بھر جُدا نہ ہوں گا حتیٰ کہ اپنی تلوار سے تجھے دوزخ میں پہنچاؤں گا۔دونوں نے لڑنا شروع کیا۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کے پاؤں پر تلوار ماری اور اسے کاٹ دیا اور کافر زمین پر گر گیا۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کرنا چاہا تو اس نے کہا اے علی مَیں اللہ اور قرابت کے واسطہ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے قتل نہ کرنا، حضرت علی اسے چھوڑ کر اپنی صف میں لوٹ آئے۔مسلمانوں نے کہا اے علی آپ نے اسے قتل کیوں نہیں کیا؟

فرمایا۔ اس نے میرے سامنے اللہ کا واسطہ ڈال کر سوال کیا تھا، لیکن وہ ہرگز زندہ نہ رہے گا۔ چنانچہ وہ وہیں مر گیا۔ جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے قتل کی خوشخبری دی گئی تو آپ اور مسلمان بہت خوش ہوئے۔ ابن اسحاق نے کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے صبر کی وجہ سے اُحد کے روز فتح ہوئی۔ حافظ محمد بن عبدالعزیز جنابذی نے "معالم العترة النبويّة" میں قیس بن سعد کی طرف نسبت کرتے ہوئے ان کے باپ سے مرفوع روایت کی کہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ مجھے اُحد کی جنگ میں تلوار کے سترہ زخم آئے۔ میں چوتھے زخم پر گر گیا تو ایک خوبصورت اور خوشبودار شخص میرے پاس آیا اور میرے بازو پکڑ کر مجھے کھڑا کر دیا پھر کہا۔ کافروں کا مقابلہ کرو تم اللہ اور رسول کی طاعت میں ہو اور وہ دونوں تم سے راضی ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے یہ واقعہ عرض کیا تو آپ نے فرمایا اے علی اللہ تجھے خوش رکھے وہ شخص جبرائیل تھا۔

پھر ابوسفیان اور اس کے ساتھی مکہ مکرمہ کی طرف لوٹ گئے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس جنگ کو سورہ آل عمران کی اس آیت میں ذکر کیا ہے۔

وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ۔

اور یاد کرو اے محبوب جب تم صبح کو اپنے دولت خانہ سے برآمد ہوئے مسلمانوں کو لڑائی کے مورچوں پر قائم کرتے اور اللہ سنتا جانتا ہے۔

امیر المومنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی غزوۂ خندق میں بہادری

حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ غزوۂ خندق میں بڑی بہادری سے لڑے جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی کہ تمام قریش جمع ہوئے ہیں اور ان کا سپہ سالار ابوسفیان بن حرب ہے اور ان کے ساتھ غطفان بھی مل گئے ہیں اور ان کا قائد اور سپہ سالار عینیہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر ہے اور بنی نضیر کے یہود نے بھی ان کے ساتھ اتفاق کر لیا ہے کہ وہ مدینہ منورہ کا محاصرہ کر لیں تو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کی حفاظت کے لئے خندق کھودنا شروع کی اور خود خندق کھودنے میں شریک

ہوئے اور چند دنوں میں اسے مضبوط کرلیا۔ جب خندق کھود کر فارغ ہوئے تو تمام قریش اور ان کے لشکر اور کنانہ اور تہامہ سے دس ہزار فوجی ان کے ساتھ مدینہ منورہ آئے۔ ادھر غطفان اور نجد سے ان کے تابعدار بھی ان کے ساتھ مل گئے اور انہوں نے مسلمانوں کو اوپر نیچے دونوں جانبوں سے گھیر لیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ذکر کیا ہے۔

اِذْ جَآءُوْكُمْ مِنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ۔ جب کافر تم پر آئے تمہارے اوپر سے اور تمہارے نیچے سے۔

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ سمیت ان کے مقابلہ میں آئے جب کہ ان کی تعداد تین ہزار کے لگ بھگ تھی۔ اور خندق مسلمانوں اور کافروں کے درمیان حائل تھی۔ یہودیوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ کے لیے مشرکوں کے ساتھ اتفاق کرلیا۔ جب مسلمانوں نے یہ دیکھا تو وہ بہت گھبرائے اور قریش کے مشرکوں کے ساتھ عمرو بن عبدود مشہور جنگجو تھا۔ عکرمہ بن ابوجہل بھی ان کے ہمراہ تھا۔ تمام کافر خندق کے پاس کھڑے ہوگئے پھر اس سے ایک تنگ جگہ دیکھ کر خندق میں گھوڑے ڈال دیئے اور ان کے گھوڑے خندق اور مسلمانوں کے درمیان دوڑتے رہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب یہ دیکھا تو مسلمانوں کی ایک جماعت لے کر اس مقام پر پہنچے جہاں سے وہ خندق میں داخل ہوئے تھے اور اس تنگ جگہ کو اپنے قبضہ میں کرلیا جہاں سے وہ خندق میں داخل ہوئے تھے۔ عمرو بن عبدود اور اس کا لڑکا حنبل دونوں باہر آئے اور کہا کیا کوئی ہمارا مقابلہ کرنے والا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کا مقابلہ کرنا چاہا تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو روک دیا۔ عمرو بار بار آوازیں بلند کرتا رہا کہ کوئی میرا مقابلہ کرنے والا ہے۔

اور یہ کہنا شروع کردیا۔ مسلمانو! تمہاری غیرت کہاں ہے اور تمہاری جنت کہاں ہے جو تم کہا کرتے ہو کہ جو شخص قتل ہوجائے وہ جنت میں جائے گا کیا تم سے کوئی میرے مقابلے میں نہیں آسکتا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا یا رسول اللہ! میں اس کے مقابلہ میں جاتا ہوں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''وہ عمرو ہے۔''

حضرت علی نے کہا اگرچہ عمرو ہے آپ مجھے اس سے مقابلہ کی اجازت دیں۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر مبارک سے عمامہ شریف اُتارا اور حضرت علی

رضی اللہ عنہ کو پہنایا اور فرمایا اب اس کے مقابلہ میں جاؤ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ عمرو کے مقابلہ میں نکلے جب کہ وہ یہ شعر پڑھ رہا تھا۔

ولقد بححت من النداء لجمعکم هل من مبارز ووقفت اذ وقف الشجاعُ مواقفا لقرنا لمناجزو کذالك انی لم ازلمتبرّعًا قبل الهزاهز ان الشجاعة فی الفتیٰ والجود من خیر الغرائز ۔

میں نے سختی سے تمہاری جماعت کو پکارا ہے کیا کوئی مقابلہ میں آنے والا ہے میں کھڑا ہوں جب کہ بہادر مقابل مبازر کی جگہ ٹھہرتا ہے۔ میں اسی طرح سختیوں سے پہلے تبرّع کرتا رہوں گا۔ یقیناً نوجوان کی شجاعت اور جود اچھی وصف ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کے جواب میں یہ شعر پڑھے۔

لا تعجلن فقد اتاك مجیب صوتك غیر حاجز ذو نیّة و بصیر ةوالصدق منجی کل فائز انی لا رجوان اقیم علیك نائحة الجنائز من ضربة بخلاء یبقٰی ذکرها عند الهزاهز۔

جلدی نہ کر یقیناً آ گیا ہے تیرے پاس تیری پکار کا جواب دینے والا کمزور نہیں وہ نیک نیت اور بصیرت والا ہے۔ سچائی ہر کامیاب شخص کو نجات دلاتی ہے میں اُمید کرتا ہوں کہ تیرے اوپر جنازوں پر واویلا کرنے والی عورتیں کھڑی کروں گا، ایک واضح تلوار کی مار سے جس کی یاد سختیوں میں باقی رہے گی۔

پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اے عمرو تو نے یہ عہد کیا تھا کہ اگر قریش سے کوئی شخص تجھے دو میں سے کسی ایک کی طرف بلائے تو ان میں سے ایک کو تُو قبول کرلے گا۔

عمرو نے کہا۔ ہاں درست ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا۔ میں تجھے اللہ اور اس کے رسول اور اسلام کی طرف بلاتا ہوں۔

عمرو نے کہا۔ اس کی مجھے ضرورت نہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا اگر یہ ناپسند کرتا ہے تو میں تجھے گھوڑے سے اُتر کر مقابلہ کے لئے بلاتا ہوں۔

عمرو نے کہا۔ میرے بھتیجے میں تجھے قتل کرنا پسند نہیں کرتا، کیونکہ تمہارا باپ میرا دوست تھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا۔ مَیں تو بہر حال تیرے قتل کو پسند کرتا ہوں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کلام سے عمرو کو غیرت آئی اور وہ غضب ناک ہو کر گھوڑے سے نیچے کود پڑا اور زمین پر تھپڑ مارا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی گھوڑے سے اُترے دونوں کا ایک دوسرے سے مقابلہ شروع ہوا، دونوں تھوڑا سا وقت ایک دوسرے پر حملہ کرتے رہے۔ آخر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کے کندھے پر تلوار ماری جس نے اس کا پہلو کاٹ کر زمین پر پھینک دیا اور اسے قتل کر کے وہیں چھوڑ کر گھوڑے پر سوار ہوئے اور اس کے بیٹے حنبل پر حملہ کیا اور اسے بھی قتل کر دیا۔

قریش کے فوجی شکست خوردہ بھاگ نکلے۔ ابو جہل کے بیٹے عکرمہ نے دوڑتے ہوئے اپنا نیزہ بھی پھینک دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر سخت تیز ہوا اور لشکر بھیجا۔

قرآن کریم میں ہے۔

وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ۔

اور اللہ نے کافروں کو ان کے دلوں کی جلن کے ساتھ پلٹایا کہ کچھ بھلا نہ پایا اور اللہ نے مسلمانوں کو لڑائی کی کفایت فرمادی۔

جمل اور صفّین کی لڑائیاں

ذخائرِ عقبیٰ میں محمد بن حنفیہ سے روایت ہے انہوں نے کہا ایک شخص حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا جب کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنے مکان میں محصور تھے اور کہا امیر المومنین قتل کر دیئے گئے ہیں، پھر دوسرے شخص نے آ کر کہا امیر المومنین ابھی ابھی قتل کر دیئے گئے ہیں۔ حضرت علی اُٹھ کھڑے ہوئے۔ محمد بن حنفیہ نے کہا میں نے ان کو خطرہ کی وجہ سے کمر سے پکڑ لیا۔ انہوں نے کہا مجھے چھوڑ دو، تمہاری ماں نہ رہے اور حضرت عثمان کے مکان پر آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ قتل ہو چکے ہیں۔ حضرت علی اپنے گھر آئے اور دروازہ بند کر لیا۔ آپ کے پاس لوگ آئے اور دروازہ کھٹکھٹایا دروازہ کھلا تو وہ حضرت علی کے پاس حاضر ہو کر کہنے لگے۔ امیر المومنین قتل ہو چکے ہیں اور خلیفۃ المومنین مقرر کرنا ضروری امر ہے اور آپ سے زیادہ حقدار ہم کسی کو نہیں سمجھتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے

کہا میری خلافت کا ارادہ مت کرو، میرا وزیر بننا تمہارے لئے امیر بننے سے بہتر ہے۔ انہوں نے قسم اٹھا کر کہا آپ سے زیادہ حقدار ہم کسی کو نہیں سمجھتے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر تم نے ضرور ہی میری بیعت کرنی ہے تو میری بیعت خفیہ نہیں ہو سکتی۔ تمام حضرات مسجد میں جمع ہو جائیں جو شخص میری بیعت کرنا چاہے وہ اعلانیہ مسجد میں بیعت کرے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ مسجد میں تشریف لے گئے اور سب لوگوں نے ان کی بیعت کر لی۔ اسے امام احمد بن حنبل نے مناقب میں ذکر کیا ہے۔

ابن اسحاق نے کہا جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد شریف میں سب لوگ جمع ہو گئے اور سب نے اعلانیہ علی بن ابی طالب کی بیعت کی۔ اِدھر بصرہ والوں نے اور مدینہ منورہ والوں میں سے حضرت طلحہ اور زبیر نے آپ کی بیعت کر لی۔

''فصول مہمہ'' میں ہے کہ سب سے پہلے طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے بیعت کی ان کو ایک شخص جسے حبیب بن ذویب کہا جاتا تھا اور وہ قیافہ دان تھا، نے دیکھ کر کہا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ سب سے پہلے شل ہاتھ نے بیعت کی ہے یہ امر تام نہ ہوگا پھر زبیر رضی اللہ عنہ اور دیگر مہاجرین وانصار نے بیعت کی۔ صرف چند لوگوں نے بیعت نہ کی اور وہ عثمانی تھے ان میں سے محمد بن مسلمہ اور نعمان بن بشیر تھے۔ یہ بیعت ۳۵ ہجری میں ۲۵ ذوالحجہ کو جمعہ کے روز ہوئی۔ نعمان بن بشیر نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خون آلود قمیص جس میں وہ شہید ہوئے تھے ہاتھ میں لی اور ان کی بیوی نائلہ کی انگلیاں ساتھ لے کر امیر معاویہ کے پاس شام چلے گئے۔

طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما بیعت کرنے کے چار ماہ بعد مکہ مکرمہ چلے گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تمام شہروں میں حاکم بھیج دیئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مقرر کردہ بعض حکام کو لکھا کہ وہ آپ کے پاس حاضر ہوں۔ امیر معاویہ کو بھی تشریف لانے کے لیے لکھا۔ جب ان کو خط لکھ کر فارغ ہوئے تو مغیرہ بن شعبہ آئے اور کہا یا امیر المومنین یہ کیا ہے؟

فرمایا۔ میں نے امیر معاویہ کو خط لکھا ہے اور ایک قاصد کو دے کر بھیج رہا ہوں۔

مغیرہ نے کہا یا امیر المؤمنین میں آپ سے خصوصی کلام کرنا چاہتا ہوں، اسے ضرور قبول

کیجیے، آپ کے لئے بہتر رہے گا۔ امیر معاویہ کے سوا کوئی بھی آپ سے اختلاف نہیں کرے گا۔ ان کے ہاتھ میں بلادِ شام ہیں وہ عثمان کے چچازاد بھائی اور حاکم ہیں۔ ان کو وہیں کی حاکمیت کا حکم نامہ بھیج دیجیے۔ اس طرح ان پر آپ کی طاعت لازم ہو جائے گی جب آپ کے قدم مضبوط ہو جائیں پھر جو چاہیں کریں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم ایسا ہرگز نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ مجھ کو معاویہ سے مدد چاہنے والا کبھی نہ دیکھے گا۔ ہم اسی حال پر رہیں گے اگر وہ قبول کرلیں گے تو فبہا ورنہ مَیں ان کا فیصلہ اللہ تعالیٰ کے حوالے کردوں گا۔ یہ سُن کر مغیرہ باہر چلے گئے پھر دوسرے روز مغیرہ آئے اور کہا یا امیر المؤمنین مَیں کل آپ کے پاس آیا تھا اور ایک اشارہ عرض کیا تھا جس کی آپ نے مخالفت کی تھی پھر میں نے ساری رات غور کیا یقیناً آپ کی رائے ہی درست ہے۔ معاویہ کو وہ خط بھیج دیں جو آپ نے لکھا تھا۔ اگر وہ تشریف لے آئیں تو فبہا ورنہ ان کو معزول کر دیں۔

امیر المؤمنین نے فرمایا۔ انشاء اللہ میں ابھی خط روانہ کرتا ہوں۔

مغیرہ بن شعبہ باہر چلے گئے پھر مکہ مکرمہ کی طرف چلے گئے اور یہ کہہ رہے تھے میں نے علی کو نصیحت کی تھی جب انہوں نے اسے قبول نہ کیا تو میں نے ان کو فکر میں ڈال دیا ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا لوگوں کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لینے کے بعد مَیں تنہا امیر المؤمنین کے پاس آیا اور وہاں مغیرہ بن شعبہ کو تنہا دیکھا۔ اس کے چلے جانے کے بعد میں نے امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ سے کہا یہ آپ کو کیا کہتے تھے۔

فرمایا۔ انہوں نے یکے بعد دیگرے مجھے کہا ہے کہ میری رائے یہ ہے کہ معاویہ کو اپنے عہدہ پر قائم رہنے دیں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مقرر کردہ حکام ابن عامر کو ان کی بیعت کی خبر آنے اور لوگوں کے مطمئن ہونے تک اپنے اپنے عہدوں پر قائم رکھیں پھر اُن میں سے جسے چاہیں معزول کردیں اور جسے چاہیں اس کے عہدہ پر باقی رکھیں۔ میں نے اس کا انکار کیا، پھر اب میرے پاس آئے اور کہا میری رائے بھی یہی ہے جو تمہاری رائے ہے وہی کریں جسے چاہیں معزول کریں، اور جس پر اعتماد اور وثوق ہو اس کو عہدہ پر قائم رکھیں۔

ابن عباس نے کہا میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا پہلی مرتبہ واقعی اس نے اخلاص کی بات کی تھی، دوسری مرتبہ اس نے آپ کو دھوکہ دیا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا اس کا اخلاص کیسے معلوم ہوا۔

میں نے کہا حضرت معاویہ اور ان کے ساتھی دنیاوی اُمور کے پابند ہیں جب ان کو اپنے عہدہ پر فائز رہنے دیں گے وہ مطمئن رہیں گے۔ جب ان کو عہدوں سے معزول کردیں گے تو وہ یہ کہنا شروع کردیں گے کہ علی بلا وجہ اور کسی استحقاق کے بغیر خلافت پر فائز ہوگئے ہیں، اسی نے ہمارے ساتھی عثمان کو قتل کیا ہے۔ بایں ہمہ مجھے طلحہ اور زبیر پر بھی وثوق نہیں۔ میں آپ کو یہ مشورہ دیتا ہوں کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کو اپنے عہدہ پر قائم رکھیں اگر وہ آپ کی بیعت کرلیں تو آپ ان کو اپنے مقام سے علیحدہ کر سکتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں تو ان کو صرف تلوار دوں گا۔ میں نے کہا آپ یہی کریں کیونکہ میرے پاس آپ کا آسان ترحق طاعت ہے اور میں اس کا پابند ہوں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں چاہتا ہوں کہ آپ شام جائیں، آپ کو وہاں کا حاکم مقرر کرتا ہوں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میری رائے یہ نہیں۔ حضرت معاویہ ''رضی اللہ عنہ'' بنی اُمیہ سے ہیں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے چچازاد بھائی ہیں۔ میں وثوق سے نہیں کہہ سکتا لیکن ممکن ہے کہ وہ عثمان کے بدلہ میری گردن اُڑا دیں، اگر وہ میرے اوپر احسان بھی کریں گے تو کم ازکم یہ ضرور کریں گے کہ مجھے قید کردیں گے اور آپ کے ساتھ میری قرابت کی وجہ سے میرے حق میں کوئی فیصلہ کریں اور جو کچھ وہ آپ کے ساتھ کرسکتے ہوں وہ میرے ساتھ ہی کریں۔ آپ ان کو وہی خط بھیجیں جو آپ نے لکھا ہے۔ ان کو یہاں بلائیں اور دیکھیں وہ کیا جواب دیتے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جُہنی کے ہاتھ خط بھیج دیا۔ جب قاصد خط لے کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو انہوں نے جُہنی سے وہ خط لے لیا اور اس کے مضمون پر مطلع ہونے کے بعد اس کا کوئی جواب نہ دیا حتیٰ کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کو تیسرا مہینہ تھا اور صفر کی آخری تاریخیں تھیں تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بنی عبس کے ایک شخص کو بلایا اور اسے ایک مختوم خط دیا

جس میں کچھ نہ لکھا تھا اس کے اندر کوئی مضمون نہ لکھا گیا تھا صرف یہ لکھا ہوا تھا۔

معاویہ بن ابی سفیان کی طرف سے علی بن ابی طالب کی طرف۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے عبسی سے کہا جب مدینہ منورہ جائے تو اس میں دن کو داخل ہونا اور سب لوگوں کی موجودگی میں یہ خط دینا۔ جب وہ خط لے کر کھولیں گے اور اس میں کچھ نہ پائیں گے تو تمہیں کہیں گے یہ واقعہ کیسا ہے؟ تو تم نے کہنا ہوگا ایسی ایسی بات ہے۔ اور قاصد سے وہ بات خفیہ کہی۔

پھر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قاصد جُہنی کو بلایا اور اسے اپنے قاصد کے ساتھ تیار کیا۔ دونوں قاصد ربیع الاوّل کی دس تاریخ کو مدینہ منورہ پہنچے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے قاصد نے مدینہ منورہ داخل ہوتے وقت خط ہاتھ میں لے لیا۔ لوگ اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگے وہ دیکھنا چاہتے تھے کہ حضرت معاویہ نے کیا جواب دیا ہے۔ قاصد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور وہ خط آپ کے حوالے کر دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس پر مہر کو توڑ کر اسے کھولا اور اس میں کچھ لکھا ہوا نہ پایا۔ قاصد سے فرمایا۔ ”یہ کیا بات ہے؟“

قاصد نے کہا۔ کیا مجھے امن ہے۔

فرمایا۔ ہاں تم امن میں رہو گے قاصدوں کو قتل نہیں کیا جا سکتا۔

قاصد نے کہا ہماری ساری قوم یہ کہتی ہے کہ ہم عثمان رضی اللہ عنہ کا قصاص لئے بغیر راضی نہ ہونگے

حضرت علی نے فرمایا قصاص کس سے لینا چاہتے ہیں؟

قاصد نے کہا وہ کہتے ہیں علی کی گردن سے قصاص لیں گے۔ میں ساٹھ ہزار افراد کو عثمان کی قمیص کے تحت چھوڑ کر آیا ہوں وہ ان کے سامنے ہے اور مسجدِ دمشق کے منبر پر رکھی ہوئی ہے اور عثمان کی بیوی ”نائلہ“ کی انگلیاں اس پر معلق ہیں (حضرت عثمان کو قتل کرتے وقت ان کی بیوی نائلہ نے قاتل کی تلوار ہاتھ سے پکڑ لی تھی جس سے ان کی انگلیاں کٹ گئیں وہ انگلیاں اور قمیص دمشق پہنچا دی گئی تھیں)

حضرت امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کیا وہ مجھ سے عثمان کا قصاص طلب کرتے ہیں؟ اے اللہ! میں عثمان کے خون سے بری الذمہ ہوں اور قاصد سے فرمایا یہاں سے نکل جاؤ۔ اس نے کہا۔ مجھے آپ نے امن دے رکھا ہے۔

فرمایا۔ تو امن میں ہے تجھے کوئی قتل نہ کرے گا۔

لوگوں نے اسے قتل کرنا چاہا۔ اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کو امن نہ دیتے تو وہ اسے ضرور قتل کردیتے۔

اس کے بعد مدینہ منورہ کے لوگوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رائے معلوم کرنا چاہی کہ آپ ان کے ساتھ جنگ کریں گے یا نہیں؟ حالانکہ ان کو یہ خبر پہنچ گئی تھی کہ امیر المومنین کے صاحبزادے امام حسن رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ کوئی معاہدہ کرنا چاہتے ہیں۔ لوگوں نے زیاد بن حنظلہ تیمی کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا کیونکہ وہ حضرت علی کے پاس آیا جایا کرتے تھے۔ وہ حضرت علی کے پاس تھوڑا سا بیٹھے۔ حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے ان کو فرمایا اے زیاد چلیں؟

کہا یا امیر المومنین کدھر؟

فرمایا۔ معاویہ کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے۔

زیاد نے کہا۔ اے امیر المؤمنین بُردباری اور نرمی زیادہ اچھی ہے۔

فرمایا۔ تلوار کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے۔

زیاد وہاں اٹھ کر باہر آئے جب کہ لوگ اس کی انتظار میں تھے۔ انہوں نے کہا اے زیاد کیا فیصلہ ہوا؟ زیاد نے کہا۔ صرف تلوار کا فیصلہ ہے۔ اب لوگ سمجھ گئے کہ امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کیا کرنا چاہتے ہیں۔ پھر آپ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ کی تیاری کرتے ہوئے شام کا قصد کیا اور اپنے صاحبزادے محمد بن حنفیہ کو بُلا کر ان کو جھنڈا دیا، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو لشکر کا میمنہ، عمرو بن مسلمہ کو میسرہ، ابولیلیٰ عمرو بن جراح عبیدہ رضی اللہ عنہ کے بھتیجا کو مقدمہ مقرر کیا۔ حضرت قثم بن عباس رضی اللہ عنہما کو مدینہ منورہ کا حاکم مقرر فرمایا۔ عراق میں قیس بن سعد، عثمان اور ابوموسیٰ اشعری کو لکھا کہ شامیوں کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے لوگوں کو اکٹھا کریں۔ وہ لوگ شام جانے کی تیاری میں مصروف تھے کہ انہیں طلحہ، زبیر اور اُم المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہم کی طرف سے خبر پہنچی کہ وہ اس جنگ کے خلاف ہیں اور ان کی امارت سے راضی نہیں اور وہ سب بصرہ جانا چاہتے ہیں۔

جنگِ جمل

اس تحریک کا اصل سبب یہ تھا کہ حضرت طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما جب مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ پہنچے تو وہاں اُم المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے ملے۔ اُم المؤمنین نے فرمایا کیا خبر ہے؟

انہوں نے کہا مدینہ منورہ میں شوروغوغا ہے اور ہم دیہاتیوں کے اجتماع سے بھاگ کر یہاں آئے ہیں اور پریشان قوم سے علیحدہ ہوگئے ہیں جو حق نہیں پہچانتے باطل کا انکار نہیں کرتے اور اپنے نفسوں کو روکتے نہیں۔ اُم المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہم اس غوغا کا مقابلہ کریں گے۔

انہوں نے کہا۔ یہ کیونکر ہوگا؟ فرمایا ہم شام جاتے ہیں۔

ابن عامر نے کہا جب کہ وہ عثمان کے قتل کے بعد بصرہ سے مکہ مکرمہ آگئے تھے شام میں تمہارا کوئی مقصد نہیں، وہاں کی سیاست کے لئے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کافی نہیں۔ تمہاری وہاں کوئی ضرورت نہیں، لیکن ہم بصرہ جاتے ہیں وہاں میرے کارخانے اور مال ہے اور بصرہ والے طلحہ کو چاہتے بھی ہیں لہٰذا بصرہ ہمارے لیے زیادہ مناسب ہے۔ وہ سب بصرہ جانے میں متفق ہوگئے اور اُم المؤمنین رضی اللہ عنہا نے بھی اسے پسند فرمالیا۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو اپنے ساتھ شام جانے کے لئے کہا تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے انکار کر دیا اور کہا میں مدینہ منورہ میں ہی رہوں گا۔ جو کچھ یہ لوگ کریں گے میں تو وہی کروں گا۔ انہوں نے حضرت عبداللہ کو ساتھ نہ لے جانے کا فیصلہ کرلیا مگر ان کی ہمشیرہ اُم المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا ان کے ساتھ شام جانے کو تیار ہوگئیں اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ان کو ساتھ جانے سے منع کر دیا اور وہ رُک گئیں۔

یعلیٰ بن منیر جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حکام میں سے یمن پر حاکم مقرر تھے اور ان کے شہید ہو جانے کے بعد وہ مکہ مکرمہ چلے آئے تھے انہوں نے چھ لاکھ درہم اور چھ سو اونٹ کی مدد سے لشکر تیار کیا۔ اُم المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے منادی نے اعلان کیا کہ اُم المومنین، طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم بصرہ جا رہے ہیں جو شخص دین کا اعزاز اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قصاص لینا چاہتا ہے اور اس کے پاس تیاری اور سواری نہیں وہ ہمارے پاس آئے۔ انہوں نے چھ سو اونٹوں پر لوگوں کو تیار کیا اور مکہ مکرمہ سے ایک ہزار کا لشکر تیار ہوا۔ اِدھر اور بھی لوگ ان کے ساتھ مل گئے اور تین ہزار افراد پر مشتمل

لشکر بصرہ روانہ ہوا۔ یعلیٰ بن منیر نے اُم المومنین رضی اللہ عنہا کو ایک اونٹ دیا جس کا نام ''عسکر'' تھا۔ اسے یعلیٰ نے ایک سو درہم سے خریدا تھا۔ اُم المؤمنین رضی اللہ عنہا لشکر کی معیت میں مکہ سے بصرہ روانہ ہوئیں اور مائی صاحبہ کے ہمراہ دیگر اُمہات المومنین رضی اللہ عنھن روانہ ہویں جوان کو ''ذات عرق'' تک الوداع کر کے واپس ہو گئیں۔ اس روز لوگ بہت روئے اور اس دن کا نام ہی ''یوم النجیب'' رکھا گیا۔ یہ سارا لشکر اپنی جنگی تیاری کے ساتھ بصرہ روانہ ہوا۔ اکثر علماء نے نقل کیا ہے کہ جب وہ ''حواب'' مقام سے گزرے تو وہاں کے کتے بھونکے۔

اُم المؤمنین نے فرمایا یہ کون سا مقام ہے؟ عرض کیا گیا یہ مقام ''حواب'' ہے۔ اُم المومنین رضی اللہ عنہا نے بلند آواز سے فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا جب کہ آپ کی بیویاں آپ کے حضور تھیں۔ تم میں سے کون سی عورت ہے جس پر ''حواب'' کے کتے بھونکیں گے۔ پھر آپ نے اونٹ کے بازو کو تھپکی دے کر اسے بٹھایا اور فرمایا مجھے واپس کر دو، وہ ایک دن اور رات وہاں ٹھہرے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے مائی صاحبہ سے عرض کیا۔ اس شخص نے جھوٹ بولا ہے۔ یہ مقام ''حواب'' نہیں۔ حضرت عبداللہ بن زبیر بدستور اصرار کرتے رہے مگر اُم المومنین رضی اللہ عنہا برابر انکار کرتی رہیں۔ اس کے بعد حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے کہا اے لوگو! اپنی نجات کی راہ اختیار کرو۔ علی بن ابی طالب آ رہے ہیں۔ لوگ روانہ ہوئے اور بصرہ پہنچے اور بصرہ کے حاکم عثمان بن حنیف کے ساتھ لڑائی کے بعد انہوں نے بصرہ پر غلبہ حاصل کر لیا جب کہ عثمان کے چالیس ساتھی لڑائی میں قتل ہو گئے اور وہ لڑائی سے رُک گیا۔ اس کی داڑھی، سر کے بال اور آنکھوں کی پلکوں کے بال اُکھیڑ دیئے گئے اور اسے قید کر دیا گیا۔ اس اثناء میں حضرت امیر المومنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ شام کا قصد کرتے ہوئے اپنے لشکر لے کر مدینہ منورہ سے روانہ ہو چکے تھے۔ یہ واقعہ ۳۶ ہجری میں ربیع الآخر کے اواخر میں ہوا۔

امیر المومنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ شام کے سفر کی تیاری میں تھے اچانک ان کے پاس اُم فضل کے قاصد نے آ کر طلحہ، زبیر اور اُم المومنین رضی اللہ عنہم کے واقعہ کی خبر پہنچائی، جب آپ کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے مدینہ منورہ کے سرکردہ لوگوں کو جمع کر کے ان سے خطاب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی حمد و

ثنا کے بعد فرمایا۔ یہ امر وہی صلاحیت رکھتا ہے جو پہلے امر میں تھی، تم اللہ تعالیٰ کی مدد کرو اللہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارا حال درست کرے گا۔ پھر آپ نے شام کے سفر کا قصد چھوڑ دیا اور یہ اُمید کرتے ہوئے بصرہ کا قصد کیا کہ آپ طلحہ، زبیر اور ام المومنین کو پالیں گے۔ جب ربذہ پہنچے تو آپ کو خبر ملی کہ وہ بصرہ پہنچ چکی ہیں اور اس کے وسیع میدان میں انہوں نے ڈیرے ڈال دیئے ہیں۔ آپ نے ربذہ سے طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما کو خط لکھا۔ امابعد! اے طلحہ اور زبیر تم جانتے ہو کہ میں نے لوگوں سے لڑائی کا ارادہ نہیں کیا حتیٰ کہ انہوں نے میرے ساتھ ارادہ کیا اور میں نے ان سے بیعت نہ لی، حتیٰ کہ انہوں نے مجھے بیعت لینے پر مجبور کیا اور تم دونوں نے سب سے پہلے میری بیعت کی اور اس امر میں تم نے حاضر مقصد کو داخل نہ کیا تھا۔ اے زبیر تم قریش کے بہادر شہسوار ہو اور طلحہ تم مہاجرین کے شہسوار ہو۔ تمہارے اس امر میں داخل ہونے سے پہلے تم کو اس سے نکل جانا چاہئے۔ اب تک تمہارے اس مقصد سے باہر ہو جانے کی کافی گنجائش ہے۔ یہ لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے چچوں کے بیٹے ہیں اور ان کے ولی ہیں جو اُن کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ تم دونوں شخص مہاجر ہو تمہاری ماں نے تم کو اپنے اس گھر سے نکالا ہے جس میں ثابت رہنے کا ان کو اللہ نے حکم فرمایا ہے اور اللہ تم کو کافی ہے۔ والسلام۔

اور اُم المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو لکھا۔ امابعد! آپ اپنے گھر سے باہر آگئی ہیں اور ایسے امر کا مطالبہ کر رہی ہیں جو آپ کے لئے ضروری نہیں، پھر آپ یہ کہتی ہیں کہ میں لوگوں کی اصلاح کر رہی ہوں، مجھے آپ بتائیں کیا عورتوں کے لئے لشکر کی قیادت مناسب ہے؟ آپ کہتی ہیں کہ آپ عثمان کا قصاص چاہتی ہیں حالانکہ عثمان بن اُمیہ سے ہیں اور آپ بنی تیم بن مرہ کی خاتون ہیں جس نے آپ کو اس امر کے لیے باہر نکالا ہے اور آپ کو اس پر اُبھارا ہے وہ آپ کے لیے سب سے بڑا گنہگار شخص ہے۔ اے اُم المومنین آپ اللہ سے ڈریں اور اپنے گھر واپس تشریف لے جائیں اور پردہ میں رہیں۔ والسلام۔

امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے اہل کوفہ کو خط لکھا جس میں آپ اپنی معیت میں لڑائی کی رغبت دلا رہے تھے اور یہ خط محمد بن ابی بکر اور محمد بن جعفر کو دے کر بھیجا، کوفہ والے امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو ذی قار میں آملے جب کہ وہ بارہ ہزار کی تعداد میں تھے، آپ ان کو سرکردہ

اصحاب کی معیت میں ملے جن میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بھی تھے۔ پھر امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے قعقاع کو بلایا اور اسے اہل بصرہ کی طرف بھیجا اور فرمایا ان دو شخصوں یعنی طلحہ اور زبیر سے تالیف کی باتیں کرو۔ قعقاع ان کے پاس گئے اور ان کو صلح پر آمادہ کیا چنانچہ وہ صلح پر آمادہ ہو گئے۔ قعقاع حضرت علی کی طرف واپس گئے اور آپ کو صلح کی خبر دی کہ وہ اس پر آمادہ ہو گئے ہیں۔ امیر المومنین یہ خبر سن کر بہت خوش ہوئے۔ اور لوگ صلح کے لیے تیار ہو گئے، لیکن بعض صلح پر راضی نہ ہوئے اور بعض راضی ہو گئے۔ اس کے بعد امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ میں کل واپس جاؤں گا سب تیار ہو جاؤ۔ یہ بات ان لوگوں کو سخت ناگوار گزری جنہوں نے حضرت عثمان پر خروج کیا تھا اور (ان کو قتل کیا تھا) انہوں نے رات بُری حالت میں بسر کی اور رات بھر آپس میں مشورہ کرتے رہے۔ ان کے رئیس عبداللہ بن بشار نے کہا جو ابنِ سودا کے نام سے مشہور تھا۔ اے لوگو! تمہاری عزت لوگوں کے ساتھ مل کر رہنے سے ہو سکتی ہے تم حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ہرگز نہ چھوڑو اور آپ کی فرمانبرداری اختیار کرو۔ جب صبح ہو اور حضرت علی لوگوں سے ملیں تو تم لڑائی کے لیے زور دو جس کے ساتھ تم ہو گے وہ لازمی طور پر نہ رُکے گا، جب لوگ اس میں مشغول ہو جائیں پھر دیکھو اس کا نتیجہ کیا نکلتا ہے۔ لوگ اس کی رائے پر اتفاق کر کے اِدھر اُدھر چلے گئے جب صبح ہوئی تو امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے لشکر سمیت بصرہ کا ارادہ کیا۔ اعور بن بیان منقری نے کہا یا امیر المومنین آپ بصرہ میں جا کر کیا کریں گے؟

فرمایا۔ صلح کریں گے اور جنگ کی آگ بجھائیں گے۔ شاید اللہ تعالیٰ اس اُمت کے بکھرے ہوئے شیرازہ کو اکٹھا کر دے۔

اس نے کہا اگر وہ قبول نہ کریں تو پھر کیا کریں گے؟

فرمایا جب تک وہ ہم کو چھوڑیں گے ہم ان کو چھوڑیں گے۔

اس نے کہا۔ اگر وہ ایسا نہ کریں؟

فرمایا ان کا مقابلہ کریں گے۔ اِدھر طلحہ، زبیر اور اُم المومنین رضی اللہ عنہم بھی لشکر سمیت آ گئے اور قصر عبداللہ بن زیاد کے پاس دونوں فریق مل گئے اور وہاں تین روز تک ٹھہرے رہے۔ یہاں دونوں لشکروں کا ورود ۳۸ ہجری جمادی الاخریٰ کے نصف میں ہوا۔ حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ کا لشکر بیس

ہزار اور طلحہ، زبیر اور اُم المومنین رضی اللہ عنہم کا لشکر تیس ہزار فوجیوں پر مشتمل تھا۔ قصر عبداللہ میں آنے کے بعد تیسرے روز شام کو امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو طلحہ اور زبیر کی طرف سلام دے کر بھیجا اسی طرح طلحہ اور زبیر نے امیر المومنین کو سلام بھیجا اور صلح کے بارے میں فریقین کے قاصد ایک دوسرے کی طرف آتے جاتے رہے اور دونوں فریق صلح کی باتیں کرتے رہے اور اُن میں صلح کی خبر مشہور ہوگئی جس سے لوگ بہت خوش ہوئے اور ساری رات لوگوں نے غائت سرور اور فرحت میں بسر کی، مگر جن لوگوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کے امر کو اُبھارا تھا انہوں نے یہ رات بُری حالت میں گزاری جب کہ انہوں نے دونوں فریقوں کے قاصدوں کا آنا جانا دیکھا اور وہ رات بھر آپس میں مشورہ کرتے رہے، آخر کار انہوں نے اس رائے پر اتفاق کیا کہ صبح ہوتے ہی لڑائی پر زور دیا جائے، جب صبح ہوئی تو انہوں نے صبح کے اندھیرے میں طلحہ کے لشکر پر حملہ کر دیا اور جنگی ہتھیاروں کو بروئے کار لائے (اس غلط فہمی میں) ہر ایک فریق نے ایک دوسرے پر حملہ کر دیا اور ان میں لڑائی کی آگ شدت اختیار کر گئی۔ کسی کو معلوم نہ تھا کہ ہوا کیا ہے۔ حضرت طلحہ کے ساتھیوں کے میمنہ میں عبداللہ بن حارث، میسرہ میں عبدالرحمن بن عتاب اور ان کے درمیان طلحہ اور زبیر تھے۔ ان دونوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا یہ کیا ہوا ہے؟ انہوں نے کہا ہم کو کچھ معلوم نہیں ہم پر اچانک تلواروں سے رات حملہ کر دیا گیا ہے اس وقت اُم المومنین رضی اللہ عنہا اپنے ہوج میں اونٹ پر سوار تھیں اور حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے خچر پر سوار تھے اور ان پر قمیص، چادر اور عمامہ تھا۔ جب صبح روشن ہوئی تو امیر المومنین رضی اللہ عنہ باہر تشریف لائے۔ اور دونوں لشکروں کے درمیان گھومنے لگے اور بلند آواز سے فرمایا۔ زبیر بن عوام کہاں ہیں وہ میرے پاس تشریف لائیں۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ امیر المومنین کے پاس تشریف لے گئے اور ہر ایک دوسرے کے قریب ہوا۔ حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے کہا اے زبیر! یہ آپ نے کیا کیا ہے؟ اور اس پر آپ کو کس نے اُبھارا ہے؟

حضرت زبیر نے کہا اس پر مجھے عثمان کے قصاص نے برانگیختہ کیا ہے۔

حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے کہا اگر آپ انصاف سے کام لیں تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو تم نے اور تمہارے ساتھیوں نے قتل کیا ہے لیکن اے زبیر میں تجھے اللہ کی قسم دے کر پوچھتا

ہوں کہ تم اس دن کو یاد نہیں کرتے جس روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں فرمایا تھا۔اے زبیر تم علی سے محبت کرتے ہو تو تم نے کہا علی کے ساتھ محبت کرنے سے مجھے کون روک سکتا ہے، حالانکہ وہ میرے ماموں کے بیٹے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں فرمایا تھا یہ سمجھ لو عنقریب تم علی پر خروج کرو گے (ان کی طاعت سے سر پھیرو گے) اور یہ تمہاری طرف سے ان پر ظلم ہوگا۔حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں یہ درست ہے اور ایسا یقیناً ہوا ہے۔امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں دوسری بار اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تم اس دن کو یاد کرتے ہو جب کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بنی عوف سے تشریف لائے اور تم آپ کے ساتھ تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمہارا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔میں نے آپ کے سامنے آکر سلام عرض کیا تو آپ میرے سامنے ہنس پڑے اور میں بھی ہنس پڑا اور تم نے کہا تھا کہ ابن ابی طالب فخر نہ چھوڑے گا اور تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھہرو! اے زبیر علی میں فخر نہیں ہے اور تم علی کے مقابلہ میں آؤ گے اور یہ ان پر تمہاری طرف سے ظلم ہوگا۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا جی ہاں! یہ درست ہے مگر میں اسے بھول گیا ہوں۔اور آپ کے یاد دلانے کے بعد میں جاتا ہوں۔اگر میرے خروج کرنے سے پہلے مجھے یاد دلاتے تو میں کبھی آپ کے مقابلہ میں نہ آتا،لیکن یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام شریف کی تصدیق ہو رہی ہے۔پھر وہ واپس لوٹ گئے،ان سے اُم المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔اے زبیر کیا گفتگو ہوئی؟

زبیر نے کہا۔اللہ کی قسم کفر و شرک اور اسلام کی حالت میں کسی جگہ میں نہ ٹھہرا اور نہ کسی مقام میں حاضر ہوا مگر اس میں مجھے پوری بصیرت حاصل تھی اور آج کے روز میں اپنے امر میں بہت متردّد ہوں اور اپنے قدم اور شق صفوف کی جگہ کو نہیں دیکھ سکتا ہوں اور مکہ مکرمہ کی راہ اختیار کرتے ہوئے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ لشکر سے باہر نکل گئے اور راستہ میں ایک قبیلہ کے ہاں ٹھہرے۔عمرو بن جرموز ان کے پاس آئے اور انہیں مہمان ہونے کی دعوت دی۔حضرت زبیر اس کے ساتھ وادی السباع چلے گئے عمرو بن جرموز نے بظاہر ان کے ساتھ اُنس و محبت کی مگر دراصل وہ اپنے داؤ پر تھا اور موقع پاتے ہی اچانک ان کو قتل کر دیا جب کہ وہ نماز کی حالت میں سجدہ کر رہے تھے۔بعض مؤرخین نے کہا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سو رہے تھے ان کو سوتے میں قتل کر دیا اور ان کی تلوار اور انگوٹھی ہاتھ میں لے کر حضرت امیر

المومنین رضی اللہ عنہ کا قصد کیا۔ جب وہاں پہنچا اور سلام کہنے کے بعد آپ کو خبر دی کہ اس نے زبیر کو قتل کر دیا ہے۔ حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے عمرو بن جرموز تجھے دوزخی ہونے کی خوشخبری ہو کیونکہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ زبیر کے قاتل کو آگ کی خوشخبری دو۔ ابن جرموز نے کہا اناللہ وانا الیہ راجعون۔ اگر ہم تمہارے ساتھ جنگ کریں تو ہم دوزخی اگر تمہاری طرف ہو کر لڑائی کریں تو پھر بھی دوزخی! حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ابن صفیہ (زبیر) کا قتل ہونا ان کی تقدیر میں تھا۔ اس بارے میں عمرو بن جرموز نے یہ شعر کہے۔

اتیت علیا براس الزبیر وقد کنت	میں علی کے پاس زبیر کا سر لے کر آیا حالانکہ میں اسے
احسبها زلفه فبشر بالنار قبل	ان کا قرب گمان کرتا تھا اس نے دیکھنے سے پہلے مجھے
العیان فبئس البشارة والتحفه	دوزخی ہونے کی خوشخبری دی۔ ایسی بشارت اور تحفہ
وسیّان عندی قتل الزبیر وضرطة	بہت بُرے ہیں۔ میرے نزدیک زبیر کا قتل اور ذی
عیر بذی الجحفه	جحفہ میں گدھے کی گندی ہوا دونوں برابر ہیں۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی وفات

طلحہ کو مروان بن حکم جو اُم المومنین رضی اللہ عنہا کے لشکر میں تھا، کا تیر لگا جس سے ان کی موت واقع ہوئی۔ بعض نے کہا کسی اور کا تیر لگنے سے وہ فوت ہوئے تھے اس کے بعد حضرت طلحہ، زبیر اور اُم المومنین کا لشکر ہزیمت کا شکار ہو گیا اور اُم المومنین رضی اللہ عنہا کے اونٹ کا فوجیوں نے گھیرا کر لیا اور لوگ ایک دوسرے کے ساتھ دست بدست لڑنے لگے اور گھمسان کی جنگ شروع ہو گئی۔ اُم المومنین رضی اللہ عنہا کے اونٹ کی مہار پکڑنے والے ستر قریش تھے جن میں سے کوئی بھی نہ بچ سکا، ان میں سے محمد بن طلحہ بھی تھے جو اُن میں زیادہ نمازیں پڑھنے کے باعث ''سجاد'' کے لقب سے مشہور تھے۔ وہ عبادت، زہد وتقویٰ اور تنہائی میں بُلند مقام رکھتے تھے۔ جنگ میں وہ صرف اپنے باپ کی خدمت کے لئے گئے تھے۔ محمد بن زبیر بھی قتل ہو گئے اور ان کے بھائی عبداللہ بن زبیر سخت زخمی ہوئے ان کے جسم پر ۳۷ زخم آئے۔

''غرر اور عرر'' میں ہے کہ بنوضبہ اور ''بنو ازد'' نے اونٹ کا گھیراؤ کیا اور وہ یہ رجز پڑھتے

ہوئے آئے۔

نحن بنوضبّه اصحاب الجمل نزل	ہم بنوضبہ اصحاب جمل ہیں، جب موت آئے ہم
بالموت اذا الموت نزل فالموت	اس کے لیے تیار رہتے ہیں۔ ہمارے نزدیک موت
احلی عندنا من العسل نبغی ابن	شہد سے زیادہ میٹھی ہے ہم نیزوں کی نوکوں کے
عفان باطراف الاسل	ساتھ حضرت عثمان کا قصاص طلب کریں گے۔

اونٹ کی مہار پر بنوضبہ کے ستّر ہاتھ کٹ گئے، اونٹ کی مہار کوئی نہ پکڑتا مگر وہ اپنی نسبت بیان کرتا اور کہتا میں فلاں بن فلاں ہوں۔ اس واقعہ میں بہت لوگ شہید ہوئے۔ مورخین نے ذکر کیا ہے کہ اصحابِ جمل سے سولہ ہزار سات سو نوے افراد قتل ہوئے جب کہ ان کی کل تعداد تیس ہزار تھی۔ ان کے مقتول زندوں سے زیادہ تھے اور اصحابِ علی سے دو ہزار ستر شخص قتل ہوئے جب کہ ان کی کل تعداد بیس ہزار تھی۔ بعض کچھ اور کہتے ہیں۔ جب اونٹ کی مہار پر بہت زیادہ قتل ہونے لگے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا اونٹ کی ٹانگیں کاٹ دو۔ ایک شخص نے اسے مارا جس سے اونٹ گر پڑا۔ ''صاحب الغرر'' نے نقل کیا جب کسی نے بُلند آواز سے پکارا۔ اللہ کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت کی حفاظت کرو۔ تو امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادے امام حسن رضی اللہ عنہ سے فرمایا میں ہلاک ہوگیا۔ میں نے تجھے اس سفر سے روکا تھا امام حسن نے کہا مجھے یہ خیال تک نہ تھا کہ معاملہ اس حد تک پہنچ جائے گا۔

اُم المومنین رضی اللہ عنہا رات تک ہودج میں رہیں۔ ان کے بھائی محمد بن ابی بکر صدیق ان کو بصرہ میں عبداللہ بن خلف خزاعی کے گھر لے گئے۔ رات کو زخمی لوگ مقتولوں سے علیٰحدہ کئے گئے۔ امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں اعلان کر دیا کہ بھاگنے والے کا پیچھا نہ کیا جائے نہ زخمی کو کچھ کہا جائے اور نہ ہی کسی کے گھر میں داخل ہوں۔ آپ نے بصرہ سے باہر تین دن قیام کیا اور مقتولین کو دیکھا اور ان کی نمازِ جنازہ پڑھ کر ان کو دفن کرنے کا حکم دیا اور جو ہاتھ اور بازو جسموں سے علیحدہ ہو چکے تھے ان کو بھی دفن کرنے کا حکم دیا۔ جب مقتولین میں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون میں یہ پسند نہ کرتا تھا کہ کسی قریشی کو قتل کیا ہوا دیکھوں۔ اے ابا محمد! اللہ کی قسم تیرا حال وہ ہے جو

ایک شاعر نے کہا ۔

فتیٰ کان یدینه الغنی عن صدیقه — نوجوان کو غنیٰ اس کے دوست کے قریب کرتی ہے

اذا ماهو استغنیٰ ویُبعِدُه' الفقر۔ — جب کہ وہ غنا کا طالب ہو اور فقر اسے دُور کرتا ہے۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا شجرۂ نسب

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ عبید اللہ بن عثمان بن عبید اللہ بن عمرو بن کعب بن سعید بن تیم اللہ ہیں۔ وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے چچازاد بھائی ہیں۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جن حضرات کو جنت کی خوشخبری دی تھی ان میں سے ایک وہ ہیں ان کی کنیت ابو محمد ہے ان کی والدہ صعبہ بنت ابوسفیان بن صخر بن حرب ہیں چونسٹھ سال کی عمر میں شہید ہوئے اور بصرہ میں مدفون ہیں وہیں ان کی مسجد ہے۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی قبر وادی ''السباع'' میں ہے وہ بھی مشہور ہے اور لوگوں کے لیے زیارت گاہ ہے۔ اس وادی کی سباع کی طرف نسبت اس لئے ہے کہ اس میں درندے بہت تھے۔ اس کے بارے صحیم نے کہا۔

مررت علی وادی السباع ولا ادری — میں وادی ''سباع'' سے گزرا اور میں نے وادی

کوادی السباع حین یظلم وادیاً — سباع'' جیسی کوئی وادی نہیں دیکھی جب کہ اس میں ظلم کیا گیا۔

امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے شکست خوردہ لشکر کے ہتھیار اور کپڑے جمع کرنے کا حکم دیا اور فرمایا جو کوئی اپنی شئی پہچانے وہ لے لے مگر وہ ہتھیار جن پر سلطان کی نشانی ہو وہ نہ لے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ پیر کے روز بصرہ میں داخل ہوئے اور سارے بصرہ والوں نے آپ کی بیعت کر لی۔ اس کے بعد اُم المومنین رضی اللہ عنہا سے کہا کہ وہ مکہ مکرمہ تشریف لے جائیں اور متعلقہ ضروری اشیاء دے کر ان کو تیار کیا اور ان کے ہمراہ ایک ماہ کی مسافت تک الوداع کے لیے اپنی اولاد بھیجی۔

اُم المومنین رضی اللہ عنہا نے اس سال حج کے لیے مکہ مکرمہ میں اقامت فرمائی پھر مدینہ منورہ تشریف لے گئیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو بصرہ کا حاکم مقرر فرمایا اس کے بعد خود کوفہ میں

اقامت فرمائی اور عراق، مصر، یمن، حرمین، فارس اور خراسان آپ کے تحت فرمان ہوئے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ شام کے حاکم تھے اور اہل شام ان کے ماتحت تھے۔ حضرت معاویہ کی طرف امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے جریر بن عبداللہ بجلی کو بھیجا تا کہ ان سے امیر المومنین کے لیے بیعت لیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس میں تاخیر کی حتیٰ کہ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فلسطین سے شام آئے تو ان کو دیکھا کہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قصاص طلب کر رہے تھے۔ حضرت عمرو بن عاص نے کہا تم حق پر ہو اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس بات پر متفق ہو گئے کہ وہ کامیاب ہو جائیں تو وہ ان کو مصر کا حاکم بنا دیں گے (کذافی تتمۃ المختصر)

صفین کی جنگ

صفین ''سجین'' کے وزن پر ہے، یہ فرات کے کنارے رقہ کے قریب ایک مقام ہے۔ یہ صف یا صفون سے مشتق ہے۔ پہلی صورت میں نون زائد ہے اور دوسری صورت میں نون اصلی ہے۔ ''کذافی المصباح''۔ جب حضرت معاویہ اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما نے باہم امیر المومنین کے ساتھ جنگ پر اتفاق کر لیا تو جریر بن عبداللہ بجلی امیر المومنین کے پاس آئے اور ان کو حالات سے خبردار کیا۔ ''صاحب الفصول المہمہ'' نے کہا کہ امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے نخیلہ میں لشکر جمع کیا اور لوگوں کو شام پر چڑھائی کے لئے مشتعل کیا تا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے فیصلہ کن جنگ لڑی جائے۔ ادھر حضرت معاویہ کو بھی یہ خبر پہنچ گئی تو وہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نکلے اور لڑائی کے لئے لشکر جمع کرنے لگے۔ انہوں نے ایک جھنڈا عمرو بن عاص کو دو جھنڈے اپنے دونوں بیٹوں عبداللہ اور محمد کو ایک جھنڈا اور ذان کو دیا۔

دونوں لشکر ایک دوسرے کی طرف روانہ ہوئے اور دریائے فرات کے کنارے ان کا آمنا سامنا ہو گیا۔ امیر المومنین رضی اللہ عنہ ابو عمرو، بشیر بن عمرو بن محصن، انصاری بن قیس ہمدانی اور شبیب بن ربعی تمیمی کو بلایا اور ان سے فرمایا تم معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور ان کو اللہ کی طرف میری طاعت اور جماعت میں شامل ہونے کی دعوت دو، شاید اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت دے اور اس اُمت کا بکھرا ہوا شیرازہ اکٹھا ہو جائے۔ ۳۶ ہجری میں ذوالحجہ کے پہلے ہفتہ کا یہ واقعہ ہے۔ وہ حضرات معاویہ

کے پاس گئے اور بشیر نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء سے کلام شروع کیا اور کہا معاویہ آپ سے دُنیا زائل ہونے والی ہے اور عنقریب آپ آخرت کی طرف جانے والے ہیں۔ اللہ تعالےٰ آپ سے حساب لے گا اور اس کی جزا دے گا۔ میں اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ اس اُمت میں تفریق وانتشار نہ ہونے پائے اور آپس میں خونریزی نہ کریں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے درمیان میں ان کا کلام قطع کرتے ہوئے کہا۔ اپنے ساتھی کو یہ نصیحت کیوں نہیں کرتے ہو؟ بشیر نے کہا میرے صاحب کی مثل کوئی نہیں وہ اسلام میں سابق ہی، ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت کا شرف حاصل ہے جو اور کسی کو میسّر نہیں۔ حضرت معاویہ نے کہا۔ ابن عمرو تم کیا کہتے ہو اور مجھے کیا مشورہ دیتے ہو۔

ابن عمرو نے کہا۔ جو میری رائے ہے اور جو میں آپ کو کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ تقویٰ اختیار کریں آپ کے چچا کا بیٹا حق کی طرف آپ کو دعوت دیتا ہے اسے قبول کرلیں کیونکہ وہ دین و دنیا میں آپ سے زیادہ سالم ہیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کیا میں عثمان کے دم سے دست بردار ہو جاؤں؟ اللہ کی قسم ایسا ہرگز نہ ہوگا۔ پھر سعد بن قیس اور شبیب نے کلام کیا مگر ان کی طرف بھی انہوں نے قطعاً التفات نہ کی اور کہا تم چلے جاؤ میرے پاس تلوار کے سوا اور کوئی دوسری تجویز نہیں۔ شبیب نے کہا آپ ہم کو تلوار سے ڈراتے ہیں۔ اللہ کی قسم ہم بہت جلد تلواریں لے کر آجائیں گے یہ کہہ کر وہ امیر المومنین رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور سارا واقعہ بیان کیا۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی گفتگو کے بعد امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے اپنے فوجیوں سے ایک جرنیل کو حکم دیا کہ فوج کا ایک چھوٹا سا دستہ لے کر معاویہ رضی اللہ عنہ کے اتنے ہی فوجیوں کی طرف جائیں اور ایک دوسرے سے لڑیں، پھر ہر ایک فوجی دستہ اپنے اپنے ساتھیوں کی طرف چلا جائے۔ امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے دونوں عسا کر کو خون خرابہ سے بچانے کیلئے یہ تجویز اختیار کی۔ وہ ذوالحجہ کا سارا مہینہ لڑتے رہے کبھی یوں بھی اتفاق ہو جاتا کہ وہ ایک دن میں دو بار جنگ کرتے حتیٰ کہ ۳۷ ہجری شروع ہوگئی اور محرم کے مہینہ میں امیر المومنین اور معاویہ کے مابین لڑائی میں توقف رہا تا کہ صلح کی کوئی صورت نکل آئے اور ایک دوسرے کے قاصد آنے جانے لگے مگر صلح کی کوئی صورت نہ بن سکی۔ جب محرم الحرام گزر گیا تو امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے منادی کو حکم دیا اس نے اہل شام کو بلند آواز سے پکارا کہ امیر المومنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے تمہیں بلایا تا کہ حق کی طرف آؤ اور اس کے تابع ہو جاؤ مگر تم نے ایسا نہ کیا اور سرکشی سے باز نہ آئے اور طاعت قبول نہ کی۔ میں نے برابر عہد

تمہارے حوالے کردیا ہے۔ اللہ تعالیٰ خائن لوگوں سے محبت نہیں کرتا۔
پھر امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے کوفہ کے لشکر پر اشتر کو، بصرہ کے لشکر پر سہل بن حنیف کو، کوفہ کی پیادہ فوج پر عمارہ بن یاسر کو، بصرہ کی پیادہ فوج پر قیس بن سعد کو سپہ سالار بنایا اور مسعر بن فدکی کو اہل کوفہ کے قراء اور بصرہ کے قراء پر سپہ سالار بنایا اور جھنڈا ہاشم بن عتبہ کو دیا، اور خود ان کو صفوں میں تشریف لائے۔ یہ واقعہ صفر کی پہلی تاریخ کا ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بھی اپنا لشکر لے کر آئے۔ انہوں نے میمنہ پر ابن ذی کلاع حمیری کو، میسرہ پر حبیب بن مسلمہ فہری کو، مقدمہ پر ابوالاعور سُلمی کو دمشق کے لشکر پر عمرو بن عاص کو اور اس کی پیادہ فوج پر اسلم بن عینیہ مزنی کو اور باقی لشکر پر ضحاک بن قیس کو سپہ سالار مقرر کیا اور اہلِ شام سے بیعت لی کہ وہ میدانِ جنگ سے ہرگز راہِ فرار اختیار نہ کریں اور مرنے کی صورت میں وہیں مریں۔ لوگوں نے اس کی توثیق کی اور ان کی کل پانچ صفیں تھیں۔

حضرت علی اور مخراق کا مقابلہ

جب قوم کے جیالے کھڑے ہوئے اور مقابلہ کے لئے عساکر تیار ہو گئے تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکر سے ایک بہادر شامی سپاہی نکلا جو شجاعت و بسالت اور قوتِ مقابلہ میں نام رکھتا تھا۔ اسے مخراق بن عبدالرحمن کہا جاتا تھا وہ دونوں صفوں کے درمیان کھڑا ہوا اور اپنے مقابلہ کے لیے پکارا، اس کے مقابلہ میں ایک عراقی لشکر سے باہر آیا جسے عبید مرادی کہا جاتا تھا وہ دونوں نیزوں سے ایک دوسرے پر وار کرتے رہے پھر تلواروں سے لڑنے لگے۔ شامی نوجوان عراقی سپاہی پر غلبہ کر گیا اور اسے قتل کر دیا پھر اس نے اپنے گھوڑے سے اُتر کر مقتول کے سر کو ہلایا اور اس کو زمین سے رگڑا اور اوندھے منہ اسے زمین پر چھوڑ دیا۔ پھر اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور اپنے مقابلہ کے لئے للکارا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر سے ایک ازدی نوجوان نکلا جسے مسلم بن عبدربہ کہا جاتا تھا۔ اس کو شامی نے قتل کر دیا اور اس کے ساتھ وہی معاملہ کیا جو پہلے سے کیا تھا پھر اپنے گھوڑے پر سوار ہو گیا اور اپنے مقابلہ کیلئے آواز دی۔

امیر المومنین کا بھیس بدل کر لڑنا

اس دفعہ اس کے مقابلہ میں امیر المومنین رضی اللہ عنہ بھیس بدل کر نکلے دونوں تھوڑا سا وقت

میدان میں پھرتے رہے۔ شیر خدا امام الاولیاء نے اس کی گردن پر تلوار سے ایک وار کیا اور اس کا نصف دھڑ کاٹ کر زمین پر پھینک دیا اور وہ زمین پر گر پڑا۔ امیر المومنین رضی اللہ عنہ اپنے گھوڑے سے اُترے اور اس کے سر کو ہلا کر اس کا منہ آسمان کی طرف کر دیا پھر اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور بلند آواز سے فرمایا کوئی ہے مقابلہ کرنے والا۔ اس دفعہ ایک شامی نوجوان آپ کے مقابلہ میں آیا۔ امیر المومنین نے اس کے آتے ہی اسے قتل کر دیا اور اس کے ساتھ بھی وہی کیا جو پہلے مقتول سے کیا تھا۔ حتیٰ کہ سات بہادر شامی قتل کیے۔ اب شامی فوجی گھبرائے اور مقابلہ سے ہچکچانے لگے اور ان کے بعد کسی کو مقابلہ میں آنے کی جرأت اور طاقت نہ ہوئی۔ امیر المومنین رضی اللہ عنہ تھوڑا سا وقت میدانِ جنگ میں چکر لگاتے رہے۔ پھر اپنی صف کی طرف تشریف لے گئے اور کسی شامی کو پتہ نہ چلا کہ وہ امیر المومنین بھیس بدل کر لڑ رہے ہیں۔

مبرقع اور کریب کا مقابلہ

شام کے لشکر سے ایک بہادر نکلا جسے کریب بن صباح کہا جاتا تھا وہ دونوں صفوں کے درمیان کھڑا ہوا اور اپنے مقابلہ کیلئے للکارا اس کے مقابلہ میں عراقی نوجوان اپنے لشکر سے باہر آیا جسے مبرقع خولانی کہا جاتا تھا اسے شامی نے قتل کر دیا، پھر حارث حکمی آیا اسے بھی شامی نے قتل کر دیا۔ لوگ اس بہادر شامی کی بہادری کو دیکھ رہے تھے۔

حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ بذاتِ خود اس کے مقابلہ میں آئے اور اس کے سامنے کھڑے ہوئے اور فرمایا اے فوجی! تم کون ہو؟

اس نے کہا مَیں کریب بن صباح خمیری ہوں۔

امیر المومنین نے فرمایا تیری ہلاکت ہو، مَیں تجھے اللہ سے ڈراتا ہوں اور اس کی کتاب اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی طرف بلاتا ہوں۔

کریب نے کہا۔ تم کون ہو؟

فرمایا میں علی بن ابی طالب ہوں۔ اے کریب! اللہ تعالیٰ سے ڈر میں تجھے بہادر نوجوان دیکھتا ہوں۔ اگر تُو لڑائی سے باز آ جائے گا تو تیرے لئے وہی ہوگا جو ہمارے لیے ہے اور تیرے اوپر وہ ہوگا جو ہمارے اوپر ضروری ہے اور تجھے معاویہ دھوکہ میں نہ رکھے۔ اس نے کہا اے علی ذرا قریب آؤ۔

اور یہ کہہ کر اپنی تلوار سنبھالنے لگا امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے بھی تلوار سونت لی اور اس کے قریب ہو گئے، کچھ وقت وہ میدان میں ایک دوسرے کے گرد چکر کاٹتے رہے پھر تلواروں کے ساتھ لڑنا شروع کر دیا۔ حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے پہلی ضرب سے اسے قتل کر دیا۔ کریب زمین پر گر پڑا پھر امیر المومنین نے شامیوں کو للکارا کیا کوئی مقابلہ کرنے والا ہے۔ حارث حمیری آپ کے مقابلہ میں آیا تو اسے بھی قتل کر دیا۔ یکے بعد دیگرے شامی مقابلہ میں آتے رہے اور حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ ان کو قتل کرتے رہے حتیٰ کہ چار شامی قتل کیے۔ اور قرآن مجید کی اس آیت کی تلاوت فرمائی۔

اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمَاتُ قِصَاصٌ فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ۔

ماہ حرام کے بدلے ماہ حرام اور ادب کے بدلے ادب ہے جو تم پر زیادتی کرے اس پر زیادتی کرو اتنی ہی جتنی اس نے کی اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ اللہ ڈر والوں کے ساتھ ہے۔

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ اور عروہ کا مقابلہ

امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے بلند آواز سے للکارا۔ معاویہ تم میرے مقابلہ میں آؤ ہمارے جھگڑے میں عرب فنا نہ ہوں۔ اور آج فیصلہ ہو جائے۔ حضرت معاویہ نے کہا چار بہادر عربوں کے مقابلہ کے بعد اب مجھے آپ کے مقابلہ میں آنا مناسب نہیں بس تجھے یہی کافی ہے۔ حضرت معاویہ کے لشکر سے ایک نوجوان چلایا۔ جس کو عروہ کہا جاتا تھا اور کہا علی اگر معاویہ تمہارے مقابلہ میں آنا پسند نہیں کرتے تو میں آپ سے مقابلہ کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر اس نے تلوار میان سے نکالی اور امام الاولیاء کے سامنے آیا۔ دونوں لڑتے رہے پھر اس نے پہلے امام الاولیاء پر تلوار سے وار کیا جسے امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے تلوار کے ساتھ روک لیا، پھر امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے اس کے سر پر تلوار چلائی اور اسے قتل کر کے زمین پر پھینک دیا۔ شامیوں پر یہ قتل بہت گراں گزرا، کیونکہ عروہ ان میں مشہور بہادر تھا پھر رات ہو گئی۔

حضرت علی اور عمرو کا مقابلہ

اس اثناء میں دونوں لشکر باہم مقابل تھے۔ امیر المومنین رضی اللہ عنہ بھیس بدل کر نکلے اور

اپنے مقابلے کے لیے للکارا۔ اس دفعہ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ آپ کے مقابلہ میں آئے۔ حضرت معاویہ نے کہا عمرو اس کے مقابلہ میں نہ جاؤ مگر عمرو نے ایک نہ سُنی اور مقابلہ میں آئے اور ان کو یہ معلوم نہ تھا کہ وہ علی ہے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کو دیکھا تو حضرت علی اس کے آگے پیچھے کو جاتے رہے تا کہ وہ یہ سمجھے کہ شکست کھا رہا ہے۔ اس سے امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کا مقصد اس کو لشکر سے دُور کر دینا تھا۔ عمرو آپ کے پیچھے دوڑتے رہے اور ساتھ ساتھ یہ بھی کہتے تھے۔

یا قادۃ الکوفۃ یا اھل الفتن — کوفہ کے قائد و اور فتنہ برپا کرنے والو میں تم کو

اضربکم ولا اری ابا الحسن۔ — ماروں گا اور ابوالحسن کو نہ دیکھوں گا۔

حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے اس پر حملہ کیا اور فرمایا۔

ابو الحسین فاعلمن والحسن — تجھے معلوم ہونا چاہیے حسین اور حسن کا باپ تیرے

قد جاك یقتاد العنان والرسن۔ — پاس آیا ہے، جو لشکر کی باگ ڈور کا قائد ہے۔

جب یہ سُنا تو عمرو نے آپ کو پہچان لیا اور گھوڑا دوڑاتے ہوئے بھاگ نکلے اور یہ کہتے جاتے تھے، اپنے بھائی کو مجبور کرتے ہو یہ بہادری نہیں۔ امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے دوڑ کر ان کو ایک نیزہ مارا جو ان کی زرہ کے گرہوں تک پہنچ گیا اور اسے زمین پر گرا دیا حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو یقین ہو گیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اسے قتل کر دیں گے تو وہ بچتے ہوئے گرے اور ان کا ستر ننگا ہو گیا۔ حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے ان سے چہرہ پھیر لیا اور واپس لشکر میں لوٹ آئے اور فرماتے تھے مومن کی شرمگاہ نگہبان ہے۔

عمرو اُٹھے اور اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر معاویہ کے پاس آئے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ہنسنا شروع کیا تو عمرو نے کہا آپ کیوں ہنستے ہیں؟ اللہ کی قسم اگر آپ ہوتے اور ان کے سامنے آپ کا اس طرح ستر ننگا ہو گیا ہوتا جیسے میرا ستر ننگا ہو گیا تھا تو قتل کر دیتے اور آپ کو وہ کبھی معاف نہ کرتے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا اگر میں یہ جانتا کہ آپ خوش طبعی برداشت نہیں کرتے تو میں آپ سے خوش طبعی نہ کرتا، حضرت عمرو بن عاص نے کہا مزاح چھوڑیں لیکن یہ بتائیں کہ اگر کوئی شخص کسی سے ملے اور ایک دوسرے سے اعراض کر جائے کیا آسمان سے خون کے قطرے ٹپکیں گے؟ کہا نہیں لیکن یہ رُسوائی ہے جو ہمیشہ باقی رہے گی۔ اللہ کی قسم اگر میں علی کو پہچان لیتا تو کبھی ان کے

سامنے نہ جاتا۔ چنانچہ ابوالفراس کہتا ہے:۔

ولا خیر فی ردّ الردّی بمذلة کما
ردّھا یومًا بسواۃ عمرو۔

ذلّت سے ہلاکت کو دفع کرنے میں کوئی بھلائی نہیں جیسے ایک روز عمرو نے اپنی شرمگاہ کے ساتھ اسے دفع کیا تھا۔

حضرت علی اور بشر بن ارطاۃ کا مقابلہ

پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکر سے ایک شہسوار جو شہادت اور بہادری میں مشہور تھا اور اسے بشر بن ارطاۃ کہا جاتا تھا کو اس کے نفس نے امیر المومنین رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں جانے کا مشورہ دیا، لیکن اس نے اپنے بہادر غلام لاحق سے مشورہ کیا تو اس نے کہا میں تجھے اس میں کوئی مشورہ نہیں دیتا ہوں۔ ہاں اگر تجھے اپنی ذات پر وثوق اور یقین ہے کہ تو امیر المومنین کا مقابلہ اور ان کے میدان کے شہسواروں سے ہے تو مقابلہ کے لئے چلے جاؤ مگر یہ نہ بھولنا کہ وہ متحمل شیر اور خاموش بہادر ہے پھر اس نے یہ اشعار پڑھے۔

فانت لہ یا بِشر ان کنت مثلہ والّا
فان اللیث للضبع اکل متی تلقہ
فالموت فی راس رُمحلہٖ و فی سیفہٖ
شغل لنفسك شاغل۔

اے بشر اگر تو اس کی مثل ہے تو اس کا مقابلہ کرو ورنہ شیر بچھو کو کھا جانے والا ہے تو جب اسے ملے گا تو اس کے نیزے کے سر پر تیری موت ہے اور اس کی تلوار میں شغل ہے وہ تیری جان سے مشغول ہوگی۔

بشر نے غلام سے کہا تیری ہلاکت ہو کیا وہ موت ہے؟ اللہ کی قسم مجھے ہر حال میں اس کا مقابلہ کرنا ہے، چنانچہ وہ مقابلہ میں گیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب اسے دیکھا تو اس پر حملہ کر دیا اور نیزے کے ساتھ اسے گھائل کر دیا، وہ اپنی پشت کے بل زمین پر گر گیا اور اپنا پاؤں اوپر اٹھا دیا جس سے اس کی شرمگاہ برہنہ ہوگئی۔ حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے اپنا چہرہ دوسری طرف پھیر لیا۔ بشر جلدی سے اُٹھا اور اس کے سر سے خود گر گیا۔ امیر المومنین کے لشکر نے اسے پہچان لیا۔ انہوں نے بلند آواز سے امیر المومنین کو پکارا کہ وہ بشر بن ارطاۃ ہے وہ جائے نہیں۔ امیر المومنین نے فرمایا اسے چھوڑو۔ وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف لوٹ گیا۔ انہوں نے ہنستے ہوئے کہا شرم نہ کرنا کوئی

حرج نہیں۔عمرو کے ساتھ بھی یہی کچھ ہوا تھا۔اس اثناء میں اہلِ کوفہ سے ایک نوجوان زور سے بولا شامیو! ہلاک ہو جاؤ کیا تم شرمگاہیں برہنہ کرتے ہوئے شرماتے نہیں ہو؟ اور یہ شعر پڑھے۔

افی کل یوم فارس بعد فارس له	کیا ہر روز ہر ایک فوجی کی شرمگاہ یکے بعد دیگرے
عورة تحت العجاجه باديه ويضحك	غبار میں برہنہ ہوتی ہے گی اور معاویہ تنہائی میں
عنه في الخلاء معاوية فقولا لعمرو	اس سے ہنستا ہے۔عمرو اور ابن ارطاۃ سے کہہ دو
ابن ارطاة انظرا سبيلكما لا تلقيا	کہ تم دونوں اپنی راہ دیکھو اور دوسری بار شیر کا
الليث ثانيه يكف على عنه على	مقابلہ نہ کرسکو گے اور علی اس سے اپنا نیزہ روکتے
سنانه ولا تحمد الا الحياء	رہیں گے تم حیاء اور اپنی شرمگاہوں کی تعریف کرو
وخصاكما فانهما والله للنفس واقيه	اللہ کی قسم وہ دونوں نفس کو بچاسکتے ہیں اگر وہ دو نہ
فلولا هما لم تنجيا من سنانه وتلك	ہوتے تو تم امیر المومنین کے نیزہ سے نجات نہ
وما فيها عن العود كافيه متى تلقى	پاتے۔ یہ سب کچھ دوبارہ لوٹنے سے کافی
الخيل المغيرة صبحة وفيها على	ہے جب تو صبح کو حملہ آور گھوڑوں سے ملے
فاتر كا الخيل ناحيه۔	اور ان میں علی ہو تو گھوڑے ایک طرف کرلو۔

بِشر بن ارطاۃ شرم کے مارے حضرت عمرو رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر ہنس رہا تھا اور عمرو رضی اللہ عنہ بشر کو دیکھ کر ہنس رہے تھے۔شامی حضرات امیر المومنین سے سخت خائف ہوئے اور ان کے مقابلہ کی کسی کو جرأت نہ ہوئی۔امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ بار بار حالت تبدیل کر کے ان کے مقابلہ میں آتے۔اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا آزاد کردہ غلام جسے احمر کہا جاتا تھا اور وہ بہادری میں یکتائے زمان تھا مقابلہ کے لیے آیا مگر امیر المؤمنین نے اس کے مقابلہ میں اپنا آزاد کردہ غلام بھیج دیا جسے کیسان کہا جاتا تھا۔ہر ایک نے ایک دوسرے پر حملہ کیا۔احمر نے کیسان کو پہلے تلوار ماردی اور اسے قتل کردیا۔کیسان کے قتل کے بعد امیر المؤمنین نے کہا اگر میں تجھے قتل نہ کروں تو اللہ مجھے ہلاک کردے یہ کہہ کر احمر پر حملہ کیا احمر نے حضرت علی پر تلوار سے وار کیا۔امیر المؤمنین اس کا وار تلوار سے روک کر اس کے قریب ہوئے اور اس کی گردن کی طرف اپنے ہاتھ بڑھائے اور اسے مضبوط پکڑ کر گھوڑے سے اوپر اٹھا کر زور سے زمین پر پھینکا اور اس کی کمر اور پسلیاں توڑ کر رکھ دیں۔پھر واپس لشکر میں تشریف لے گئے۔

حضرت علی اور حریث کا مقابلہ

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا ایک غلام جس کا نام ''حریث'' تھا۔ وہ بہت بہادر یکتائے زمان تھا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اس کو امیر المومنین رضی اللہ عنہ کے مقابلہ سے بچا کر رکھتے تھے۔ حضرت علی بھیس بدل کر میدان جنگ میں آئے اور مقابلہ کے لیے للکارا، مگر حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے آپ کو پہچان لیا اور حریث سے کہا کہ اس للکارنے والے کو پکڑو یہ جانے نہ پائے اسے قتل کردو اور ''حریث'' کو آگے بڑھایا حریث آگے بڑھا وہ یہ نہ جانتا تھا کہ للکارنے والا شخص امیر المومنین ہے۔ چشم زدن میں امیر المومنین نے اس کے دماغ پر ایک تلوار ماری جس سے وہ قتل ہو کر زمین پر گر پڑا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور دوسرے شامیوں کو یقین ہو گیا کہ اس کو علی کے سوا اور کوئی قتل نہیں کر سکتا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس کے قتل سے سخت دُکھ پہنچا اور عمرو بن عاص سے کہا تُو نے دھوکہ سے میرے غلام کو قتل کیا ہے تیرے سوا اس کا کوئی قاتل نہیں۔

عباس اور عرارہ کا مقابلہ

جنگ کے ایام میں اتفاق یہ ہوا کہ حضرت عباس بن ربیعہ ہاشمی رضی اللہ عنہ جو امیر المؤمنین کے سپاہی تھے۔ میدان جنگ میں آئے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکر سے مشہور فوجی ''عرارہ'' نامی ان کے مقابلے میں آیا۔ اس نے عباس سے کہا۔ کیا مقابلہ کرو گے؟ عباس نے جواب دیا۔ کیا نیچے اُتر کر لڑو گے۔

اس نے کہا ''ہاں''۔ چنانچہ ہر ایک اپنے اپنے گھوڑے سے نیچے اُتر آیا اور مقابلہ شروع ہوا۔ دونوں لشکر کھڑے ان کے مقابلہ کا منظر دیکھ رہے تھے کہ کون بازی لے جاتا ہے۔ وہ تھوڑا سا وقت تلواروں سے لڑتے رہے، کوئی بھی دوسرے پر کامیاب نہ ہو سکا، پھر دوسری بار لڑائی شروع کی اور ایک دوسرے کے گرد گھومنا شروع کیا۔ عباس کو شامی کی زرہ میں ایک جگہ کمزور نظر آئی اور اس کی تلوار لوہے کو کاٹ ڈالتی تھی۔ انہوں نے زرہ کے وسط میں کمزور مقام پر تلوار ماری اور شامی کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔ اس سے لوگ متعجب ہوئے اور صداہائے نعرۂ تکبیر بلند ہونے لگیں۔ عباس اپنے گھوڑے پر سوار

ہوئے اور دونوں لشکروں کے درمیان گھومنا شروع کر دیا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے لشکر سے کہا تم سے جو شخص اس کے مقابلہ میں جائے اور اسے قتل کرے اس کو دو انعام دیئے جائیں گے۔ یہ سن کر قبیلہ لخم کے دو نوجوان لشکر سے باہر آئے اور ہر ایک یہ کہہ رہا تھا کہ میں اس کا مقابلہ کرتا ہوں۔ حضرت معاویہ نے کہا تم دونوں جاؤ اور جو بھی اس کو قتل کرے اس کو وہی انعام دیا جائے گا جو میں نے کہا ہے اور دوسرے کو اس سے نصف انعام ملے گا۔ وہ دونوں مقابلہ کے لیے آگے بڑھے اور مقابلہ کی جگہ کھڑے ہو کر بلند آواز سے کہنے لگے۔ عباس کیا مقابلہ کرنا چاہتے ہو؟ جس کے ساتھ مقابلہ کرنا چاہتے ہو ذرا آگے آؤ۔ حضرت عباس نے کہا میں اپنے امیر سے اجازت حاصل کر لوں پھر آتا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان کے ساتھ مقابلہ کی اجازت چاہی۔ امیر المومنین نے فرمایا میں ان کے مقابلہ میں جاتا ہوں۔ میرے قریب آؤ اپنا لباس اور گھوڑا اور جو کچھ گھوڑے کا سامان ہے مجھے دو اور تم میرا لباس اور گھوڑا لے لو، پھر امیر المومنین رضی اللہ عنہ ان کے مقابلہ میں گئے اور دونوں لشکروں کے درمیان گھومنا شروع کیا۔ ان کو دیکھ کر ہر شخص یہی گمان کرتا تھا کہ وہ عباس ہے۔ دونوں لخمیوں نے کہا اپنے امیر سے اجازت لے آئے ہو۔ امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے جھوٹ سے اجتناب کرتے ہوئے فرمایا۔

اُذِنَ لِلَّذِیۡنَ یُقٰتَلُوۡنَ بِاَنَّهُمۡ ظُلِمُوۡا وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰی نَصۡرِهِمۡ لَقَدِیۡرُ ۔ اجازت عطا ہوئی انہیں جن سے کافر لڑتے ہیں اس بنا پر کہ ان پر ظلم ہوا اور بے شک اللہ ان کی مدد کرنے پر ضرور قادر ہے۔

ان میں سے ایک امیر المومنین کی طرف آیا اور ایک دوسرے سے لڑنا شروع کر دیا۔ امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر تلوار سے وار کیا، تلوار اس کے پیٹ پر لگی اور اس کے دو ٹکڑے کر دیئے۔ پھر دوسرا آگے بڑھا۔ امیر المومنین نے چشم زدن میں اس کو پہلے کے ساتھ ملا دیا۔ پھر دونوں صفوں کے درمیان گھومتے رہے پھر اپنے لشکر میں واپس تشریف لے آئے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور دوسرے شامیوں کو یقین ہو گیا کہ وہ حضرت علی ہے۔ جس نے بھیس بدلا ہوا ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا ایسی ثقیل زبان والے کا اللہ برا کرے یہ تو سخت اونٹ ہے جو بھی اس پر سوار ہوتا ہے اسے ذلیل وخوار کر دیتا ہے۔ حضرت عمرو بن عاص نے کہا اللہ کی قسم! دونوں لخمی رسوا اور ذلیل کئے گئے ہیں۔

لیلۃ الہریر کا واقعہ

اسی جنگ میں "لیلۃ الہریر" کا واقعہ پیش آیا۔ بعض نے کہا یہ لیلۃ القادسیہ کے مشابہ ہے کہ حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ جب بھی کسی مقتول کو قتل کرتے تو اس پر بلند آواز سے فرماتے۔ اللہ اکبر۔ اس رات میں نے پانچ سو تیئیس تکبیریں (۵۲۳) مقتولوں پر شمار کیں۔ اس رات لوگ امواجِ بحر کی طرح جمع تھے اور فحول کی طرح ایک دوسرے سے متصادم تھے۔ جب کہ وہ ایک دوسرے پر حملہ آور ہوتے وقت متصادم ہوتے ہیں اس رات کی صبح جب سفید ہوئی اور رات نے اندھیرا زائل کیا تو فریقین سے قتل ہونے والوں کی تعداد چھتیس ہزار تھی۔ یہ جمعہ کی رات کا واقعہ ہے۔ حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ میدانِ جنگ میں لشکر کے قلب میں تھے۔ اُشتر میمنہ میں اور ابن عباس میسرہ میں تھے ہر طرف سے قتال کا بازار گرم تھا۔ مدد و نصرت کی شعاعیں امیر المومنین کے لئے چمک رہی تھیں۔ اُشتر لشکر کے میمنہ میں لڑ رہے تھے اور اپنے ساتھیوں کو پکار پکار کر کہہ رہے تھے نیزہ کی مقدار آگے بڑھو اور ان کو آگے بڑھا رہے تھے اور فرماتے اس کی کمان کی مقدار بڑھو جب بھی وہ آگے بڑھتے ان کو شامیوں کی طرف اور بڑھاتے۔ حضرت امیر المومنین کو جب اُشتر کی طرف کامیابی نظر آئی تو ان کو اور کمک بھیجی اور کثیر تعداد لوگوں سے ان کی مدد کی۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے جب شامیوں میں کمزوری دیکھی اور ان کو شکست ہوتی نظر آئی تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا۔ میں آپ سے ایک بات کروں جس سے ہمارا امر مجتمع اور ان کا اجتماع متفرق ہو جائے گا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں ضرور کہو۔ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا ہم اپنے نیزوں پر قرآن کریم اونچا کریں اور ان کو قرآن کے فیصلہ کی طرف بلائیں اور کہیں ہمارے درمیان قرآن حاکم اور فیصل ہے۔ اگر ان میں سے بعض لوگ یہ فیصلہ قبول کرنے سے انکار کریں گے تو ان میں سے بعض ایسے لوگوں کو بھی آپ دیکھیں گے جو یہ کہیں گے کہ ہم اللہ کا فیصلہ قبول کرتے ہیں۔ اس سے ان میں اختلاف جنم لے گا۔ اگر وہ اتفاقاً قبول کرلیں گے تو کچھ مدت کے لئے جنگ میں تاخیر ہوگی۔ شامیوں نے نیزوں پر قرآن بلند کر دیئے اور کہا یہ اللہ کی کتاب ہمارا فیصلہ کرے گی۔ امیر المومنین کے لشکر نے جب یہ دیکھا تو کہا ہم اللہ کی کتاب کے فیصلہ کے پابند ہیں۔ مگر امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا اپنے حقوق کے لیے بدستور لڑتے رہو

اور اپنے مخالف سے جنگ میں مشغول رہو۔ کیونکہ میں معاویہ۔ عمرو بن عاص۔ ابن ابی سرح اور ضحاک رضی اللہ عنہم کو تم سے زیادہ پہچانتا ہوں۔ وہ قرآن کے فیصلہ کی پابندی نہیں کریں گے۔ میں نے چھوٹی بڑی عمر میں ان کا تجربہ کیا ہے۔ صرف وقتی ضرورت کے لئے انہوں نے قرآن کو اٹھایا ہے۔ اور وہ کمزور ہو چکے ہیں۔

حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ کے لشکر سے قرآء نے کہا ہم کو قرآن کے فیصلہ کی طرف بلایا جا رہا ہے اور ہم اس کا انکار کر رہے ہیں۔ امیر المومنین نے فرمایا اللہ کی کتاب کا فیصلہ کے لیے تو ہم ان سے جنگ کر رہے ہیں۔ مسعود بن فدک تمیمی اور زید بن حصین طائی نے جو قرآء کی جماعت میں تھے اور بعد میں وہ خارجی ہو گئے تھے نے کہا یا امیر المومنین جب وہ قرآن کے فیصلہ کی طرف ہم کو دعوت دیتے ہیں تو اسے قبول کر لینا چاہیے ورنہ ہم تمہاری رسی قوم کے حوالے کر دیں گے۔ اُشتر لشکر کے میمنہ میں علی قلب میں اور ابن عباس میسرہ میں تھے، جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ امیر المومنین اور ابن عباس رضی اللہ عنہم لڑنے سے رُک گئے اور اُشتر نے جنگ جاری رکھی، کیونکہ وہ کامیابی کی راہ دیکھ رہے تھے۔ انہوں نے کہا اُشتر کو بلائیں اور اسے کہیں کہ وہ لڑائی بند کر دے۔ امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے اُشتر کو بلانے کے لیے یزید بن ہانی کو بھیجا۔ اشتر نے کہا امیر المومنین رضی اللہ عنہ سے کہہ دو کہ یہ وقت مجھے اپنے مقام سے دُور نہیں کر سکتا۔ میں کامیابی کی ہوائیں چلتی دیکھ رہا ہوں۔ یزید بن ہانی نے اشتر کی بات امیر المومنین کو پہنچا دی آپ نے اس کو دوبارہ اُشتر کے پاس بھیجا کہ وہ میرے پاس آئے کیونکہ فتنہ کی آگ بجھنے والی ہے۔ اُشتر آئے اور کہا اللہ کی قسم مجھے گمان ہے کہ یہ واقعہ اختلاف برپا کرے گا اور لوگوں میں منافرت اور تفریق کا باعث ہوگا۔ اور یقیناً یہ عمرو بن عاص کا مشورہ ہوگا۔

اُشتر اپنے لشکر میں آئے اور کہا عراق والو! ذلت و کمزوری والو! کیا جب تم دشمن پر غالب آ گئے اور ان کو تمہارے غلبہ کا یقین ہو گیا، انہوں نے قرآن کریم کو اٹھایا اور اس کے حکم کی تم کو دعوت دینے لگے۔ مجھے تھوڑی سی مہلت دو کیونکہ فتح آ پہنچی ہے اور نصرت و مددِ الٰہی ہماری طرف متوجہ ہو کر آ رہی ہے۔ انہوں نے کہا اُشتر ایسا کبھی نہ ہوگا۔

اُشتر نے کہا مجھے گھوڑا دوڑانے کی مہلت دو۔

انہوں نے کہا۔اس وقت تم اس بھنور میں داخل ہو جاؤ گے۔

اُشتر نے کہا مجھے یہ بتاؤ تم کب سے حق پر ہو، کیا جب تم لڑائی کر رہے تھے اور تمہارے بڑے بڑے سردار قتل ہو رہے تھے یا اب جب کہ تم لڑائی سے رُک رہے ہو۔

انہوں نے کہا اُشتر اس بات کو چھوڑ دو۔ہم نے اللہ کے لیے ان کے ساتھ جنگ کی اور اللہ کے لیے ختم کر رہے ہیں۔

اُشتر نے کہا تم کو دھوکہ دیا گیا ہے اور تم دھوکہ میں آ گئے ہو، تمہیں لڑائی ختم کرنے کو کہا گیا ہے جسے تم نے قبول کرلیا ہے۔کالے چہروں والو! ہم تمہاری نمازوں کو دنیا میں زُہد وتقویٰ گمان کرتے تھے اور یہ گمان کرتے تھے کہ اللہ کے محب ہو۔اب میں تمہارا مقصد صرف اور صرف دنیا دیکھ رہا ہوں، غلاظت کھانے والی گائے کے مشابہ لوگو! اس کے بعد تم کبھی عزت نہ حاصل کرسکو گے تم ایسے دُور ہو جاؤ گے جیسے ظالم دُور ہوئے۔اہل عراق نے اُشتر کو اور اُشتر نے ان کو سخت کلمات کہے اور اس کے گھوڑے کے منہ پر مارنے لگے۔حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے سب سے کہا یہ تم کیا کر رہے ہو اور ان کو خاموش کرادیا۔

قرآن کے فیصلہ پر اتفاق

دونوں لشکر قرآن کریم کو حاکم بنانے پر متفق ہوگئے اور اس پر سب راضی ہوئے اشعث بن قیس امیر المومنین رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور کہا میں دیکھ رہا ہوں کہ سب لوگ قرآن کے فیصلہ پر راضی ہوگئے ہیں جس کی انہوں نے ہم کو دعوت دی ہے اگر آپ چاہیں تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس جائیں اور ان سے پوچھیں کہ وہ کیا چاہتے ہیں۔فرمایا جاؤ۔وہ حضرت معاویہ کے پاس گئے اور کہا تم نے کس لیے قرآن مجید کو بلند کیا تھا۔انہوں نے کہا ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہم اور تم سب اللہ کی کتاب کے اس فیصلہ کو تسلیم کرلیں جس کا وہ حکم کرے، تم جس شخص کو پسند کرتے ہو اسے بھیج دو اور جس کو ہم پسند کرتے ہیں ہم اسے بھیج دیتے ہیں اور ان کو کہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب پر عمل کریں اور اس سے تجاوز نہ کریں اور جس فیصلہ پر ان کا اتفاق ہو، اس کو تسلیم کرلیں۔اشعث نے کہا یہ درست بات ہے اور وہ حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی طرف لوٹ آئے اور حضرت معاویہ کی ساری گفتگو بیان کی۔لوگوں نے کہا ہم اس پر راضی

ہیں اور اسے قبول کرتے ہیں۔ شامیوں نے کہا فیصلہ کرنے کے لیے ہم عمرو بن عاص کو پسند کرتے ہیں۔ اشعث اور وہ لوگ جو بعد میں خارجی ہو گئے تھے نے کہا ہم ابو موسیٰ اشعری کو پسند کرتے ہیں۔ حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم نے شروع میں میری نافرمانی کی تھی اب تو میری نافرمانی نہ کرو، میں نہیں چاہتا کہ تم ابو موسیٰ کو فیصلہ میں ثالث بناؤ کیونکہ وہ عمرو بن عاص اور اس کی تدبیر کے سامنے ضعیف ہے۔ اشعث اور اس کے ساتھیوں نے کہا ہم ابو موسیٰ پر ہی راضی ہیں کہ ان کو فیصل بنایا جائے۔ کیونکہ انہوں نے ہم کو اس امر سے ڈرایا تھا جس میں ہم اب مبتلا ہیں مگر ہم نے ان کی بات نہ سنی تھی (یاد رہے) حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اس لڑائی سے کنارہ کش رہے تھے۔ حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ ابو موسیٰ اس کام کو پایۂ تکمیل تک نہ پہنچا سکیں گے۔ تم ابن عباس کو میرے پاس لاؤ، میں اس کو اس امر کا والی بناتا ہوں۔ کیونکہ وہ اس امر کو ابو موسیٰ سے زیادہ سمجھتے ہیں۔ لوگوں نے کہا اللہ کی قسم ہم اس شخص کو پسند کرتے ہیں جو آپ اور حضرت معاویہ دونوں میں یکساں ہو۔

امیر المومنین نے فرمایا۔ میں اُشتر کو اس کا والی بناتا ہوں۔

لوگوں نے کہا۔ لڑائی کی آگ کو مشتعل کرنے والا ہی اُشتر ہے۔

فرمایا۔ تم ابو موسیٰ کے سوا اور کسی کو تسلیم نہیں کرتے ہو؟

انہوں نے کہا۔ جی نہیں۔ امیر المومنین نے فرمایا۔ پھر جو چاہتے ہو کرو۔

وہ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو لے آئے جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے کہ وہ لڑائی سے کنارہ کش رہے تھے۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے تا کہ ان کی موجودگی میں تحریر کریں۔ چنانچہ صلح نامہ لکھنا شروع کیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

یہ وہ صلح نامہ ہے جس پر امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے فیصلہ کیا۔ عمرو بن عاص نے کہا۔ وہ تمہارے امیر ہیں ہمارے امیر نہیں۔ لفظ ''امیر'' کو مٹا دو۔ احنف بن قیس نے کہا یا امیر المومنین امیر کے لفظ کو نہ مٹائیں اگرچہ لوگ ایک دوسرے کو قتل کر دیں۔ مجھے ڈر ہے کہ اگر آپ نے اسے مٹا دیا تو پھر کبھی آپ کو یہ لفظ نصیب نہ ہوگا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تھوڑا سا وقت اس سے انکار کیا۔ اشعث بن قیس نے اس میں کلام کیا

اور اس لفظ کو مٹا دیا حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''اللہ اکبر'' سنت، سنت جیسی ہے۔

اللہ کی قسم میں حدیبیہ کی صلح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کاتب تھا۔ میں نے لکھا ''محمد رسول اللہ'' تو مکہ والوں نے کہا۔ آپ اللہ کے رسول نہیں، لیکن اپنا اور اپنے باپ کا نام لکھو۔ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لفظ ''رسول اللہ'' مٹا دو۔

میں نے کہا مجھ میں یہ لفظ مٹانے کی طاقت نہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے دکھاؤ۔ میں نے آپ کو یہ لفظ دکھایا تو آپ نے اسے مٹا دیا۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس جیسا معاملہ تمہارے ساتھ بھی ہوگا اور آپ اسے قبول کریں گے۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا سبحان اللہ! ہم کو کفار سے تشبیہ دی جاتی ہے حالانکہ ہم مومن ہیں۔ اور کہا لکھو۔ یہ وہ صلح نامہ ہے۔ جس پر علی بن ابی طالب اور ان کے ساتھیوں نے فیصلہ کیا ہے۔ حضرت علی کا فیصلہ کوفہ والوں اور ان کے ساتھیوں اور حضرت معاویہ کا فیصلہ شام والوں اور ان کے ساتھیوں کو قابل قبول ہوگا۔ ہم اللہ کی کتاب اور اس کے حکم پر فیصلہ کریں گے۔ اس کے سوا ہمارا کوئی دوسرا فیصل نہ ہوگا اور اوّل سے آخر تک اللہ کی کتاب ہمارے درمیان فیصلہ کرے گی۔ جس کو اس نے زندگی دی اسے ہم زندہ رکھیں گے اور جس کو اس نے فوت کر دیا اسے، ہم فوت کر دیں گے، دونوں حاکم ابو موسیٰ اشعری اور عمرو بن عاص جو حکم اللہ کی کتاب میں دیکھیں اس پر عمل کریں اور جو نہ دیکھیں تو سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیصل ہوگی جو جامع اور عادل ہے اور اس میں کسی قسم کا تردّد نہیں۔ دونوں حاکموں نے حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما اور ان کے لشکروں سے مضبوط وعدہ لے لیا کہ وہ تمام اس میں مطمئن ہیں جو وہ فیصلہ کریں گے ساری اُمّت ان کے فیصلہ کی پابند ہوگی۔ اور ابو موسیٰ اشعری، عبداللہ بن قیس اور حضرت عمرو بن عاص پر لازم ہے کہ وہ اس اُمت میں قرآن کے حکم کے مطابق فیصلہ کریں اور وہ فیصلہ کئے بغیر ہرگز جُدا نہ ہوں گے اور رمضان المبارک تک فیصلہ کے لیے مہلت دی گئی اگر اس سے اور تاخیر کرنا پسند کریں تو وہ اسے مؤخر بھی کر سکتے ہیں اور وہ جس مکان میں فیصلہ کریں گے وہ کوفہ والوں اور شام والوں کے درمیان مساوی مسافت پر ہوگا۔ صلح نامہ پر اشعث بن قیس، عدی بن حجر، سعد بن قیس ہمدانی، ورقاء بن شمس، عبداللہ بن عکل عجلی، حجر بن عدی کندی، عقبہ بن زیادہ حضرمی، یزید بن حجرہ تیمی اور مالک بن کعب ہمدانی نے دستخط کئے۔ یہ حضرات تمام حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھی ہیں اُدھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سے ابو اعور سلمی، حبیب بن سلمہ، رمیل بن عمرو عدوی، حمزہ بن مالک ہمدانی، عبدالرحمٰن بن خالد مخزومی،

سبیع بن یزید انصاری عتبہ بن ابی سفیان اور یزید بن حجر نے دستخط کیے۔ اشعث بن قیس صلحنامہ لے کر باہر آئے اور لوگوں کو پڑھ کر سنایا۔ یہ صلح نامہ ۳۷ ہجری میں ۱۳ صفر کو بُدھ کے روز لکھا گیا۔ دونوں فریقوں نے اس پر اتفاق کیا کہ دونوں حاکم ''دومۃ الجندل'' میں بیٹھیں۔ دومۃ الجندل وہ جگہ ہے جہاں شہد کی کھیاں اور کھیتی باڑی بہت ہوتی ہے۔ اسی مقام میں مارد قلعہ ہے۔

جانبین سے قتل ہونے والے

حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سے قتل ہونے والوں کی تعداد پچیس ہزار تھی۔ ان میں حضرت عمار بن یاسر اور پچیس صحابی بدری ہیں جب کہ سارے لشکر کی تعداد نوّے ہزار تھی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں سے ۴۵ ہزار قتل ہوئے جب کہ ان کی کل تعداد ایک لاکھ بیس ہزار تھی۔ دونوں لشکر صفین میں ایک سو دس دن رہے۔ اس اثناء میں ستر یا نوے دفعہ لڑائی ہوئی۔ یہ ساری تفصیل صاحب الفصول المہمہ وغیرہ نے ذکر کی ہے۔ شیخ ابو اسحاق فیروز آبادی کے عقائد میں یوں ہے کہ حضرت عمرو بن عاص حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے وزیر تھے۔ جب حضرت عمار بن یاسر قتل ہوئے تو وہ لڑائی سے دستبردار ہو گئے اور بہت لوگ ان کی متابعت میں لڑائی سے رُک گئے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا تم لڑائی کیوں نہیں کرتے ہو، تو عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے اس شخص (عمار بن یاسر) کو قتل کیا ہے، حالانکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ عمار بن یاسر کو باغی لوگ قتل کریں گے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ہم ''باغی'' ہیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا خاموش رہو، اللہ کی قسم ہمیشہ تم اپنے بول میں پھسلتے رہتے ہو۔ کیا ہم نے عمار کو قتل کیا ہے؟ اس کو علی اور اس کے ساتھیوں نے قتل کیا ہے وہ اسے لے کر آئے اور ہمارے سامنے پھینک دیا۔ ایک روایت میں یوں ہے کہ اس کو انہوں نے قتل کیا ہے جنہوں نے اس کو ہماری طرف بھیجا ہے۔ ہم نے تو صرف مدافعت کی ہے اور وہ اس دفاع میں قتل ہو گیا ہے۔ حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ کو یہ خبر پہنچی تو فرمایا اگر میں نے اس کو قتل کیا ہے تو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کیا ہے جب کہ ان کو کفار کے ساتھ جنگ کرنے بھیجا تھا۔ امیر المومنین رضی اللہ عنہ کے ساتھی خزیمہ بن ثابت انصاری جن کی گواہی دو گواہوں کی شہادت کے برابر تھی اور حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہما جو تابعین میں بہت بڑے زاہد اور پرہیز گار تھے اس جنگ میں شہید ہوئے۔

خارجیوں کی ابتداء اور صلح نامہ سے انکار

امیر المومنین علی رضیٰ اللہ عنہ جب واپس آئے اور کوفہ میں داخل ہوئے تو خارجیوں نے آپ کی مخالفت کی، آپ کی طاعت سے سر پھیرا اور صلحنامہ کا انکار کرتے ہوئے ''تحکیم'' کے قطعاً منکر ہو گئے اور یہ کہنا شروع کر دیا۔

لا حکم الّا اللہ ولا طاعة لمن عصی اللہ۔ حکم صرف اللہ ہی کا ہے اور جو اللہ کا نافرمان ہو اس کی طاعت نہ کی جائے۔

سب سے پہلے انہوں نے یہ ظاہر کیا اور پہلے راستہ سے پھر گئے جس کے وہ پابند تھے اور ''حروراء'' میں آئے اور وہاں اقامت کر لی، اسی لئے ان کو ''حروریہ'' کہا جاتا ہے ان کی تعداد بارہ ہزار تھی۔ ''الفصول المہمہ'' میں ذکر کیا ہے کہ ان کے منادی نے اعلان کر دیا کہ امیر جنگ شبیب بن ربعی تمیمی اور امیرِ صلوٰۃ عبداللہ بن کوآ یشکری ہوگا اور فتح کے بعد ہر کام مشورہ سے ہوگا اور بیعت صرف اللہ کی ہوگی۔ معروف شیٔ کا حکم ہوگا منکر سے منع کیا جائے گا۔ انہوں نے کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ دونوں حاکموں کے فیصلہ تک امام تھے۔ انہوں نے اپنے دین میں شک کیا اور وہ اپنے امر میں حیران ہیں اور وہ ایسے حیران ہیں جس کا اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ذکر کیا ہے۔

حَیۡرَانَ لَہٗ اَصۡحَابٌ یَّدۡعُوۡنَہٗ اِلَی الۡھُدَی ائۡتِنَا۔ اور یہی لوگ (خارجی) ان کے اصحاب ہیں جو ان کو ہدایت کی طرف بلاتے ہیں۔

مگر خارجیوں کا یہ کہنا جھوٹ تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہلاک کرے اس مذکور آیت میں اللہ تعالیٰ نے کسی اور کی مثال بیان کی ہے اور یہ کتب تفسیر میں مذکور ہے حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ حیران نہ تھے بلکہ آپ کے باعث حیران لوگ ہدایت پاتے ہیں۔

حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کا خارجیوں کو نصیحت کرنا

امیر المومنین رضی اللہ عنہ اور آپ کے اصحاب نے جب خارجیوں کی یہ باتیں سُنیں تو ان کے پاس عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو بھیجا اور فرمایا میرے آنے تک ان کے ساتھ کوئی گفتگو نہ کرنا نہ

تو ان کے کسی سوال کا جواب دینا اور نہ ان سے جھگڑا کرنا اور میں تمہارے پیچھے جلد آ رہا ہوں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جب ان کے پاس گئے تو انہوں نے بڑا احترام کیا اور ان کی تحسین کی اور کہنے لگے ابن عباس کیسے تشریف لانا ہوا۔

ابن عباس نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد، ان کے چچازاد بھائی، اللہ تعالیٰ کی ذات پہچاننے والے اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے بہت بڑے عالم کی طرف سے آیا ہوں۔

خارجیوں نے کہا ابن عباس ہم نے عظیم گناہ کیا جب کہ اللہ تعالیٰ کے دین میں دوسروں کو حاکم بنایا۔ اگر حضرت علی اس تحکیم سے توبہ کرلیں جیسے ہم نے توبہ کرلی ہے اور ہمارے دشمن کے ساتھ جنگ کے لیے تیار ہو جائیں تو ہم ان کی طاعت میں واپس آ جائیں گے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان کو جواب دینے میں صبر نہ کیا اور فرمایا میں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں۔ سچ کہنا کیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے؟

فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا۔

تو ایک حاکم مرد والوں کی طرف سے بھیجو اور ایک حاکم عورت والوں کی طرف سے یہ دونوں اگر صلح کرانا چاہیں گے تو اللہ ان میں میل کر دے گا۔

یہ بیوی خاوند کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ خارجیوں نے کہا۔ جی ہاں درست ہے۔ ابن عباس نے کہا۔ اُمت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملہ میں کیوں نہیں فیصل اور حکام بنایا جاتا۔ خارجیوں نے کہا۔ اللہ تعالیٰ نے جو حکم لوگوں کے حوالے کیا ہے اور ان کو اس میں غور و خوض کرنے کو فرمایا ہے وہ تو ان کے سپرد ہے مگر جو حکم اس نے لوگوں کے حوالے نہیں کیا اور اسے خود نافذ کیا ہے لوگوں کے لیے مجال نہیں کہ اس میں غور و خوض کریں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْيًا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ۔

تم میں دو ثقہ آدمی اس کا حکم کریں یہ قربانی ہو کعبہ کو پہنچتی ہو۔

ایک خرگوش کے بارے میں فرمایا جو چار درہم کے برابر ہو اور حرم شریف میں کوئی اس کا شکار کرلے۔ خارجیوں نے کہا شکار اور بیوی خاوند کی مخالفت میں حاکم مقرر کرنا مسلمانوں کے قتل و غارت میں حاکم کے برابر کیسے ہو سکتا ہے؟ اس کے بعد خارجیوں نے کہا کیا عمرو بن عاص جو کل ہم سے برسر

پیکار تھے وہ آپ میں عدل وانصاف کریں گے اور کیا وہ تمہارے نزدیک عادل ہے؟ اگر وہ عادل ہے تو ہم عادل نہیں، تم نے اللہ کے امر میں لوگوں کو حاکم بنایا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے معاویہ اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں یہ فیصلہ کیا ہے کہ ان کو قتل کر دیا جائے یا وہ ہماری طرف لوٹ آئیں۔ اور تم نے صلح نامہ لکھا ہے اور آپس میں صلح کر لی ہے۔ حالانکہ جب سے سورۂ برأت نازل ہوئی ہے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں اور اہل حرب میں صلح کا خاتمہ کیا ہے مگر وہ حربی جو جزیہ اور ٹیکس دینے کا اقرار کرے اس سے لڑائی روکی جاسکتی ہے۔

اس گفتگو کے بعد حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے آپ خارجیوں کے پاس پہنچے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جھگڑا کر رہے تھے۔ امیر المومنین نے ابن عباس سے کہا، کیا میں نے ان کے ساتھ گفتگو کرنے سے تم کو منع نہیں کیا تھا؟ پھر خارجیوں سے فرمایا تمہارا سردار کون ہے؟ انہوں نے کہا عبد اللہ بن کوآء۔

فرمایا۔ اس کو میرے پاس لاؤ۔ جب وہ آیا تو آپ نے فرمایا تم کو ہمارے خلاف کس نے کیا ہے؟ اس نے کہا۔ صفین کے روز کی تحکیم نے۔

امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ میں اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا جب نیزوں پر قرآن کریم اٹھائے گئے تھے۔ میں نے کہا نہیں تھا کہ میں ان لوگوں کو تم سے زیادہ جانتا ہوں۔ وہ لڑائی سے تنگ آ گئے تھے صرف تم کو دھوکہ دینے کے لیے انہوں نے قرآن بلند کیا تھا تا کہ تم کو فتنہ میں ڈالیں اور تم سے بچ نکلیں لڑائی ختم کر دیں اور تمہاری آپس میں مخالفت کا انتظار کریں۔ اور جو کچھ اس روز امیر المومنین نے لوگوں سے کہا تھا خارجیوں کو یاد دلایا۔ مگر تم نے میری بات نہ سُنی اور میں نے دونوں حاکموں پر شرط عائد کی تھی کہ جسے قرآن زندہ کرے اس کو تم زندہ کرو اور جسے قرآن فوت کرے اس کو تم فوت کر دو، اگر قرآن کے فیصلہ کے مطابق فیصلہ کریں تو ہمیں اس کی مخالفت نہیں کرنا چاہیے۔ اور اگر وہ اس سے انکار کریں تو ہم ان کے فیصلہ سے بری الذمہ ہیں۔ خارجیوں نے کہا آپ عمرو بن عاص سے متعلق بتائیں، کیا وہ عادل ہے جس کو آپ نے قتل وغارت کے معاملہ میں حاکم مقرر کیا ہے۔ امیر المومنین نے فرمایا۔ میں نے تو صرف قرآن کو حاکم تسلیم کیا ہے۔ یہ قرآن دونوں

کناروں کے درمیان لکھا ہوا مضمون ہے۔ یہ بولتا نہیں اس کے حکم کے ساتھ لوگ بولتے ہیں۔

خارجیوں نے کہا۔ آپ یہ بتائیں کہ یہ مدت کیوں مقرر کی ہے؟

امیر المومنین نے فرمایا اس لیے کہ ناواقف کو پتہ چل جائے اور واقف ثابت قدم رہیں، شاید اللہ تعالیٰ صلح کی مدت میں اُمت کی اصلاح کردے اور اسے ہدایت کردے۔

خارجیوں نے کہا آپ بتائیں جس روز صلح نامہ لکھا تھا تو آپ نے لکھا تھا یہ صلحنامہ ہے جس پر امیر المومنین علی بن ابی طالب اور معاویہ بن ابی سفیان فیصلہ کریں گے۔ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے انکار کرتے ہوئے آپ کے نام سے لفظ امیر المومنین کو قبول نہ کیا اور آپ نے اپنے نام سے امیر المومنین کا لفظ مٹادیا اور لکھنے والے سے کہا یہ لکھو کہ اس پر علی بن ابی طالب اور معاویہ بن ابی سفیان فیصلہ کریں گے۔ اگر آپ امیر المومنین نہیں ہیں اور ہم مومن ہیں۔ لہٰذا آپ ہمارے امیر نہیں ہیں۔

امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا لوگو سنو! صلح حدیبیہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کاتب میں تھا۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لکھو، اس پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سہیل بن عمر صلح کرتے ہیں۔ سہیل نے کہا اگر ہم کو یہ علم ہو کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو آپ کو بیت اللہ سے نہ روکیں اور نہ ہی آپ سے لڑائی کریں۔ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو میں نے لفظ ''رسول اللہ'' کو صلحنامہ سے مٹادیا اور یہ لکھا اس پر محمد بن عبداللہ صلح کرتے ہیں۔ میں نے اپنے نام سے امیر المومنین کا لفظ ایسے مٹایا تھا جیسے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے لفظ ''رسول اللہ'' مٹایا تھا۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کی ہے۔ اگر تمہارے پاس کوئی دلیل ہے تو بیان کرو۔ خارجی خاموش ہوگئے۔ امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اٹھو اور اپنے شہر میں جاؤ، اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے۔

خارجیوں نے کہا۔ ہم شہر میں داخل ہوں گے مگر ہم چاہتے ہیں کہ صلحنامہ کی مدت تک یہاں ٹھہریں، تاکہ گھوڑے وغیرہ آرام کریں اور موٹے تازے ہوجائیں پھر شہر میں داخل ہوں گے۔ امیر المومنین رضی اللہ عنہ واپس تشریف لے آئے۔ جب کہ خارجی اپنے مذکور کلام میں صریح جھوٹے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہلاک کرے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری اور حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کافیصلہ

جب دونوں حاکموں کے فیصلہ کا وقت قریب ہوا تو امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ اشعری کے ساتھ چارسو سوار بھیجے اور ان پر شریح بن ہانی حارثی کو امیر بنایا جب کہ ان کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بھی تھے اور وہ ان کو نماز پڑھایا کرتے تھے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے عمرو بن عاص کے ساتھ چارسو شامی بھیجے اور ''دومۃ الجندل'' میں دونوں فریق اکٹھے ہوئے۔ حضرت عبداللہ بن عمر، عبدالرحمن بن ابی بکر الصدیق، عبدالرحمن بن زبیر، عبدالرحمن بن عبد یغوث زہری، ابوجہم بن حذیفہ عدوی اور مغیرہ بن شعبہ بھی وہاں پہنچ گئے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا بیٹا ان کے پاس گیا جب کہ وہ ایک گاؤں میں ماء بنی سلیم کے منتظم تھے اور کہا ابوموسیٰ اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما فیصلہ کرنے آئے ہیں اور قریش کی ایک جماعت بھی وہاں پہنچ گئی ہے۔ آپ کو بھی وہاں تشریف لے جانا چاہئے۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی اور مجلسِ شوریٰ کے ممبر ہیں اور آپ سے کوئی ایسا کام بھی سرزد نہیں ہوا جسے یہ اُمت اچھا نہ جانتی ہو اور خلافت کے زیادہ حق دار ہیں۔ حضرت سعد نے اس کی بات نہ مانی، بعض نے کہا وہاں تشریف لے گئے مگر پہنچ کر نادم ہوئے اور بیت المقدس سے عمرہ کا احرام باندھ کر مکہ مکرمہ تشریف لے گئے۔

حضرت امیر المومنین اور حضرت معاویہ کا عمرو بن عاص اور ابوموسیٰ کو حاکم بنانے کے بعد عمرو بن عاص ہر شئ میں ابوموسیٰ کو مقدّم رکھتے تھے اور ان کا احترام واعظام کرتے اور ان سے یہ کہتے میں کسی شئ اور کسی امر میں اور نہ ہی کسی کلام وغیرہ میں آپ سے آگے ہو سکتا ہوں کیونکہ آپ مجھ سے عمر میں بڑے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہو اور آپ کے لیے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دُعا فرمائی۔

اللّٰھم اغفر لعبد اللہ بن قیس ذنبہ	اے اللہ عبداللہ بن قیس کے گناہ معاف کر دے
وادخلہ یوم القیامۃ مدخلا کریماً۔	اور قیامت کے دن ان کو جنت میں داخل کر۔

یہ ساری گفتگو بے مقصد تھی، جب دونوں حاکم فیصلہ کے لیے اکٹھے ہوئے اور گفتگو میں شروع ہوئے تو عمرو بن عاص نے ابوموسیٰ اشعری سے کہا کا آپ جانتے نہیں کہ عثمان مظلوم قتل

ہوئے؟ ابو موسیٰ نے کہا "درست ہے۔"

عمرو نے کہا۔ کیا آپ جانتے نہیں کہ حضرت معاویہ اور ان کی اولاد عثمان کے ولی ہیں ابو موسیٰ نے کہا۔ میں جانتا ہوں۔

عمرو نے کہا۔ تم کو ان کی تولیت سے کون منع کرتا ہے اور اگر یہ ڈر ہے کہ لوگ کہیں گے کہ معاویہ کو اسلام لانے میں تقدم حاصل نہیں تو کم از کم یہ تو آپ جانتے ہیں کہ وہ مظلوم مقتول خلیفہ کا ولی ہے۔ وہ حسنِ سیاست اور بہتر تدبیر سے حضرت عثمان کے قصاص کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی اُم حبیبہ کے بھائی اور وحی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب ہیں اور حضرت ابو موسیٰ کو سلطنت کا اشارہ کیا۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا۔ عمرو اللہ سے ڈرو، جو تم نے حضرت معاویہ کا شرف بیان کیا ہے تو یقین کرو کہ شرافت اور بزرگی دینداروں اور اہل فضل کے لئے ہوتی ہے۔ بایں ہمہ اگر یہ شرافت و بزرگی قریش کے کسی افضل شخص کو دوں تو صرف علی بن ابی طالب کو دے سکتا ہوں۔ تمہارا یہ کہنا کہ معاویہ حضرت عثمان کے قصاص کے ولی ہیں تو ان کو اس کے ولی بناتے رہو۔ میں نہیں چاہتا کہ حضرت علی المرتضیٰ کو اس کا ولی بناؤں اور مہاجرین اوّلین کو نہ بناؤں۔ تمہارا مجھے امارت کی طرف اشارہ کرنا۔ اللہ کی قسم اگر معاویہ اپنی امارت سے علیحدہ ہو جائیں مَیں ان کو کبھی امیر نہ بناؤں گا۔ حضرت عمرو نے کہا میرے بیٹے عبداللہ کے متعلق آپ کا کیا خیال یہ حالانکہ آپ اس کی فضیلت و شرافت اور صلاحیت کے متعلق جانتے ہیں۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا تم نے اپنے بیٹے کو اس فتنہ میں داخل کر رکھا ہے یہ آپ کے لئے مناسب نہیں۔

حضرت عمرو نے کہا۔ یہ امر کھاتے پیتے شخص کے لئے موزوں ہے۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے یہ کلام سُنا اور کہا۔ ابو موسیٰ عمرو کے کلام کا ذرا خیال سے بغور جائزہ لیں۔ پھر عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے کہا۔ عربوں نے یہ امر تمہارے حوالے کر دیا ہے جب کہ وہ تلواروں کے زخموں سے نڈھال ہو چکے ہیں اور موت کے کنارے بیٹھے ہوئے ہیں، ان کو پھر اس فتنہ میں واپس نہ لوٹاؤ اور اللہ سے ڈرو۔ جب عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور اپنے بیٹے عبداللہ کے بارے میں امارت کے لیے رضامند کرنا چاہا جس کا عمرو نے انکار کر دیا تو پھر کہا کوئی اور تجویز پیش کیجئے۔ حضرت ابو موسیٰ نے کہا میری رائے یہ ہے کہ ہم حضرت علی اور

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما دونوں کو امارت کے عہدہ سے علیحدہ کردیں اور یہ امر مجلس شوریٰ کے حوالے کردیں۔ مسلمان جسے پسند کریں خود اپنا امیر منتخب کرلیں۔ حضرت عمرو نے اس تجویز کو پسند کرلیا پھر وہ دونوں لوگوں کی طرف آئے جبکہ وہ تمام ان کے فیصلہ کے منتظر تھے عمرو نے کہا ابوموسیٰ بات کرو اور ان کو خبر دو کہ ہم نے ایک تجویز پر اتفاق کرلیا ہے۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا لوگو! ایک امر میں ہمارا اتفاق ہوا ہے۔ ہم اُمید کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس سے اُمت کی اصلاح کردے اور متفرق امور جمع کردے اور سب کی آواز ایک ہوجائے۔ حضرت عمرو بن عاص نے کہا۔ ابوموسیٰ سچ کہتے ہیں اور اپنے کلام میں نہایت ہی نیک نیت ہیں۔ ابوموسیٰ آگے بڑھئے اور اپنے خیال سے لوگوں کو خبردار کیجیے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اٹھے اور فرمایا ابوموسیٰ! اگر آپ نے کسی تجویز میں ان سے اتفاق کیا ہے تو ان کو آگے کرو، آپ سے پہلے وہ لوگوں سے کلام کریں۔ کیونکہ مجھے ان کی تدبیر سے ڈر محسوس ہوتا ہے اور مجھے اُمید نہیں کہ اس نے آپ کے ساتھ کسی تجویز پر اتفاق کیا ہو۔ جب آپ لوگوں میں کوئی تجویز ذکر کریں گے جس پر آپ اتفاق گمان کرتے ہیں وہ اس کا انکار کردے گا اور تمہاری مخالفت کرے گا۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے اتفاق کرلیا ہے اور اس پر ہم دونوں راضی ہوگئے ہیں۔ اس میں کبھی مخالفت متصور ہی نہیں ہوسکتی ہے۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سلیم القلب اور مخلص تھے وہ آگے بڑھے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد کہا۔ لوگو! ہم نے اس اُمت کے امر میں غور وخوض کیا ہے، ہم نے اس کے لیے کوئی تجویز اس سے بہتر نہیں سمجھی جو اس اُمت کے تفرق وانتشار کو ختم کرسکے ہم نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما دونوں کو امارت کے عہدہ سے علیحٰدہ کردیں اور لوگ خود کسی پر اتفاق کرکے جسے چاہیں اسے خلیفہ منتخب کرلیں۔ اس لئے میں حضرت علی اور معاویہ دونوں کو معزول کرتا ہوں۔ اب تم خود جسے اس کے لائق سمجھو خلیفہ منتخب کرلو۔ یہ کہہ کر ابوموسیٰ ایک طرف ہوگئے اور حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور ابوموسیٰ کی جگہ کھڑے ہوکر اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد کہا لوگو! ابوموسیٰ نے اپنے صاحب کو معزول کردیا ہے اور جو کچھ انہوں نے کہا ہے وہ آپ لوگوں نے سُن لیا ہے، میں بھی ان کے صاحب کو معزول کرتا ہوں اور اپنے صاحب حضرت معاویہ کو مسند خلافت پر باقی رکھتا ہوں کیونکہ وہی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص کے ولی ہیں اور ان کے قصاص کا مطالبہ کررہے

ہیں اور اس عہدہ کے مستحق بھی وہی ہیں پھر ایک طرف چلے گئے۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ عمرو اللہ تعالیٰ تجھے توفیق نہ دے یہ تم نے کیا خلاف ورزی کی ہے اور جس تجویز پر اتفاق کیا تھا اسے پامال کر دیا ہے، پھر دونوں میں تلخ کلامی ہوئی اور ایک دوسرے کو سخت الفاظ کہے۔

حضرت سعد نے ابو موسیٰ سے کہا۔ ابو موسیٰ! تم عمرو کی سیاست سے ناواقف ہو اور ان کے مقابلہ میں کمزور ہو۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا میں کیا کرتا میرے ساتھ اتفاق کر کے پھر انہوں نے دوسری جہت اختیار کر لی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ابو موسیٰ تمہارا گناہ نہیں گناہ صرف اس کا ہے جس نے آپ کو ثالث مقرر کیا اور اس مقام پر لا کھڑا کیا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے کہا اگر ابو موسیٰ اس دن سے پہلے غائب ہوتے تو بہت اچھا ہوتا۔

حضرت شریح بن ہانی نے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ پر حملہ کیا اور ان کو کوڑے سے مارا۔ عمرو بن عاص کے لڑکے نے شریح پر حملہ کر دیا اور ان کو لاٹھی ماری۔ اس اثناء میں لوگ ان میں حائل ہو گئے۔ اس کے بعد حضرت شریح کہا کرتے تھے مجھے ایسی ندامت کبھی نہ ہوئی کاش کہ کوڑے کی جگہ تلوار مارتا۔

لوگوں نے حضرت ابو موسیٰ کو تلاش کیا مگر وہ گھوڑے پر سوار ہو کر مکہ مکرمہ کو روانہ ہو چکے تھے۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے ابن عباس نے مجھے عمرو کی سیاست سے خبردار کیا تھا لیکن میں نے ان کے ظاہری حال پر اطمینان کر لیا۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اور سارے شامی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ اور ان کی خلافت تسلیم کی۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں خطبہ دیا اور کہا اس کے بعد جو شخص خلافت کے بارے میں کسی قسم کی گفتگو کرنا چاہتا ہے تو وہ ذرا ہمارے سامنے آئے۔ حضرت شریح بن ہانی رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ہمراہ حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ان سے سارا واقعہ بیان کیا۔ حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے

کوفہ والوں سے خطاب کیا اور فرمایا اللہ کی حمد ہے اگرچہ زمانہ شدید حوادثات لے آیا ہے۔

اشهد ان لا اله الّا الله وان محمداً رسول الله۔ "صلی الله علیه وسلم"۔

مابعد فان المعصية تورث الحسرة وتعقب الندامة و كنت امرتكم فی هٰذين الرجلين وفی هٰذه الحكومة امری فابيتم ونحلتكم رائی فما لويتم فكنت انا وانتم كما قال هوازن۔

حمد و ثنا کے بعد! جانو معصیت حسرت پیدا کرتی ہے پھر ندامت دلاتی ہے میں نے تمہیں ان دو شخصوں کو ثالث مقرر کرنے میں اپنی رائے سے خبر دار کر دیا تھا مگر تم نے انکار کر دیا، میں نے اپنی رائے ظاہر کی تم نے اس طرف میلان

نہ کیا میرا اور تمہارا حال یہ ہے جو ہوازن کے بھائی نے کہا ہے۔

امرتهم امری منعرج اللوی فلم يستبينوا النّصح الاضحی الغد۔

میں نے ان سے وادی کے آخر میں اپنی رائے ظاہر کی لیکن انہوں نے نصیحت واضح نہ دیکھی مگر اگلے روز کی صبح کو۔

جن دو شخصوں کو تم نے حاکم (ثالث) اختیار کیا ہے انہوں نے قرآن کا حکم پیچھے کر دیا اور جسے قرآن نے تم کر رکھا تھا اسے جاری کیا ہے اور ہر ایک نے اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے سوا اپنی اپنی خواہش کی اتباع کی ہے۔ انہوں نے واضح دلیل اور روشن سنت کے خلاف فیصلہ کیا ہے اور اپنے حکم میں ایک دوسرے کے خلاف ہو گئے ہیں، وہ دونوں سیدھی راہ پر نہیں ہیں۔ شام پر حملہ کے لیے تیار ہو جاؤ اور پیر کے روز اپنے لشکر میں آ جاؤ۔ پھر امیر المومنین رضی اللہ عنہ منبر سے اُترے اور نہروان کے خارجیوں کو خط لکھنا شروع کیا۔

بسم الله الرحمٰن الرحيم ط

من علیّ امير المومنين الیٰ زيد بن حصين و عبدالله بن وهب و عبدالله بن الكوآء و من معهم من الناس اما بعد فان هٰذين الرجلين للذين ارتضيا حكمين

اللہ مہربان رحیم کے نام سے لکھتا ہوں

امیر المومنین علی کی طرف سے زید بن حصین عبداللہ بن وہب اور عبداللہ بن کوآء اور جو لوگ بھی ان کے ساتھ ہیں سب کی طرف اس کے بعد! یہ دو شخص جو ثالثی حکم کے لیے راضی ہوئے انہوں نے اللہ کی کتاب کی

قد خالفا كتاب الله واتبعا هواهما	مخالفت کی اللہ کی ہدایت کے سوا، انہوں
بغير هدًى من الله ولم يعملا	نے اپنی خواہشوں کی اتباع کی، سنت پر
بالسنة ولم ينفذ احكم القرآن	عمل نہ کیا اور نہ ہی قرآن کا حکم جاری کیا
فاذا وصل كم كتابي هذا فاتبلوا	جب تم کو میرا یہ خط ملے تو ہمارے پاس آؤ
الينا فانا سائرون الى عدّونا	ہم اپنے اور تمہارے دشمن پر حملہ کرنے
وعدّوكم ونحن على الامر الاوّل	والے ہیں، ہم سب اسی فیصلہ پر ہیں جس
الذي كنا عليه۔	پر پہلے تھے۔

خارجیوں نے امیر المومنین رضی اللہ عنہ کو یہ جواب لکھا۔

اما بعد فانك لم تغضب الله تعالیٰ	اما بعد! تم اللہ تعالیٰ کے لیے غصہ میں نہیں
وانما غضبت لنفسك فان شهدت	آئے تم نے صرف اپنی ذات کے لئے
على نفسك بالكفرو استقبلت	غصہ کیا ہے اگر تم اپنے کفر کی گواہی دیتے
التوبه نظرنا فيما بيننا بينك والا	ہو اور اس سے تائب ہو گئے ہو تو ہم اپنے
فقبذنا بذلك على سوآئك الله لا	اور تمہارے معاملہ میں غور کریں گے ورنہ
يحبُّ الخائنين۔	ہم عہد ختم کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ خائنوں
	کو پسند نہیں کرتا۔

جب حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے ان کا خط پڑھا تو ان سے نا اُمید ہو گئے اور خیال کیا کہ ان کو چھوڑیں اور اہلِ شام پر حملہ کریں۔ آپ نے اہل کوفہ سے خطاب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا۔ اما بعد! جس شخص نے اللہ کی راہ میں جہاد ترک کیا اور اس کے حکم کی تعمیل میں سُستی کی وہ ہلاکت کے کنارے پر ہوگا، سوا اس کے کہ اللہ کی رحمت اس کے شاملِ حال ہو۔ لوگو! اللہ سے ڈرو اور جس نے اللہ تعالیٰ کے حکم کو ٹھکرا دیا اور اس کے نور کو بجھانے کا قصد کر لیا اس سے جہاد کرو اور بھٹکے ہوئے خائنوں سے جنگ کرو، امیر المومنین رضی اللہ عنہ اہل کوفہ سے خطاب کر رہے تھے کہ اچانک ان کو خبر پہنچی کہ خارجیوں نے بغاوت کر دی ہے اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی عبداللہ بن خباب بن ارت کو قتل کر دیا ہے اور ان کی بیوی کا پیٹ پھاڑ دیا ہے جب کہ وہ حاملہ تھیں۔ قبیلہ طیٔ کی تین

عورتوں اور اُم سنان رضی اللہ عنہن کو قتل کردیا ہے۔ یہ خبر پہنچتے ہی امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے حارث بن مُرّہ عبدی کو ان کی طرف بھیجا تاکہ وہ اس خبر کی تصدیق کریں کہ یہ خبر کہاں تک صحیح ہے اور وہاں کے حالات کا جائزہ لے کر آپ کو خط لکھے اور اس میں ان کے کسی حال کو اخفاء میں نہ رکھے۔ حارث بن مُرّہ رضی اللہ عنہ جب ان کے پاس گئے اور ان کا حال دریافت کرنا چاہا تو انہوں نے اسے قتل کردیا۔ حارث کے قتل کی خبر حضرت امیر المومنین کو پہنچی جب کہ وہ اپنے لشکر میں تھے۔ کوفہ والوں نے کہا یا امیر المومنین ہم خارجیوں کو کس لئے ڈھیل دے رہے ہیں وہ ہمارے عیال اور اموال کی تباہی کررہے ہیں آپ ان کی طرف متوجہ ہوں پھر ان سے فارغ ہوکر شامیوں کی طرف متوجہ ہوں گے۔ اسی اثناء میں ایک نجومی آیا جس کا نام مسافر بن عدی ازدی تھا۔ اس نے کہا یا امیر المومنین اگر آپ خارجیوں کی سرکوبی کرنا چاہتے ہیں تو فلاں وقت ان پر حملہ کریں اگر اس ساعت کے سوا کسی دوسر ساعت میں حملہ کیا تو آپ کو اور آپ کے لشکر کو سخت تکلیف اور بھاری مشقت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے نجومی کی بات کی مخالفت کی اور مناسب وقت میں ان پر حملہ آور ہوئے۔

حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ جب خارجیوں کے قریب ہوئے جبکہ وہ ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے تو آپ وہاں ٹھہر گئے اور ان کو پیغام بھیجا کہ تم میں سے جن لوگوں نے ہمارے ساتھی قتل کئے ہیں ان کو ہمارے حوالے کردو ہم اپنے بھائیوں کے بدلہ میں ان کو قتل کریں گے اور تمہیں کچھ نہیں کہیں گے اور تمہیں چھوڑ کر ہم شامیوں کی طرف متوجہ ہوں گے۔ شاید اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں اچھی چیز پیدا کردے اور تمہیں پہلے حال کی طرف لوٹا دے جو تمہارے لیے بہتر ہے۔ خارجیوں نے جواب دیا۔ ہم سب نے تمہارے ساتھیوں کو قتل کیا ہے۔ ہم تمہارے مال اور تمہارا اور ان کا خون خرابہ حلال اور جائز سمجھتے ہیں۔ حضرت قیس بن عبادہ رضی اللہ عنہ خارجیوں کی طرف گئے اور فرمایا اللہ کے بندو! ہمارے بھائیوں کے قاتل ہمارے حوالے کردو اور اس حال کی طرف واپس آجاؤ جس سے نکل چکے ہو ہم اپنے اور تمہارے دشمن کے ساتھ جنگ کریں گے تم بہت بڑی غلطی کررہے ہو تم ہمیں مشرک کہتے ہو اور مسلمانوں کے قتل کو جائز سمجھنے لگے ہو۔

عبدالرحمن بن صور سلمی خارجی نے کہا ہمارے لئے حق واضح ہو چکا ہے۔ ہم کسی صورت تمہاری پیروی کرنے کو تیار نہیں۔ یہ سُن کر حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ خود ان کے پاس تشریف

لے گئے اور فرمایا خارجیو! تمہارے نفوس امارہ نے تم کو ہم سے علیحدہ ہو جانے پر ثالثی فیصلہ کی وجہ سے اُکسایا ہے جس کی ابتداء خود تم نے ہی کی تھی اور تم نے ہی اس پر زور دیا تھا جب کہ میں اسے پسند نہ کرتا تھا اور تم کو خبردار کیا تھا کہ یہ فیصلہ صرف سیاسی چال ہے مگر تم نے مخالف لوگوں کی طرح انکار کر دیا اور نافرمانوں کی طرح عناد کیا حتیٰ کہ میں نے تمہاری رائے تسلیم کر لی۔ اللہ کی قسم تم لوگ کم عقل ہو، تمہارے رؤسا نے ہی اس پر اتفاق کیا تھا کہ فیصلہ کے لیے دو شخص اختیار کرو۔ ہم نے اس پر یہ شرط عائد کی تھی کہ وہ قرآن کے مطابق فیصلہ کریں اور اس سے آگے نہ بڑھیں مگر وہ فیصلہ میں پھسل گئے اور حق کو چھوڑ دیا حالانکہ وہ اسے جانتے تھے۔ بتاؤ تم کس لئے ہمارا قتل اور ہم سے علیحدگی جائز سمجھتے ہو، پھر لوگوں کو پکڑ لیتے ہو اور ان کو قتل کر دیتے ہو یہ بہت بڑا نقصان ہے۔ خارجیوں نے ایک دوسرے کو آواز دی کہ ان سے مخاطب نہ ہو اور نہ ہی ان کے ساتھ کوئی گفتگو کرو اور لڑائی کی تیاری کرو اور جنت میں پہنچو، حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ اپنے لشکر میں آئے اور ان کو خارجیوں کے ساتھ جنگ کے لئے تیار کیا ۔حجر بن عدی کو لشکر کے میمنہ میں، شبیب بن ربعی کو میسرہ میں سالار مقرر کیا۔ کہا جاتا ہے کہ میسرہ میں معقل بن یسار رباحی سالار تھے۔ گھوڑ سواروں پر ابوایوب انصاری کو اور پیادہ فوج پر ابوقتادہ انصاری کو مقرر کیا ان کے مقدمہ میں قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ تھا۔ امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے امن کا جھنڈا حضرت ابوایوب کے ہاتھ میں دیا تھا۔ ابوایوب نے خارجیوں کو آواز دی اور کہا جس شخص نے کسی کو قتل نہیں کیا اور نہ ہی کسی مسلمان سے مزاحم ہوا وہ اس جھنڈے کی طرف آجائے تو امن میں رہے گا۔ جو کوفہ چلا جائے گا وہ امن میں رہے گا اور جو مدائن کی طرف چلا جائے وہ بھی امن میں رہے گا۔ جب ہم نے اپنے بھائیوں کے قاتلوں سے انتقام لے لیا ہے تو ہم کو تمہاری خونریزی کا کوئی شوق نہیں۔ یہ سُن کر فروہ بن نوفل اشجعی پانچ سو سوار لے کر واپس چلا گیا۔ ایک لشکر کوفہ چلا گیا اور ایک مدائن کی طرف روانہ ہو گیا اور اکثر ان سے متفرق ہو گئے وہ صرف چار ہزار رہ گیے جب کہ وہ کل بارہ ہزار تھے، خارجیوں نے اپنے لشکر کے میمنہ پر زید بن قیس طائی کو میسرہ پر شریح بن اوفی عبسی کو سواروں پر حمزہ بن سنان اسدی کو اور پیادوں پر حرقوص بن زُہیر سعدی کو سالار مقرر کیا۔ حضرت امیر المومنین رضی اللہ

عنہ نے اپنے لشکر سے کہا تم ٹھہرو حتیٰ کہ وہ خود لڑائی کی ابتداء کریں۔ انہوں نے ایک دوسرے کو آواز دی کہ چلو جنت کی طرف۔ اور مسلمانوں کے لشکر پر حملہ کر دیا۔ حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی گھوڑ سوار فوج دو حصوں میں تقسیم ہوگئی اور ان کو گھیرے میں لے لیا اور میمنہ اور میسرہ ایک ساتھ ان پر ٹوٹ پڑے۔ تیر اندازوں نے ان کو آگے سے تیر برسانے شروع کر دیئے۔ پیادہ فوج نے تلواروں اور نیزوں سے ان پر حملہ بول دیا اور چشم زدن میں تمام کو قتل کر دیا جب کہ ان کی کل تعداد چار ہزار تھی۔ ان سے صرف اور صرف نو شخص بچ نکلے جن سے دو خراسان کی طرف بھاگ گئے وہاں ان کی نسل اب تک موجود ہے۔ دو حران کو چلے گئے ان کی نسل وہاں ہے دو یمن کو چلے گئے ان کی نسل یمن میں ہے ان کو اباضہ کہا جاتا ہے وہ عبداللہ بن اباض کے ساتھی ہیں۔ دو جزیرہ میں چلے گئے اور دو ''تل موزن'' میں پہنچ گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فوج نے کثیر غنیمت حاصل کی اور ان سے صرف دو شخص شہید ہوئے اور خارجیوں میں سے اُن نو کے علاوہ کوئی نہ بچا۔ یہ حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی کرامت ہے، کیونکہ آپ نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ ہم ان کو قتل کریں گے ہمارے دس شخص قتل نہ ہوں گے اور ان سے دس باقی نہ رہیں گے۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی تصدیق کی

جن خارجیوں نے حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ کے خلاف خروج کیا تھا جب کہ آپ نے دو ثالث مقرر کئے تھے اور یہ کہا تھا کہ اللہ کے سوا کسی کا حکم نہیں' یہ وہی لوگ ہیں جن کے بارے میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔

يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ۔ (بخاری)

یہ دین اسلام سے ایسے باہر ہو جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔

ان خوارج میں سے عبداللہ بن ذی الخویصرہ تمیمی ہے جو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تھا جب کہ آپ صدقات تقسیم فرما رہے تھے۔ اس نے آتے ہی کہا یا رسول اللہ انصاف کرو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تو ہلاک ہو جائے اگر میں نے عدل نہ کیا تو اور کون عدل کرے گا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! مجھے اجازت فرمائیں میں اس کی گردن اڑادوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمر چھوڑو۔ اس کے ہم خیال ساتھی ہوں تم اپنی نمازیں ان کی نمازوں کے سامنے حقیر سمجھو گے اور اپنے روزے ان کے روزوں کی نسبت کمزور جانو گے اور وہ دین سے ایسے باہر ہو جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔ ان لوگوں کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

وَمِنْهُمْ مَنْ يَلْمِزُكَ فِي الصَّدَقَاتِ۔ ان میں سے بعض لوگ صدقات میں آپ پر عیب لگاتے ہیں۔

ان کو حروریہ کہا جاتا ہے کیونکہ یہ لوگ جب امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی طاعت سے روگردان ہوئے تو حروراء میں سب جمع ہوئے تھے (الفصول المہمۃ)

بعض مؤرخین نے ذکر کیا ہے کہ امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ لڑائی کا ارادہ کیا تھا مگر آپ کو ابن ملجم نے اچانک قتل کر دیا اس لئے دوبارہ شام پر چڑھائی نہ کر سکے۔

حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی اولاد

حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی اولاد۔ لڑکوں اور لڑکیوں کی تعداد میں لوگوں کا اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ بعض نے زیادہ بیان کیے ہیں۔ بعض نے کم کہے ہیں ابو القاسم اسماعیل کی کتاب، کتاب الانوار" میں ہے کہ حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی اولاد میں بتیس افراد تھے جن میں سے سولہ لڑکے اور سولہ لڑکیاں تھیں۔

یعمری نے کہا آپ کی اولاد انتیس افراد پر مشتمل تھی ان میں سے بارہ لڑکے اور سترہ لڑکیاں تھیں۔ محبّ طبری نے کہا آپ کی اولاد میں چودہ لڑکے اور اٹھارہ لڑکیاں تھیں "الصفوۃ" میں ہے کہ آپ کی اولاد میں چودہ لڑکے اور انیس لڑکیاں تھیں۔

بغیۃ الطالب میں ہے کہ امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی اولاد بالاتفاق پندرہ لڑکے اور اٹھارہ لڑکیاں تھیں اور بیس لڑکے اور بائیس لڑکیوں میں اختلاف ہے۔

حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے امام حسن و حسین اور محسن رضی اللہ عنہم تھے۔ حضرت محسن بچپن میں انتقال فرما گئے تھے ان کی والدہ ماجدہ سیدۃ النساء فاطمہ بتول رضی اللہ

عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھیں۔ آپ کو بتول اس لئے کہا جاتا ہے کہ آپ فضیلت دین اور حساب کے اعتبار سے عورتوں سے جداگانہ حیثیت رکھتی ہیں بعض نے یہ وجہ ذکر کی ہے کہ آپ دنیا سے منقطع ہیں۔ کہا جاتا ہے۔ ''امرأۃ بتول'' لوگوں سے الگ تھلگ۔ اسی اعتبار سے سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو بتول کہا جاتا ہے۔ چوتھے صاحبزادے ''محمد'' اکبر تھے۔ ان کی والدہ بنی حنفیہ سے تعلق رکھتی ہیں۔ ان کا نام خولہ بنت جعفر بن قیس حنفیہ ہے۔ حضرت عبداللہ کو مختار بن ابو عبید نے قتل کیا۔ ابوبکر اپنے بھائی امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ شہید ہوئے۔ ان دونوں صاحبزادوں کی والدہ لیلیٰ بنت مسعود نہشلی ہیں۔ عبداللہ بن جعفر نے اپنے چچا علی المرتضیٰ کے شہید ہو جانے کے بعد ان سے نکاح کر لیا تھا۔ انہوں نے حضرت امیر المومنین کی بیوی اور آپ کی صاحبزادی کو نکاح میں جمع کیا تھا۔ حضرت ''عباس'' اکبر ان کا لقب سقاء ہے۔ حضرت عثمان، جعفر اور عبداللہ رضی اللہ عنہم بھی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ شہید ہوئے، ان کی والدہ اُم البنین بنت حزام وحید یہ کلابیہ ہے۔ حضرت ''محمد'' اصغر، امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ شہید ہوئے۔ ان کی والدہ اُم ولد ہے۔ حضرت یحیٰی اور عون ان کی والدہ اسماء بنت عمیس ہے حضرت ''عمر'' اکبر ان کی والدہ اُم حبیب صہباء تغلبیہ ہے۔ حضرت ''محمد'' اوسط ان کی والدہ امامہ بنت ابی العاص بن ربیع عبشمیہ ہے۔ انہی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز میں کندھوں پر اٹھایا تھا۔ ان کی والدہ زینب بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

حضرت امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کی صاحبزادیاں

حضرت امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کی صاحبزادیوں میں سے ''اُم کلثوم'' کبریٰ ہے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پہلے پیدا ہوئیں۔ ان کے ساتھ حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نکاح کیا اور ان سے حضرت ''زید'' اکبر اور رقیہ پیدا ہوئے اور وہ اور ان کے صاحبزادے حضرت زید دونوں ایک ساتھ فوت ہوئے۔ ان دونوں کی نمازِ جنازہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔ علماء کے کہنے کے مطابق ان میں دو شرعی طریقے ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی ایک دوسرے کا وارث نہ ہوا، کیونکہ معلوم نہ ہو سکا تھا کہ ان میں سے کون پہلے فوت ہوا ہے اور نمازِ جنازہ میں زید کو ان کی والدہ سے مقدّم رکھا گیا ہے حضرت ''زینب'' کبریٰ یہ حضرت امام حسن اور حسین کی حقیقی ہمشیرہ ہیں۔

حضرت رقیہ یہ عمرا کبر کی حقیقی بہن ہیں۔ اُم الحسن اور رملہ کبریٰ ان کی والدہ اُم سعد بنت عروہ بن مسعود ثقفی ہے اُم ہانی، میمونہ، رملہ صغریٰ، زینب صغریٰ، اُم کلثوم صغریٰ، فاطمہ، امامہ، خدیجہ، اُم الخیر، اُم سلمہ، اُم جعفر اور تقیہ رضی اللہ عنہن یہ مختلف والدات کی صاحبزادیاں ہیں اور آپ کے تمام صاحبزادوں میں سے صرف امام حسن، حسین، محمد اکبر، عمر اور عباس کی اولاد ہے۔ ''حاشیہ بجیری علی المنہاج'' کے باب الوصایا میں برمادی سے نقل کیا ہے کہ حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے کل صاحبزادے اکیس تھے، ان میں سے صرف پانچ صاحبزادوں کی اولاد ہوئی ہے۔ حضرت امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما یہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے صاحبزادے ہیں۔ حضرت عباس بن کلابیہ، محمد بن حنفیہ جو بنو حنفیہ کی طرف منسوب ہیں عمر بن تغلبیہ جو تغلب قبیلہ کی طرف منسوب ہیں۔ حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی اٹھارہ صاحبزادیاں ہیں ان میں سے صرف سیّدہ زینب بنت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد ہے حضرت زینب امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما کی حقیقی ہمشیرہ ہیں۔ رضی اللہ عنہم وعنہن۔

محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ

صاحب طبقات شعرانی رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں جس شخص کا نفس کریم ہے اس کے نزدیک دنیا کی کوئی قدر و منزلت نہیں۔ وہ کہتے ہیں جو شخص لوگوں سے اچھا معاملہ نہ کرے وہ دانا نہیں ہے۔

جب روم کے بادشاہ نے عبد الملک بن مروان کو خط لکھا جس میں اس کو سخت زجر و تشدید کی اور قسم کھا کر کہا کہ وہ ایک لاکھ بڑی فوج اور ایک لاکھ بحری فوج کے ساتھ تم پر حملہ کرنے والا ہے حتیٰ کہ خراج ادا کرو۔ عبد الملک نے حجاج کو لکھا کہ محمد بن حنفیہ کو خط لکھو اور اسے خوب دھمکی دو اور وہ اس دھمکی کا تم کو جواب لکھے اس سے مجھے خبردار کرو چنانچہ حجاج نے محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ کو زجر آمیز خط لکھا جس میں ان کو جو زجر و تشدید کی، حضرت محمد بن حنفیہ نے جواب میں حجاج کو لکھا کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی طرف تین سو نوّے دفعہ نظر کرتا ہے۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ وہ میری طرف ایک نگاہ کرے گا جس کے ساتھ مجھے تم سے محفوظ رکھے گا اور تمہاری زیادتی مجھ سے دُور رکھے گا۔ حجاج نے یہی خط عبد الملک کو روانہ کر دیا۔ عبد الملک نے اس جیسا خط روم کے بادشاہ کو لکھا۔ روم کے بادشاہ نے کہا ایسی بات تم نہیں کر سکتے ہو اور نہ ہی تم ایسا لکھ سکتے ہو، معلوم ہوتا ہے کہ یہ خط بیت نبوت سے ظاہر ہوا ہے۔

حضرت محمد بن حنفیہ کو جب یہ خبر پہنچی کہ ان کے بھائی امام حسین رضی اللہ عنہ کربلا جا رہے ہیں۔ اس وقت آپ کے آگے پانی کا تھال تھا جس سے وضو کر رہے تھے آپ رو پڑے حتیٰ کہ وہ تھال آنسوؤں سے بھر گیا۔

محمد بن حنفیہ کی کرامت

حضرت زید بن علی زین العابدین محمد بن حنفیہ کے قریب سے گزرے آپ نے ان کو ایک نظر سے دیکھا اور فرمایا میں تجھے اللہ تعالیٰ کے ذریعے اس سے پناہ دیتا ہوں۔ کہ تجھے عراق میں پھانسی دی جائے جیسا کہ آپ نے فرمایا ویسے ہی ہوا، اس طرح خطوط میں مذکور ہے۔ حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے جہالت کو دولت کا ساتھی بنایا ہے اور عقل کو محرومیت کے سپرد کیا ہے تاکہ عقل عبرت حاصل کرے اور یقین کرے کہ اس کے اختیار میں کوئی چیز نہیں ابوطالب نے امیرالمومنین کی قوت کا ذکر کیا کہ امیرالمومنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے محمد بن حنفیہ سے کہا جب کہ ان وک جنگ جمل میں لشکر کے مقدمہ پر مقرر کیا آگے بڑھو آگے بڑھو اور حضرت محمد بن حنفیہ متاخر ہو رہے تھے اور نیزے اٹھانے کو پسند نہ کرتے تھے وہ حضرت امیرالمومنین کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا اللہ کی قسم یہ بہت بڑا فتنہ ہے حضرت امیرالمومنین نے ان کو نیزہ مارا اور کہا آگے بڑھو تمہاری ماں مرے کیا اس فتنہ کا قائد اور سائق تمہارا باپ ہے؟ شیعہ مذہب والے حضرت محمد بن حنفیہ کو امام مہدی کہتے ہیں م، مگر وہ یہ کہتے تھے کہ ہر مومن مہدی ہے۔ جنگ جمل میں آپ لشکر کے سپہ سالار تھے اور آپ کے ہاتھ میں جھنڈا تھا وہ بہت بڑے بہادر اور فصیح زبان کے مالک تھے۔ آپ نے مدینہ منورہ میں ۸۱ ہجری میں وفات پائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اسی طرح مختصر التواریخ میں ہے کہا جاتا ہے کہ وہ طائف میں فوت ہوئے۔

امیرالمومنین رضی اللہ عنہ کے القاب

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے القاب مرتضیٰ، حیدر، امیرالمومنین، انزع بطین ہیں آپ کی کنیت ابوالحسن، ابوالسبطین اور ابوتراب ہے۔ آپ کی کنیت ابوتراب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے منتخب فرمائی تھی جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔ حضرت امیرالمومنین رضی اللہ عنہ کو محبوب ترین کنیت ابوتراب تھی۔

اسندت ظھری الی اللہ ان کی انگوٹھی پر منقوش تھا۔ کہا جاتا ہے کہ "حسبی اللہ" نقش تھا۔ جس وقت آپ شہید ہوئے آپ کی چار بیویاں تھیں جن کے نام امامہ، لیلیٰ بنت مسعود تمیمہ، اسماء بنت عمیس اور اُم البنین ہیں، آپ کی دس اُم ولدہ تھیں۔

امیر المومنین رضی اللہ عنہ کا بوّاب

یعنی محافظ حضرت سلمان فارسی شاعر حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ تھے۔ حضرت ابو بکر، عمر، عثمان اور معاویہ رضی اللہ عنہم آپ کے ہم عصر تھے۔

امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی شہادت

مؤرخین نے ذکر کیا ہے کہ تین خارجی عبدالرحمن بن ملجم مرادی یہ حمیر قبیلہ سے تھا اور بنی مراد میں شمار ہوتا ہے اور بنی جبلہ کا حلیف تھا۔ برک بن عبداللہ تمیمی اور عمرو بن بکر تمیمی مکہ مکرمہ میں جمع ہوئے اور آپس میں عہد و پیمان کیے کہ وہ علی بن ابی طالب معاویہ اور عمرو بن عاص کو ایک ساتھ قتل کریں اور ان سے لوگوں کو راحت پہنچائیں۔ ابن ملجم نے کہا میں علی کو قتل کروں گا۔ برک نے کہا وہ معاویہ کو قتل کرے گا اور عمرو بن بکیر نے کہا کہ وہ عمرو بن عاص کا کام تمام کرے گا۔ انہوں نے آپس میں عہد کیا کہ وہ اپنے اپنے ساتھی کے قتل سے انکار اور رجوع نہ کریں گے اور سترہ رمضان کو ایک ساتھ تینوں کو قتل کریں گے کہا جاتا ہے انہوں نے چالیس ہجری میں اکیس رمضان کو ان کے قتل کا منصوبہ بنایا تھا پھر ہر ایک اس شہر کو روانہ ہو گیا جس میں ان کا مقصد تھا۔ برک دمشق چلا گیا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو تلوار سے مارا اور ان کو زخمی کر دیا جس سے حضرت معاویہ بچ گئے حیوٰۃ الحیوان میں ہے کہ تلوار حضرت معاویہ کے سرین پر لگی اور ان سے جماع کی رگ کٹ گئی، پھر اس کے بعد ان کا کوئی بچہ پیدا نہ ہوا۔ جب وہ پکڑا گیا تو کہنے لگا مجھے امن دیں میں تم کو خوشخبری دیتا ہوں کہ علی ابن ابی طالب اسی رات قتل ہو چکے ہیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسے گرفتار کر لیا حتیٰ کہ آپ کو حضرت امیر المومنین کے قتل کی خبر پہنچی تو اس کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ کر چھوڑ دیا۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت معاویہ نے حضرت علی کے بدلہ اس کو قتل کر دیا تھا۔ عمرو بن بکیر مصر میں آیا۔ اس روز حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو کمر یا پیٹ میں درد تھا۔ انہوں نے اپنی جگہ سہل عامری کو نماز پڑھانے کے لیے مسجد میں بھیج دیا۔ کہا جاتا ہے کہ

خارجہ کو نماز پڑھانے بھیجا تھا، مشہور بھی یہی ہے۔عمرو بن بکیر خارجی نے اس کو عمرو بن عاص سمجھ کر قتل کر دیا۔خارجی پکڑا گیا اور قتل کر دیا گیا۔''الفصول المہمہ''میں ہے۔جس کو حضرت عمرو بن عاص نے نماز پڑھانے کے لئے خلیفہ مقرر کیا تھا وہ خارجہ تھا جو قتل ہو گیا۔فصول میں اس طرح بھی ہے کہ خارجہ کے قاتل کو گرفتار کر کے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس لایا گیا جب اسے عمرو نے دیکھا تو کہا تو نے کسے قتل کیا ہے اس نے کہا لوگ کہتے ہیں خارجہ قتل ہوا ہے۔حضرت عمرو نے کہا تو نے عمرو کے قتل کا ارادہ کیا اور اللہ نے خارجہ کا ارادہ کیا پھر آپ کے حکم سے خارجی قتل کر دیا گیا اس بارے میں ابن عبدون کہتا ہے۔

ولیتھا اذ فدت عمراً بخارجه فدت	جب قدرت نے خارجہ کو عمرو کا فدیہ بنادیا کاش وہ
علیّاً بما شاءت من البشر	انسانوں میں سے جس کو چاہتی علی کا فدیہ بنادیتی۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو جب خارجہ کے قتل اور عمرو کی سلامتی کی خبر پہنچی تو ان کو چند ابیات لکھ کر روانہ کئے۔

وقتك واسباب الامور كثيرة	امور کے کئی سبب ہوتے ہیں تجھے لوی بن
منيه شيخ من لوى بن غالب	غالب کے قبیلہ سے ایک بہت بڑے شیخ
فيا عمرو مهلاً انما انت	کی موت نے بچادیا ہے عمرو
عمّه وصاحبه دون الرجال	ذرا رکو تم اس کے چچا ہو اور دیگر اقارب
الاقارب نجوت وقد بل المرادى	سے اس سے زیادہ قریب ہو تم نجات پا گئے
سيفه من ابن ابى شيخ الاباطح	ہو جبکہ مرادی خارجی نے وادی ابطح کے شیخ
طالب ويضرب بعى بالسيف آخر	ابو طالب کے بیٹے کے خون سے اپنی تلوار
مثله وكانت عليه تلك ضربة	تر کی ہے اور وہ اس پر لازم اور ثابت ہو گئی
الازب وانت تناغى كل يوم	اور تم شب و روز اپنے شہر میں چراگاہ میں
وليلة بمصرك بيضا كالضباء	جانے والی ہرنیوں کی طرح علانیہ چلتے
السوارب۔	پھرتے ہو۔

عبدالرحمن بن ملجم کوفہ آیا اس کے ساتھیوں میں سے ایک گروہ نے اس سے ملاقات کی لیکن

اس نے اپنا مقصد ان سے اس لیے مخفی رکھا کہ لوگ اس پر مطلع نہ ہوں وہ کوفہ میں چند روز ایک گھر میں بیمار رہا جہاں شادی ہو رہی تھی، اس گھر سے عورتیں نکلیں جن میں ایک خوبصورت عورت تھی جسے قطام بنت اصبغ تمیمی کہا جاتا تھا۔ اسے دیکھتے ہی خارجی اس پر عاشق ہو گیا اور اسے کہا تم بیوہ ہو یا شادی شدہ ہو اس نے کہا وہ بیوہ ہے خارجی نے کہا کیا تو ایسے شخص سے نکاح کرے گی جس کی عادت مذموم نہیں اس نے کہا ہاں! مگر میرے اقارب ہیں ان سے مشورہ کیے بغیر میں کوئی فیصلہ نہیں کرسکتی وہ اپنے گھر گئی پھر باہر آئی اور کہا میرے اقارب میرا نکاح تین ہزار دینا اور ایک غلام اور ایک لونڈی کے عوض کریں گے، خارجی نے اسے قبول کر لیا۔ عورت نے کہا ایک شرط اور ہے۔

خارجی نے کہا۔ وہ کیا؟ عورت نے کہا علی بن ابی طالب کو قتل کرو کیونکہ اس نے نزوان کی جنگ میں میرے باپ اور بھائی کو قتل کیا تھا۔

خارجی نے کہا۔ علی بن ابی طالب کے قتل کی کسے طاقت ہے جب کہ وہ بہت شہسوار اور بہادری میں یکتائے زماں ہے۔

عورت نے کہا زیادہ باتیں مت کرو اگر تم علی کے قتل کی طاقت رکھتے ہو تو اسے قتل کرو وہ ہمیں مال و دولت سے زیادہ محبوب ہے ورنہ جاؤ اپنا کام کرو۔

خارجی نے کہا۔ اللہ کی قسم! میں علی بن ابی طالب کو قتل کرنے ہی یہاں آیا ہوں میں تیری اس شرط کو قبول کرتا ہوں۔

زبیر بن بکار کی روایت کے مطابق اس نے عورت سے کہا جب میں نے تجھے دیکھا تو تیرے ساتھ نکاح کرنا پسند کیا۔

عورت نے کہا۔ بس اسی شرط پر نکاح ہوگا جو میں نے ذکر کیا ہے۔

خارجی نے کہا۔ اس شرط کا کیا فائدہ؟ علی کا قتل مجھے اور تجھے مفید نہ ہوگا۔ میں جانتا ہوں اگر میں علی کو قتل کروں گا تو خود محفوظ نہ رہوں گا۔۔

عورت نے کہا اگر تو نے اسے قتل کر دیا اور خود بچ گیا تو تمہاری مراد پوری ہوگی میری جان کو آرام ہوگا اور تُو میرے ساتھ عیش کے ساتھ زندگی بسر کرے گا اور اگر تو قتل ہو گیا تو اللہ کے پاس تیرے لئے دنیا اور اس کی نعمتوں سے اچھا ثواب ہے۔

خارجی نے کہا۔ اچھا میں تیری شرط قبول کرتا ہوں۔ فرزوق شاعر کہتا ہے۔

لم ارمھرا ساقہ ذوشجاعہ کمھر
قطام من فصیح واعجم ثلاثہ
الافٍ وعبد وقینہ وضربِ علی
بالحسام المسمّم ولا غرو للاشراف
ان ظھرت بھم کلاب الاعادی
من فصیح واعجمٍ فحربة وحشیّ
سقت حمزة الردی وحتف علی من
حسام بن ملجم۔

میں نے قطام کے مہر جیسا عرب وعجم میں مہر نہیں دیکھا جسے کوئی بہادر شخص ادا کرتا ہو۔ تین ہزار دینار ایک غلام اور ایک لونڈی اور زہر آلود تلوار سے علی کو قتل کرنا اشراف اور اصحاب فضل کے لئے یہ کوئی تعجب نہیں اگرچہ عرب وعجم سے دشمنوں کے کتے سامنے ظاہر ہوں پس وحشی کے حربے نے امیر حمزہ کو موت کا جام پلایا اور علی کی موت ابن ملجم کی تلوار سے ہوئی۔

اس عورت نے ابن ملجم سے کہا۔ میں ایسے شخص کو تلاش کرتی ہوں جو تیری مدد کرے گا۔ اس نے اپنے چچا کے بیٹے وردان بن مجالد کو بُلایا۔ وہ آیا۔ ابن ملجم، شبیب بن بجرہ اسلمی سے ملا اور اسے کہا۔ سبیب کیا دُنیا اور آخرت کی فضیلت کی خواہش کرتے ہو۔

اس نے کہا۔ وہ کیا ہے؟ ابن ملجم نے کہا۔ علی بن ابی طالب کو قتل کرنے میں میری امداد کرو۔

شبیب نے کہا تو ہلاک ہوجائے۔ یہ بہت بڑا منصوبہ ہے، تم کسی صورت اس پر قادر نہیں ہوسکتے۔

ابن ملجم نے کہا۔ علی بن ابی طالب وہ شخص ہے، جس کا کوئی محافظ نہیں۔ وہ تنہا نماز پڑھنے جاتا ہے۔ ہم مسجد میں چھپ رہیں گے۔ جب نماز پڑھنے آئے گا تو اسے قتل کردیں گے، اگر ہم بچ نکلے تو ہم کو استراحت ملے گی۔ اگر ہم قتل ہوگئے تو دنیا میں ہماری مشہوری ہوگی اور آخرت میں جنت ملے گی۔

شبیب نے کہا۔ علی سب سے پہلے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے ہیں اسے قتل کرنے کو میرا دل نہیں چاہتا ہے۔

ابن ملجم نے کہا۔ شبیب تو ہلاک ہوجائے اس نے اللہ کے دین میں لوگوں کو حاکم تسلیم کیا ہے اور ہمارے نیک بھائی قتل کیے ہیں۔ ہم ان کے عوض اسے قتل کریں گے تم اپنے دین میں شک نہ کرو۔

شبیب نے ابن ملجم کی بات تسلیم کرلی اور وہ دونوں قطام کے پاس آئے جب کہ وہ جامع مسجد میں قبہ نصب کیے ہوئے معتکف تھی۔ اس نے دونوں کے لیے دُعا کی اور وہ دونوں ہاتھوں میں

تلواریں لئے ہوئے آئے اور اس دروازہ کے سامنے بیٹھ گئے جس سے امیر المومنین رضی اللہ عنہ باہر آتے تھے۔ ابن نباح مؤذن مسجد میں آیا اور نماز کے لیے آواز دی۔ حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ چلتے ہوئے تشریف لائے۔ ابن نباح آپ کے آگے اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ پیچھے آرہے تھے۔ جب دروازہ سے باہر آئے تو بلند آواز سے فرمایا لوگو نماز کے لیے آؤ۔ آپ ہر روز اسی طرح کہا کرتے تھے۔ جب کہ آپ کے ہاتھ میں درّہ ہوتا تھا۔ آپ لوگوں کو بیدار کیا کرتے تھے۔ آپ کے سامنے دو شخص آئے۔ بعض حاضرین نے کہا میں نے تلوار کی چمک دیکھی اور ایک شخص سے یہ سُنا وہ کہہ رہا تھا۔ علی حکم صرف اللہ تعالیٰ کا ہے۔ ایک روایت میں اس طرح ہے کہ حکم صرف اللہ کا ہے حکم نہ تو تیرا ہے اور نہ ہی تیرے ساتھیوں کا ہے۔ پھر میں نے دوسری تلوار دیکھی ان دونوں نے ایک ساتھ حضرت امیر المومنین پر تلواروں سے حملہ کر دیا۔ شبیب کی تلوار تو طاق پر واقع ہوئی اور اس کا وار ضائع ہو گیا اور ابن ملجم کی تلوار آپ کے چہرے اور سر پر لگی اور دماغ تک پہنچ گئی اور وردان بھاگ گیا حتیٰ کہ اپنے گھر میں داخل ہو گیا اور ایک شخص اس کے پیچھے اس کے گھر میں داخل ہوا اور اسے قتل کر دیا اور شبیب اندھیرے میں کہیں بھاگ گیا۔ ابن ملجم کو جب لوگوں نے پکڑنا چاہا تو اس نے تلوار سے ان پر حملہ کر دیا لوگ اس سے ایک طرف ہو گئے۔ مغیرہ بن نوفل نے اسے کمبل کے ساتھ اس طرح پکڑا کہ اس پر کمبل ڈال دیا اور اسے اٹھا کر زمین پر پچھاڑ دیا پھر اس کے سینہ پر بیٹھ گئے۔ اور اس کی تلوار چھین لی اور اس کو امیر المومنین رضی اللہ عنہ کے پاس لے آئے جب آپ نے اسے دیکھا تو فرمایا نفس کا بدلہ نفس ہے۔ اگر میں فوت ہو جاؤں تو اسے قتل کر دو جیسے اس نے مجھے قتل کیا ہے اگر میں زندہ رہا تو معاف کرنا یا اس سے قصاص لینا میرے اختیار میں ہے۔ ذخائر العقبیٰ میں ہے کہ حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اگر میں فوت ہو گیا تو اسے قتل کر دو اور اس کا مُثلہ نہ کرنا، اگر میں فوت نہ ہوا تو اسے معاف کرنا یا قصاص لینا میرے سپرد ہے۔

ابن ملجم نے کہا میں نے یہ تلوار ایک ہزار درہم سے خریدی ہے اور مہینہ بھر اسے زہر کی پان دیتا رہا ہوں، اگر یہ میرا اخلاف کرے تو اللہ اس کو ذلیل کرے۔

امیر المومنین کی صاحبزادی سیدہ اُم کلثوم نے فرمایا۔ اللہ کے دشمن تو نے امیر المومنین کو قتل کیا ہے۔ ابن ملجم نے کہا۔ میں نے تیرے باپ کو قتل کیا ہے۔

اُم کلثوم نے فرمایا۔ اللہ کے دشمن میں دیکھتی ہوں کہ امیر المومنین کا کوئی گناہ نہیں ان پر کوئی گرفت نہ ہوگی۔

ابن ملجم نے کہا۔ پھر روتی کس لئے ہو؟ اللہ کی قسم میں نے علی کو ایسی تلوار ماری ہے کہ اگر یہ سارے شہر والوں پر تقسیم کی جائے تو ان میں سے کوئی بھی زندہ نہ بچے۔

ابن ملجم کو امیر المومنین سے دُور کیا گیا جب کہ لوگ اس پر لعنتیں کر رہے تھے اور کہتے تھے اللہ کے دشمن تُو نے بہترین شخص کو قتل کیا ہے۔

''اسد الغابہ'' میں اس طرح ہے کہ جب ابن ملجم کو گرفتار کرلیا گیا اور اسے امیر المومنین کے پاس لے گئے تو آپ نے حکم دیا کہ اسے قید کردو، اس کے کھانے پینے کا اچھا انتظام کرو۔ اور اس کو نرم بستر وغیرہ دو۔ اگر میں زندہ رہا تو اپنے خون کا مَیں خود مالک ہوں اسے معاف کروں یا انتقام لوں اور اگر میں فوت ہوگیا تو اسے قتل کردو۔ میں رب العالمین کے حضور اس کے ساتھ مخاصمت کروں گا۔

حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ جمعہ اور ہفتہ بقیدِ حیات رہے اور چالیس ہجری میں تیرہ رمضان کو اتوار کے روز فوت ہوگئے۔ اس وقت آپ کی عمر شریف پینسٹھ برس تھی۔ کہا جاتا ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی طرح حضرت علی کی عمر بھی تریسٹھ برس تھی، یہ بھی عجیب اتفاق ہے واقدی نے کہا اسی طرح مروی ہے بعض کچھ اور کہتے ہیں۔

امیر المومنین علی المرتضیٰ کا امامین حسن وحسین کو وصیّت کرنا رضی اللہ عنہم

ایک روایت میں ہے کہ جب ابن ملجم نے حضرت امیر المومنین کو زخمی کردیا تو آپ نے حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کو ایک طویل وصیت کی جس کا آخری حصہ یہ ہے۔

یا بنی المطلب لا تخوضو ادماء المسلمین خوضًا تقولون قتل امیر المومنین الا لا تقتلوا بی الّا قاتلی انظروا اذا انا مُتُّ من ضربتہ ھٰذا فاضربوہ ضربۃ بضربۃ ولا تمثلوا	اے عبدالمطلب کی اولاد مسلمانوں کے قتل میں ہرگز مشغول نہ ہونا اور یہ کہو کہ امیر المومنین قتل کیا گیا ہے خبردار میرے بدلہ میں صرف میرے قاتل ہی کو قتل کرنا ، دیکھو جب میں اس کی تلوار کے اس زخم سے فوت ہوجاؤں تو اس کو اس کے بدلہ قتل کردو مگر

بہ فانی سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول۔ ایاکم والمثة ولو بالکلب العقور۔

اس کے ہاتھ پاؤں ناک منہ نہ کاٹنا کیونکہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ آپ مثلہ سے منع فرماتے تھے۔ اگرچہ پاگل کتا ہی کیوں نہ ہو۔

اس حدیث کو فضائلی نے ذکر کیا ہے۔ ایک دوسری رویت کے مطابق حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جب میرے والد فوت ہونے کے قریب ہوئے تو انہوں نے یہ وصیت فرمائی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وصیّت

علی بن ابی طالب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھائی اور آپ کے چچا کا بیٹا اور صحابی یہ وصیّت کرتا ہے کہ میری پہلی وصیّت یہ ہے کہ میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی حق معبود نہیں اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول اور نیک بندے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے علم کے مطابق پسند کیا اور مخلوق کے لیے راہنما بھیجا۔ اللہ تعالےٰ قادر مطلق ہے وہ قبروں سے لوگوں کو زندہ اٹھائے گا ان کے اعمال کا حساب لے گا۔ حالانکہ وہ سینوں کی باتیں جانتا ہے۔ اے حسن! میں تم کو وصیّت کرتا ہوں جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وصیّت کی تھی وہ میں تجھے وصیّت کرتا ہوں۔ جب میں فوت ہو جاؤں تو اپنے گھر رہو اور اپنے گناہوں پر روتے رہو۔ تمہاری زندگی کا آخری مقصد دُنیا نہیں ہونا چاہیے۔ میرے پیارے بیٹے نماز اپنے وقت میں پڑھتے رہو اور فقراء میں زکوٰۃ تقسیم کرتے رہو، مشتبہ امور میں خاموش رہو، رضا و غصہ میں عدل کرو، ہمسایہ کے ساتھ احسان، مہمان کا اکرام کرو، مصیبت زدہ لوگوں پر رحم کرو اور رشتہ داروں سے اتفاق کرو، مساکین کے ساتھ محبت کرو اور ان کی مجلس اور ان سے تواضع اختیار کرو کیونکہ یہ افضل عبادت ہے موت یاد رکھو، دنیا سے بے رغبت رہو کیونکہ تم موت کے مرہون ہو۔ مصائب تمہارے سامنے ہیں، بیماری تم سے دُور نہیں۔ میں وصیت کرتا ہوں کہ اعلانیہ اور خفیہ اللہ سے ڈرتے رہو اور قول و فعل میں اللہ کی مخالفت سے منع کرتا ہوں۔ جب آخرت کی کوئی شئ ظاہر ہو تو وہ پہلے کرو۔ جب کوئی دنیاوی امر دَرپیش ہو تو اس میں جلدی نہ کرو حتیٰ کہ اس کی درستگی تمہیں معلوم ہو جائے، تہمت کے مقام اور بدگمانی کی محفلوں سے بچو کیونکہ بُرا ساتھی اپنے ساتھی کو خراب کر دیتا ہے۔ میرے پیارے بیٹے اللہ کے لیے عمل کرو، ظلم سے بچو اچھی بات کرو، بُرے کام سے منع کرو اپنے اسلامی بھائیوں سے محبت کرو۔ نیک لوگوں سے ان کے نیک ہونے کی وجہ سے محبت کرو، فاسق سے علیٰحدہ رہو اور دل میں اس کے ساتھ بغض رکھو اس کو اپنے اعمال کے قریب نہ کرو

کہیں تم بھی اس جیسے نہ ہو جاؤ، شارع عام میں نہ بیٹھو، بے وقوفوں سے جھگڑا نہ کرو، اقتصادیات میں میانہ روی اختیار کرو۔ عبادت اچھی کرو اور جب تک طاقت ہو عبادت میں ہمیشگی کرو، زیادہ خاموش رہو اس میں سلامتی ہے اپنے لئے عمل آگے بھیجو، اچھی تعلیم دو۔ ہر حال میں اللہ کا ذکر کرو، چھوٹوں پر رحم کرو، بڑوں کی عزت کرو، کھانے سے پہلے کچھ صدقہ کر دیا کرو، روزے ضرور رکھو یہ بدن کی زکوٰۃ ہیں اور یہ روزہ داروں کے لئے جنت کا سبب ہیں، نفس سے جہاد کرو اپنے ساتھیوں سے بچتے رہو دشمن سے علیحدہ رہو، ذکر کی مجالس اختیار کرو، دُعا کثرت سے کیا کرو، میرے بیٹے میں نے نصیحت میں کمی نہیں کی، اب میرے اور تیرے درمیان جُدائی ہو رہی ہے۔ میں تمہارے بھائی محمد بن حنفیہ کے متعلق وصیت کرتا ہوں کہ اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو وہ تمہارے باپ کا بیٹا ہے۔ اور جانتے ہو میں اس سے کتنی محبت کرتا ہوں۔ حسین تمہارا حقیقی بھائی ہے۔ تمہاری والدہ اور تمہارے باپ کا بیٹا ہے۔ میرے بعد اللہ میرا خلیفہ ہے اس سے مَیں سوال کرتا ہوں کہ وہ تمہاری اصلاح کرے اور سرکش لوگوں کو تم سے روکے۔ صبر کرو حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ خلافت کا کوئی فیصلہ کر دے۔ ''ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم'' پھر فرمایا۔ حسن مجھے قتل کرنے والے کو دیکھو، میرے کھانے جیسا اسے کھانا کھلاؤ، اگر میں زندہ رہا تو میں اپنے حق کا زیادہ لائق ہوں۔ اگر میں فوت ہو گیا تو اسے قتل کر دو اس کا مثلہ نہ کرنا کیونکہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ آپ فرماتے تھے مثلہ کرنے سے بچو اگرچہ پاگل کتا کیوں نہ ہو۔ اے حسن! اگر میں فوت ہو گیا تو میرے کفن میں گراں قیمت کپڑا استعمال نہ کرو، کیونکہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔

لَا تُغَالُوْا فِي الْاَكْفَانِ وَامْشُوْا بَيْنَ الْمَشْيَيْنِ فَاِنْ كَانَ خَيْرًا اَعْجَلْتُمُوْنِيْ اِلَيْهِ وَاِنْ كَانَ شَرًّا اَلْقَيْتُمُوْنِيْ عَنْ اَكْتَافِكُمْ۔	قیمتی کفن نہ بناؤ اور جنازہ لے کر درمیانہ رفتار چلو اگر وہ اچھا ہے تو مجھے خیر تک جلدی پہنچا دو گے اگر شر ہے تو مجھے اپنے کندھوں سے جلدی اُتارو گے۔

عبد المطلب کے بیٹو میں اپنے بعد تم کو لوگوں کے خون بہاتے نہ دیکھوں یہ کہتے ہوئے کہ تم نے امیر المومنین کو قتل کیا ہے۔ خبردار! میرے بدلہ میں صرف میرے قاتل ہی کو قتل کیا جائے۔ اس وصیّت کے بعد صرف '' لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کہا اور وفات فرما گئے۔ رضی اللہ عنہ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

غُسل و کفن

حضرت امام حسن و حسین، عبداللہ بن جعفر اور محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہم نے آپ کو غسل دیا اور تین کپڑوں میں کفن دیا گیا جن میں قمیص اور عمامہ نہ تھا۔ آپ کے صاحبزادے امام حسن رضی اللہ عنہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ عزیٰ (ایک معروف جگہ ہے) میں آپ کو دفن کیا گیا۔ اب تک لوگ آپ کے روضہ پاک کی زیارت کرنے آتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ آپ نجف اشرف میں دفن ہوئے۔ ایک شاعر کہتا ہے۔

سَقَتْهُ سَحَائِبُ الرِضْوَانِ سَحًا — رضوان کے بادلوں نے انہیں خوب پلایا جوان کے دونوں

كَجُوْدِ يَدَيْهِ يَنْسَجِمُ انسجَامًا — ہاتھوں سے سخاوت کی طرح برستے ہیں بادل کو چلانے

وَلَا النَّجْفِ التَّحِيَّةَ وَ السَّلَامًا۔ — والے ہمیشہ نجف کی طرف سلام پہنچاتے رہیں۔

کہا جاتا ہے کہ آپ اپنے گھر اور مسجد کے درمیان مدفون ہوئے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ کوفہ کے دارالخلافہ میں آپ کو دفن کیا گیا۔ اس طرح فصول مہمہ میں مذکور ہے بعض لوگ کچھ اور کہتے ہیں۔

حدیث کی کتابوں میں آپ سے ۵۸۶ حدیثیں روایت کی گئی ہیں۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آزاد کردہ غلام حضرت عبداللہ بن ابو رافع آپ کا کاتب تھا اور حضرت شریح بن حارث کندی رضی اللہ عنہ آپ کا قاضی تھا۔

لوگ جب حضرت امیر المومنین کے دفن سے فارغ ہوئے تو سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے ابن ملجم کو حاضر کرنے کا حکم دیا، اسے حاضر کیا گیا جب وہ آپ کے سامنے آیا تو آپ نے اس کی گردن اڑا دینے کا حکم دیا۔ لوگوں نے اسے پکڑ کر آگ میں جلا دیا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک دفعہ امیر المومنین رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے اور میں ان کی بیمار پرسی کے لیے گیا جب کہ وہاں ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما بھی تھے میں بھی ان میں بیٹھ گیا۔ اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لے آئے اور امیر المومنین کے چہرہ کو غور سے دیکھا تو ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں کچھ ڈر ہے۔ فرمایا کوئی ڈر نہیں، ابھی یہ ہرگز فوت نہ ہوں گے ان کی موت اس وقت واقع ہوگی جب یہ سخت غیظ میں ہوں گے اور یہ قتل ہوں گے۔ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا اے علی پہلے لوگوں میں بد بخت کون تھا؟ حضرت علی نے کہا جس نے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی قتل کی تھی۔

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم نے سچ کہا ہے۔

اچھا یہ بتاؤ پچھلے لوگوں میں بد بخت کون ہوگا؟

حضرت علی نے کہا یہ اللہ اور اس کا رسول جانیں۔

سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کے سر کی طرف اشارہ کر کے فرمایا جو اس پر تلوار سے وار کرے گا (وہ سب سے زیادہ بد بخت ہوگا) حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے قبیلہ کے لوگوں سے کہا کرتے تھے۔ اللہ کی قسم مجھے یہ محبوب ہے کہ کوئی بد بخت اُٹھے۔ اس کی ابو حاتم نے رویت کی ہے۔ فضالہ انصاری سے روایت ہے انہوں نے کہا میں اپنے والد کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیمار پرسی کے لیے بقیع گیا جب کہ آپ وہاں بیمار تھے اور مدینہ منورہ سے بقیع منتقل ہو گئے تھے۔ میرے والد نے کہا آپ یہاں کس لیے تشریف لائے ہیں۔ اگر بالفرض آپ یہاں فوت ہو جائیں تو جُہینہ کے اعرابیوں کے سوا آپ کو کون دفن کرے گا۔

حضرت ابو فضالہ رضی اللہ عنہ اصحاب بدر میں سے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ میں اس مرض میں فوت نہیں ہوں گا۔ کیونکہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ساتھ وعدہ کیا ہے کہ میں فوت نہ ہوں گا حتیٰ کہ مجھے امیر بنایا جائے گا اور اپنے سر اور داڑھی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا یہ حتمی طور پر خون سے لبریز ہوں گے۔ یہ میرے ساتھ پختہ عہد ہے۔ ابو اسود دؤلی نے روایت کی کہ انہوں نے حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی بیمار پرسی کی جب کہ وہ سخت بیمار ہو گئے تھے۔ ابو اسود کہتے ہیں مَیں نے کہا اے امیر المومنین مجھے ڈر ہے کہ شاید آپ اس مرض میں فوت ہو جائیں۔

حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اللہ کی قسم مجھے یہ ڈر نہیں ہے، کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا جب کہ آپ نے میرے سر کی طرف اشارہ کر کے فرمایا تجھے یہاں تلوار ماری جائے گی اور خون کے بہنے سے تمہاری داڑھی رنگ دار ہو جائے گی اور تمہیں تلوار سے قتل کرنے والا ایسا بد بخت ہوگا جیسے صالح علیہ السلام کی اونٹنی قتل کرنے والا بد بخت تھا۔ ''فصول مہمہ'' میں اس طرح ہے کہ کہا جاتا ہے کہ حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ سے اس آیت کریمہ کا مطلب پوچھا گیا کہ وہ کوفہ میں منبر پر خطبہ دے رہے تھے۔

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا	مومنوں میں سے بعض لوگوں نے اللہ سے کیا ہوا
عَاهَدُوا اللهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى	عہد پورا کیا اور ان میں سے بعض نے اپنی
نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ۔	حاجت پوری کر لی اور بعض انتظار کر رہے ہیں۔

امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے اللہ! ہم کو بخش! یہ آیت کریمہ میرے چچا حمزہ اور میرے چچا کے بیٹے عبیدہ بن حارث بن عبد المطلب (رضی اللہ عنہم) کے حق میں نازل ہوئی۔ عبیدہ نے تو اپنی حاجت پوری کر لی اور وہ بدر کی لڑائی میں شہید ہو گئے۔ میرے چچا حمزہ نے بھی اپنی حاجت پوری کر لی اور وہ اُحد کی جنگ میں شہید ہو گئے اور میں اس کا منتظر ہوں اور اپنے سر کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ اس اُمت سے بد بخت انسان اسے خون آلود کرے گا۔ میرے حبیب ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ساتھ یہ عہد فرمایا ہے۔ ایک سند سے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا ایک وقت میں امیر المومنین رضی اللہ عنہ کے پاس تھا اچانک وہاں عبد الرحمن بن ملجم آیا جب کہ وہ آپ سے سواری طلب کر رہا تھا، آپ نے اس کو سواری دی اور فرمایا۔

اُرِيْدُ حَيَاتَهٗ وَيُرِيْدُ قَتْلِيْ عَذِيْرُكَ	میں اس کی زندگی کا خواہش مند ہوں اور یہ
مِنْ خَلِيْلِكَ مِنْ مُّرَادٍ۔	میری موت چاہتا ہے۔ تیرا مددگار وہ

ہوگا جو قبیلہ مراد سے تیرا دوست ہے۔

پھر فرمایا۔ اللہ کی قسم یہ میرا قاتل ہے۔

میں نے کہا امیر المومنین آپ اس کو قتل کیوں نہیں کر دیتے؟

آپ نے فرمایا ایسا نہ ہوگا۔ اگر یہ قتل نہ کرے گا تو اور کون مجھے قتل کرے گا پھر فرمایا۔

اُشْدُدْ حَيَازِيْمَكَ لِلْمَوْتِ فَاِنَّ	موت کے لیے اپنی پسلیاں مضبوط کر
الْمَوْتَ لَاقِيْكَا وَلَا تَجْزَعْ مِنَ	(صبر کر) کیونکہ موت تجھے پالے گی موت
الْمَوْتِ اِذَا حَلَّ يُنَادِيْكَا۔	سے مت گھبرا جب تجھے بلانے والا آجائے۔

تمیم بن مغیرہ نے کہا۔ امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے جس سال شہید ہونا تھا۔ اس سال کے رمضان المبارک کے روزے ایک رات امام حسن کے پاس، ایک رات امام حسین کے پاس اور ایک رات عبد اللہ بن جعفر کے پاس افطار کرتے تھے اور تین یا چار لقموں سے زیادہ نہ کھاتے تھے اور یہ فرمایا کرتے تھے کہ میں چاہتا ہوں کہ میرے پاس اللہ تعالیٰ کا حکم آئے جب کہ میں خالی پیٹ ہوں، یہ چند راتیں رہ گئی

ہیں ابھی رمضان مبارک گزرنے نہ پایا تھا کہ آپ شہید کر دیئے گئے۔ حسن بن کثیر نے اپنے باپ سے روایت کی انہوں نے کہا امیر المومنین رضی اللہ عنہ جس روز شہید ہوئے اس دن صبح باہر تشریف لائے تو آپ کے آگے بطخوں نے چلانا شروع کر دیا ان کو آگے سے ہٹادیا گیا تو امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ چھوڑو ان کو یہ نوحہ کر رہی ہیں۔ اس کے فوراً بعد آپ کو ابن ملجم نے قتل کر دیا۔ امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے کہا ایک رات میں بیدار رہا اور اپنے والد کو گھر والی مسجد میں نماز پڑھتے دیکھا۔

انہوں نے مجھے فرمایا بیٹا! اپنے گھر والوں کو اٹھاؤ نماز پڑھیں، یہ جمعہ کی رات ہے اور صبح بدر کی ہے (یعنی سترہ رمضان المبارک کی رات ہے جس روز جنگ بدر ہوئی تھی) میری آنکھوں نے غلبہ کیا اور میں پھر سو گیا۔ خواب میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے کس قدر آپ کی اُمت سے مصائب اور جھگڑوں کا سامنا کیا ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان پر دُعا کرو۔ میں نے کہا اے پروردگار عالم مجھے ان کا بدل بہتر لوگ دے اور ان کو میرا بدل کوئی نامساعد شخص دے۔ پھر موذن آیا اس نے نماز کے لیے آواز دی امیر المومنین رضی اللہ عنہ باہر تشریف لے گئے اور میں بھی آپ کے پیچھے ہولیا۔ آپ مسجد تک پہنچنے نہ پائے تھے کہ ابن ملجم نے تلوار کے وار سے آپ کو قتل کر دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

بکر بن حسان کہتا ہے۔

قل لابن ملجم والاقدار غالبة	ابن ملجم سے کہہ دو حالانکہ تقدیر غالب ہے
هدمت للدين والاسلام اركانا	تو نے دین اور اسلام کے رکن گرا دیئے ہیں کہ
قتلت افضل من يمشي على قدم	تو نے قدموں پر چلنے والوں میں سے افضل
وافضل الناس اسلاما وايمانا واعلم	اور لوگوں سے اسلام و ایمان میں افضل کو قتل کیا
لناس بالقرآن ثم بما سن الرسول	ہے سب لوگوں سے زیادہ قرآن اور سنت اور
لنا شرعاً وتبيانا صهر النبي ومولاه	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جاننے والے کو قتل
وناصره اضحت مناقبه نور او برهانا	کیا وہ نبی کے داماد اور مولیٰ اور ناصر ہیں اس کی
وكان منه على رغم الحسود له	خوبیں نور اور برہان ہیں حاسدوں کے ناک
مكان هارون من موسیٰ بن عمرانا	خاک آلود کرتے ہوئے۔ ان کا مرتبہ موسیٰ بن
	عمران سے ہارون کے مرتبہ سا ہے میں نے

ذکرت قاتله والدمع منحدر فقلت
سبحان رب العرش سبحانا قد کان
یخبرنا الا سوف یخضبها قبل المنیّة
اشقاها وقد کانا انی لا حسبه
ماکان من بشرٍ یخشی المعاد ولکن
کان شیطانا اشقی مراداً اذا عدّت
قبائلها واخسر الناس عندالله میزانا
کعاقر الناقة الاولی التی حلبت علی
ثمود بارض الحجر خسرانا فلا عفا الله
عن ماتحمّله ولا سقی قبر
عمران بن حطانا۔ لقوله فی شقی
ظلّ مجترماً ونال ماناله ظلما
وعدوانا یاضربة من تقی ما ارادبها
الّا یسبلغ من ذی العرش رضوانا
بل ضربةمن غوی اور ثته لظّی
مخلد اقداتی الرحمٰن غضبانا کانه
لم یرد قصداً بضربته الا لیصلی
عذاب الخلد نیرانا۔

ان کے قاتل کو یاد کیا جب کہ آنسو بہہ رہے تھے اور میں نے کہا عرش کا مالک ہر عیب سے پاک ہے وہ ہم کو خبر دیتے تھے کہ عنقریب موت سے پہلے اُمت سے بد بخت شخص ان کو خون آلود کرے گا اور ایسا ہی ہوا میں اس کو یہ سمجھتا ہوں کہ وہ بشر ہی نہیں جو عاقبت سے ڈرتا ہے لیکن وہ شیطان ہے جب تمام قبیلے شمار کئے جائیں تو سب سے زیادہ بدبخت قبیلہ مراد ہے اور اللہ کے نزدیک میزان میں سب سے زیادہ خسارہ میں ہے وہ پہلی اونٹنی جو ثمود کے عہد میں حجر کی زمین میں دوہی گئی کے قاتل کی طرح خسارہ میں پڑ گیا اللہ تعالیٰ اس کا یہ فعل معاف نہ کرے جو اس نے کیا اور نہ ہی عمران بن حطان کی قبر ٹھنڈی کرے کیونکہ اس نے مجرم بدبخت کے حق میں کلام کیا ہے اور اس نے جو کچھ حاصل کیا ظلم وعداوت کے باعث حاصل کیا ہائے یہ کسی متقی کی تلوار کا زخم ہے جس زخم سے اس نے ارادہ نہ کیا مگر یہ کہ وہ عرش کے مالک کی رضاء حاصل کرے بلکہ یہ تو بدبخت کی ضرب ہے جس نے اس کو ہمیشگی کی آگ میں داخل کیا۔ اور وہ اللہ کے سامنے حاضر ہوگا جب کہ وہ اس پر غضب ناک ہوگا گویا اس نے تلوار مارنے سے ارادہ نہ کیا مگر یہ کہ وہ ہمیشہ عذابِ نار میں رہے۔

جب قاضی ابوطیب طاہر بن عبداللہ شافعی نے عمران بن حطان رشاقی خارجی کا یہ کلام سُنا

لله درّ المرادی الذی فتکت کفاه

اللہ مرادی (ابن ملجم) کا بھلا کرے جس کے دونوں

مهجة شر الخلق انساناً یا ضربة من تقی ما اراد بها الا لیبلغ من ذی العرش رضوانا انی لا ذکره یوماً فاحسبه اوفی البریّة عند الله میزاناً

ہاتھوں نے مخلوق سے شریر انسان کی روح کو نکالا یہ متقی کی تلوار کی چوٹ ہے۔ جس سے اس نے ارادہ نہ کیا مگر یہ کہ وہ عرش کے مالک کی رضا حاصل کرے۔ میں ابن ملجم کو کبھی یاد کرتا ہوں اور اس کو اللہ کے حضور ساری مخلوق سے زیادہ نیک سمجھتا ہوں۔

قاضی ابو طیّب نے عمران بن حطان خارجی کو یہ جواب دیا۔

انی لابرء مما انت قائله عن ابن ملجم الملعون بهتانا یا ضربة من شقّی ما اراد بها الا لیهدم للاسلام ارکانا انی لا ذکره یوما فالعنه دینا والعن عمرانا وحطانا علیه ثم علیه الدهر متّصلا لعائن الله اسرار واعلانا فانتما من کلاب النار جاء به نص الشریعة برهانا وتبینا علیکم لعنة الجبار ما طلعت شمس وما اوقدوا فی الکون نیرانا۔

میں تیرے اس کلام سے بیزار ہوں جو تو نے ابن ملجم ملعون کی طرف سے بہتان تراشی کی ہے ،ہائے بد بخت نے تلوار کی مار سے نہ ارادہ کیا مگر یہ کہ اسلام کے رکن گرادیے۔ میں اسے کبھی یاد کرتا ہوں اور اس کے دین پر لعنت کرتا ہوں اور عمران اور حطان پر لعنت کرتا ہوں پے در پے سارا زمانہ ہمیشہ اس پر خفیہ اور علانیہ اللہ کی لعنتیں ہوتی رہیں تم دونوں دوزخ کے کتے ہو اس کے متعلق شریعت مطہرہ میں واضح طور پر آیا ہے تم دونوں پر جبار و قہار کی لعنت ہوتی رہے جب تک سورج طلوع کرتا رہے اور جب تک چولہوں میں آگ جلاتے رہیں۔

ابو الاسود دوٴلی نے کہا ۔

الا بلّغ معاویة بن حرب فلا قرّت عیون الشامتینا أ فی شهر الصیام فجعتمونا بخیر الناس طرا اجمعینا قتلتم خیر من رکب المطایا ورحلها

خبردار! معاویہ بن حرب کو میرا کلام پہنچادو! شامیوں کی آنکھیں ٹھنڈی نہ ہوں، کیا تم نے رمضا المبارک میں ہمیں زخمی کیا ہے سارے لوگوں سے بہتر شخص کے قتل کے سبب تم نے ان لوگوں سے بہتر کو قتل کیا ہے جو سواریوں اور ان کے کجاووں پر سوار ہوئے اور جو کشتیوں

ومن رکب السفینۃ ومن لبس النعال
ومن خلاھا
ومن قرء المثانی والمئینا
انا استقبلت وجہ ابی حسین
رئیت البدر داء الناظرین
لقد علمت قریش حیث کانت
بانک خیرھا حسبا ودینا
وقل للشامتین بنا رویداً
ستلقی الشامتون کما لقینا

پر سوار ہوئے اور جنہوں نے جوتے پہنے اور جنہوں نے ان کو بنایا اور جنہوں نے سو سو اور دو دو سو آیات والی سورتیں پڑھی ہیں جب تو امام حسین کے والد کا چہرہ دیکھے تو چودھویں رات کے چاند کو دیکھے گا جو دیکھنے والوں کو خوش کرتا ہے قریش جہاں بھی ہیں وہ جانتے ہیں کہ تو (امیر المومنین) ان سے حسب و دین میں بہتر ہے ہماری طرف سے شامیوں سے کہہ دو کہ ٹھہرو عنقریب تم بھی وہ دیکھ لوگے جو ہم نے دیکھا۔

اسی اسناد کے ساتھ زہری سے روایت ہے انہوں نے کہا مجھے عبدالملک بن مروان نے کہا جس روز حضرت علی رضی اللہ عنہ قتل ہوئے تھے اس کی علامت کیا تھی؟ میں نے کہا اے امیر المومنین اس روز بیت المقدس کے جس پتھر کو اٹھایا جاتا تھا اس کے نیچے تازہ خون نکلتا تھا۔ عبدالملک نے کہا اس حدیث میں تم اور میں غریب ہیں۔

ابن ملجم کا دُنیا میں حشر و نشر

ابو بکر خوارزمی کی تالیف کتاب المناقب میں منقول ہے کہ انہوں نے کہا ابوالقاسم بن محمد نے کہا میں مسجد حرام میں تھا۔ وہاں مقام ابراہیم علیہ السلام کے گرد لوگ جمع دیکھے تو میں نے کہا یہ کیا ماجرا

---

[1] ابوالاسود شاعر کا یہ کلام اس کے اپنے گمان کے اعتبار سے ہے کہ شاید امیر المومنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اہل شام نے قتل کروایا ہے اور امیر المومنین کا قتل ایک سوچی سمجھی سازش کا نتیجہ ہے ورنہ مؤلف پہلے ذکر کر چکا ہے کہ خارجیوں نے منظم سکیم بنائی تھی کہ ایک ساتھ امیر المومنین، عمرو بن عاص اور امیر معاویہ کو قتل کر دیا جائے اور ہوا بھی ایسا۔ مگر عمرو بن عاص بیمار ہونے کے باعث بچ گئے اور وہ صبح کی نماز پڑھانے نہ آئے اور ان کی جگہ خارجہ قتل ہو گئے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو سرین پر تلوار لگی جس سے ان کی جماع کی رگ کٹ گئی اور پھر ان کی اولاد نہ ہوئی مگر وہ قتل سے بچ گئے۔ اگر شامیوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قتل کا منصوبہ بنایا تھا تو یہ صورت کیوں پیدا ہوئی؟ معلوم ہوا کہ شاعر کا یہ صرف اپنا گمان ہے۔ مؤلف پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان پر حملہ آور کو اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر اس وقت چھوڑا یا قتل کیا جب کہ ان کو حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ کے قتل کی خبر پہنچی۔ اس سے ظاہر ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو امیر المومنین کے قتل سے انتہائی دُکھ پہنچا تھا جتنا اصحاب علی رضی اللہ عنہم کو پہنچا تھا۔ ۱۲۔ علامہ غلام رسول رضوی

ہے؟ لوگوں نے کہا ایک یہودی عالم مسلمان ہوا ہے وہ مکہ مکرمہ آیا ہے اور عجیب واقعہ بیان کر رہا ہے میں نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا وہ بوڑھا شخص ہے اس پر صوف کا جبہ اور صوف کی بہت بڑی ٹوپی ہے وہ مقامِ ابراہیم علیہ السلام کے پاس بیٹھ کر واقعہ بیان کرتا ہے اور لوگ بڑے غور سے سُن رہے ہیں۔ اس نے کہا ایک روز میں اپنے عبادت خانہ میں بیٹھا ہوا تھا میں نے اوپر دیکھا تو عقاب جیسا ایک پرندہ سمندر کے کنارے ایک پتھر پر آ بیٹھا اور بیٹھتے ہی اس نے اُلٹی کردی اور اُلٹی کے ذریعہ چوتھائی انسان باہر پھینکا، پھر وہ اُڑ گیا اور تھوڑی دیر نظروں سے غائب رہنے کے بعد واپس آ گیا اور اُلٹی کر کے دوسری چوتھائی انسان باہر پھینکا اور اُڑ گیا پھر واپس لوٹ آیا اور اس طرح اس نے انسان کی چار چوتھائیاں اُلٹی کے ذریعہ باہر پھینکیں، پھر وہ چوتھائیاں ایک دوسرے کے قریب آئیں اور آپس میں مل گئیں اور ان سے پورا انسان کھڑا ہو گیا۔ میں اسے دیکھ کر متعجب ہوا۔ اچانک ایک پرندہ اس پتھر پر آ بیٹھا اور اس سے ایک چوتھائی لے اُڑا پھر واپس لوٹا اور دوسری چوتھائی لے گیا، پھر اسی طرح بار بار اُڑتا رہا حتیٰ کہ وہ پورا انسان لے گیا۔ میں دیکھ کر متفکر تھا اور مجھے حسرت رہی مگر میں اس سے دریافت نہ کر سکا کہ وہ کون ہے اور یہ قصہ کیا ہے۔ جب دوسرا دن ہوا تو وہی پرندہ آیا اور گزرے دن کی طرح آتا جاتا رہا اور یہ فعل کرتا رہا۔ دوسرے دن جب چاروں چوتھائیاں ایک دوسرے سے ملیں اور پورا شخص کھڑا ہو گیا تو میں جلدی سے اپنے عبادت خانہ سے باہر آیا اور اس شخص کو اللہ کی قسم دے کر پوچھا کہ تُو کون ہے۔ وہ خاموش رہا۔ میں نے اسے کہا میں تجھے اس ذات کی قسم دیتا ہوں مجھے ضرور بتاؤ کہ تم کون ہو؟ اس نے کہا میں ابن ملجم ہوں۔ میں نے کہا یہ پرندہ اس طرح کیوں کرتا ہے؟ اس نے کہا میں نے علی بن ابی طالب کو قتل کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پرندہ کے حوالے کر دیا ہے جو کچھ تو نے دیکھا ہے یہ میرے ساتھ اس وقت سے کر رہا ہے (جب سے میں نے علی کو قتل کیا ہے) میں اپنے عبادت خانہ سے باہر آیا اور علی بن ابی طالب سے متعلق دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کا بیٹا ہے۔ یہ دیکھ کر میں مسلمان ہو گیا ہوں اور بیت اللہ کا حج اور زیارتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے حاضر ہوا ہوں لوگ کہتے ہیں کہ امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے لڑائیوں میں مصروف رہنے کے باعث اپنے عہدِ خلافت میں حج نہیں کیا۔ اس سے پہلے انہوں نے بکثرت حج کیے ہیں۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ضرار سے گفتگو

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ضرار بن ضمرہ سے کہا کہ علی کی خوبیاں بیان کرو۔ ضرار نے کہا۔ آپ مجھے معاف ہی فرمائیں۔

امیر معاویہ نے کہا۔ تجھے قسم ہے ضرور ان کی وصف بیان کرو۔

ضرار نے کہا۔ اگر آپ مجبور کرتے ہیں تو خدا کی قسم امیر المومنین رضی اللہ عنہ دُور بین اور بہت طاقتور تھے۔ وہ فیصلہ کن بات کرتے اور انصاف کرتے تھے اور ان کی ہر جانب سے علم کے چشمے بہتے تھے ان کی زبان سے حکمت اور دانائی بولتی تھی۔ دنیا اور اس کی سب رونقیں ان سے دور بھاگتی تھیں۔ وہ رات اور اس کے اندھیرے سے مانوس رہتے تھے، روتے بہت تھے ہر وقت متفکر رہتے تھے ان کو موٹا لباس اور سادہ طعام پسند تھا۔ وہ ہم میں ہماری طرح رہتے تھے۔ جب ہم ان سے کچھ پوچھتے تو جواب دیتے جب ان کو بلاتے تو ہمارے پاس آ جاتے تھے۔ اللہ کی قسم اس کے باوجود کہ وہ ہمیں اپنے قریب کرتے اور ہم ان کے قریب رہتے۔ ہیبت کے باعث ان کے ساتھ ہم کلام کرنے کی جرأت نہ کر سکتے تھے، دیندار وں کی تعظیم کرتے، مساکین کو قریب کرتے طاقتور شخص اپنے باطل مقصد میں طمع نہیں کر سکتا تھا اور ضعیف و ناتواں شخص ان کے عدل وانصاف سے نا اُمید نہ ہوتا تھا۔ مَیں اس بات کا گواہ ہوں کہ میں نے ان کو بعض مقامات پر دیکھا جب کہ رات نے پردے لٹکا رکھے تھے اور اس کے ستارے ایک دوسرے میں داخل ہو چکے تھے وہ اپنی داڑھی کو پکڑ کر اس طرح بے قرار ہوتے جیسے کوئی زخمی شخص زخم کے درد سے مضطرب ہوتا ہے اور غم زدہ لوگوں کی طرح روتے اور فرماتے۔ اے دُنیا کسی اور کو دھوکہ دے تو میری طرف آتی ہے یا میری مشتاق ہے دُور ہو جا دُور ہو جا میں نے تجھے تین طلاقیں دے رکھی ہیں جن میں رجوع نہیں ہے تیری عمر کم ہے اور خطرے زیادہ ہیں تیری زندگی حقیر ہے۔ آہ زاد کم ہے سفر لمبا ہے، راستہ پُر خطر ہے یہ سُن کر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ رونے لگے اور کہا اللہ تعالیٰ ابو الحسن پر رحم کرے اللہ کی قسم وہ اسی طرح تھے۔ اے ضرار تو علی کی موت پر کس قدر غم ناک ہے ؟

ضرار نے کہا جیسے کسی عورت کا بچہ اس کی گود میں ذبح کیا جائے اس کے آنسو کبھی بند نہ ہوں گے جب کہ اس کا زخم گہرا ہو۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خالد بن یعمر سے گفتگو

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے خالد بن یعمر سے پوچھا تو کس لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت کرتا ہے؟ اس نے کہا تین خصلتوں کے باعث۔ جب وہ غصہ میں آتے تو نہایت ہی بُردبار اور حلیم ہوتے تھے جب کلام کرتے تو سچ کہتے جب فیصلہ کرتے تو عدل وانصاف ان کا دامن گیر ہوتا تھا۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور خاتون اسلام سودہ کا مکالمہ

سودہ بنت عمارہ ہمدانیہ سے منقول ہے کہ وہ امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئیں۔ امیر معاویہ نے اس کو ڈانٹ ڈپٹ کرنا شروع کی کیونکہ وہ جنگ صفین میں امیر معاویہ پر لوگوں کو برانگیختہ کرتی تھی۔ پھر کہا بتاؤ کیا کام ہے؟ سودہ نے کہا۔ اللہ تعالیٰ آپ پر ہمارے واجبہ حقوق اور آپ کے سپرد ہمارے امور کا آپ سے مطالبہ کرے گا۔ ہمارے پاس آپ کی طرف سے وہ شخص آتا ہے جو آپ کے حکم کے تحت ہم کو خوشو کی طرح کاٹتا ہے اور ہمیں حرمل کی طرح پاؤں میں روندتا ہے، مصائب اور موت سا عذاب دیتا ہے۔ یہ بشر بن ارطاۃ اب ہمارے پاس آیا ہے اس نے ہمارے مرد قتل کیے ہیں مال لوٹے ہیں۔ اگر آپ کی طاعت ہم پر فرض نہ ہوتی تو خدا جانے ہم کیا کر گزرتے ہماری بھی طاقت ہے اگر اس کو معزول کر دیں تو ہم آپ کے شکر گزار ہوں گے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کے حضور شکایت کریں گے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے سودہ مجھے ڈانٹ رہی ہو۔ میں نے تو ارادہ کر لیا ہے کہ تجھے سخت غلیظ اونٹوں پر سوار کروں اور بشر بن ارطاۃ کی طرف بھیج دوں کہ وہ تم پر اپنا حکم نافذ کرے سودہ نے تھوڑی دیر سر نیچا کیا پھر یہ اشعار پڑھنے لگی۔

صلی الالہ علی جسم تضمنہ قبر	اللہ تعالیٰ اس جسم پر رحمتیں کرے جس کو قبر
فاصبح فیہ العدل مدفوناً قد	نے اپنی آغوش میں لے رکھا ہے اور اس
حالف الحق لا ینبغی بہ بدلا	میں عدل و انصاف مدفون ہو گیا ہے اس
فصار بالحق والایمان مقروناً	نے حق کی تائید کی اور اس کا

معاوضہ نہیں چاہا وہ حق اور ایمان کے ساتھ ملا ہوا ہے۔

امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے کہا۔ سودہ وہ کون ہے۔

سودہ نے کہا۔ اللہ کی قسم وہ امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں۔ میں ان کے پاس بھی ایک شخص کے بارے میں گئی تھی۔ جس کو انہوں نے ہم سے صدقات لینے پر مامور کیا تھا، اس نے ہم پر ظلم کیا تھا۔ میں امیر المومنین کے پاس آئی جب کہ وہ کھڑے نماز کا ارادہ کر رہے تھے۔ جب مجھے دیکھا تو خندہ پیشانی اور نرم گفتگو کے ساتھ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا سودہ کیسے آنا ہوا؟ کیا کوئی کام ہے؟

میں نے کہا جی ہاں! اور سارا واقعہ بیان کیا۔

وہ سن کر رو پڑے اور فرمایا۔ یا اللہ تو گواہ ہے میں نے اپنے عاملوں کو تیری مخلوق پر ظلم کرنے اور تیرے حقوق ضائع کرنے کا حکم نہیں دیا ہے۔ پھر جیب سے چمڑے کا ٹکڑا نکالا اور اس پر یہ لکھا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

قَدْ جَآئَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ	تمہارے پاس تمہارے رب کا حکم ؟ آیا
فَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا	ناپ اور تول پورا کرو اور لوگوں کو اشیاء کم نہ
النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا	دو اصلاح ہو جانے کے بعد زمین
تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا	میں فساد نہ کرو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر
ذَالِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ	تم ایمان رکھتے ہو جب میرا حکم نامہ پڑھو
مُّؤْمِنِيْنَ وَاِذَا قَرَئْتَ كِتَابِي فَاحْتَفِظْ	تو جس منصب پر ہو اس کی نگہبانی کرتے
بِمَا فِي يَدِكَ مِنْ عَمَلِكَ حَتّٰى	رہو حتیٰ کہ تمہارے پاس حاکم آئے جو تم
يَقْدُمَ عَلَيْكَ مِنْ يَّقْبِضُهُ مِنْكَ	سے چارج لے۔
وَالسَّلَامُ۔	والسلام!

پھر وہ رقعہ مجھے دیا میں خط لے کر عامل کے پاس آئی وہ فوراً عہدہ سے معزول ہو گیا۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے کاتب سے کہا یہ عورت جو چاہتی ہے اسے دو اور کسی شکایت کے بغیر اس کو اپنے شہر پہنچا دو۔

امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کا بلند مقام

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان کی بینائی چلی جانے کے بعد حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ ان کے قائد تھے وہ صفہ زمزم سے گزرے وہاں کچھ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف باتیں کر رہے تھے، حضرت عبداللہ بن عباس نے ان کا کلام سنا اور سعید سے کہا مجھے وہاں لے چلو چنانچہ وہ وہاں تشریف لے گئے اور فرمایا کس شخص نے اللہ تعالیٰ کے خلاف باتیں کی ہیں ان لوگوں نے کہا سبحان اللہ! ہم میں سے کوئی بھی ایسی بات نہیں کر سکتا۔ پھر حضرت ابن عباس نے کہا۔ تم میں سے کس شخص نے اللہ کے رسول کی مخالفت کی ہے۔

انہوں نے کہا یہاں ایسا کوئی شخص نہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرے۔ اس

کے بعد ابن عباس نے کہا۔ کس شخص نے حضرت امیر المومنین کے حق میں نازیبا کلمات کہے ہیں۔

انہوں نے کہا۔ ہاں! ان کے متعلق یہاں کچھ کہا گیا ہے۔

ابن عباس نے کہا۔ مَیں اس پر گواہ ہوں جو میرے کانوں نے سُنا ہے اور دل میں محفوظ ہے۔ میں نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ امیر المومنین علی بن ابی طالب سے فرمار ہے تھے۔ علی جو تجھے بُرا جانے گا وہ مجھے بُرا جانے گا جو مجھے بُرا جانے گا وہ اللہ تعالیٰ کو بُرا جانے گا اور جو اللہ تعالیٰ کو بُرا جانے گا اللہ تعالیٰ اسے منہ کے بل دوزخ میں ڈالے گا۔

یہ کہہ کر ابن عباس وہاں سے چلے گئے اور سعید سے کہا۔ بیٹا وہ لوگ کیا کہتے تھے؟

سعید نے کہا۔ میں نے کہا وہ سرخ آنکھوں سے آپ کو دیکھنے لگے تھے جیسے بکری کا بچہ قصاب کی چھری دیکھتا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا۔

سعید! اللہ تیرا بھلا کرے کچھ اور کہو۔ میں نے کہا۔

خُزرُ العیون نواکِسُ ابصارھم — وہ آنکھیں پھیر کر دیکھنے والے نظریں نیچی کرنے

نظر الذلیل الی العزیز القاھر۔ — والے تھے جیسے کوئی ذلیل غالب قاہر کو دیکھتا ہے۔

ابن عباس نے کہا سعید! اللہ تیرا بھلا کرے کچھ اور کہو۔ سعید نے کہا سماعت فرمائیے۔

احیاء ھم عار علی امواتھم — ان میں زندہ لوگ مرنے والوں کے لئے عار ہیں

والمیّتون مسبّۃ للغابر۔ — اور مرنے والے پچھلوں کو بُرا بھلا کہتے ہیں۔

صاحب غرار نے کہا کہ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ جب صبح کی نماز پڑھتے تو حضرت امیر معاویہ، عمرو بن عاص اور ان کے ساتھیوں کے خلاف کچھ سخت کلمات فرماتے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ خبر پہنچی تو وہ دعاءِ قنوت میں حضرت امیر المومنین، ابن عباس، حسن و حسین اور اشتر کو اس قسم کے کلمات کہتے۔ بنی اُمیّہ کے امراء کچھ عرصہ اس طرح کرتے رہے حتیٰ کہ حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہوئے۔ انہوں نے اس قسم کی طعنہ زنی سے ان کو منع کر دیا اور ان نازیبا الفاظ کی جگہ خطبہ میں یہ الفاظ کہنے لگے۔ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّکَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ۔

دوسرا باب

حضرت امام حسن وامام حسین اور دیگر ائمہ کرام رضی اللہ عنہم

اہل بیت اطہار کی تعیین میں مختلف اقوال ہیں۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیاں اہل بیت ہیں کیونکہ وہ آپ کے گھر رہتی ہیں۔ عکرمہ اور مقاتل بھی یہی کہتے ہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت علی، فاطمہ اور حسن وحسین رضی اللہ عنہم اہل بیت ہیں۔ ابوسعید خدری اور تابعین کی ایک جماعت جن میں مجاہد اور قتادہ بھی ہیں یہی کہتے ہیں۔ نیز کہا جاتا ہے کہ اہل بیت وہ ہیں جن پر آپ کے بعد صدقہ حرام ہے۔ اور وہ آلِ علی، آلِ عقیل، آلِ جعفر اور آلِ عباس ہیں۔ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بھی یہی کہتے ہیں۔

ابن خطیب فخر رازی کہتے ہیں یہی کہنا بہتر ہے کہ اہل بیت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد، بیویاں اور حسن حسین ہیں۔ اور حضرت علی بھی ان میں سے ہیں رضی اللہ عنہم کیونکہ وہ سیدہ فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہنے کے باعث اہل بیت میں شمار ہوتے ہیں۔ چنانچہ قسطلانی نے بخاری کی شرح میں یہی ذکر کیا ہے اور منن شعرانی میں اس پر نص ہے۔ صحیح حدیث میں زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا۔

اُنْشِدُ کُمُ اللّٰہَ فِی اَھْلِ بَیْتِیْ۔ — میں تمہیں اہل بیت کے بارے میں اللہ کی قسم دیتا ہوں۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ نے اہلِ بیت کی تفسیر' آلِ جعفر، آل عقیل اور آل عباس سے کی ہے۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے کہا۔ ساری دُنیا میں حقیقتاً اشراف یہی نفوس قدسیہ ہیں اور حضرت علی کی اولاد کو شرافت کے ساتھ مختص کرنا صرف مصر والوں کی اصطلاح ہے۔ اس بات کی توثیق کے لیے کہ اہل بیت علی، فاطمہ اور حسن وحسین ہیں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ فعل ہے جو نصاریٰ نجران کے ساتھ مباہلہ کے وقت آپ سے واقع ہوا جیسا کہ مباہلہ کی آیت کریمہ کے تحت علماء تفسیر نے ذکر کیا ہے۔

فَمَنْ حَاجَّکَ فِیْہِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَکَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَکُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَکُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَکُمْ۔

جو اس میں آپ سے جھگڑا کرے بعد اس کے کہ اسے اس کا علم ہے تو کہہ دیں کہ آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلاتے ہیں تم اپنے بیٹوں کو لے آؤ ہم اپنی مستورات کو بلاتے ہیں تم اپنی عورتوں کو لے آؤ ہم خود آتے ہیں اور تم بھی آؤ۔

نیز کہا جاتا ہے اَبناء سے حسن وحسین اور نساء سے سیّدہ خاتون جنت فاطمہ اور انفس سے اپنی ذات کریمہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ مراد ہیں۔ تفسیر خازن میں اسی طرح ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ثُمَّ نَبْتَهِلْ (پھر ہم مباہلہ کریں) کی تفسیر میں کہا کہ پھر ہم عاجزی اور انکساری سے دُعا کریں۔ بعض نے اس کا معنی یہ کیا ہے کہ مبالغہ سے دُعا کریں، نیز کہا جاتا ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ پھر جھوٹے پر لعنت کریں چنانچہ کہا جاتا ہے۔ لَعْنَةُ اللهِ۔ اللہ کی لعنت۔

فَنَجْعَلْ لَّعْنَةَ اللهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ۔ اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت کریں۔

یعنی حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں ہم اور تم سے جو جھوٹا ہے اس پر لعنت کریں۔ مفسّرین نے کہا سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ آیت کریمہ نجران کے نصاریٰ کے وفد کے سامنے پڑھی اور ان کو مباہلہ کی دعوت دی تو انہوں نے کہا ہم اس میں غور کرنے کے بعد ہی کچھ کہہ سکتے ہیں۔ اور کل آپ کے پاس آئیں گے جب وہ علیحدہ ہوئے تو انہوں نے ''عاقب'' سے کہا جب کہ وہ ان میں بہت بڑا سیاستدان تھا۔ اے عبدِ مسیح بتایئے آپ کی رائے کیا ہے؟ عاقب نے کہا اے نصاریٰ کے گروہ تم یقین کر چکے ہو کہ محمد ''صلی اللہ علیہ وسلم'' اللہ کے رسول ہیں۔ اگر تم نے ان سے مباہلہ کیا تو ہم سب ہلاک اور تباہ و برباد ہو جائیں گے۔ ایک روایت میں ہے کہ عاقب نے ان سے کہا۔

واللہ مالا عن قوم قط نبیا الا عن آخرھم فان ابیتھم الا الاقامة علی ما انتم علیه من القول فی صاحبکم فوادعوالرجل وانصرفوا الیٰ بلادکم۔	اللہ کی قسم جس قوم نے کسی نبی سے مباہلہ کیا وہ تمام کے تمام ہلاک ہوئے اگر عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں تم اپنے عقیدہ پر قائم رہنا چاہتے ہو تو اس شخص سے (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) صلح کر لو اور اپنے گھروں کو چلے جاؤ۔

نصاریٰ اجتماعی صورت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے جب کہ آپ امام حسین کو بغل میں لئے ہوئے تھے، امام حسن کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا۔ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کے پیچھے تشریف لا رہی تھیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ خاتونِ جنت کے پیچھے پیچھے آ رہے تھے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ان سے فرما رہے تھے جب میں دُعا کروں تو تم آمین کہو۔ جب ان نفوس قدسیہ کو نصاریٰ نجران کے سربراہ نے دیکھا تو کہا اے نصاریٰ کا گروہ مَیں ایسے چہرے دیکھ رہا ہوں۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ سے

یہ سوال کریں کہ پہاڑ کو جڑ سے اکھاڑ دے تو اللہ کر دے گا۔ ان سے مباہلہ نہ کرو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے اور قیامت تک کوئی نصرانی زندہ نہ رہ سکے گا۔

نصاریٰ نے کہا اے ابوالقاسم ہماری رائے یہ ہے کہ ہم آپ سے مباہلہ نہ کریں آپ اپنے دین پر رہیں اور ہم کو اپنے دین پر رہنے دیں۔ سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم مباہلہ نہیں کرنا چاہتے ہو تو اسلام قبول کرو تمہارے حقوق وہی ہوں گے جو مسلمانوں کے حقوق ہیں۔ جب نصاریٰ نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا تو آپ نے فرمایا میں تم سے جنگ کروں گا۔ نصاریٰ نے کہا ہم میں لڑنے کی طاقت نہیں لیکن اس پر صلح کرتے ہیں کہ آپ ہم سے نہ لڑیں نہ ہمیں ڈرائیں اور نہ ہی ہم کو اپنے دین سے پھیریں اور ہم آپ کو ہر سال دو ہزار چادر، ایک ہزار صفر میں اور ایک ہزار رجب میں ادا کیا کریں گے۔ ایک روایت کے مطابق ۳۳ عادی زرہیں، ۳۳ اونٹ اور ۳۴ لڑنے والے گھوڑے دیتے ہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر ان سے صلح کر لی اور فرمایا اللہ کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے نجران والوں پر اللہ کا عذاب اُمنڈ رہا تھا۔ اگر وہ مباہلہ کرتے تو سب بندر اور خنزیر ہو جاتے اور یہ وادی ان پر آگ روشن کرتی اور اللہ تعالیٰ نصاریٰ کو ہمیشہ کے لئے نیست و نابود کر دیتا حتیٰ کہ ان کے جانور درختوں پر ہلاک ہو جاتے اور نصاریٰ پر ایک سال گزرنے نہ پاتا حتیٰ کہ وہ سب مر جاتے (خازن وغیرہ) اُم المومنین رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مباہلہ کے لیے تشریف لائے جب کہ آپ پر کالا کمبل تھا۔ امام حسن آئے تو ان کو کمبل میں داخل کر لیا، پھر حسین رضی اللہ عنہ آئے ان کو بھی اس میں داخل کر لیا۔ پھر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں ان کے بعد حضرت علی آئے پھر آپ نے سب کو کمبل میں داخل کر کے فرمایا۔

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ۔	اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ اے نبی کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرمادے۔

پہلے ہم ذکر کر چکے ہیں کہ اہل بیت حضرت علی، فاطمہ اور حسن و حسین رضی اللہ عنہم ہیں۔ امام رازی نے تفسیر کبیر میں اور زمخشری نے کشاف میں اس پر اعتماد کیا چنانچہ وہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

قُلْ لَّا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی۔	کہہ دیں میں اس پر تم سے کوئی اُجرت نہیں چاہتا ہوں مگر میرے قریبیوں سے محبت۔

روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو کہا گیا یارسول اللہ آپ کے قریبی کون حضرات ہیں جن سے محبت کرنا ہمارے لئے ضروری ہے۔

آپ نے فرمایا علی، فاطمہ اوران کے دونوں صاحبزادے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت اس پر دلالت کرتی ہے۔انہوں نے کہامیں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میرے ساتھ لوگوں کے حسد کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا۔علی تم اس پر خوش نہیں ہو کہ جنت میں سب سے پہلے داخل ہونے والے چار شخصوں میں سے ایک تم ہواور دو میں، تم اور حسن وحسین ہیں۔ ہمارے دائیں بائیں ہماری بیویاں ہوں گی اور ہماری اولاد ہماری بیویوں سے پیچھے ہوگی۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ اس شخص پر جنت حرام ہے جس نے میرے اہل بیت پر ظلم کیا اور میری اولاد کے بارے میں مجھے تکلیف دی اور جس نے عبدالمطلب کی اولاد میں سے کسی کے ساتھ کوئی معاملہ کیا اور اس میں تجاوز نہ کیا وہ جب قیامت میں مجھے ملے گا میں اس معاملہ پر اس کی اسے جزاء دوں گا۔

روایت ہے کہ انصار نے فخر سے کہا کہ ہم نے یہ کیا، ہم نے وہ کیا، تو حضرت عباس یا ان کے صاحبزادے نے کہا ہمیں تم پر بہت زیادہ فضیلت حاصل ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی تو آپ انصار کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا۔انصار کیا تم ذلیل نہ تھے؟ اللہ تعالیٰ نے میری وجہ سے تمہیں عزت دی۔

انہوں نے کہا جی ہاں کیوں نہیں۔

فرمایا۔کیا تم گمراہ نہ تھے میری وجہ سے تم کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی۔

انہوں نے کہا۔کیوں نہیں یارسول اللہ!

فرمایا۔تم جواب کیوں نہیں دیتے ہو؟

انہوں نے کہا یارسول اللہ! ہم کیا کریں؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔تم یہ کہو کہ آپ کی قوم نے آپ کو مکہ سے نہیں نکالا تھا اور ہم نے آپ کو رہنے کی جگہ دی؟ کیا آپ کی قوم نے آپ کی تکذیب نہیں کی تھی؟ اور ہم نے آپ کی تصدیق کی، کیا آپ کی قوم نے آپ کو پست کرنے کی کوشش نہ کی تھی؟ ہم نے آپ کی مدد کی،

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرما ہی رہے تھے کہ انصار گھٹنوں کے بل گر پڑے اور کہنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے مال اور جو کچھ ہماری ملک ہے سب اللہ اور رسول کا ہے اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تھی

چند صحیح اسانید سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے جب کہ آپ کے ہمراہ یہ نفوس قدسیہ علی، فاطمہ اور حسن وحسین رضی اللہ عنہم تھے۔ پھر امامین میں سے ہر ایک کو اپنی ران پر رکھا اور ان کو کمبل میں لپیٹ کر یہ آیت پڑھی۔

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا۔	اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ اے نبی کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرمادے اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کردے

اور فرمایا اے اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں ان سے پلیدی دور رکھ اور انہیں پاک اور صاف ستھرا رکھ۔ ایک روایت میں اس طرح ہے کہ اے اللہ یہ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ان پر اپنی رحمت و برکت کر جیسے ابراہیم کی آل پر رحمت وبرکت کی تُو حمد والا ہے بزرگ ہے۔ اُم المومنین اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا میں نے کمبل اٹھایا تا کہ میں بھی ان میں شامل ہو جاؤں تو آپ نے میرے ہاتھ سے کمبل کھینچ لیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں بھی آپ کے ساتھ ہوں۔

فرمایا۔ تُو ازواجِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں شامل ہے اور تُو بھی بھلائی میں داخل ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُم سلمہ کے گھر میں تھے کہ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ہنڈیا لائیں جس میں حلوہ جیسی کوئی چیز تھی۔ اس کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے رکھ دیا۔ آپ نے فرمایا فاطمہ تمہارے چچا کا بیٹا اور دونوں صاحبزادے کہاں ہیں؟ عرض کیا۔ گھر میں ہیں۔

فرمایا۔ انہیں بُلا لائیں۔ سیدہ حضرت علی کے پاس گئیں اور فرمایا آپ اور دونوں صاحبزادے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو جائیں۔

حضرت علی اور دونوں شہزادے خدمت میں حاضر ہوئے اور اس حلوہ نما شیرینی کو کمبل کے اندر کھانا شروع کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْس

اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا۔

ایک روایت میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ جبرائیل اور میکائیل علیہما السلام کو شامل کیا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ یہ فعل سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھا۔ محبّ طبری نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ فعل کئی بار ہوا ہے۔

امام احمد اور طبرانی نے ابوسعید خدری سے روایت کی انہوں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ آیت پانچ نفوس قدسیہ کے بارے میں نازل ہوئی اور وہ میں، علی، فاطمہ اور حسن وحسین ہیں۔ ابن ابی شیبہ، احمد اور ترمذی نے روایت کی اور اس کو حسن کہا۔ ابن جریر، ابن منذر، طبرانی اور حاکم نے اس کو صحیح کہتے ہوئے حضرت انس سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کے نزول کے بعد فرمایا جیسا کہ ترمذی کی روایت میں ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے گزرے جب کہ نماز فجر کے لیے مسجد میں تشریف لے جاتے تو فرماتے اے اہل بیت نماز پڑھو۔ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا۔ ابن مردویہ کی روایت میں ابوسعید سے مروی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم چالیس روز سیدہ فاطمہ کے گھر صبح تشریف لاتے رہے اور یہ فرمایا کرتے تھے۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلصَّلٰوةُ رَحِمَكُمُ اللّٰهُ اِنَّمَا يُرِيْدُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا۔	اہل بیت تم پر سلام اور اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں۔ نماز پڑھو تم پر اللہ رحم کرے اہل بیت اللہ یہی چاہتا ہے کہ تم سے ناپاکی دور فرمائے اور تم کو پاک اور صاف ستھرا کردے۔

ابن مردویہ نے ابن عباس سے روایت کی کہ آپ سات ماہ، ابن جریر، ابن منذر اور طبرانی کی روایت میں آٹھ ماہ مذکور ہیں۔ ان نفوس قدسیہ اور افراد زکیہ کی فضیلت وشرافت میں متعدد آیات و احادیث مذکور ہیں۔ مذکور اوصاف کے علاوہ اور بھی آیات ان کے حق میں نازل ہوئیں۔ ثعلبی نے اس آیت کریمہ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا۔ کی تفسیر میں ذکر کیا کہ جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ ہم اللہ کی مضبوط رسی ہیں۔ بعض نے محمد باقر رضی اللہ عنہ سے اس آیت۔

اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَا اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ۔	بلکہ وہ اہل بیت سے اس لیے حسد کرتے ہیں کہ ان پر اللہ نے اپنا فضل کیا ہے۔

کی تفسیر میں کہا کہ آیت میں مذکور ''الناس'' اہل بیت کرام ہیں بعض نے محمد بن حنفیہ سے اس آیت

اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجۡعَلُ لَہُمُ الرَّحۡمٰنُ وُدًّا۔ | بے شک وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے عنقریب ان کے لیے رحمٰن محبت دے گا۔

کی تفسیر میں کہا کوئی مومن نہیں مگر اس کے دل میں حضرت علی اور ان کے اہل بیت کی محبت ہے۔ نقاس نے کہا یہ آیت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِکَ ہُمۡ خَیۡرُ الۡبَرِیَّۃِ۔ | بے شک وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے وہی تمام مخلوق میں بہتر ہیں۔

تو انہوں نے حضرت علی سے کہا۔ یہ لوگ تم اور تمہارے ساتھی ہیں۔ آپ اور وہ قیامت کے روز خوشیاں منائیں گے اور تمہارے دشمن ناخوش ہوں گے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں ذکر کرتے ہیں۔

یَخۡرُجُ مِنۡہُمَا اللُّؤۡلُؤُ وَالۡمَرۡجَانُ | ان میں سے موتی اور مونگا نکلتا ہے

یہ امامین کریمین حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ یہ کتاب الدرر میں مروی ہے۔

محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر میں ذکر کرتے ہیں۔

وَہُوَ الَّذِیۡ خَلَقَ مِنَ الۡمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَہٗ نَسَبًا وَّ صِہۡرًا۔ | اور وہی ہے جس نے پانی سے بنایا آدمی پھر اس کے رشتے اور سسرال مقرر کی۔

یہ آیت کریمہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور علی بن ابی طالب کے حق میں نازل ہوئی جو آپ کے چچا کا بیٹا اور سیدہ فاطمہ کے شوہر ہیں۔ وہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی اور داماد ہیں۔ امام ابو الحسین اپنی تفسیر میں اپنی سند ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف پہنچاتے ہوئے روایت کرتے ہیں کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

قُلۡ لَّاۤ اَسۡـَٔلُکُمۡ عَلَیۡہِ اَجۡرًا اِلَّا الۡمَوَدَّۃَ فِی الۡقُرۡبٰی۔ | تم فرماؤ میں اس پر تم سے کچھ اُجرت نہیں مانگتا مگر قرابت کی محبت۔

لوگوں نے کہا یا رسول اللہ وہ کون ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے محبت کا حکم کیا ہے آپ نے

فرمایا وہ علی، فاطمہ اور ان کے دونوں بیٹے ہیں۔ شیخ اکبر کے مسامرات میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس نے اس آیت کی تفسیر میں کہا۔

یُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَیَخَافُوْنَ یَوْمًا کَانَ شَرُّہٗ مُسْتَطِیْرًا۔ — وہ اپنی منتیں پوری کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی برائی پھیلی ہوئی ہے۔

ایک دفعہ حسن و حسین رضی اللہ عنہما بیمار ہو گئے جب کہ وہ دونوں کم سن تھے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ان کی عیادت کو گئے تو حضرت عمر نے حضرت علی سے کہا اے ابا الحسن اپنے شہزادوں کی طرف سے نذر نیاز مانیں اللہ ان کو صحت دے گا۔ حضرت علی نے کہا میں اللہ تعالیٰ کا شکر کرتے ہوئے تین روزے رکھتا ہوں۔ سیّدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں بھی اللہ تعالیٰ کا شکر کرتی ہوئی تین روزے رکھتی ہوں۔ دونوں شاہزادوں نے کہا ہم بھی تین تین روزے رکھیں گے۔ ان کی خادمہ فضہ نے کہا۔ میں بھی تین روزے رکھوں گی۔ خداوند قدوس نے شاہزادوں کو صحت فرمائی۔ سب نے ایفائے نذر کے لیے روزے رکھے جب کہ ان کے پاس کھانا وغیرہ نہ تھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے ہمسایہ یہودی جس کا نام شمعون تھا اور وہ صوف کی تجارت کرتا تھا کے پاس گئے اور کہا۔ کیا تم صوف کاتنے کے عوض بارہ سیر جو دیتے ہو جسے فاطمہ بنت محمد کاتے گی۔ یہودی نے اسے تسلیم کیا اور صوف اور جو لے آیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو خبر دی۔ آپ نے جو کے عوض دھاگہ کاتنا منظور فرمالیا اور تیسرا حصہ صوف کات کر چار سیر جو لیے اور آٹا پیس کر گوندھا اور پانچ روٹیاں ہر ایک کے لیے ایک ایک روٹی پکائی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھی اور گھر تشریف لائے۔ دستر خوان بچھایا گیا اور کھانا کھانے بیٹھ گئے۔ انہوں نے ابھی پہلا لقمہ ہی لیا ہوگا کہ دروازہ پر مسکین نے کہا اے اہل بیت محمد ”صلی اللہ علیہ وسلم“ السلام علیکم میں مسکین ہوں اپنے کھانے سے مجھے کھانا دو، اللہ تعالیٰ تم کو جنت سے کھانا کھلائے گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہاتھ سے لقمہ رکھ دیا اور فرمایا۔

فاطمہ ذات المجد والیقین یا بنت خیر الناس اجمعین جا الی الباب لہ حین کل امریٔ بکسبہ رھین۔ — اے فاطمہ پیکر فضیلت وصدق ویقین اے شہزادیٔ سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کیا مسکین شکستہ حال کو دیکھتی نہیں ہو دروازہ پر آکر آواز دے رہا ہے ہر شخص اپنے کیے میں مرہون ہے۔

سیدہ خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا نے فی الفور جواب دیا۔

امرك سمع یا ابن عم وطاعة مالی من یوم ولا ضراعه باللب غذیت وبالبراعه ارجوا ذا انفقت من مجاعه ان الحق الا برار و الجماعه وادخل الجنّه بالشفاعه۔

میرے چچا کے بیٹے آپ کا حکم سنا اور فرمانبردار ہوں میری طرف سے نہ ملامت ہے اور نہ کمزوری میں عقل اور سخاوت کی غذا سے پلی ہوں جب بھوکے شخص پر خرچ کروں تو اُمید رکھتی ہوں کہ نیک لوگوں اور ان کی جماعت سے لاحق ہوں گی اور سید عالمؐ کی شفاعت سے جنت میں داخل ہوں گی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے دستر خوان سے سارا کھانا اٹھایا اور مسکین کے حوالے کر دیا اور سب اہل خانہ رات بھر بھوکے رہے اور صبح روزہ سے ہوئے جب کہ سحری کے وقت صرف پانی پیا تھا۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے صوف کی دوسری تہائی کاتی اور چار سیر جو لئے ان کو پسا پھر آٹا گوندھ کر اس کی پانچ روٹیاں ہر ایک کے لئے ایک ایک روٹی پکائی ادھر حضرت علی رضی اللہ عنہ سیّد کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھ کر گھر تشریف لے آئے جب دستر خوان بچھایا گیا اور کھانے کے لئے بیٹھے۔ ابھی پہلا لقمہ اٹھایا تھا کہ ایک یتیم مسلمان نے دروازہ پر کھڑے ہو کر کہا۔ اہل بیت محمد صلی اللہ علیہ وسلم السلام علیکم! مَیں یتیم مسلمان ہوں اپنے کھانے سے کچھ مجھے بھی عطا کرو خداوند قدوس تمہیں جنت سے کھانا کھلائے گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسی وقت لقمہ دستر خوان پر رکھ دیا اور فرمایا۔

فاطمه بنت سیّد الکریم قد جاء نا الله بذا الیتیم من یطلب الیوم رضا الرحیم موعدهٗ فی جنة النعیم۔

فاطمہ کریمہ سیّد کی شہزادی اللہ تعالیٰ اس یتیم کو ہمارے پاس لایا ہے آج جو مہربان کی رضا طلب کرے گا اس کا ٹھکانا نعمتوں والی جنت میں ہوگا۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے متوجہ ہو کر فرمایا۔

فسوف اعطیه ولا اُبالی واوثر الله علی عیالی امسوا جیاعاً وهموامثالی اصغرهم یقتل فی القتالی۔

کوئی پرواہ کئے بغیر میں اسے کھانا عطا کرتی ہوں اپنے بچوں پر اللہ تعالیٰ کو ترجیح دیتی ہوں وہ میری طرح کل کے بھوکے ہیں ان میں سے چھوٹا لڑائی میں شہید ہوگا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے دستر خوان سے سارا کھانا اٹھایا اور یتیم کو دے دیا اور اہل خانہ رات بھر بھوکے رہے سوا پانی کے کچھ نہ کھایا اور صبح کو روزہ سے ہوئے۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے صوف کی تیسری تہائی دھاگہ کاتا اور چار سیر باقی جو پسے اور آٹا گوندھ کر پانچ روٹیاں ہر ایک کے لئے ایک ایک روٹی پکائی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مغرب کی نماز سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھی اور گھر تشریف لائے۔ سیّدہ رضی اللہ عنہا نے دستر خوان آگے رکھا آپ کھانا تناول کرنے بیٹھے ابھی پہلا لقمہ اٹھایا تھا کہ ایک مسلمان قیدی دروازہ پر کھڑا کہتا ہے۔ یا اہل بیت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو کفار نے قید کر لیا تھا اور ہم پر بہت سختی کی اور کھانا تک نہ دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کھانا دستر خوان پر رکھ دیا اور فرمایا۔

فَاطِمَةُ اِبْنَةَ النَّبِيِّ اَحْمَدَ بِنْتِ نَبِيٍّ سَيِّدٍ مُسَوَّدٍ هٰذَا اَسِيْرٌ جَاءَ لَيْسَ يَهْتَدِيْ مُكَبَّلٌ فِيْ قَيْدِهِ الْمُقَيَّدِ يَشْكُرُ اِلَيْنَا الْجُوْعَ وَالتَّشَدُّدِ مَنْ يُّطْعِمِ الْيَوْمَ يَجِدْهُ فِيْ غَدِيْ عِنْدَ الْعَلِيِّ الْمُوَاحِدِ الْمُوَحِّدِيْ مَا يَزْرَعُ الزَّارِعُ يَوْمًا يَحْصُدِ	فاطمہ نبی احمد صلی اللہ علیہ وسلم کا لخت جگر نبی سید الکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی شہزادی یہ قیدی بھولا بھٹکا آ گیا ہے سخت قید میں مقید ہے ہمارے پاس بھوک اور تشدد کی شکایت کرتا ہے جو آج کھانا کھلائے گا کل اسے عالی ذات بلند و بالا وحدہٗ لاشریک لہٗ سے لے گا کاشت کار جو کاشت کرتا ہے کسی روز اسے کاٹتا ہے۔

سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے متوجہ ہو کر فرمایا۔

لم یبق ممّا جاء غیر صاعٍ قد دبرت کفّی مع الزراع وابنای واللہ ثلاثاً جاعاً یارب لا تھلکھما ضیاعاً	جو کھانا آیا تھا چار سیر کے سوا کچھ باقی نہ رہا میں نے کلائی سمیت اپنی ہتھیلی خالی کر دی اللہ کی قسم میرے دونوں بیٹے تین دن سے بھوکے ہیں اے میرے پروردگار ان کو ضائع کر کے ہلاک نہ کرنا

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دستر خوان سے کھانا اٹھایا اور قیدی کو عطا کر دیا اہل خانہ نے تین روزے پورے کئے اور چوتھے روز افطار کیا جب کہ ان کے پاس کھانے کی کوئی شئے نہ تھی۔ حضرت علی اور حسن و حسین رضی اللہ عنہم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے جب کہ دونوں شاہزادے سخت بھوک

کے باعث جانور کے نومولود بچہ کی طرح ہو گئے تھے اور وہ کانپ رہے تھے ان کو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو فرمایا۔ اباحسن تمہاری اس حالت سے مجھے سخت تکلیف ہوئی ہے۔ میرے ساتھ فاطمہ کے پاس چلو، جب وہاں پہنچے تو سیدہ رضی اللہ عنہا محراب میں تھیں، سخت بھوک سے ان کا پیٹ کمر سے لگا ہوا تھا اور آنکھیں گہری ہو گئی تھیں جب ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو کلائی میں لے لیا اور فرمایا ''اے میرے فریادرس۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اہلِ بیت کی ضیافت قبول فرمایئے۔ فرمایا جبرائیل کیا قبول کروں؟ عرض کیا۔

وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّ يَتِيْمًا وَّ اَسِيْرًا۔ اور کھانا کھلاتے ہیں اس کی محبت پر مسکین اور یتیم اور اسیر کو۔

اہل بیت اطہار احادیث کی نظر میں

حاکم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جو میرے بعد میرے اہلبیت کے حق میں اچھا ہو۔ ابن سعد اور منلا نے اپنی سیرت میں ذکر کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے اہلبیت کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ میں قیامت کے روز اُن کی طرف سے تمہارے ساتھ مخاصمت کروں گا اور جس سے میں مخاصمت کروں گا اس سے اللہ تعالیٰ مخاصمت کرے گا۔ جس سے اللہ تعالیٰ مخاصمت کرے گا اسے دوزخ میں داخل کرے گا۔ اصحابِ سنن کی ایک جماعت نے چند صحابہ کرام سے روایت کی کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے اہلبیت کشتیٔ نوح جیسے ہیں جو اس میں سوار ہو گیا نجات پا گیا اور جو پیچھے رہ گیا ہلاک ہو گیا۔

ایک روایت میں ہے وہ غرق ہو گیا اور ایک دوسری روایت میں ہے وہ دوزخ میں پھینکا گیا اور یہ صحیح ہے کیونکہ ابولہب کی بیٹی نے جب مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی تو اس سے کہا گیا تمہارا ہجرت کرنا تمہیں مفید نہیں تو دوزخ کے ایندھن کی بیٹی ہے اس نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا آپ سخت ناراض ہوئے اور منبر شریف پر تشریف لائے اور فرمایا اُن لوگوں کا کیا حال ہے جو میری نسب اور ذی رحم کے بارے میں مجھے تکلیف دیتے ہیں۔ یقین کر لو جس نے میرے ذی نسب و رحم کو اذیت

پہنچائی اس نے مجھے اذیت پہنچائی اور جس نے مجھے اذیت پہنچائی اس نے خداوند قدوس کو اذیت پہنچائی اسے ابن ابی عاصم، طبرانی، ابن مندہ اور بیہقی نے قریب قریب الفاظ میں ذکر کیا ہے۔

طبرانی اور دار قطنی نے مرفوع حدیث ذکر کی کہ میں اپنی اُمت میں سے سب سے پہلے اپنے اہلِ بیت کی شفاعت کروں گا، پھر ان کے قریبی قریش کی پھر انصار کی پھر یمن سے جو لوگ ایمان لائے اور میری اتباع کی، پھر باقی عربوں کی اور پھر عجمیوں کی شفاعت کروں گا جن کی پہلے شفاعت کروں گا وہ سب سے افضل ہیں۔

قرطبی نے ابن عباس سے اس آیت کریمہ کی تفسیر ذکر کی۔

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ۔ اور بیشک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔

کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاء یہ ہے کہ آپ کے اہلِ بیت میں سے کوئی بھی دوزخ میں نہ جائے۔ حاکم نے صحیح حدیث ذکر کی کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے رب نے میرے ساتھ وعدہ کیا ہے کہ میرے اہل بیت میں سے جس نے توحید اور میری رسالت کا اقرار کیا اس کو عذاب نہ دے گا۔ اور یہ صحیح اور درست ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ قریش اُن سے ناک چڑھاتے ہیں جب وہ باتوں میں مشغول ہوں اور ہم وہاں آ جائیں تو خاموش ہو جاتے ہیں اور گفتگو بند کر دیتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سخت غصہ میں آئے حتیٰ کہ چہرہ انور سُرخ ہو گیا اور آنکھوں کے درمیان پسینہ جاری ہو گیا۔ فرمایا ان لوگوں کا کیا حال ہے جو آپس میں باتیں کرتے ہیں جب میرے اہل بیت میں سے کسی کو دیکھتے ہیں تو رُک جاتے ہیں۔ اللہ کی قسم کسی شخص کے دل میں ایمان داخل نہ ہوگا جب تک میری قرابت کی وجہ سے تمہارے ساتھ محبت نہ کرے گا۔

نیز ایک صحیح روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مابالُ اقوامٍ يتحدّثون فاذا رأوُا الرجل من اهل بيتي قطعوا حديثهم والله لا يدخل قلب رجل الايمان حتى يحبّهم لقرابتهم مِنّي۔	لوگوں کا کیا حال ہے وہ گفتگو میں مصروف ہوتے ہیں جب میرے اہل بیت میں سے کسی شخص کو دیکھیں تو گفتگو بند کر دیتے ہیں۔ اللہ کی قسم کسی شخص کے دل میں ایمان داخل نہ ہوگا جب تک میری قرابت کی وجہ سے ان سے محبت نہ کرے گا۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ لوگ جنت میں نہ جائیں گے جب تک ایمان نہ لائیں گے اور ان کا ایمان صحیح نہ ہوگا حتیٰ کہ اللہ اور اس کے رسول کے لیے تمہارے ساتھ محبت کریں۔ کیا یہ لوگ میری شفاعت کی اُمید کرتے ہیں اور عبدالمطلب کی اولاد اس کی اُمید نہیں کرتی۔

دیلمی، طبرانی، ابوشیخ بن حبان اور بیہقی نے مرفوع حدیث ذکر کی کہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عبد کامل مومن نہیں ہوتا حتیٰ کہ اپنی جان سے میرے ساتھ زیادہ محبت کرے اپنی اولاد سے زیادہ محبت میری اولاد سے کرے اور اپنے اہل اور اپنی ذات سے زیادہ محبت میرے اہل اور میری ذات سے کرے۔ ابوشیخ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غصہ کی حالت میں باہر تشریف لائے اور منبر شریف پر بیٹھ کر خدائے ذوالجلال کی حمد وثناء کی پھر فرمایا ان لوگوں کا کیا حال ہے جو میرے اہل بیت کے بارے میں مجھے اذیّت پہنچاتے ہیں۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ انسان مومن نہیں ہوسکتا حتیٰ کہ میرے ساتھ محبت کرے اور حتیٰ کہ میری اولاد سے محبت کرے، اسی لیے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت سے محبت مجھے اپنی قرابت کی محبت سے زیادہ محبوب ہے۔ بخاری نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت سے ڈرو۔

مسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسن اور امام حسین کے بارے میں فرمایا اے اللہ میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں تُو بھی ان سے محبت کر اور جو ان سے محبت کرے تو اس سے محبت کر۔ امام ترمذی نے حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز امام حسن و حسین کو دونوں رانوں پر بیٹھا کر فرمایا۔ یہ میرے دونوں بیٹے اور نواسے ہیں۔ اے اللہ مَیں ان سے محبت کرتا ہوں تُو بھی ان سے محبت کر۔ ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ آپ کے اہل بیت میں سے آپ کو زیادہ محبوب کون ہیں؟ فرمایا حسن و حسین ''رضی اللہ عنہما''

چند صحیح اسانید سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسن و حسین جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔

امام احمد اور ترمذی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میرے ساتھ محبت کی اور ان دونوں شہزادوں اور ان کے باپ اور ان کی ماں سے محبت کی وہ قیامت کے روز میرے ساتھ ہوگا۔ حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کے ساتھ ایک دن محبت کرنا ایک سال کی عبادت[1] سے افضل ہے۔ اور جو ان کی محبت میں مر جائے وہ جنت میں داخل ہوگا۔ کشاف میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کی محبت میں فوت ہوگا وہ شہید فوت ہوگا۔ یقین کرو جو آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں فوت ہوگا وہ مغفور ہے۔ جو آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں فوت ہوگا وہ تائب فوت ہوگا، جو آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں فوت ہوگا وہ مومن فوت ہوگا اور اس کا ایمان کامل ہوگا اور جو آل محمد کی محبت میں مرے اس کو ملک الموت اور منکر نکیر جنت کی خوشخبری دیتے ہیں۔ خبردار جو آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں فوت ہو اس کو بڑے اعزاز کے ساتھ جنت میں داخل کیا جائے گا جیسے دلہن کو اعزاز کے ساتھ دُولہا کے گھر پہنچایا جاتا ہے، یقین کرو جو آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں فوت ہو اس کی قبر میں دو دروازے جنت کی طرف کھول دیئے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس کی قبر کو رحمت کے فرشتوں کی زیارت گاہ بنا دیتا ہے اور وہ اہلسنت و جماعت کے طریقہ پر فوت ہوگا خبردار جو شخص آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض کرتے ہوئے فوت ہوگا قیامت کے روز اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان یہ لکھا ہوگا۔

آئس" مِنْ رَحْمَةِ اللهِ۔ یہ اللہ کی رحمت سے نا اُمید ہے۔

اور وہ کافر مرے گا اور جنت کی خوشبو نہ سونگھ سکے گا۔

امام رازی کا فرمان

امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلبیت کرام پانچ اشیاء میں آپ کے مساوی ہیں۔ تشہد میں آپ پر اور ان پر درود شریف پڑھنے سلام، طہارت، تحریم صدقہ اور محبت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ساتھ ہیں۔

---

[1] حدیث میں ہے۔ اَلنَّظْرُ اِلٰی وَجْهِ عَلِیٍّ عِبَادَةٌ"۔

احادیث سابقہ سے اہل بیت کرام کی محبت ان کے ساتھ بغض کی حرمت معلوم ہو چکی ہے۔
علامہ بیہقی اور بغوی نے اس کی تصریح کی ہے بلکہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ سے اس پر نص مذکور ہے جو مشہور و معروف ہے۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں۔

یاال بیت رسول اللہ حُبُّکم فرض	اے آل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری
من اللہ فی القران انزلہ یکفیکم	محبت اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرض فرمائی
من عظیم الفخر انّکم من لم	ہے تمہیں عظیم فخر یہی کافی ہے کہ جو تم پر درود نہ
یصلّ علیکم لا صلوٰۃ لہ‘۔	پڑھے اس کی نماز ہی نہیں ہوتی۔

یعنی نماز کامل نہیں ہوتی اور امام شافعی سے مرجوع قول یہ بھی ہے کہ نماز صحیح نہیں ہوتی۔

اہلبیت اطہار امام شافعی کی نظر میں

فصول مہمہ میں ہے کہ جب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اہلِ بیت کے ساتھ محبت کی تصریح کی کہ وہ اہل بیت کے ساتھیوں میں سے ہیں اور ان کو اس کلام میں مطعون کیا گیا تو انہوں نے جواب میں فرمایا۔

اذا نحن فضّلنا علیّا فانّنا روافض	جب ہم حضرت علی کو فضیت دیں تو اس تفضیل
بالتفضیل عند ذی الجھل وفضل	کے باعث جاہل لوگوں کے نزدیک ہم رافضی ہیں
ابی بکرِ اذا ما ذکرتہ‘ رمیت	اور جب میں حضرت ابوبکر کی فضیت ذکر کروں تو
بنصبِ عند ذکری للفضل	ان کی فضیلت ذکر کرتے وقت مجھے نصب کہا جاتا
فلازلت ذارفضِ ونصبِ کلاھما	ہے میں دونوں کی محبت کے باعث ہمیشہ صاحب
لحبّھما حتی اُوسد فی الرمل ۔	رفض اور صاحب نصب رہوں گا حتی کہ
	میں ریت میں مدفون ہو جاؤں۔

امام ابوبکر بیہقی رحمہ اللہ نے امام شافعی کے مناقب میں تصنیف کتاب میں ذکر کیا کہ امام شافعی سے دریافت کیا گیا کہ لوگ اہلِ بیت کی منقبت یا فضیلت کے سننے سے گریز کرتے ہیں اور جب کسی کو ان کی فضیلت بیان کرتے سُنیں تو کہتے ہیں یہ حد سے تجاوز کرتا ہے یہ رافضی ہے تو امام نے جواب دیا۔

اذا فی مجلسٍ نذکر علیًّا وسبطیه
وفاطمة الزکیّة یقالُ تجاوزوا یا
قوم هٰذا فهذا من حدیث
الرافضیّة برئت الی المهیمن اناسٍ
یرون الرفض حبّ الفاطمیة۔

جب ہم کسی مجلس میں حضرت علی اور اُن کے دونوں شہزادوں اور فاطمہ طاہرہ کا ذکر کریں تو کہا جاتا ہے اے قوم یہ حد سے بڑھ گئے ہیں اور یہ رافضیوں کی باتیں ہیں خداوند قدوس کے حضور میں ان لوگوں سے بری الذمہ ہوں جو سیدہ فاطمہ کی محبت کو رفض گمان کرتے ہیں۔

امام شافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

قالوا ترفضت قلت کلا ما الرفض
دینی ولا اعتقادی لکن تولیت غیر
شرك خیر امام وخیر هادی ان کان
حبّ الولی رفضاً فانّنی ارفض العباد ۔

لوگ کہتے ہیں تو رافضی ہوگیا ہے میں کہتا ہوں ہرگز نہیں میرا دین رفض نہیں اور نہ ہی یہ میرا عقیدہ ہے لیکن کسی شک وشبہ کے بغیر میں بہتر امام اور بہتر ہادی سے محبت کرتا ہوں اگر ولی سے محبت رفض ہے تو میں یقیناً سب لوگوں سے بڑا رافضی ہوں۔

نیز امام شافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

یا راکبا قف بالمحصّب من منٰی
واهتف بساکن خیفها والناهض
سحراً اذفاض الحجیج الی منٰی فیضاً
لملتطم الفرات الفائض ان کان
رفضًا حبّ آل محمد فلیشهد
الثقلان انی رافضی"۔

اے سوار منٰی کی وادی محصّب میں ٹھہر جا اور خیف منٰی کے رہنے والوں اور صبح کے وقت چلنے والوں کو آواز دو جب کہ حاجی منٰی کی طرف جانے لگیں جیسے دریائے فرات موجزن ہے اگر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کی محبت رفض ہے تو جن وانس گواہ رہیں کہ میں رافضی ہوں۔

ابوالحسن بن جُبیر کا فرمان

اُحبّ النبی المصطفٰی وابن عمّہٖ
علیًّا وسبطیه وفاطمة الزهرا همو
اهل بیتٍ اذهب الرجس عنهم

میں نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے چچا کے بیٹے علی اور دونوں شہزادوں اور سیّدہ خاتون جنت سے محبت کرتا ہوں وہ

واطلعهم افق الهدیٰ انجماً زهرا
موالاتهم فرض علی کل مسلم
وجتهموأ سنی الذخائر للاخریٰ
وما انا للصحب الکرام بمبغض
فانی اری البغضاء فی حقهم کفراً
همو اجاهدوا فی الله حق جهاده
وهم نصروا دین الهدیٰ
بالظبانصراً علیهم سلام الله
مادام ذکر هم لدیٰ الملاء الاعلیٰ
واکرم به ذکراً۔

اہل بیت کرام ہیں ان سے رجس دور کردی گئی ہے اور ان کو ہدایت کے کناروں میں روشن ستارے ظاہر کیا ہے ان سے دوستی اور محبت کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے ان کی محبت آخرت کے لیے روشن ذخیرے ہیں۔ میں صحابہ کرام کے ساتھ کبھی بغض نہ کروں گا کیونکہ میں ان سے بغض رکھنے کو کفر سمجھتا ہوں انہوں نے اللہ کی راہ میں جہاد کا حق ادا کیا اور انہوں نے گرم جوشی سے دین ہدایت کی مدد کی ہے جب تک فرشتوں میں ان کا ذکر ہوتا رہے گا ان پر اللہ کی سلامتی ہوتی رہے ان کا ذکر ہی معزز و مکرم ہے۔

بعض نے کہا

هم العروة الوثقیٰ لمعتصم بها
مناقبهم جاءت بوحی و انزال مناقب
فی الشوریٰ و فی هل اتیٰ اتت و فی
سورة الاحزاب یعرفها التالی وهم آلُ
بیت المصطفیٰ فودا دهم علی الناس
مفروض بحکم واسجال۔

جو کوئی ان کا دامن تھامے وہ اس کے لئے مضبوط قبضہ ہیں، ان کی خوبیاں جبرائیل اور قرآن نے ذکر کی ہیں ان کے محاسن سورۂ شوریٰ اور سورۂ دہر میں مذکور ہیں اور سورۂ احزاب پڑھنے والا ان کو جانتا ہے وہ اہل بیت مصطفےٰ ہیں ان کی محبت حکماً لوگوں پر فرض و واجب ہے۔

دوسرے بعض نے کہا۔

هم القوم من اصفاهم الود مخلصاً
تمسّك فی اخراه٬ بالسّبب الاقویٰ
هم القوم فاتوا العالمین مناقباً
محاسنهم تجلی واٰثارهم تُروَیٰ
موالاتهم فرض٬ وحبّهم هدًی
وطاعتهم ودّ٬ همو تقویٰ۔

وہ ایسے نفوس قدسیہ ہیں کہ جس نے ان کے ساتھ خالص محبت کی وہ قیامت میں مضبوط رسی کو ہاتھ میں لئے ہوگا ان حضرات کے محاسن ساری کائنات سے فائق ہیں ان کے محاسن روشن ہیں اور آثار مشہور ہیں ان سے دوستی فرض اور ان کی محبت ہدایت ہے ان کی فرمانبرداری محبت اور ان کی محبت تقویٰ ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا فرمان۔

آل النبی ذریعتی وھم والیہ
وسیلتی ارجوٗ بھم اعطٰی غدًا
بیدی الیمین صحیفتی۔

آل نبی میرا ذریعہ نجات ہے اور وہی اللہ کے حضور میرا وسیلہ ہیں ان کے باعث میں اُمید رکھتا ہوں کہ قیامت میں میرے دائیں ہاتھ میں صحیفہ دیا جائے گا۔

ایک واعظ کا بیان

ایک دفعہ ایک واعظ نے اہل بیت کرام کی خوب مدح وثنا کی اور ان کے فضائل ومحاسن بیان کیے حتیٰ کہ سورج غروب ہونے لگا وہ سوچ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا۔

لا تغربی یاشمس حتّٰی ینقضی
مدحی لاٰلِ محمّدٍ ولنسلہٖ واثنی
عنانك ان اردتی ثناء ھم انسیت
اذکان الوقوف لاجلہٖ ان کان
للمولیٰ وتوفك فلیکن ھذا
الوقوف لفرعہٖ ولنجلہٖ۔

اے سورج غروب نہ ہو حتیٰ کہ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی نسل کی مدح اور ثنا پوری ہو جائے اگر ان کی ثنا کا ارادہ ہے تو اپنی لگام تھام لے۔ کیا تو یہ بھول گیا ہے جب کہ ان کے لیے ٹھہرا کرتا تھا اگر تو حضرت امیر المؤمنین کے لئے ٹھہر گیا تھا

تو ان کی اولاد کے لئے بھی اب ٹھہرنا چاہیے۔

اس کے فوراً بعد سورج طلوع ہو گیا۔ اس مبارک مجلس میں بہت محبت اور سرُور حاصل ہوا۔

(دار الاصداف)

ابوالفضل واعظ کا فرمان

حب آل النبی خالط عظمی
وجریٰ فی مفاصلی فاعذرونی انا
واللہ مغرمٌ لبھواھم علّلونی
بذکرھم علّلونی۔

آل نبی کی محبت میری ہڈیوں سے مل گئی ہے اور میرے جوڑوں میں سرایت کر گئی ہے لہٰذا مجھے معذور سمجھو اللہ کی قسم میں ان کی محبت میں مبتلا ہوں ان کا ذکر خیر کر کے مجھے خوب تسلی دو۔

ابنِ وردی کا کلام

اھل بیت النبی من بذلت فی

اے اہل بیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم جس شخص

حبّکم روحه، فما غِبْنا من جاء کم یطلب الحدیث له قولوا النا البیت والحدیث لنا۔

کی روح تمہاری محبت میں قربان ہوگئی پس ہم خسارے میں نہ رہے جو شخص تمہارے پاس حدیث کی طلب کو آئے تم اے کہو ہمارا گھر ہے اور ہماری حدیث ہے۔

اہلبیت اطہار شیخ اکبر کی نظر میں

شیخ شعرانی رحمہ اللہ نے کہا شیخ اکبر نے فتوحات مکیہ میں کیا ہی اچھا کہا ہے۔

فلا تعدل باھل البیت خلقاً فاھل البیت ھم اھل السیادة فبغضھم من الانسان خسر "حقیقی" وحبّھم عبادة۔

اہل بیت کے برابر کسی کو نہ کرو کیونکہ اہل بیت ہی سردار ہیں کسی انسان کا ان سے بغض کرنا حقیقتاً خسارہ ہے اور ان کی محبت عین عبادت ہے۔

صاحب من نے کہا میرے اوپر اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ میں حضرات سادات کرام اور اہلبیت کے ساتھ محبت کرتا ہوں اگرچہ وہ صرف والدہ کی طرف سے سیّد ہوں یا اعمال میں قدمِ استقامت پر نہ ہوں کیونکہ وہ یقیناً اللہ سبحانہ' تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے ہیں اور جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرے اس کے ساتھ نہ تو بغض جائز ہے اور نہ ہی سب وشتم کیونکہ نعیمان جب بھی شراب پیتا تو رسول اللہ صلی علیہ وسلم اس کو حد لگایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ اس نے شراب پی اور لوگ اس کو پکڑ کر لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو حد لگائی۔ ایک شخص نے اس پر لعنت کی تو امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نعیمان پر لعنت نہ کرو وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے۔ معلوم ہوا سادات پر حدود اللہ قائم کرنے کو یہ لازم نہیں کہ ہم ان سے بغض کرنا شروع کردیں بلکہ ان پر حدود کی اقامت ان کے ساتھ محبت ہے اور ان کی تطہیر ہے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعض عزیز ترین اقارب کے حق میں فرمایا کہ اگر وہ چوری کرے تو میں اس کا ہاتھ قطع کردوں گا اور حضرت ماعز رضی اللہ عنہ کو جب رجم کیا تو فرمایا اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر یہ ساری زمین کے باشندوں پر تقسیم کی جائے تو سب کو شامل ہو جائے یعنی ان کی توبہ قبول ہو جائے اور اللہ تعالیٰ

ان سے محبت کرے گا جیسا کہ قرآن کریم میں ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیۡنَ۔ یقیناً اللہ توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

حضرات سادات کے بارے میں ابن عربی کا تأثر

شیخ محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا میرا عقیدہ یہ ہے کہ اہلبیت کے گناہ حقیقۃً گناہ نہیں صرف صورت گناہوں جیسی ہوتی ہے کیونکہ ابتدا آفرینش میں ہی اللہ تعالیٰ نے ان کے گناہ معاف کر دیئے ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡهِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَهۡلَ الۡبَیۡتِ وَیُطَهِّرَکُمۡ تَطۡهِیۡرًا۔ اے اہل بیت! اللہ یہی چاہتا ہے کہ تم سے ناپاکی دور فرمادے اور تم کو پاک اور صاف ستھرا کر دے۔

گناہوں سے زیادہ نجاست اور کیا ہو سکتی ہے۔ شیخ ابن عربی نے فرمایا ان حضرات سادات کرام رضی اللہ عنہم سے اگر ہم کو اذیت پہنچے تو ہم پر فرض ہے کہ ان کے ساتھ آداب کی حدود کے اندر رہیں اس کو امراض وغیرہ جیسے مقادیر الٰہیہ سے تشبیہ دیں ہمارے لیے اس سے رضا یا اس پر صبر ضروری ہے۔ اگرچہ یہ حضرات ہمارے مال چھین لیں اور ہم کو ذرّہ کی مقدار واپس نہ کریں۔ ہمارے لئے قطعاً یہ مناسب نہیں کہ ان میں سے کسی کو محبوس کریں یا ان کو حاکم کی عدالت میں لے جائیں کیونکہ یہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم کا ٹکڑا ہیں۔ رضی اللہ عن الشیخ الاکبر"۔

حضرت امام ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا فرمان

سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلبیت کی تعظیم و توقیر کرو مجھے خداوند قدوس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت مجھے اپنی قرابت سے زیادہ محبوب ہے۔

حضرت عمر بن عبد العزیز کا فرمان

ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن حسن رضی اللہ عنہما حضرت عمر بن عبدالعزیز کے پاس کسی ضروری

کام کے لیے تشریف لے گئے تو حضرت عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ میرے متعلق اگر آپ کو کوئی کام ہوا کرے تو مجھے پیغام بھیج دیا کریں مَیں خود حاضر ہو جایا کروں گا یا لکھ کر بھیج دیا کریں مجھے شرم آتی ہے کہ اللہ تعالےٰ آپ کو میرے دروازہ پر کھڑا دیکھے۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے ایک جنازہ پر نماز پڑھی واپسی میں جب سوار ہوئے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان کی رکاب کو پکڑا تو آپ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے رکاب چھوڑ دو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ اس طرح علماء کا احترام واعزاز کریں۔

حضرت زید بن ثابت نے ابن عباس کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور کہا ہمیں ایسے ہی حکم دیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کا احترام کریں۔

ایک روز حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی لڑکی حضرت عمر بن عبدالعزیز کے پاس تشریف لے گئیں آپ نے ان کو اپنی جگہ پر بیٹھایا اور خود ان کے سامنے بیٹھ گئے جو بھی ضرورت انہوں نے ذکر کی سب کو پورا کیا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام کی لڑکی کے ساتھ یہ سلوک کیا تو آپ کی اولاد کے ساتھ ان کا سلوک کتنا اچھا ہوتا ہوگا۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خبر پہنچی کہ حضرت کابس بن ربیعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہے چنانچہ جب کابس ان کے پاس آیا کرتے تھے تو حضرت امیر معاویہ اپنے مسندِ امارت سے کھڑے ہو جاتے اور آگے بڑھ کر ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیتے۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کا فرمان

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے بالفرض اگر میں امام حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے قاتلوں کی جماعت میں ہوتا اور مجھے جنت یا دوزخ میں داخل ہونے کا اختیار دیا جاتا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شرم کرتے ہوئے کہ کہیں جنت میں آپ کی نگاہ میرے اُوپر پڑ جائے گی۔ میں دوزخ میں داخل ہونا پسند کرتا۔

امام مالک رضی اللہ عنہ کا فرمان

جعفر بن سلیمان نے امام مالک رضی اللہ عنہ کو کوڑے مارے جس سے آپ بیہوش ہو گئے آپ کے پاس لوگ آئے اور ہوش آئی تو ان سے فرمایا میں تم کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنے مارنے والے کو معاف کر دیا ہے۔ کسی نے کہا ایسا کیوں؟ فرمایا مجھے ڈر ہے کہ اگر میں فوت ہو جاؤں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہو تو مجھے شرم آئے گی کہ میری وجہ سے آپ کی اولاد میں سے کوئی شخص دوزخ میں جائے جب منصور تخت نشین ہوا تو اس نے امام مالک سے کہا کہ اس سے انتقام لیں۔ آپ نے فرمایا ''اعوذ باللہ'' اللہ کی قسم اس کا کوئی کوڑا میرے جسم پر نہ پڑتا تھا مگر میں اسی وقت اس کو معاف کر دیتا تھا ۔کیونکہ وہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا قریبی ہے۔

حضرت ابوبکر بن عیاش رضی اللہ عنہ کا فرمان

حضرت ابوبکر بن عیاش رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اگر میرے پاس ابوبکر، عمر اور علی رضی اللہ عنہم کسی کام کے لیے تشریف لائیں تو حضرت علی کا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے قرب کے باعث میں پہلے ان کی حاجت پوری کروں گا۔ حالانکہ آسمان سے گر پڑنا مجھے زیادہ محبوب ہے کہ ان دونوں حضرات پر حضرت علی کو فضیلت میں آگے رکھوں۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی آزاد کردہ لونڈی اُم ایمن رضی اللہ عنہا کی زیارت کے لیے حضرت ابوبکر صدیق اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما تشریف لے جاتے اور فرماتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی زیارت کیا کرتے تھے۔ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی والدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا جب ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے پاس تشریف لے جاتیں تو وہ ان کے لیے اپنی چادریں بچھا دیا کرتے تھے۔

حضرت علی الخواص رضی اللہ عنہ کا فرمان

حضرت علی الخواص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم پر سادات کا حق یہ ہے کہ ہم اپنی روحیں ان پر قربان کر دیں کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا گوشت مبارک اور خون شریف ان میں سرایت کیے

ہوئے ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ٹکڑا ہیں اور تعظیم وتوقیر میں جزو کا وہی مقام ہے جو کل کے لئے ہے اور جس طرح امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں جزو کا حرمت میں مقام تھا وہی حکم اب ہے۔ بعض علماء نے کہا کہ حضرات سادات کرام اگر چہ نسب میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کتنا ہی دور ہوں ان کا ہم پر حق ہے کہ اپنی خواہشات پر ان کی رضا کو مقدم کریں اور ان کی پوری تعظیم کریں اور جب وہ زمین پر بیٹھے ہوں تو چار پائی پر نہ بیٹھیں۔

ابراہیم متبولی رحمہ اللہ کی نظر میں سادات کا احترام

حضرت ابراہیم متبولی رضی اللہ عنہ کے پاس جب کوئی سیّد آتا تو وہ اس کے سامنے نہایت خشوع وخضوع ظاہر کرتے اور فرماتے یہ نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا ٹکڑا ہے اور جس نے سیّد کو تکلیف دی۔ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیّت پہنچائی۔ ہر مالدار انسان پر فرض ہے کہ جب سیّد پر قرضہ دیکھے تو اس پر اپنا مال قربان کردے کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ٹکڑا ہے۔ اور جو شخص خداوند قدوس پر ایمان لاتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت رکھتا ہے اس کے لئے یہ مناسب نہیں کہ حضرات سادات کرام کی تعظیم اور ان کے ساتھ احسان میں توقف کرے حتیٰ کہ اس کی صحیح نسب پہچانے بلکہ سیّد کا اپنے کو سید کہنا ہی اسے کافی ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں مومن کو یہی مناسب ہے کہ سادات کی صحتِ نسب معلوم کیے بغیر ان کی تعظیم وتوقیر کرے۔

امام مالک رضی اللہ عنہ کا فیصلہ

امام مالک رحمہ اللہ نے کہا جو شخص سیّد ہونے کا جھوٹا دعویٰ کرے اس کو سخت سزا دی جائے اور اسے لمبا زمانہ قید میں محبوس رکھا جائے حتیٰ کہ اس کی توبہ مشہور ہو جائے کیونکہ اس طرح سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق پامال ہوتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ اس شخص کی تعظیم ہوگی جس کی نسب مطعون ہوگی کیونکہ تعظیم کرنے والا اسے حقیقۃً سیّد گمان کرے گا۔ بعض علماء نے کہا جب سیّد حرام فعل کا مرتکب ہو تو اس کی تعظیم نہیں کرنی چاہیے مگر اکابر علماء نے اس کی مخالفت کی ہے انہوں نے کہا اصل مقصد سیّد کی تعظیم ہے۔ جس میں کوئی گناہ نہیں اگر چہ وہ زنا کرے غیر فطرتی فعل کرے شراب پیے، جادو کرے، سود کھائے، چوری کرے، جھوٹ بولے، یتیموں کا مال کھائے پاک دامن عورتوں پر بہتان

تراشی کرے بلاوجہ مومن مرد وزن کو تکلیف دے خصوصاً جبکہ اس سے یہ امور حاکمِ شرع کے پاس ثابت نہ ہوں اور وہ صرف بعض حاسد لوگوں نے مشہور کیے ہوں جیسا کہ آج کل لوگ کرتے ہیں اور ایسے لوگ بہت قلیل ہیں جن سے کوئی شئ ثابت ہو جو حدّ کا موجب بنتی ہو کیونکہ ان سے بعض گناہ گھروں میں ہونے کے باعث لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ رہتے ہیں جب کہ گھر مقفل ہو۔

علامہ شعرانی رحمہ اللہ کے تاثرات

علامہ شعرانی نے کہا میں نے اپنے ہم عصر لوگوں میں سے چند حضرات کو دیکھا ہے جن میں ایسے پاکیزہ اخلاق پائے جاتے ہیں بلکہ بعض ایسے لوگ بھی دیکھنے میں آئے ہیں جو سادات سے خدمت لیتے ہیں ان کو زین کے پردہ پر بٹھاتے ہیں اور اپنی سواری کے پیچھے پیچھے چلنے کی ہدایت کرتے ہیں۔ ان کا سادات کے ساتھ ایسا معاملہ کرنا اللہ اور اس کے رسول کے آداب سے جہالت کی زبردست دلیل ہے ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کے قرب کا دعویٰ کیسے کر سکتے ہیں اور کیسے لوگوں کو اس طرف بلاتے ہیں۔

"لاحول ولا قوّة الاّ باللہ العلی الظیما"

حالانکہ اوپر گزر چکا ہے کہ سادات پر حدود قائم کرنا ان کی تعظیم وتوقیر کے منافی نہیں ہم ان کی تعظیم اس حیثیت سے کریں گے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد ہیں اور ان پر وہ حدیں قائم کریں گے جو اُن کے جدامجد صلی اللہ علیہ وسلم نے مشروع فرمائی ہیں اور کسی کو ان سے مخصوص نہیں فرمایا۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعض قریبی افراد سے فرمایا کہ اگر وہ چوری کرے تو مَیں اس کا ہاتھ کاٹ ڈالوں گا۔

حضرت علی الخواص رحمہ اللہ کا فرمان

سیّدی علی خواص رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ساداتِ کرام کو نعمتوں سے نوازو، کیونکہ ان کی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت ہے اور ان انعامات میں ہدیہ ونذرانہ کی نیت اور ذوی القربیٰ کی محبت قصد کرو، زکوٰۃ کی نیت مت کرو، کیونکہ ان حضرات کا ہمارے اوپر حق عبودیت ہے اور ان کے جدامجد سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم پر یہ حق ہے ہم اس کا بعض بھی ادا کرنے پر قادر نہیں۔

اسی ''متن'' میں گزرا ہے کہ ادب کا مقتضیٰ یہ ہے کہ سیّدہ عورت سے نکاح نہ کریں ہاں اگر

کوئی شخص بذاتِ خود یہ جانتا ہے کہ وہ سیّدہ کا فرمانبردار رہے گا تو وہ اس سے نکاح کر سکتا ہے۔ اس حالت میں اس کا جوڑا اٹھا کر آگے رکھے، جب وہ باہر سے آئے تو احتراماً کھڑا ہو جائے اور کسی اور عورت سے نکاح نہ کرے، اس کی ضروریات زندگی میں بخل نہ کرے ہاں اگر وہ اپنی مرضی سے وسعت نہ چاہے تو اور بات ہے۔ اگر وہ اجنبیہ ہو اور اس پر صرف چادر ہو تو اسے نہ دیکھے جب اس سے خرید و فروخت کرے تو اس کا چہرہ نہ دیکھے۔ اگر اس سے جوتی فروخت کرے تو اس کے پاؤں نہ دیکھے۔ شرعی ضابطہ کے بغیر تمام امور میں سیّدہ سے کسی شی کا سوال نہ کرے جب وہ راستہ پر بیٹھی سوال کر رہی ہو اور وہ مسئول پر قادر ہونے کے باوجود نہ دینا چاہے تو وہ اس راستہ سے نہ گزرے، میرے بھائی یہ جانو اور ان اخلاق پر عمل کرو ہدایت پاؤ گے، اللہ تمہاری ہدایت کا مالک ہے۔ صاحب منن نے کہا اللہ تعالیٰ کا احسان میرے اوپر یہ ہے کہ اگر سیّد مجھ پر ظلم کرے تو میں اس کے حق میں بددُعا نہیں کروں گا، کمرۂ عدالت میں جا کر ان کا شکوہ کرنا تو بڑی بات ہے۔ اگر سادات آپس میں لڑ پڑیں تو ایک کے سوا دوسرے سے انتقام نہیں لیتا ہوں بلکہ صرف یہ چاہتا ہوں کہ وہ آپس میں صلح کر لیں۔ میں بہت دفعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور متوجہ ہو کر عرض کرتا ہوں یا رسول اللہ! اپنی اولاد پر توجہ فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان میں صلح کرا دے۔ مجھے یاد پڑتا ہے کہ ایک بزرگ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں متوجہ ہوئے جب کہ ایک سیّد نے سلطانِ مکہ کو اس لئے قتل کر دیا تھا کہ اس کے بعد اس کے چچوں کی اولاد اس کا ولی ہو۔ میں نے کہا سبحان اللہ، اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے والے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ ضروری ہے وہ کس طرح کہے گا کہ یا رسول اللہ اپنے بیٹے کو فلاں کے بدلہ قتل کر دیں۔

ایک مغربی کا واقعہ

شیخ عبدالرحمن اجہوری مالکی نے اپنی تصنیف ''مشارق الانوار'' میں نقل کیا کہ اہلِ مغرب سے ایک شخص نے حج کا ارادہ کیا تو کسی نے اسے ایک سو دینار دیا اور کہا یہ مدینہ منورہ میں کسی صحیح النسب سیّد کو دے دینا۔ مغربی شخص جب مدینہ منورہ پہنچا تو سادات سے متعلق دریافت کرنے لگا لوگوں نے کہا یہاں کے سادات شیعہ ہیں وہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو اچھا نہیں سمجھتے۔ مغربی نے ان کو عطا کرنا اچھا نہ سمجھا۔ مدینہ منورہ میں ایک شخص اس کے قریب بیٹھا تھا تو اسے کہا۔ ''کیا تو سیّد ہے؟'' اس نے کہا۔

جی ہاں! میں سیّد ہوں۔

مغربی نے کہا۔ تیرا عقیدہ کیا ہے؟

سیّد نے کہا۔ شیعہ ہوں۔ مغربی نے اس کو عطا کرنا اچھا نہ سمجھا۔

مغربی کا بیان ہے کہ میں اس رات سویا تو خواب میں قیامت قائم دیکھ رہا ہوں اور لوگ پل صراط سے گزر رہے ہیں۔ میں نے بھی گزرنے کا ارادہ کیا مگر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے مجھے گزرنے سے منع کر دیا۔ اسی اثناء میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔ میں نے آپ سے شکایت کی۔ آپ نے سیدہ سے فرمایا۔ فاطمہ اسے کیوں روک رکھا ہے؟ سیدہ فاطمہ نے کہا۔ اس شخص نے میرے بیٹے کا رزق روک رکھا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس نے رزق اس لیے منع کیا ہے کہ وہ ابو بکر اور عمر کو بُرا کہتا ہے۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے دونوں حضرات کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ کیا اس وجہ سے میرے بیٹے سے مواخذ کرو گے۔

شیخین نے کہا۔ ہم اسے معاف کرتے ہیں۔

پھر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا میری طرف متوجہ ہوئیں اور فرمایا۔ تجھے میرے بیٹے اور شیخین میں کس نے دخیل بنایا ہے؟

مغربی کا کہنا ہے میں گھبرا کر بیدار ہوا اور مذکور رقم لے کر اس سیّد کے حوالے کر دی وہ اس واقعہ سے متاثر اور متعجب ہوا۔ میں نے یہ خواب بیان کیا تو سیّد نے کہا تم گواہ ہو جاؤ کہ میں آئندہ ان حضرات کو بُرا نہ کہوں گا۔

سادات کے لئے صدقہ حرام ہے

حضرات سادات کرام پر صدقہ حرام ہے کیونکہ صدقہ لوگوں کی میل ہے۔ دوسرے یہ کہ فئی اور غنیمت سے پچیسواں حصہ ان کو صدقہ کے عوض دیا گیا ہے۔ امام مالک اور ابو حنیفہ رضی اللہ عنہما نے کہا۔ صدقہ کی تحریم صرف بنی ہاشم کے لئے منحصر ہے۔ امام شافعی اور امام احمد رحمہما اللہ تعالیٰ نے کہا بنو

ہاشم اور بنوعبد المطلب دونوں پر صدقہ حرام ہے ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے ایک روایت ہے کہ مطلقاً بنو ہاشم کے لیے صدقہ جائز ہے ابو یوسف رحمہ اللہ نے کہا ان حضرات میں سے بعض کا صدقہ بعض کے لئے جائز ہے اکثر احناف، شوافع اور حنابلہ کا مذہب یہ ہے کہ ان حضرات کے لئے نفلی صدقہ جائز ہے۔امام مالک سے بھی ایک روایت اس طرح ہے۔ نیز امام مالک سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ صدقہ مفروضہ ان کے لئے حلال ہے نافلہ جائز نہیں کیونکہ صدقہ نافلہ میں ذلت زیادہ ہے۔اس طرح علامہ اجھوری نے ''مشارق الانوار'' میں ذکر کیا ہے۔

حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما

حضرت امام حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کائنات کی عورتوں کی سردار سیدہ فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے ہیں۔ تین ہجری میں ماہِ رمضان کے نصف میں پیدا ہوئے وہ حضرت علی اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پہلے صاحبزادہ ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے انہوں نے کہا جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بطن شریف سے امام حسن کا تولد قریب ہوا تو سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اسماء بنت عمیس اور اُم سلمہ رضی اللہ عنہما سے فرمایا تم دونوں فاطمہ کے پاس جاؤ جب بچہ پیدا ہو اور آواز بلند کرے تو اس کے دائیں کان میں اذان بائیں میں اقامت کہو کیونکہ جب ایسا کیا جائے تو بچہ شیطان سے محفوظ رہتا ہے اور میرے آنے تک اور کچھ نہ کرنا، جب بچہ پیدا ہوا تو ہم نے وہی کیا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا آپ تشریف لائے ان کی ناف کاٹی اور لعاب مبارک ان کے منہ میں ڈالا اور فرمایا۔

اللّٰھم انی اعیذہ بك وذریتہ' من الشیطان الرجیم۔	اے اللہ میں حسن کو اور ان کی اولاد کو تیرے ذریعہ شیطان رجیم سے پناہ دیتا ہو۔

امام حسن کی پیدائش کے ساتویں روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بچہ کا کیا نام رکھا ہے؟ عرض کیا گیا۔اس کا نام ''حرب'' رکھا ہے۔

آپ نے فرمایا۔اس کا نام ''حسن'' رکھو۔

فاطمہ رضی اللہ عنہا کی پاکیزگی

اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا امام حسن کے تولّد کے وقت میں سیّدہ فاطمہ کے سامنے تھی۔ میں نے ان سے خون نکلتا نہیں دیکھا۔ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے فاطمہ سے حیض اور نفاس کا خون کبھی نہیں دیکھا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسماء کیا تجھے معلوم نہیں کہ میری بیٹی پاک اور صاف ستھری ہے۔ حیض ونفاس میں ان سے کبھی خون نہ دیکھا جائے گا۔

اسے امام علی بن موسیٰ رضا نے ذکر کیا ہے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا عقیقہ کیا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حسن کا عقیقہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا اور فرمایا اے فاطمہ اس کا سر منڈاؤ اور بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کرو انہوں نے وزن کیا جو ایک آدھ درہم تھا۔ اسے ترمذی نے ذکر کیا ہے۔

امام حسن رضی اللہ عنہ کا عقیقہ

اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتویں روز امام حسن کے عقیقہ میں دو مینڈھے ذبح کئے اور دایہ کو سالم ران دی۔ ان کے بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کی اور اپنے ہاتھ مبارک سے ان کے سر پر خوشبو لگائی۔

امام حسن رضی اللہ عنہ کا ختنہ اور رضاعت

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسن اور امام حسین کا عقیقہ کیا اور ساتویں روز دونوں کا ختنہ فرمایا۔ حضرت عباس بن عبدالمطلب کی بیوی اُم فضل نے اپنے بیٹے قثم کے ساتھ ان کو دودھ پلایا۔ قابوس سے روایت ہے کہ اُم فضل رضی اللہ عنہا نے کہا یا رسول اللہ! میں نے آپ کے اعضاء میں سے ایک عضو اپنے گھر دیکھا ہے۔ آپ نے فرمایا تو نے اچھا خواب دیکھا ہے فاطمہ بچہ کو جنم دے گی اور تُو قثم کے ساتھ اس کو دودھ پلائے گی۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حسن کو جنم دیا اور میں نے قثم کے ساتھ اس کو دودھ پلایا۔ اسے دولابی اور بغوی نے معجم میں ذکر

کیا ہے۔ایک دفعہ میں امام حسن کو اٹھا کر لائی اور آپ کی گود میں رکھ دیا تو اس نے پیشاب کر دیا میں نے آہستہ سے اس کے کندھے پر ہاتھ مارا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُم فضل اللہ تم پر رحم کرے تم نے میرے بیٹے کو درد پہنچائی ہے۔

صفوہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا امام حسن سینہ سے سر تک امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہ ہیں اور حسین اس سے نچلے حصہ کے مشابہ ہیں۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔انہوں نے کہا میں امام حسن سے ہمیشہ محبت کرتا رہا جب کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ اُن سے آپ بہت پیار کرتے ہیں۔

ابو ہریرہ نے کہا میں نے امام حسن کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں دیکھا جب کہ وہ اپنی انگلیاں امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی شریف میں کیے ہوئے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پاک زبان ان کے منہ میں داخل فرما رہے تھے اور فرماتے تھے اللہ میں اس بچہ سے محبت کرتا ہوں۔اس طرح ذخائر عقبیٰ میں ہے۔

امام حسن رضی اللہ عنہ کا حُلیہ شریف

امام حسن رضی اللہ عنہ کا رنگ سفید سرخی مائل تھا، آنکھیں موٹی سیاہ، رخسارے صاف، قد مبارک متوسط تھا۔آپ نہ بہت لمبے اور نہ بہت چھوٹے تھے، چہرہ بہت خوبصورت تھا، وہ بال کالے کیا کرتے تھے اور آپ کے بال شکن دار تھے، بدن بہت خوبصورت تھا۔اسے دولابی وغیرہ نے محمد بن علی سے روایت کیا ہے۔امام حسن نے کہا مجھے اپنے رب سے شرم آتی ہے کہ میں اس سے ملاقات کروں اور اس کے گھر کی طرف چل کر نہ گیا ہوں چنانچہ وہ مدینہ منورہ سے بیس مرتبہ پیدل چل کر بیت اللہ پہنچے۔

حضرت علی بن زید سے روایت ہے انہوں نے کہا امام حسن رضی اللہ عنہ نے پندرہ حج پیدل کئے جب کہ اچھی اچھی سواریاں آپ کے ہمراہ تھیں۔''حیٰوۃ الحیوان'' میں ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنا مال تین مرتبہ اللہ کی راہ میں تقسیم کر دیا حتیٰ کہ جوتی مبارک کا ایک جوتا دیتے اور دوسرا اپنے پاس رکھ لیتے۔

امام حسن رضی اللہ عنہ کی کنیّت

امام حسن رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو محمد تھی اور القاب بہت ہیں۔اور وہ تقی، زکی، سید، سبط اور

ولی ہیں۔ سب سے زیادہ مشہور لقب تقی ہے اور مرتبہ میں سب سے اعلیٰ لقب وہ ہے جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لقب عنایت فرمایا تھا۔ جیسا کہ صحیح حدیث میں ہے کہ میرا یہ بیٹا سید ہے۔ امام بخاری نے صحیح میں عقبہ بن حارث سے روایت کی کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عصر کی نماز پڑھی پھر آپ باہر تشریف لے گئے جب کہ حضرت علی آپ کے ہمراہ تھے۔ راستہ میں امام حسن کو بچوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے دیکھا تو حضرت ابو بکر صدیق نے ان کو کندھے پر اٹھالیا اور کہا میرا باپ قربان ہو کہ یہ بچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہ ہے علی سے مشابہ نہیں اور حضرت علی تبسّم فرما رہے تھے، ان کی فضیلت میں کثیر احادیث مذکور ہیں۔

امام حسن رضی اللہ عنہ احادیث کی روشنی میں

امام بخاری اور مسلم نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کی۔ انہوں نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جب کہ امام حسن آپ کے کندھے پر سوار تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اے اللہ میں حسن سے محبت کرتا ہوں تو بھی حسن سے محبت کر، امام ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت کی۔ انہوں نے کہا سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم امام حسن کو اٹھائے ہوئے تھے۔ ایک شخص نے کہا صاحبزادے سواری بہت اچھی ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سوار بھی بہت اچھا ہے۔

حافظ ابو نعیم رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی حدیث میں ابو بکر صدیق سے روایت کی ہے انہوں نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ساتھ نماز پڑھتے آپ جب سجدہ میں ہوتے تو امام حسن رضی اللہ عنہ تشریف لاتے جب کہ آپ کم سن تھے تو کبھی آپ کی کمر پر بیٹھ جاتے، کبھی گردن شریف پر سوار ہو جاتے اور سرکار ان کو آہستہ سے اُٹھاتے جب نماز سے فارغ ہوئے تو صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے اس بچے جیسا سلوک کسی سے نہیں کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ میری خوشبو ہے۔ یہ میرا بیٹا سید ہے، اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی دو جماعتوں میں صلح کرائے گا۔

امام ترمذی نے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ حسن و حسین جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔ چنانچہ فرمایا۔

الحسن و الحسین سیّد اشباب اهل الجنة (الحدیث)

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ سے پوچھا گیا کہ اس حدیث کا معنی کیا ہے آپ نے جواب میں کہا اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ امام حسن وحسین رضی اللہ عنہما اگرچہ بوڑھے فوت ہوئے ہیں لیکن وہ ان نوجوانوں کے سردار ہیں جو نوجوانی میں فوت ہوکر جنت میں داخل ہوئے۔ جنت کے تمام باشندے تینتیس تینتیس برس کے ہوں گے۔ اور یہ ضروری نہیں کہ سید جن کا سردار ہو ان کا ہم عمر ہو۔ تمۃ المختصر میں اسی طرح مذکور ہے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ حسن وحسین جنت میں میری خوشبو ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم حسن وحسین کے قریب سے گزرے جب کہ دونوں شہزادے تفریح کر رہے تھے آپ نے ان کے لئے گردن شریف نیچی کر دی اور دونوں کو اٹھالیا اور فرمایا دونوں شہزادوں کی سواری اچھی ہے۔ اور دونوں شہزادے اچھے سوار ہیں۔

عجیب وغریب نکتہ

امام حسن بن علی اور محمد بن زبیدہ کے سوا کوئی بھی ہاشمی عورت کا صاحبزادہ ہاشمی خلیفہ نہیں ہوا۔

شاہد ومشہود کا معنیٰ

امام حسن رضی اللہ عنہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد شریف میں تشریف لاتے تو لوگ ان کے پاس جمع ہو جاتے تھے۔ ایک شخص آیا اور دیکھا کہ ایک شخص جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث بیان کر رہا ہے اور لوگ اس کے پاس جمع ہیں۔ اس نے آتے ہی کہا کہ شاہد ومشہود بیان کریں۔ فرمایا ہاں ضرور بیان کروں گا۔ "شاہد" جمعہ کا دن اور "مشہود" عرفہ کا دن ہے۔ وہ شخص وہاں سے اُٹھ کر دوسرے شخص کے پاس گیا جو مسجد میں حدیث بیان کر رہا تھا اس سے "شاہد ومشہود" سے متعلق دریافت کیا۔ اس محدث نے جواب میں کہا "شاہد" جمعہ کا دن اور "مشہود" نحر[1] کا دن ہے۔ پھر وہ اٹھ کر تیسرے محدث

---

[1] جس روز لوگ قربانی کرتے ہیں اس دن کو نحر کہتے ہیں۔

کے پاس گیا ان سے بھی "شاہد و مشہود" سے متعلق پوچھا۔انہوں نے جواب دیا "شاہد" جناب رسول اللہ صلی علیہ وسلم ہیں اور "مشہود" قیامت کا دن ہے۔کیا تو نے سنا نہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا	اے نبی ہم نے آپ کو شاہد اور خوشخبری دینے والا
وَّ نَذِیْرًا ذَالِکَ یَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ لَّهُ النَّاسُ	اور ڈرانے والا بھیجا ہے اس روز سب لوگ اللہ
وَذَالِکَ یَوْمٌ مشھود۔	کے حضور جمع ہوں گے اور وہ دن مشہود ہے۔

اس شخص نے کہا پہلا محدث کون ہے؟

لوگوں نے کہا وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہے۔

اس نے کہا دوسرا کون ہے؟ لوگوں نے کہا وہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہے اس نے پوچھا تیسرا محدث کون ہے؟

لوگوں نے کہا وہ امام حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما ہے۔اس کو امام ابوالحسن علی بن احمد واحدی نے "تفسیر الوسیط" میں ذکر کیا ہے۔

ایک یہودی کا واقعہ

ایک دفعہ امام حسن رضی اللہ عنہ غسل کر کے باہر تشریف لائے جب کہ آپ پر خوبصورت چادر تھی۔کانوں کی لو تک بال شریف اور چہرہ خوشنما تھا۔راستہ میں ایک محتاج یہودی سامنے آتا نظر آیا جس پر شکستہ چمڑا کا لباس اور وہ غربت و ذلت پر سوار تھا جب کہ دو پہر کے سورج نے اس کے دونوں ہونٹ خشک کر دیئے تھے وہ پانی کا مٹکا کندھوں پر اُٹھائے ہوئے تھا۔حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو ٹھہرا کر کہنے لگا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے ایک سوال ہے۔فرمایا۔کہو کیا سوال ہے؟ اس نے کہا۔آپ کے جدِ امجد فرماتے ہیں۔

الدنیا سِجن المؤمن و جنّة الکافر	دنیا مومن کے لئے قید خانہ اور کافر کی جنت ہے۔

آپ مومن ہیں اور مَیں کافر ہوں۔مَیں دُنیا آپ کے لئے جنت دیکھ رہا ہوں۔آپ اس میں عیش و عشرت سے زندگی بسر کر رہے ہیں اور میں اسے اپنے لیے قید خانہ دیکھ رہا ہوں۔اس کی تکالیف نے مجھے ہلاک کر دیا ہے اور اس کی غربت اور احتیاجی نے مجھ کو مصائب میں مبتلا کر رکھا ہے۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے اس کا کلام سُنا اور فرمایا اے یہودی اگر تو وہ نعمتیں دیکھ لے جو اللہ تعالیٰ نے میرے لئے جنت میں تیار کی ہوئی ہیں تو یقین کرے گا کہ میں ان نعمتوں کی نسبت اب قید خانہ میں ہوں۔ اور اگر وہ عذاب دیکھ لے جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے آخرت میں تیار کر رکھا ہے تو اس وقت تو اپنے آپ کو وسیع جنت میں دیکھے گا۔ ''فصول مہمہ''۔

حفاظتی تعویذ

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کو ان کلمات کے ساتھ اللہ کی حفاظت میں کرتے تھے۔

اعیذ کما بکلمات اللہ التامۃ من کل شیطانٍ وھامۃ ومن کل عینٍ لامۃ۔	میں دونوں کو اللہ تعالیٰ کے کلمات تامہ کے ساتھ ہر شیطان، منحوس جانور اور زہریلی نظر سے پناہ میں دیتا ہوں۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صُلح کرنا

مؤرخین نے ذکر کیا ہے کہ جب امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو اہل عراق نے امام حسن کی بیعت کر لی پھر آپ کو مشورہ دیا کہ شام پر حملہ کریں اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے شام کا ملک چھین لیں، ادھر امیر معاویہ اہلِ شام کا لشکر جرار لے کر دفاع کرنے آگے بڑھے جب دونوں لشکر ایک دوسرے کے قریب ہوئے اور دونوں لشکروں نے سواد کی زمین میں انبار کے کنارے ایک جگہ دیکھی جسے مسکن کہا جاتا تھا۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے خیال فرمایا کہ کوئی بھی لشکر دوسرے پر غالب نہیں آسکتا حتیٰ کہ اس کی کثرت قتل ہو جائے گی۔ اور مصلحت یہی دیکھی کہ جنگ ترک کر دی جائے تو آپ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خط لکھ کر بھیجا جس میں ان کو خبر دار کیا کہ حکومت آپ کے ہاتھ رہے اور وہ اس شرط پر حکومت سے دستبردار ہوتے ہیں کہ ان کے والد حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں مدینہ منورہ، حجاز اور عراق والے لوگ جس حال میں تھے اسی حال میں رہیں اور ان سے کوئی مطالبہ نہ کیا جائے اور امیر معاویہ کے بعد حکومت ہماری طرف واپس کر دی جائے۔ اور ہم کو بیت المال

میں تصرف کرنے دیا جائے تا کہ ہم ضرورت کے مطابق وظیفہ حاصل کر سکیں۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ خوش ہو گئے اور امام حسن رضی اللہ عنہ کی پیش کش قبول کر لی مگر دس اشخاص پر عدم اعتماد کا اظہار کیا۔ امام حسن نے ان سے متعلق بھی امیر معاویہ کو اطمینان دلایا۔ امیر معاویہ نے امام حسن کو خط لکھا کہ میں نے قسم کھائی ہے کہ اگر مَیں قیس بن سعد بن عبادہ پر کامیاب اور قادر ہو گیا تو اس کی زبان اور ہاتھ کاٹ ڈالوں گا۔ امام حسن رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ کو جواب میں لکھا میں تمہاری کبھی بیعت نہیں کروں گا جب تک تم قیس وغیرہ سے تھوڑی بہت سرزنش کا مطالبہ کرو گے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے امام حسن کی طرف سفید کاغذ بھیجا اور کہا آپ جو چاہیں اس پر لکھ دیں مَیں اس کا پابند ہوں گا اس پر دونوں نے صلح کر لی۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے مذکورہ بالا تمام شرائط لکھنے کے بعد یہ شرط لکھی کہ امیر معاویہ کے بعد حکومت حسن کے ہاتھ ہو گی۔ حضرت امیر معاویہ نے اس کی پابندی کرتے ہوئے تمام شرائط قبول کر لیں اور صلح نامہ کے مطابق امام حسن رضی اللہ عنہ خلافت سے دستبردار ہوتے ہوئے بیت المقدس میں تقویٰ اور دفع شر کے لیے زمامِ حکومت امیر معاویہ کے سپرد کر دی۔ جب صلح ہو گئی تو امیر معاویہ کوفہ میں داخل ہو گئے اور سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور وہیں اقامت کر لی۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی تکمیل

سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اکتالیس ہجری کے ربیع الاوّل شریف، ایک قول کے مطابق جمادی الاوّل میں ظاہری خلافت سے دستبردار ہوئے۔ دراصل یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کی تکمیل تھی جو آپ نے فرمایا تھا۔

ان ابنی ھذا سیّد و سیصلح اللہ بہ بین فئتین عظیمتین من المسلمین

میرا یہ بیٹا سیّد ہے عنقریب اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں مصالحت کر دے گا۔

اس حدیث کی امام بخاری نے روایت کی ہے۔

باطنی خلافت

سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ خلافت سے دستبردار صرف اللہ کی رضامندی کے لیے ہوئے

تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا بدل آپ کو اور آپ کے اہلِ بیت کو باطنی خلافت سے سرفراز فرمایا حتیٰ کہ علماء کہتے ہیں کہ ہر زمانہ میں تمام اولیاء اللہ کا قطب صرف اہل بیت سے ہی ہوتا ہے۔

جب امام حسن رضی اللہ عنہ ظاہری خلافت سے دستبردار ہو گئے تو آپ کے ساتھی کہنے لگے آپ مومنوں کے لئے عار بن گئے ہیں۔ اس کے جواب میں امام حسن رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے عار نار سے بہتر ہے۔

امام حسن رضی اللہ عنہ کا وعظ

امام حسن رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے اے ابن آدم جسے اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے اس سے بچو عابد ہو جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ تیرا مقسوم کر دیا ہے اس سے راضی ہو غنی ہو جاؤ گے، اپنے ہمسایہ سے اچھا سلوک رکھو سلامتی میں رہو گے، جیسے تو چاہتا ہے کہ لوگ تیرے ساتھ اچھا سلوک کریں تو بھی ان سے اچھا سلوک کر عادل ہو جائے گا، تمہارے سامنے لوگ ہیں جو کثیر مال جمع کرتے ہیں مضبوط مکان بناتے ہیں، لمبی لمبی اُمیدیں کرتے ہیں وہ سب ہلاک ہو جائیں گے۔ ان کے اعمال ان کو دھوکہ دے رہے ہیں ان کی رہائش قبرستان ہے۔

اے آدم زاد! تو جب سے پیدا ہوا اور اپنی ماں کے پیٹ سے باہر آیا تیری عمر کم ہو رہی ہے جو کچھ تیرے ہاتھ میں ہے اس کے ساتھ عاقبت کی تیاری کر، مومن آخرت کی راہ کا ذخیرہ کرتا ہے اور کافر دنیاوی نفع حاصل کرتا ہے اس کے بعد امام حسن رضی اللہ عنہ یہ آیت تلاوت فرماتے تھے۔ ''فصول مہمہ''

حضرت امیر المومنین اور امام حسن رضی اللہ عنہما میں گفتگو

وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى زادِ راہ ساتھ لو بیشک بہتر زاد سوال کرنے سے بچنا ہے۔

حافظ ابو نعیم رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی سند کے ساتھ نقل کیا کہ امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادے امام حسن رضی اللہ عنہ سے پوچھا میرے بیٹے اچھا کام کیا ہے؟

امام حسن نے کہا۔ بُری شیٔ کو دفع کرنا۔

فرمایا۔ شرافت و بزرگی کیا ہے؟

امام حسن نے کہا۔ قبیلہ کے ساتھ سلوک کرنا اور ان کی سختی برداشت کرنا۔

فرمایا۔ سخاوت کیا ہے؟

امام حسن نے کہا۔ تنگی اور فراخی میں مال خرچ کرنا۔

فرمایا۔ ملامت کیا ہے؟

امام حسن نے کہا۔ انسان کا اپنے لئے مال جمع کرنا اور اپنی عزت خراب کر دینا۔

فرمایا۔ بزدلی کیا ہے؟

امام حسن نے کہا۔ دوست پر زیادتی کرنا اور دشمن سے ڈرنا۔

فرمایا۔ غنی کیا ہے؟

امام حسن نے کہا۔ انسان کا اس شئے سے خوش رہنا جو اللہ تعالیٰ نے اس کی قسمت میں رکھا ہے اگرچہ تھوڑا ہی ہو۔

فرمایا۔ بردباری کیا ہے؟

امام حسن نے کہا غصہ کو دبانا اور اپنے نفس کو قابو میں رکھنا۔

فرمایا۔ طاقت کیا ہے؟

امام حسن نے کہا۔ لڑائی سخت کرنا اور لوگوں میں سے غالب شخص سے منازعت کرنا۔

فرمایا۔ ذلت و رُسوائی کیا ہے؟

امام حسن نے کہا۔ صدمہ کے وقت بے قراری کا اظہار کرنا۔

فرمایا۔ تکلف کیا ہے؟

امام حسن نے کہا۔ بے مقصد کلام کرنا۔

فرمایا۔ بزرگی کیا ہے؟

کہا۔ غرامت دینا اور جرم معاف کرنا۔

فرمایا۔ سیادت کیا ہے؟

کہا۔ اچھا فعل کرنا اور بُرائی ترک کر دینا۔

فرمایا۔ بے وقوفی کیا ہے؟

کہا۔ ذلیل امور کا پیچھا کرنا اور گمراہوں کی صحبت اختیار کرنا۔

فرمایا۔ غفلت کیا ہے؟

کہا۔ مسجد چھوڑ دینا اور مفسد لوگوں کی طاعت کرنا۔

امام حسن رضی اللہ عنہ کے جواہر پارے

جس میں عقل نہیں اس میں اَدب نہیں۔

جس میں ہمت نہیں اس میں محبت نہیں۔

جس کا دین نہیں اس میں شرم وحیا نہیں۔

لوگوں سے اچھا سلوک کرنا بہترین عقلمندی ہے۔

عقل کے ساتھ دنیا وآخرت دونوں حاصل ہو جاتی ہیں جو عقل سے محروم رہا وہ ان دونوں سے محروم رہا۔

لوگوں کی ہلاکت تین اشیاء میں ہے۔

تکبر، حرص اور حسد۔ تکبر سے دین جاتا رہتا ہے۔ اسی لئے شیطان ملعون ہوا حرص وطمع نفس کا دشمن ہے۔ اسی وجہ سے حضرت آدم علیہ السلام جنت سے باہر ہو گئے۔ حسد برائی تلاش کرتا ہے اسی لئے قابیل نے ہابیل کو قتل کیا۔

حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ کے نصائح

امام حسن رضی اللہ عنہ نے کہا میں امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس گیا جب کہ ابن ملجم نے آپ کو قتل کیا تھا اور آپ زندگی کے آخری لمحات میں تھے آپ کو دیکھ کر مَیں گھبرایا تو حضرت امیر المومنین نے فرمایا۔

حسن! گھبرا رہے ہو۔

میں نے کہا۔ میں کیوں نہ گھبراؤں جب کہ آپ کو اس حالت میں دیکھ رہا ہوں۔

فرمایا۔ اے میرے بیٹے چار چیزیں یاد کرلو اگر ان کے پابند رہو گے تو نجات پاؤ گے میرے

بیٹے غنٰی عقل سے زیادہ نہیں نہ فقر جہالت کی مثل ہے، فخر سے زیادہ کوئی وحشت نہیں اور اچھے خلق سے زیادہ لذیذ کوئی زندگی نہیں اور یقین کر لو کہ قناعت اور اللہ کی رضا اختیار کرنا مال خرچ کرنے سے کہیں زیادہ اچھا ہے۔ کام پورا کر لینا اس کی ابتداء سے اچھا ہے۔

حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اچھا سوال نصف علم ہے جو شخص سلام سے پہلے بات شروع کر دے اس کو جواب نہ دو۔

حضرت امیر المومنین سے خاموشی کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا خاموشی عاجز کے لئے پردہ اور عزت کی زینت ہے۔ خاموش شخص آرام میں رہتا ہے اور اس کا ساتھی امن وامان میں ہوتا ہے۔

حضرت امیر المومنین سے کہا گیا کہ ابوذرؓ کہتے ہیں مجھے غنٰی سے فقر زیادہ محبوب ہے اور بیماری صحت سے زیادہ پیاری ہے۔

حضرت امیر المومنین نے فرمایا اللہ تعالیٰ ابوذر پر رحم کرے میں تو یہ کہوں گا۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے حسن اختیار پر توکل کرے وہ اللہ تعالیٰ کی اختیار کردہ حالت کے خلاف کبھی خواہش نہ کرے گا۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اپنے صاحبزادوں اور بھتیجوں سے فرمایا کرتے تھے کہ علم سیکھو اگر علم حفظ کرنے کی استطاعت نہ ہو تو اسے لکھ کر اپنے گھروں میں رکھو۔ امیر المومنین امام حسن رضی اللہ عنہ نے سیدنا عیسٰی علیہ السلام کو دیکھا (خواب میں) تو ان سے کہا میں انگوٹھی بنوانا چاہتا ہوں اس پر کیا لکھوں؟ حضرت عیسٰی علیہ السلام نے فرمایا اس پر یہ لکھئے۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْمَلِکُ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ۔ کیونکہ یہ انجیل کے آخر میں تحریر ہے۔ علامہ عبدالقادر طبری مالکی نے ''شرح الدریہ'' میں آپ کا منظوم کلام ذکر کیا ہے۔

اِغْنِ عن المخلوق بالخالق تغن عن	خالق کائنات کے ذریعہ مخلوق سے مستغنی ہو جاؤ
الکاذب والصادق واسترزق	ہر جھوٹے اور سچے سے بے پرواہ ہو جاؤ گے رحمن
الرحمٰن من فضلہ لیس غیر اللہ	کے فضل سے اس سے رزق مانگو اللہ کے سوا کوئی
بالرّازق من ظنّ ان الناس یغنونہ	رازق نہیں ہے۔ جو یہ گمان کرے کہ لوگ اس کو
فلیس بالرحمٰن بالواثقِ من ظنّ	غنی کریں گے اس کا رحمان پر اعتماد نہیں ہے جو یہ
ان الرّزق کسبہ زلّت بہ النعلان	گمان کرے کہ رزق اس کا کسب کردہ ہے اس
من خالقٍ۔	کے پاؤں پہاڑ کی چوٹی سے پھسل گئے۔

امام حسن رضی اللہ عنہ کی کرامت

ایک شخص نے امام حسن رضی اللہ عنہ کی قبر شریف پر پاخانہ کر دیا وہ پاگل ہو گیا اور کتے کی طرح بھونکتا پھرتا رہا پھر مر گیا۔ اور قبر میں بھی کتے کی طرح بھونکتا سُنا جاتا تھا۔ اسے ابو نعیم نے اعمش سے روایت کیا ہے۔

امام حسن رضی اللہ عنہ کی سخاوت

امام حسن رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آپ نے ایک شخص کو اللہ تعالےٰ سے دس ہزار درہم مانگتے سُنا آپ گھر لوٹ گئے اور اس شخص کے پاس دس ہزار درہم بھیج دیئے۔ ایک شخص نے آپ سے سوال کیا اور اپنی بدحالی کا شکوہ کیا۔ آپ نے اپنا وکیل بلایا اور اس سے اپنے سالانہ خرچ اور آمدنی کا پورا حساب کرایا اور فرمایا جو سالانہ خرچ سے بچتا ہے وہ میرے پاس لاؤ۔ وکیل نے پچاس ہزار درہم حاضر کئے پھر اسے فرمایا پچاس ہزار دینار (پانچ لاکھ درہم) جو تمہارے پاس ہے وہ کہاں ہیں؟

وکیل نے کہا۔ وہ محفوظ موجود ہیں۔

آپ نے فرمایا۔ وہ بھی لے آؤ۔ جب وہ لے کر آیا تو آپ نے پچاس ہزار درہم اور پچاس ہزار دینار اس شخص کو عطا کر دیئے، پھر اس سے معذرت کی۔

ابوالحسن مدائنی نے روایت کی کہ امام حسن و حسین اور عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم حج کو تشریف لے گئے۔ ان کو راستہ میں سخت بھوک، پیاس لگی اور ان کا سامان بھی جاتا رہا۔ انہوں نے ایک خیمہ دیکھا اور وہاں تشریف لے گئے۔ وہاں ایک بوڑھی عورت بیٹھی تھی۔ اس سے کہا۔ کیا یہاں پانی ہے؟

بوڑھی عورت نے کہا۔ جی ہاں پانی ہے۔ وہ وہاں ٹھہر گئے۔ اس عورت کے پاس صرف ایک چھوٹی سی بکری تھی۔ بڑھیا نے کہا۔ اس بکری کو دُھ لو۔ اور دودھ پی لو۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔

پھر اس سے کہا۔ بوڑھی عورت کچھ کھانا بھی ہے؟

اس نے کہا۔ اس بکری کے سوا میرے پاس کچھ نہیں میں تمہیں قسم دیتی ہوں کہ اس بکری کو ذبح کرو اور میں ایندھن تیار کرتی ہوں اسے بریاں کر کے کھالو۔ انہوں نے ایسا ہی کیا اور اس بوڑھی عورت کے پاس تین روز ٹھہرے۔ جب وہاں سے روانہ ہوئے تو اس بوڑھی سے کہا۔ بڑھیا ہم قریشی

ہیں اور اُدھر جانا چاہتے ہیں۔ جب ہم خیر و عافیت سے واپس آئیں ہمارا انتظار کرنا انشاء اللہ ہم تجھے اچھی جز اُدیں گے۔ یہ کہہ کر تینوں حضرات تشریف لے گئے ان کے چلے جانے کے بعد اس عورت کا شوہر آیا۔ عورت نے اس سے سارا واقعہ بیان کیا وہ غصہ سے بھر گیا اور کہا ایسے لوگوں کو بکری ذبح کر کے کھلا دی جن کی ہم کو جان پہچان نہیں ہے اور کہتی ہے کہ وہ قریشی تھے۔ کچھ عرصہ بعد وہ عورت اس کا شوہر قحط سالی کا شکار ہو گئے اور تنگدستی نے ان کو مدینہ منورہ جانے پر مجبور کر دیا جانوروں کے خشک گوبر، بیٹ وغیرہ چنتے ہوئے وہ مدینہ منورہ پہنچے۔ مدینہ منورہ کی ایک گلی سے اس عورت کو گزرنے کا اتفاق ہوا جب کہ اس کے ساتھ گوبر کا بھرا ہوا تھیلا بھی تھا۔ امام حسن رضی اللہ عنہ اپنے مکان کے دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے آپ نے اس عورت کو دیکھا اور اسے پہچان لیا۔ آواز دے کر اسے بلایا اور فرمایا۔ اللہ کی بندی مجھے پہچانتی ہو؟ عورت نے کہا نہیں۔

امام حسن نے کہا۔ فلاں جگہ فلاں روز تیرے پاس ٹھہرنے والے مہمانوں میں سے ایک میں بھی تھا۔ عورت نے کہا میرے ماں باپ قربان ہوں مجھے یاد نہیں پڑتا ہے اور میں آپ کو نہیں پہچانتی ہوں۔

فرمایا۔ اگر تو مجھے نہیں پہچانتی ہے میں تو تجھے پہچانتا ہوں۔

آپ نے غلام کو حکم دیا اور اس نے صدقات کی بکریوں میں سے ایک ہزار بکری خریدی اور اس عورت کو ایک ہزار دینا دیئے اور یہ سامان دے کر غلام کے ساتھ اس عورت کو اپنے بھائی امام حسین رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا جب غلام اس عورت کے ساتھ امام حسین کے پاس گیا تو آپ نے اس عورت کو پہچان لیا اور فرمایا میرے بھائی حسن نے اس کو کیا دیا ہے؟ غلام نے جملہ قصہ عرض کیا۔ تو امام حسین نے بھی اس کو امام حسن جتنا سامان دیا پھر اس عورت کو غلام کے ہمراہ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کے پاس بھیجا۔ جب عورت ان کے پاس پہنچی تو حضرت عبداللہ بن جعفر نے اسے پہچان لیا اور غلام نے حضرت عبداللہ کو امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے عطایا سے باخبر کیا۔ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما نے کہا اللہ کی قسم اگر یہ عورت پہلے میرے پاس آتی تو میں اپنے دونوں بھائیوں پر بہت بوجھ ڈالتا اور حکم دیا کہ اس عورت کو دو ہزار بکری اور دو ہزار دینار عطا کیے جائیں وہ عورت اپنے گھر امیر ترین ہو کر واپس لوٹی۔

حضرت حسن بن سعد نے اپنے باپ سعد سے راویت کی انہوں نے کہا کہ امام حسن رضی اللہ عنہ نے اپنی بیویوں میں سے دو عورتوں کو طلاق دینے کے بعد ان کو بیس ہزار کا سامان اور شہد کے دو

مشکیزے دیئے ان میں سے ایک عورت نے کہا اور وہ عورت غالباً حنفیہ تھی کہ جُدا کرنے والے محبوب نے تھوڑا سامان دیا ہے۔ "الفصول المہمہ"

ابن سعد نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا اے کوفہ والو! حسن کو عورتیں نکاح کر کے مت دو وہ عورتوں کو طلاق دے دیا کرتے ہیں۔ ہمدان کے ایک شخص نے کہا ہم ضرور ان کو لڑکیاں نکاح کر کے دیں گے جسے پسند کریں رکھیں اور جسے ناپسند کریں طلاق دے دیں۔ امام حسن رضی اللہ عنہ جس عورت کو بھی طلاق دیتے تھے وہ آپ سے بہت محبت کیا کرتی تھی۔ آپ نے نوے عورتوں سے یکے بعد دیگرے نکاح فرمایا۔ امام حسن رضی اللہ عنہ سے کہا گیا ہم دیکھتے ہیں کہ آپ کسی سائل کو خالی واپس نہیں کرتے ہیں اگرچہ آپ کے پاس کوئی شئ نہ ہو۔

آپ نے فرمایا۔ میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں اور اس کی عطا میں رغبت کرتا ہوں۔ مجھے شرم آتی ہے کہ خود سائل ہوں اور اگر میرے پاس سائل آئے تو اسے خالی واپس کروں۔ اللہ تعالیٰ نے میری یہ عادت بنا رکھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ عہد کیا ہے کہ وہ میرے اوپر اپنی نعمتوں کے دریا بہائے گا اور میں نے اس سے عہد کیا ہے کہ میں لوگوں پر نعمتوں کے دریا بہادوں گا۔ مجھے ڈر ہے کہ اگر میں یہ عادت ختم کر دوں تو اللہ تعالیٰ مجھ سے اپنی عادت روک لے گا اور یہ اشعار پڑھے۔

اذا ما اتانی سائلٌ قلتُ مرحباً بمن	جب میرے پاس کوئی سائل آئے تو میں کہتا ہوں مرحبا!
فضله فرض عليّ معجّل ومن فضله	اس لئے کہ اس کو عطا کرنا مجھ پر فرض متجل ہے اور اس کو عطا
فضل علیٰ کل فاضلٍ وافضل ایام	کرنا ہر عطا کرنے والے کے لیے فضیلت ہے۔ انسان کا
الفتی حین یُسئل	افضل دن وہ ہے جس میں اس سے کوئی سوال کیا جائے

امام حسن رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے آپ کے پاس ایک شخص آیا اور صدقہ کا سوال کیا۔ آپ کے پاس کوئی شئ بھی نہ تھی۔ جس سے اپنی بھوک روک سکیں اور اس کو واپس کرنا بھی مناسب نہ سمجھا۔ سائل سے فرمایا کیا میں ایک شئ کی طرف تیری راہنمائی نہ کروں جس سے تجھے مال حاصل ہو؟ سائل نے کہا وہ کیا ہے؟ اس کی ضرور راہنمائی فرمائیں۔ آپ نے فرمایا خلیفہ کے پاس جاؤ، اس کی لڑکی فوت ہو چکی ہے اور وہ بہت غم ناک ہے جو شخص اس کی لڑکی کی فوتگی پر اظہار افسوس کرے وہ اس کی حوصلہ افزائی کرتا ہے اس طرح تجھے مال حاصل ہوگا۔ سائل نے کہا مجھے الفاظ یاد کرا دیں جو میں وہاں جا

کر کہوں۔آپ نے فرمایا۔

قُل لہ الحمد للہ الذی سترھا بجلوسك علی قبرھا ولا ھتکھا بجلو سھا علی قبرك۔

اسے کہو سب محامد اللہ کی ہیں جس نے آپ کا اس کی قبر پر بیٹھنے سے اس پر پردہ ڈالا اور آپ کی قبر پر اس کے بیٹھنے سے اس کا پردہ چاک نہ کیا یعنی اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ وہ پہلے فوت ہوگئی ورنہ اسے آپ کی قبر پر بے پردہ بیٹھنا ہوتا جو کسی صورت میں اچھا نہ تھا۔

سائل خلیفہ کے پاس گیا اور ان الفاظ کے ساتھ اظہارِ افسوس کیا۔خلیفہ نے یہ الفاظ سنے اور اس کا سارا غم جاتا رہا اور سائل کو انعام دینے کا حکم کیا اور سائل سے کہا تجھے اللہ کی قسم ہے کیا یہ کلام تیرا ہے؟ سائل نے کہا نہیں یہ کلام فلاں بزرگ کا ہے۔

خلیفہ نے کہا۔تو سچ کہتا ہے کیونکہ وہ فصیح کلام کی کان ہیں۔اور اسے مزید انعام عطا کیا۔''الکنز المدفون'' میں اسی طرح ہے۔

امام حسن رضی اللہ عنہ کا وظیفہ

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جانب سے سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو ایک لاکھ درہم وظیفہ ملا کرتا تھا۔امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک سال وظیفہ روک لیا جس کے باعث آپ کو سخت تکلیف پہنچی۔امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے دوات لی تا کہ معاویہ کو خط لکھوں اور اسے وظیفہ یاد کراؤں۔پھر میں رُک گیا۔خواب میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے فرمایا۔حسن کیا حال ہے؟

میں نے عرض کیا ابا جان! بہت اچھا حال ہے اور آپ سے وظیفہ کی تاخیر کی شکایت عرض کی۔

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔آپ نے قلم دوات منگائی تھی تا کہ اپنی جیسی مخلوق کو خط لکھیں اور اسے وظیفہ یاد دلائیں۔

میں نے عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ! پھر کیا کروں؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔حسن یہ کہو۔

اللّٰهم اقذف في قلبي رجاءك واقطع رجائي عمّن سواك حتّٰى لاارجواحدًا غيرك اللّٰهم ماضعفت عنه قوّتي وقصر عنه عملي ولم تنته اليه رغبتي ولم تبلغه مسئلتي ولم يجرعلى لساني مما اعطيت احدًا من الاوّلين والاٰخرين من اليقين فخصني به يا ارحم الراحمين۔

اے اللہ میرے دل میں اپنی اُمید ڈال دے اور اپنے غیر سے میری اُمیدیں قطع کر دے حتیٰ کہ تیرے سوا میں کسی سے اُمید نہ کروں اے اللہ! جس سے میری قوت کمزور اور اس سے میرا عمل قاصر ہے اور وہاں تک میری خواہش نہیں پہنچ سکی اور نہ ہی اس تک میرے سوال کو رسائی ہوئی اور نہ میری زبان پر وہ یقین جاری ہوا جو تُو نے پہلے اور پچھلے لوگوں کو عطا کیا ہے پس کے ساتھ مجھے مخصوص فرما! یاارحم الراحمین۔

امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اللہ کی قسم میں نے یہ ایک ہفتہ ہی پڑھا تھا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اڑھائی لاکھ درہم بھیج دیئے۔ میں نے کہا اللہ کی حمد ہے جو اس کو یاد کرے وہ اسے نہیں بھولتا جو اس سے دُعا کرے وہ اسے ناامید واپس نہیں کرتا۔ اس کے بعد میں نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے فرمایا حسن کیا حال ہے؟ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! بہت اچھا حال ہے۔ اور میں نے سارا واقعہ عرض کیا۔

سرکار نے فرمایا۔ حسن میرے پیارے بیٹے خالق کائنات سے اس طرح اُمید رکھنا چاہیے۔ اور مخلوق سے اُمید نہ کرو۔ اجھوری نے ''مشارق الانوار'' میں اسے ذکر کیا ہے امام حسن رضی اللہ عنہ نے تیرہ احادیث روایت کی ہیں۔ اسی طرح مسامرات میں ہے امام حسن رضی اللہ عنہ کا کاتب عبداللہ بن ابورافع تھا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

امام حسن رضی اللہ عنہ کا مرض اور وفات

ابوعلی فضل بن حسن طبری نے اپنی کتاب ''اعلام الوریٰ'' میں ذکر کیا کہ حضرت امام حسن اور امیر معاویہ کے درمیان جب صلح مکمل ہوگئی اور امام حسن رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ تشریف لے گئے وہاں دس سال اقامت فرمائی اور ان کی بیوی جعدہ بنت اشعث بن قیس کندی نے آپ کو زہر پلا دیا تو آپ چالیس روز بیمار رہے۔ یزید نے اس عورت کو ایک لاکھ درہم کے عوض زہر دینے پر آمادہ کیا تھا اور اس سے یہ شرط طے کی تھی کہ وہ اس عورت سے نکاح کرلے گا۔ جب امام حسن رضی اللہ عنہ وفات فرما گئے تو اس نے یزید

کو ایفائے عہد کا پیغام بھیجا۔ یزید نے جواب دیا حسن کے پاس رہنے کے لیے ہم تجھ پر خوش نہ تھے اپنے پاس رکھنے کے لیے ہم تجھے کیسے پسند کریں۔ حافظ ابو نعیم نے حلیہ میں ذکر کیا جب امام حسن رضی اللہ عنہ کو تکلیف زیادہ ہوگئی تو فرمایا میرا بسترہ مکان کے صحن میں لے جاؤ تا کہ میں ملکوتِ سماوات یعنی آیات میں تفکر کروں، جب ان کو صحن میں لے گئے تو فرمایا اے اللہ! سب سے عزیز تر میرے نزدیک یہ ہے کہ میں تیرے پاس رہوں۔ عمر بن اسحاق سے روایت ہے انہوں نے کہا میں اور ایک دوسرا شخص امام حسن رضی اللہ عنہ کی بیمار پرسی کے لئے گئے تو انہوں نے فرمایا سوال کر دکیا چاہتے ہو للہ؟ اس شخص نے کہا اللہ تعالیٰ آپ کو صحت دے گا تو پھر آپ سے سوال کروں گا۔ امام حسن نے کہا میرا جگر ٹکڑے ٹکڑے ہو رہا ہے۔ میں نے کئی دفعہ زہر پیا ہے مگر اس دفعہ جو زہر پیا ہے ایسا سخت زہر پہلے کبھی مجھے نہیں دیا گیا، پھر میں دوسرے روز گیا تو امام حسین رضی اللہ عنہ ان کے سر کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا اے میرے بھائی کس نے آپ کو زہر دیا ہے فرمایا کیوں؟ اسے قتل کرو گے؟

امام حسین نے کہا۔ جی ہاں!

فرمایا۔ اگر زہر دینے والا وہی شخص ہے۔ جس کے متعلق میرا گمان ہے تو اللہ کا عذاب اور انتقام بہت سخت ہے اور اگر وہ نہیں ہے تو میں نہیں پسند کرتا کہ میرے بدلہ میں ایک بے گناہ کو قتل کر دیا جائے۔ روایت ہے کہ جب امام حسن رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب ہوا تو انہوں نے اپنے بھائی امام حسین رضی اللہ عنہ سے کہا اے میرے بھائی میری وفات قریب ہے اور آپ سے میرے فراق کا وقت آ گیا ہے میں اپنے رب سے ملنے والا ہوں، میں دیکھتا ہوں کہ میرا جگر پارہ پارہ ہو رہا ہے میں جانتا ہوں کہ میں کہاں جانے والا ہوں۔ میں اللہ تعالیٰ کے پاس اس شخص سے مخاصمت کروں گا آپ نے پچاس یا انچاس ہجری کو پانچ ربیع الاوّل میں وفات پائی۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط

سعید بن عاص رضی اللہ عنہ نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھی، کیونکہ اس وقت مدینہ منورہ میں امیر معاویہ کی طرف سے وہی حاکم مقرر تھے۔ جنت البقیع میں اپنی دادی فاطمہ بنت اسد کے پاس مدفون ہوئے اس وقت آپ کی عمر شریف ۴۷ برس تھی آپ کی خلافت کی مدت صرف چھ ماہ پانچ روز تھی۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد

ابن خشاب نے کہا کہ امام حسن رضی اللہ عنہ کے گیارہ بیٹے اور ایک بیٹی تھی اور وہ عبداللہ، قاسم، حسن، زید، عمر، عبداللہ، عبدالرحمن، احمد، اسماعیل، حسین اور عقیل ہیں اور صاحبزادی کا نام فاطمہ ہے۔ ان کی کنیت اُم حسن ہے۔ یہ محمد بن باقر بن علی کی والدہ ہیں۔

شیخ ابوعبداللہ محمد بن نعمان نے ''ارشاد'' میں ذکر کیا کہ امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی اولاد پندرہ لڑکے اور لڑکیاں تھیں اور وہ زید اور ان کی دو بہنیں، اُم الحسن اور اُم الحسیں جن کی والدہ اُم بشر بنت ابومسعود، عقبہ بن عمرو بن ثعلبہ خزرجیہ ہے۔

۲۔ حسن: ان کی والدہ خولہ بنت فزاریہ ہے۔

۳۔ عمر اور ان کا بھائی قاسم اور عبداللہ ان کی والدہ اُم ولد ہے۔ یہ تینوں اپنے چچا امام حسین بن علی کے سامنے کربلا میں شہید ہوئے۔

۴۔ عبدالرحمن ان کی والدہ اُم ولد ہے۔

۵۔ حسین جن کا لقب اثرم ہے اور ان کے بھائی طلحہ اور ان دونوں کی بہن فاطمہ ان سب کی والدہ اُم اسحاق بنت طلحہ بن عبداللہ ہے۔ اُم عبداللہ، فاطمہ، اُم سلمہ اور رقیہ یہ تمام امام حسن کی صاحبزادیاں ہیں جو مختلف اُم ولدہ کے بطون سے ہیں۔ شیخ کمال الدین بن طلحہ نے کہا امام حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے دونوں صاحبزادوں حسن اور زید کے سوا کوئی زندہ باقی نہ رہا۔

حضرت زید اور حسن رضی اللہ عنہما

حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے دو صاحبزادے زید اور حسن زندہ باقی رہے حضرت زید رضی اللہ عنہ صدقاتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے متولی تھے، وہ جلیل القدر کریم الطبع، طیب النفس اور بہت نیک تھے۔ بڑے بڑے شعراء نے ان کی تعریف اور مدح وثناء کی ہے۔ لوگ دور دراز سے آ کر ان سے استفادہ کرتے تھے ان کا لقب ''ابلج'' تھا اور وہ سیّدہ نفیسہ بنت سید حسن انور کے دادا ہیں۔ مؤرخین نے ذکر کیا ہے کہ جب سلیمان بن عبدالملک خلیفہ منتخب ہوا تو اس نے مدینہ منورہ میں مقرر کردہ حاکم کو یہ خط لکھا۔ امابعد!

"جب تمہارے پاس یہ خط پہنچے تو زید بن حسن کو صدقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معزول کردو اور ان کی قوم سے کسی اور شخص کو متوتی مقرر کردو اور اس نے اس کا نام بھی ذکر کیا۔"

جب خلافت حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے سپرد ہوئی تو انہوں نے مدینہ منورہ کے حاکم کو یہ خط لکھا۔

"اما بعد! زید بن حسن بنو ہاشم کے سردار اور صاحب حق ہیں جب تمہارے پاس میرا خط پہنچے تو صدقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے حوالے کردو اور وہ تم سے جو بھی مدد چاہیں ان کی پوری اعانت کرو۔"

یہ صدقات سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت علی اور عباس رضی اللہ عنہما کے قبضہ میں تھے۔ معمر نے کہا ان پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے غلبہ کرلیا وہ صرف ان کے قبضہ میں رہے، ان کے بعد امام حسن پھر امام حسین پھر علی بن حسین پھر حسن بن حسن پھر زید بن حسن پھر عبداللہ بن حسن رضی اللہ عنہم کے قبضہ میں رہے۔ ان کے بعد بنو عباس متوتی مقرر ہوئے۔ حضرت زید بن حسن کے بارے میں محمد بن بشر خارجی نے کہا۔

وزید" ربیع الناس فی کل شتوۃ	ہر سردی میں زید لوگوں کے لیے موسم ربیع ہیں
اذا اختلفت ابراقها ورعو دُها	جب کہ اس کی چمکیں اور کڑکیں باہم مختلف ہوں وہ
حمول لاشتات الدّیات کانّه	مختلف دیات کے متحمل ہیں گویا وہ اندھیری راتوں کے
سراج الدجی قد قارنتها سعودها	چراغ ہیں جن کی برکتیں ان سے مقارن ہیں۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ ۱۲۰ھ میں فوت ہوئے ان کی عمر شریف نوے برس تھی شاعروں کی ایک جماعت نے ان کی مرثیہ خوانی کی ہے۔ ان میں سے قدامہ بن موسی الجمحی کہتے ہیں ۔

فان یك زید غالت الارض شخصه	اور اگر زید کے جسم کو زمین نے سرقہ کرلیا ہے تو بے
فقد کان معروف" هناك وجود"	شک وہاں ان کا وجود معروف ہے اور اگر وہ قبر کے
وان یك امسی رهن رمسٍ فقد	مرہون ہو چکے ہیں تو بے شک وہ ان کی جگہ ہے اور
ثویٰ به وهو محمود الفعال حمید"	حال یہ ہے کہ ان کے تمام فعل قابل ستائش ہیں وہ
سریع الی المضطرّ یعلم انه	محتاج کی طرف جلد جاتے ہیں جب کہ وہ یہ جانتے
سیطلبه	ہیں کہ وہ عنقریب مال طلب کرے گا پھر واپس

المعروف ثم یعود ولیس بعوّالٍ
وقد حطّ رحله لملتمسٍ یرجوه
این ترید اذا قصر الوعد الدنّی
سما بہ الی المجد آباءٍ سیّد قام
سید" کریم فیبنی مجدھم
ویشید۔

چلا جائے گا وہ اُمیدوار شخص کو یہ نہیں کہتے کہ تم کہاں کا ارادہ کرتے ہو جبکہ وہ ان کے پاس اقامت کرے جب وہ قریبی وعدہ سے قاصر ہوں (ایفا نہ کرسکیں، تو اسے اپنے آباء واجداد کے حوالے کردیتے ہیں جب ان میں سے کوئی سردار فوت ہوجائے تو دوسرا کریم سردار کھڑا ہو جاتا ہے وہ ان کی بزرگی کی بنیاد مضبوط کرتا ہے۔

''صاحب فصول مہمہ'' نے کہا حضرت زید رضی اللہ عنہ فوت ہوگئے اور امامت کا دعویٰ نہ کیا اور نہ ہی شیعوں وغیرہ مین سے کسی نے ان کی امامت کا دعویٰ کیا ہے کیونکہ شیعہ امامی ہیں یا زیدی ہیں۔ امامی شیعہ امامت میں نصوص پر اعتماد کرتے ہیں۔ اور وہ بالاتفاق حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد میں معدوم ہیں اور ان میں سے کسی نے اپنی ذات کے لئے امامت کا دعویٰ ہی نہیں کیا تو اس میں ارتیاب کیسے واقع ہوگا اور زیدی شیعہ حضرت علی، امام حسن وحسین رضی اللہ عنہم کے بعد امامت کے دعویٰ اور اجتہاد کے قائل ہیں اور یہ زید بن حسن، بنوامیّہ سے صلح کرچکے تھے اور ان کی طرف سے ان کے احکام کے پابند تھے ان کی رائے اور خیال میں دشمنوں کی پیروی ان کی تالیف اور ان کے ساتھ باہم میل جول درست ہے۔ اور یہ بھی زیدیہ کے نزدیک علاماتِ امامت سے خارج ہے اور زید کلیتہً امامت سے خارج ہے۔

حضرت حسن مثنیٰ رضی اللہ عنہ

حسن بن حسن جن کو حسن مثنیٰ کا لقب دیا گیا ہے وہ جلیل القدر مہیب، فاضل، رئیس اور نہایت درجہ کے متقی اور پرہیزگار تھے۔ وہ حضرت امیر المومنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے صدقات کے ولی تھے۔

ایک دن آپ حجاج کے پاس تشریف لے گئے جب کہ وہ مدینہ منورہ کا حاکم تھا۔ حجاج نے کہا حسن اپنے چچا کو ان کے باپ کے صدقات کی دیکھ بھال کے لیے اپنے ساتھ شریک کرلو، کیونکہ وہ تمہارا چچا اور بزرگ ہے۔ حسن رضی اللہ عنہ نے کہا۔ حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب نے جو شرط لگائی ہے میں اسے کبھی تبدیل نہیں کروں گا اور جس کو انہوں نے صدقات میں دخیل نہیں کیا مَیں اسے کبھی صدقات میں داخل نہ ہونے دوں گا۔

حجاج نے کہا۔ میں اسے تمہارے ساتھ جبراً داخل کروں گا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ رُک

گئے اور مدینہ منورہ چھوڑ کر عبدالملک کا قصد کرتے ہوئے شام روانہ ہوگئے جب شام پہنچے اور عبدالملک کے دروازہ پر کھڑے تھے تا کہ عبدالملک کے پاس جانے کی اجازت طلب کریں تو وہاں یحیٰ بن اُم الحکم بھی موجود تھے۔اس نے سلام کہا اور کہا آپ کس لئے تشریف لائے ہیں۔آپ نے سارا واقعہ بیان کیا۔

یحیٰ بن اُم الحکم نے کہا۔ پہلے میں عبدالملک کے پاس جاتا ہوں بعد میں آپ تشریف لائیں اور عبدالملک سے گفتگو کریں اور سارا قصہ بیان کریں۔ پھر دیکھیں میں آپ کے ساتھ کیا کرتا ہوں۔انشاء اللہ میں آپ کو پورا انصاف دلواؤں گا۔

یحیٰ اندر چلے گئے اس کے بعد حسن مثنٰی رضی اللہ عنہ بھی تشریف لے گئے۔ جب عبدالملک نے آپ کو دیکھا تو مرحبا کہا۔امام حسن مثنٰی کے بال سفید تھے عبدالملک نے کہا ابا محمد بال تو بہت جلد سفید ہوگئے ہیں۔یحیٰ نے فوراً کہا امیر المومنین! بالوں کے سفید ہونے کو کون سی شئے مانع ہے۔اہلِ عراق کی خواہشات نے ان کو بوڑھا کر دیا ہے وہاں سے ہر سال یکے بعد دیگرے قافلے جاتے ہیں اور ان کو خلافت کی خواہش دلاتے ہیں۔امام حسن مثنٰی نے کہا۔ یہ بہت بُری موافقت ہے ایسی بات ہرگز نہیں ہے لیکن ہم اہل بیت ہیں ہم پر بڑھاپا بہت جلد آتا ہے۔

عبدالملک آپ کا کلام سُن رہا تھا وہ آپ کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا کوئی حرج نہیں فرمایئے کیسے تشریف لائے۔آپ نے حجاج کا سارا کلام ذکر کیا۔عبدالملک نے کہا حجاج کو اس میں ہرگز اختیار نہیں اور حجاج کے نام خط لکھا جس میں اس کو خوب زجر اور ڈانٹ ڈپٹ کی۔عبدالملک نے حسن رضی اللہ عنہ کو کثیر مال و متاع دے کر بڑے احترام اور اعزاز کے ساتھ مدینہ منورہ کی طرف روانہ کیا۔جب حسن رضی اللہ عنہ عبدالملک سے ملاقات کے بعد باہر تشریف لائے تو یحیٰ ان کے پاس گئے اور کہا۔دیکھا میں نے آپ کو کتنا فائدہ پہنچایا ہے۔حسن رضی اللہ عنہ نے کہا۔اللہ کی قسم میں اس بارے میں تجھ کو عتاب و ملامت کرتا ہوں۔

یحیٰ نے کہا۔آپ جیسے فرمائیں بجا ہے۔اللہ کی قسم مَیں آپ کے نفع میں ہرگز کمی نہ کروں گا اور نہ ہی آپ کو کسی قسم کی تکلیف اٹھانے دوں گا۔اگر میں ایسی بات نہ کرتا تو عبدالملک آپ سے نہ ڈرتا اور نہ ہی آپ کی حاجت پوری کرتا، آپ میری بات یاد رکھیں۔

امام حسن بن حسن رضی اللہ عنہ کی شادی

فصول مہمہ اور اغانی میں روایت ہے کہ حضرت امام حسن بن حسن رضی اللہ عنہما نے اپنے چچا امام حسین رضی اللہ عنہ کی دو صاحبزادیوں فاطمہ اور سکینہ میں سے کسی ایک کے ساتھ نکاح کی خواہش کی۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے بیٹے دونوں میں سے جو آپ کو زیادہ اچھی لگتی ہے اس سے میں آپ کا نکاح کر دیتا ہوں آپ خود پسند کر لیں، حضرت حسن رضی اللہ عنہ حیاء کرتے ہوئے خاموش ہو گئے اور جواب نہ دیا۔ آپ کے چچا امام حسین رضی اللہ عنہ نے کہا۔ میں آپ کے لیے اپنی فاطمہ پسند کرتا ہوں ۔ یہ میری والدہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت مشابہ ہے اور آپ کا نکاح ان کے ساتھ کر دیا۔ حضرت امام حسن بن حسن اپنے چچا امام حسین کے ساتھ کربلا گئے۔ جب امام حسین رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے اور آپ کے خاندان کے باقی افراد قید کیے گئے اور ان میں حسن بن حسن بھی قیدی بنا لئے گئے تو اسماء بن خارجہ آیا اور حسن رضی اللہ عنہ کو قیدیوں سے نکال کر لے گیا اور کہنے لگا اللہ کی قسم ان کو ابن خولہ تک نہیں جانے دیا جائے گا۔

امام حسن بن حسن رضی اللہ عنہما کی وفات

امام حسن مثنیٰ رضی اللہ عنہ ۹۷ ہجری میں فوت ہوئے جب کہ ان کی عمر شریف ۸۵ برس تھی۔ اس وقت ان کے بھائی حضرت زید رضی اللہ عنہ بقید حیات تھے۔ انہوں نے اپنے مادرزاد بھائی ابراہیم بن محمد طلحہ رضی اللہ عنہ کو وصیت کی۔

آپ کی بیوی سیّدہ فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہما نے ان کی قبر شریف پر خیمہ نصب کیا اور وہاں رات بھر نماز پڑھتی رہتیں۔ اور دن کو روزہ سے ہوتیں۔ وہ اپنے جمال و خوبصورتی کے باعث جنت کی حوروں کے مشابہ تھیں۔ جب سارا سال گزر گیا تو اپنے خادموں سے فرمایا جب رات کو اندھیرا ہو جائے تو اس خیمہ کو یہاں سے اٹھا لے جاؤ چنانچہ جب اندھیرا ہوا اور خادموں نے خیمہ اٹھایا تو سیدہ رضی اللہ عنہ نے یہ آواز سنی کہ جس کو گم پایا تھا اس کو ساتھ لے کر جا رہے ہو؟ دوسرے شخص نے جواب دیا

بلکہ نا اُمید ہو کر واپس جا رہے ہیں۔ حضرت امام حسن مثنّیٰ رضی اللہ عنہ نے چار افراد باقی چھوڑے۔
۱۔ حضرت عبداللہ محض ۔۲۔ ابراہیم قمر ۔۳۔ حسن مثلّث اوران کی والدہ فاطمہ بنت حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم ہے۔ داؤد اور جعفر کی والدہ اُم ولد ہے جس کو حبیبہ کہا جاتا ہے۔ اسی طرح بحرِ انساب میں ہے۔

....

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَاِمَامِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاھِرِیْنَ وَ اَصْحَابِہِ الْکَامِلِیْنَ الْوَاصِلِیْنَ۔

شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی رحمۃ اللہ علیہ محدث کبیر
جامعہ سراجیہ رسولیہ رضویہ اعظم آباد، فیصل آباد
۱۷۔ شعبان المعظم ۱۴۰۲ھ فیصل آباد

فہرست

فصل اوّل

فصل دوم

......ختم شد......

تفہیم البخاری

شرح

صحیح البخاری

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے گیارہ جلدوں میں منظر عام پر ہے

تحریر و تالیف:

شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی رحمۃ اللہ علیہ محدث کبیر

جامعہ سراجیہ رسولیہ رضویہ اعظم آباد، فیصل آباد

ناشر صاحبزادہ محمد حبیب الرحمن رضوی

تفہیم البخاری پبلیکیشنز P-41 سنت پورہ فیصل آباد

Mob:0300-9650272
Fax:+92-41-2643623

نُورِ نگاہِ چشمِ رس

تابندگیٔ اَوجِ اِ

الت ہے فاطمہ

امت ہے فاطمہ

نُورِ نگاہِ چشمِ رسالت ہے فاطمہ

تابندگیٔ اَوجِ اِمامت ہے فاطمہ